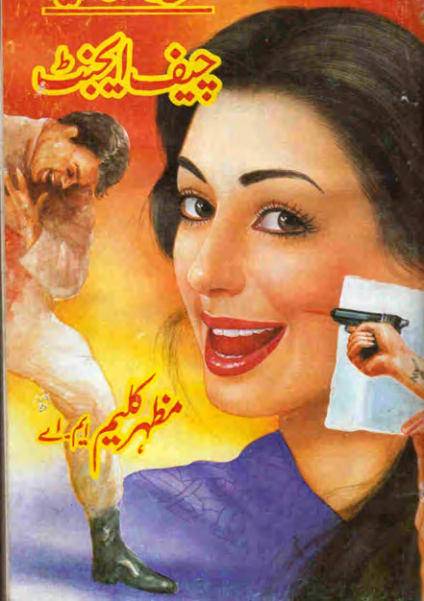


عراق حسین

چیف ایجنٹ

منظہر کلیم ایم۔ اے



# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! نیا ناول "چیف لمبٹنٹ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول عمران اور کرنل فریدی کا مشترکہ کارنامہ ہے لیکن اس ناول میں بین الاقوامی دہشت گرد تنظیم "ریڈ واٹر" اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف تمام تر جدوجہد صرف ایک لمبٹنٹ نے کی ہے۔ ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ انتہائی خوفناک اور انتہائی قیامت خیز ثابت ہوا اور اس اکیلے لمبٹنٹ کی کارکردگی اور ذہانت اس سطح پر پہنچ گئی کہ کرنل فریدی جیسا عظیم جاسوس بھی اسے غراں محسوس پیش کرنے پر مجبور ہو گیا۔ یہ لمبٹنٹ کون تھا اور اس کا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق تھا۔ اس کی تفصیل تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہوگی لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ان قارئین کو بھی جو انتہائی تیز رفتار ایکشن پسند کرتے ہیں اور ان قارئین کو بھی جنہیں ایکشن سے زیادہ سسپنس پسند آتا ہے اور ان قارئین کو بھی جو لمحہ بدلنے ہوئے ڈرامائی واقعات کو ناول کی جان سمجھتے ہیں یقیناً پسند آئے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ناول پڑھنے کے بعد آپ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں گے۔ البتہ ناول پڑھنے سے پہلے حسب دستور اپنے خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچ ٹیٹھ قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جہودی یا فنی مطابقت قطعی انتہائی ہوگی جس کے لئے پبلیشرز مسنفٹ پرنٹر تحفہ نامہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- اشرف قریشی

یوسف قریشی -----

پرنٹر ----- محمد یونس

طابع ----- ندیم یونس پرنٹر زلاہور

قیمت ----- 60/- روپے



کر لیں۔ اور لگی سے محمد علی قریشی لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناول ہمیں بے حد پسند ہیں۔ نجانے آپ کے قلم میں وہ کون سا اعجاز ہے کہ مطالعہ کے بعد بھی گھنٹوں ہمیں اپنی گرفت میں لئے رکھتا ہے۔ البتہ منہ کا مزہ اس وقت کڑوا ہو جاتا ہے جب ناولوں میں کوئی غلطی سامنے آتی ہے۔ گو یہ کتابت کی غلطی ہوتی ہے لیکن بہر حال منہ کا ذائقہ تو کڑوا ہو ہی جاتا ہے۔ اس لئے آپ ایسا ناول لکھا کریں جو ہر قسم کی غلطیوں سے مبرا ہو۔“

محترم محمد علی قریشی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک کتابت کی غلطیوں کا تعلق ہے تو ہماری تو ہر لحاظ سے یہی کوشش ہوتی ہے کہ ناول میں کم سے کم غلطیاں ہوں اور اس کے لئے ایک بار نہیں بلکہ تین بار ناول کی پروف ریڈنگ کی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود کوئی نہ کوئی غلطی رہ جاتی ہے جو کتاب چھپنے کے بعد جب سامنے آتی ہے تو آپ کا کیا ہمارے بھی منہ کا ذائقہ کڑوا ہو جاتا۔ بہر حال کوشش جاری رہے گی کیونکہ انسان کا کام تو کوشش کرنا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

رحیم یار خان سے طیب عدیل لکھتے ہیں۔ ”طویل عرصے سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔ آپ کے ناول اس کریڈٹ کے مستحق ہیں کہ آپ کے ناولوں کو سکول کے طالب علموں سے لے کر بڑی عمر کے لوگ یکساں ذوق شوق سے پڑھتے ہیں اور آپ کے ناول بڑے مثبت انداز میں نوجوانوں کے اخلاق کی تعمیر میں معاون ثابت ہو رہے

ہیں۔ آپ کا ناول ”پاور بمبجٹ“ بے حد پسند آیا۔ اس میں ایک کردار مارسیلا کا سامنے آیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ناول کے آخر میں یہ خوشخبری ضرور ملے گی کہ مارسیلا کو سیکرٹ سروس کا ممبر بنایا گیا ہے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا حالانکہ مجھے یقین ہے کہ بے شمار قارئین کی رائے یہی ہوگی اور آپ قارئین کی رائے کا ضرور احترام کریں گے۔“

محترم طیب عدیل صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ مارسیلا کا کردار واقعی قارئین کو بے حد پسند آیا اور خاصی تعداد میں قارئین نے اپنے خطوط میں اس بات پر اصرار کیا کہ اسے مستقل کردار کے طور پر سامنے لایا جائے لیکن محترم، ایسے کردار تو تقریباً ہر ناول میں سامنے آتے رہتے ہیں۔ اگر ان سب کو سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا جائے تو شاید سیکرٹ سروس ایک باقاعدہ فوج میں تبدیل ہو جائے گی۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ نئے سے نئے اور دلچسپ کردار سامنے آتے رہیں تاکہ ناولوں میں تنوع کے ساتھ ساتھ دلچسپی بھی قائم رہے۔ امید ہے آپ میری رائے سے ضرور اتفاق کریں گے۔

”دنیا پورے رائے تصور علی بابو لکھتے ہیں۔“ میں آپ کے ناولوں کا جنوں کی حد تک شیدائی ہوں، سہاں تک کہ میں آپ کے تمام ناول دس دس مرتبہ پڑھ چکا ہوں۔ آپ کا ناول ”سٹیک کھرز“ انتہائی شاندار ناول تھا۔ اس میں آپ نے جو انا اور ٹانگیر کو ایک بار پھر زندہ کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دوسرے سلسلوں کی طرح سٹیک کھرز

کے سلسلے کے ناول بھی آپ جلد از جلد لکھتے رہیں گے۔  
محترم رائے تصور علی بابو صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ سنیک کھر ز واقعی قارئین کو بے حد پسند آیا اور بے شمار قارئین نے تو یہ فرمائش کی ہے کہ میں دوسرے سلسلوں پر اس سلسلے کو ترجیح دوں اور مسلسل سنیک کھر ز کے سلسلے کے ہی ناول لکھوں۔ یہ بات ظاہر ہے انتہائی پسندیدگی کی دلیل ہے۔ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ اس سلسلے کو دوسرے سلسلوں کے ساتھ ساتھ جاری رکھوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام  
مظہر کلیم ایم اے

گریٹ لینڈز کے بین الاقوامی ایئر پورٹ پر بادجو دشنید سردی کے حسب معمول بے پناہ گہما گہمی تھی۔ یہ ایسا ایئر پورٹ تھا جہاں ہر دس منٹ بعد کوئی نہ کوئی بین الاقوامی پرواز لینڈ کرتی اور فلاحی کرتی رہتی تھی۔ مقامی پروازیں ان کے علاوہ تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں چوبیس گھنٹے میلے کا سماں رہتا تھا۔ پبلک لاؤنج میں اس وقت دنیا کی تقریباً ہر قومیت کی عورتیں اور مرد موجود تھے۔ مخصوص سپیکروں پر فلائٹس کے اعلانات مسلسل ہو رہے تھے اور دیواروں پر موجود بڑی بڑی سکرینوں پر کمپیوٹر کی مدد سے پروازوں کے سلسلے میں تازہ ترین اطلاعات مسلسل مہیا کی جا رہی تھیں۔ پبلک لاؤنج بے حد وسیع و عریض تھا اور اس کی سجاوٹ انتہائی شاندار تھی۔ گریٹ لینڈز ایئر پورٹ کا عملہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ مستعد، فرض شناس اور بااخلاق سمجھا جاتا تھا اور یہ بات تھی بھی حقیقت۔ عملہ مسافروں کی

سہولت کے لئے انتہائی مستعدی سے کام کرتا تھا۔ اس وقت بھی عملہ مسلسل کام میں مصروف تھا۔ تقریباً ہر ڈیسک پر موجود عملہ مسافروں کے مسائل حل کرنے کے لئے کام کر رہا تھا۔ پبلک لاؤنج کے ایک کونے میں گریٹ لینڈ کی سپیشل انتیلی جنس کے شعبہ فارن سروس کی چیف ایجنٹ ماہ نقا عرف ملیکا جینز اور جیکٹ میں ملبوس دیوار سے پشت لگائے خاموش کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ایک نوجوان کھڑا تھا جس کے جسم پر سوٹ تھا۔ ماہ نقا انشیا ہی تھی جبکہ یہ نوجوان گریٹ لینڈ کا باشندہ تھا۔

”مادام ملیکا۔ کیا یہ آدمی جسے ہم نے چیک کرنا ہے کوئی ایسی خطرناک شخصیت ہے جس کے لئے چیف نے خصوصی طور پر آپ کو یہاں بھیجا ہے؟“ اس نوجوان نے اچانک ملیکا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ گستا تو ایسا ہی ہے۔ بہر حال دیکھو..... ملیکا نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا اور نوجوان خاموش ہو گیا۔

”اوہ مادام۔ کافرستان کی فلائٹ لینڈ کر گئی ہے؟“ نوجوان نے کہا۔

”جا کر چیکنگ کاؤنٹر پر ٹھہر اور جیسے ہی ہماری مطلوبہ شخصیت کے کاغذات چیک ہوں۔ تم نے مجھے اشارہ کر دینا ہے۔“ ملیکا نے نوجوان سے کہا۔

”کیس مادام.....“ نوجوان نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چیکنگ کاؤنٹر

کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ ملیکا خاموش اور مطمئن انداز میں کھڑی رہی۔ کافرستان سے آنے والی فلائٹ کے مسافر اب چیکنگ کاؤنٹر پر پہنچنے لگ گئے تھے جن میں مرد بھی تھے اور خواتین بھی۔ ملیکا کا اسسٹنٹ جس کا نام برائن تھا کاؤنٹر کے قریب کھڑا تھا۔ ملیکا کی نظروں برائن پر تھیں لیکن برائن خاموش کھڑا تھا اور پھر آہستہ آہستہ فلائٹ کے سب مسافر چیکنگ کاؤنٹر سے گزر گئے لیکن برائن نے اشارہ نہ کیا حتیٰ کہ وہاں کھڑا کابور ڈلگ گیا تو ملیکا تیزی سے چیکنگ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

”کیا ہوا برائن۔ وہ مسافر نہیں آیا.....“ ملیکا نے برائن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نومادام، میں نے مسلسل چیک کیا ہے.....“ برائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیلو مسٹر، کافرستان سے آنے والی فلائٹ کے تمام مسافر اسی کاؤنٹر سے کراس کرتے ہیں یا کوئی اور کاؤنٹر بھی کام کرتا ہے؟“ ملیکا نے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے عملے کے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تمام مسافر ہمیں سے کراس کرتے ہیں مادام.....“ کاؤنٹر کنٹرولر نے انتہائی بااخلاق لہجے میں کہا۔

”کافرستان سے ایک صاحب قاسم نام کے مسافروں میں شامل تھے۔ ہم نے ان سے ملاقات کرنی تھی لیکن وہ نہیں آئے.....“ ملیکا نے کہا۔

”میں چیک کر کے بتاتا ہوں مادام“..... کاؤنٹر کنٹرولر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر موجود کمپیوٹر کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔

”اوہ مادام۔ آپ کے مطلوبہ مسافر تو وی آئی بی شخصیت ہیں، وہ تو وی آئی بی گیسٹ سے گزرے ہوں گے“..... کاؤنٹر کنٹرولر نے کہا تو ملیکا اور برائٹ دونوں بے اختیار چوک پڑے۔

”وی آئی بی شخصیت۔ اوہ نہیں ایسا نہیں ہے“..... ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں کمپیوٹر میں تو باقاعدہ ان کے نام کے ساتھ وی آئی بی درج ہے مادام، آپ وی آئی بی سیکشن سے معلوم کر لیں۔ ٹھہریں میں معلوم کر دیتا ہوں ورنہ آپ کو وہاں جانے میں کافی لمبا جکر کاٹنا پڑے گا۔“ کاؤنٹر کنٹرولر نے انتہائی اخلاق بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ پڑے انٹر کام کار سیور اٹھا کر اس نے جند بنن پریس کر دیئے۔

”راہٹ بول رہا ہوں فارن چیننگ کاؤنٹر سے۔ کافرستان کی فلائٹ سے ایک وی آئی بی مسافر قاسم نے آنا تھا۔ کیا وہ آئے ہیں یا نہیں“..... کاؤنٹر کنٹرولر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سنتا رہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”وہ واقعی وی آئی بی شخصیت ہیں مادام۔ سیٹھ قاسم کافرستان کے سب سے بڑے عاصم انڈسٹریل گروپ کے منیجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ ان کے استقبال کے لئے تو وی آئی بی لائونج میں گرسٹ لینڈ کے بڑے

بڑے صنعت کار موجود تھے۔ وہ چلے گئے ہیں“..... کاؤنٹر کنٹرولر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ شکریہ“..... ملیکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گئی اس کے پیچھے برائٹ بھی مڑ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک لمبا جکر کاٹ کر وی آئی بی سیکشن میں پہنچ گئے۔ وہاں انکو اتری پر ایک خاتون موجود تھی۔

”فرمائیے مس“..... اس خاتون نے انتہائی بااخلاق لہجے میں ملیکا کے قریب جانے پر کہا۔

”ابھی کافرستانی فلائٹ سے ایک وی آئی بی شخصیت سیٹھ قاسم آئے ہیں۔ ہم ان سے ملاقات کرنی ہے۔ کیا کسی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کہاں ٹھہرے ہیں“..... ملیکا نے کہا۔

”ایک منٹ۔ میں معلوم کرتی ہوں“..... اس خاتون نے کہا اور ساتھ پڑے ہوئے فون کار سیور اٹھا کر اس کے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”مارتھی بول رہی ہوں۔ وی آئی بی شخصیت سیٹھ قاسم کہاں رہائش پذیر ہیں۔ معلوم ہو سکتا ہے“..... اس خاتون نے کہا اور دوسرے لہجے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ تو وہ تھے سیٹھ قاسم۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔“ نوجوان عورت نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”وہ رائل ہوٹل میں قیام پذیر ہیں مس۔ رائل ہوٹل کی ایک پوری منزل ان کے نام سے مستعمل طور پر مرک رہتی ہے۔ وہ جب بھی

آتے ہیں وہیں ٹھہرتے ہیں..... مارتھی نے ملیکا سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 "لیکن آپ حیران کس بات پر ہوئی تھیں۔ وی آئی پی شخصیت کے لئے رائل ہوٹل کو کوئی عجب تو نہیں ہے..... ملیکا نے کہا تو مارتھی بے اختیار مسکرا دی۔

"مس آپ نے انہیں دیکھا ہوا ہے..... مارتھی نے کہا تو ملیکا بے اختیار چونک پڑی۔

"نہیں۔ کیوں آپ نے یہ بات کیوں پوچھی..... ملیکا نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ بے پناہ موٹے ہیں۔ بے پناہ موٹے۔ یوں سمجھیے کہ دس ہاتھیوں سے بھی زیادہ موٹے اور انہوں نے جہاں ایک ہنگامہ سا برپا کر دیا تھا۔ کیونکہ ان کے استقبال کے لئے آنے والوں نے جب انہیں پھولوں کے گلدستے دیئے تو انہوں نے یہ گلدستے پھینک دیئے اور دھارنے لگے کہ ان کی تو بین کی گئی ہے کہ انہیں مصنوعی پھولوں کے گلدستے دیئے گئے ہیں۔ بڑی مشکل سے انہیں سنبھال گیا تھا۔ اس لئے جب دوسری طرف سے مجھے بتایا گیا کہ وہی سیٹھ قاسم تھے جن کے بارے میں معلومات میں حاصل کر رہی تھی تو میں حیران ہوئی تھی۔" مارتھی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ بہر حال اس تعاون کا شکریہ..... ملیکا نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گئی۔

"اب ہمیں رائل ہوٹل جانا ہوگا..... برائنٹ نے کہا۔

"ہاں اس سے ملنا ضروری ہے..... ملیکا نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایئر پورٹ سے نکل کر رائل ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر برائنٹ تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ملیکا بیٹھی ہوئی تھی۔

"مادام۔ کیا اس قدر موٹا آدمی چل پھر بھی سکتا ہے۔ مجھے تو یہ بات ناممکن لگتی ہے..... برائنٹ نے اچانک کہا تو ملیکا بے اختیار مسکرا دی۔

"اب یہ تو ملاقات پر بھی معلوم ہوگا کہ کیا وہ واقعی اس قدر موٹا ہے یا یہ کاؤنٹر گرل مارتھی مبالغے سے کام لے رہی تھی..... ملیکا نے جواب دیا اور برائنٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد ان کی کار رائل ہوٹل کی عظیم الشان عمارت کے کپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی اور پارکنگ میں جا کر رک گئی۔ ملیکا اور برائنٹ دونوں نیچے اترے۔ ہوائے سے پارکنگ کارڈ لیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ مین گیٹ پر موجود باوردی دربان نے ان دونوں کو سلام کیا اور پھر بڑے احترام سے دروازہ کھول دیا۔ رائل ہوٹل گرینڈ لینڈ کا سب سے بڑا اور سب سے مہنگا ہوٹل تھا اور یہاں صرف شاہی خاندانوں کے افراد، دوسرے مہموں کے برسر اقتدار حاکم اور بڑے بڑے صنعت کار اور سیٹھ ہی رہائش رکھتے تھے۔ ملیکا کو مارتھی نے بتایا تھا کہ اس ہوٹل کی ایک پڑوسی منزل سیٹھ قاسم کے لئے ہمیشہ ریزرو رہتی تھی تو وہ ذہنی طور پر

ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

”آئی ایم سوئی مس۔ آپ کی ملاقات مشکل ہے۔ بہر حال آپ ان کے سیکرٹری سے بات کر لیں۔“..... فوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور ڈسٹریکٹ کر دیئے۔

”سیٹھ قاسم صاحب کے سیکرٹری سے بات کرایئے۔“..... سپیشل پولیس کی انسپکٹریں ان سے بات کرنا چاہتی ہیں۔“..... کاؤنٹر مین نے کہا۔

”سر۔ میں ہال کاؤنٹر سے بول رہا ہوں۔ سپیشل پولیس کی انسپکٹریس یہاں موجود ہیں۔ وہ سیٹیج صاحب سے فوری ملاقات کی خواہشمند ہیں۔“..... کاؤنٹر مین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”جی اچھا۔“..... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کاؤنٹر مین نے کہا اور رسیور ملیکا کی طرف بڑھا دیا۔

"سیکرٹری صاحب آپ سے براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں۔"  
 کاؤنٹر میں نے کہا اور ملیکانے اثبات میں سر ہلادیا۔

”میں۔ ملیکا بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ ملیکا نے رسیور لیتے ہوئے کہا۔  
 ”مس میرا نام جوڑے اور میں سیٹھ قاسم صاحب کا گریڈ لینڈ  
 میں سیکرٹری ہوں۔ وہ تو اس وقت آرام کر رہے ہیں اور کم از کم چار  
 گھنٹوں سے پہلے وہ نہیں اٹھیں گے اور اس کے بعد مقامی صنعت  
 کاروں کے ساتھ ان کی کاروباری میٹنگ ہے۔ رات کو انہوں نے  
 ناپ کلاس کلب میں مقامی صنعت کاروں کی طرف سے اپنے اعزاز میں

"سیکرٹری صاحب آپ سے براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں۔"  
 کاؤنٹر مین نے کہا اور ملیکا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”میں۔ ملیکا بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ ملیکا نے رسیور لیتے ہوئے کہا۔  
 ”مس میرا نام جوڑے اور میں سیٹھ قاسم صاحب کا گریڈ لینڈ  
 میں سیکرٹری ہوں۔ وہ تو اس وقت آرام کر رہے ہیں اور کم از کم چار  
 گھنٹوں سے پہلے وہ نہیں اٹھیں گے اور اس کے بعد مقامی صنعت  
 کاروں کے ساتھ ان کی کاروباری میٹنگ ہے۔ رات کو انہوں نے  
 ناپ کلاس کلب میں مقامی صنعت کاروں کی طرف سے اپنے اعزاز میں

”میں۔ ملیکا بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ ملیکا نے رسیور لیتے ہوئے کہا۔  
 ”مس میرا نام جوڑے اور میں سیٹھ قاسم صاحب کا گریڈ لینڈ  
 میں سیکرٹری ہوں۔ وہ تو اس وقت آرام کر رہے ہیں اور کم از کم چار  
 گھنٹوں سے پہلے وہ نہیں اٹھیں گے اور اس کے بعد مقامی صنعت  
 کاروں کے ساتھ ان کی کاروباری میٹنگ ہے۔ رات کو انہوں نے  
 ناپ کلاس کلب میں مقامی صنعت کاروں کی طرف سے اپنے اعزاز میں

”میں۔ ملیکا بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ ملیکا نے رسیور لیتے ہوئے کہا۔  
 ”مس میرا نام جوڑے اور میں سیٹھ قاسم صاحب کا گریڈ لینڈ  
 میں سیکرٹری ہوں۔ وہ تو اس وقت آرام کر رہے ہیں اور کم از کم چار  
 گھنٹوں سے پہلے وہ نہیں اٹھیں گے اور اس کے بعد مقامی صنعت  
 کاروں کے ساتھ ان کی کاروباری میٹنگ ہے۔ رات کو انہوں نے  
 ناپ کلاس کلب میں مقامی صنعت کاروں کی طرف سے اپنے اعزاز میں

بے حد حیران ہوئی تھی۔ اسے یہاں آنے تک مار تھی کی اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا کیونکہ یہ ایسی بات تھی جو کسی طرح بھی اس کے حلق سے نیچے نہ اتر سکتی تھی۔ بڑے بڑے صنعت کار ایک کمرے کا کرایہ ادا کرتے ہوئے گھبراہٹ تھے۔ پوری منزل ریزرو کرنا اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے۔ یہ اس کے نقطہ نظر سے ناممکن بات تھی۔ بال میں سکوت طاری تھا۔ وہاں اکا دکا افراد موجود تھے۔ ایک طرف بڑے سے کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان اور ایک لڑکی موجود تھیں۔

”یس مس..... نو جوان نے ملیکا سے مخاطب ہو کر کہا۔  
”میرا نام ملیکا ہے اور میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے..... ملیکا  
نے جیک کی جیب سے سرکاری بیج نکال کر کاؤنٹرین کو دکھاتے ہوئے  
کہا۔

”یس مس..... نو جوان نے ملیکا سے مخاطب ہو کر کہا۔  
”میرا نام ملیکا ہے اور میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے..... ملیکا  
نے جیک کی جیب سے سرکاری بیج نکال کر کاؤنٹرین کو دکھاتے ہوئے  
کہا۔

”یس مس فرمائیے۔۔۔۔۔ کاؤنٹرین نے پہلے سے بھی زیادہ مودبانہ لہجے میں کہا کیونکہ گریٹ لینڈ میں پولیس کا بے حد احترام کیا جاتا تھا اور سپیشل پولیس کا احترام تو اس سے بھی زیادہ کیا جاتا تھا۔ یہاں گریٹ لینڈ میں انٹیلی جنس کو عام طور پر سپیشل پولیس ہی کہا جاتا تھا۔ اس لئے ملکانے بھی سپیشل پولیس کے الفاظ کہے تھے۔

”سیٹھ قاسم کافرستان سے آئے ہیں۔ ہم نے ان سے ملنا ہے۔“ ملیکا نے کہا تو نونو جو ان بے اختیار چومک پڑا۔

”کیا آپ کی ملاقات طے ہے ان سے“..... نوجوان نے پوچھا۔  
”سپیشل پولیس ملاقات طے نہیں کیا کرتی مسٹر..... ملیکا نے

”کیا آپ کی ملاقات طے ہے ان سے“..... نوجوان نے پوچھا۔  
”سپیشل پولیس ملاقات طے نہیں کیا کرتی مسٹر..... ملیکا نے



دنی گئی دعوت میں شریک ہونا ہے اور کل ..... " سیکرٹری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"بس بس زیادہ تفصیلات بتانے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر جونز۔ میں نے ابھی اور اسی وقت ملاقات کرنی ہے اور یہ ملاقات بہر حال ہونی ہے۔ ورنہ آپ کے سیٹھ صاحب کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر بھی لے جایا جاسکتا ہے۔" ملیکانے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کا عہدہ انسپکٹر ہیں کاتے سپیشل پولیس میں۔" جونز کی ضزیر آواز سنائی دی تو ملیکانے کا چہرہ سخت آگ کی طرح تپ اٹھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ جونز اس پر طر کر رہا ہے۔

"ہاں۔" ملیکانے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

"آئی ایم سوری مس ملیکانہ۔ میرے اس سوال سے آپ نے غلط مطلب لیا ہے۔ میرا مطلب آپ پر طر کرنا نہیں تھا بلکہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ سپیشل پولیس کے چیف لارڈ جیفرسن بھی اگر کوشش کریں تب بھی سیٹھ صاحب اس وقت ان سے نہیں مل سکتے۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں اور آرام کرتے وقت تو کوئی ان کے بیڈ روم میں جا ہی نہیں سکتا۔" جونز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھوں گی کہ وہ کیسے ملاقات نہیں کرتے۔" ملیکانے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ملیکانہ بول رہی ہوں رائل ہوٹل سے۔ چیف جہاں بھی ہوں میری ان سے بات کرائیں۔" ملیکانے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیں۔ ہوٹل کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ہم س بول رہا ہوں۔ ملیکانہ بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف میں رائل ہوٹل سے بول رہی ہوں۔ آپ نے مجھے یہ تو نہیں بتایا کہ قاسم وی آئی پی شخصیت ہے۔ ہم عام ملاؤنج میں اس کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ وی آئی پی گیٹ سے چلا گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ کافرستان کا بہت بڑا سیٹھ ہے اور اس کے لئے رائل ہوٹل میں ایک پوری منزل مستقل طور پر ریزرو رہتی ہے۔ جتنا چنچ میں براٹھ کے ساتھ یہاں آئی تو یہاں اس کا سیکرٹری جونز بتا رہا ہے کہ وہ کسی صورت بھی نہیں مل سکتا اور میں تو سپیشل پولیس کی انسپکٹر ہیں، ہوں جبکہ سپیشل پولیس کا چیف لارڈ جیفرسن بھی اس سے اس وقت نہیں مل سکتا کیونکہ وہ آرام کر رہا ہے۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ کیوں نہ میں اسے گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے جاؤں اور پھر اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ کر لی جائے۔" ملیکانے کہا۔

"اوہ۔ جو کچھ تم بتا رہی ہو یہ تو میرے لئے بھی نئی بات ہے۔ مجھے تو کافرستان سے اطلاع ملی تھی کہ کافرستان کا ایک صنعت کار قاسم گریٹ لینڈ آ رہا ہے اور کافرستان ایئر پورٹ پر اس نے ایک آدمی آرگن

جارج سے ملاقات کی ہے جو ایک بین الاقوامی دہشت گرد تنظیم ریڈ واٹر کا خاص آدمی ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ آج سے ایک ماہ بعد گرینٹ لینڈ میں اسلامی ممالک کی ایک خصوصی کانفرنس منعقد ہونی ہے اس سلسلے میں ریڈ واٹر کی طرف سے کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ اس لئے میں نے ہمیں کہا تھا کہ تم اس قاسم سے مل کر اس سے معلوم کرو کہ اس سے ملاقات کرنے والے آراگن جارج سے اس کا کیا تعلق ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ قاسم اس کانفرنس تک یہاں رہے اور وہ کسی دہشت گردی میں ملوث ہو۔ لیکن اب تم بتا رہی ہو کہ وہ اتنا بڑا صنعت کار ہے کہ اس کے لئے رائل ہوٹل کی پوری ایک منزل ہمیشہ ریزرو رہتی ہے تو پھر معاملہ زیادہ گھمبیر ہو جاتا ہے۔ پھر تو یہ شخص لازماً ایسی حیثیت کا ہی ہوگا۔ لیکن تم نے اس سے ملاقات کا جو انداز سوچا ہے وہ غلط ہے۔ کسی وی آئی پی کو کیسے صرف شبہ میں گرفتار کر کے لے جایا جاسکتا ہے۔ کوئی اور طریقہ استعمال کرو..... ہمیں نے کہا تو ملیکا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اور طریقہ کیا ہو سکتا ہے۔ آپ بتائیں.....“ لیلیکا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کا ونٹر پر موجود ہو شاید..... ہمیں نے کہا۔"

”جی ہاں.....“ ملیکا نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اس کے سیکرٹری سے خود بات کرتا ہوں۔ پھر

تھیں کاؤنٹر فون کروں گا..... دوسری طرف سے میسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ملیکا نے ایک بار پھر طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد کاؤنٹر مین نے رسیور اس کی طرف بڑھ دیا۔

”مس آپ کی کال ہے.....“ کاؤنٹر مین نے کہا تو ملیکا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے ریسیور لے لیا۔

”یس۔ ملیکا بول رہی ہوں..... ملیکا نے کہا۔“

”ملیگا۔ میری اس کے سیکرٹری سے بات ہوئی ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا ہے اس سے تو واقعی اس وقت سیٹھ سے ملاقات ناممکن ہے البتہ اس نے کہا ہے کہ چار گھنٹوں بعد جب سیٹھ جاگے گا تو وہ کوشش کر کے دس منٹ کی ملاقات کرا دے گا۔ اس لئے تم چار گھنٹوں بعد دوبارہ اس جو نرسے رابطہ کر لینا.....“ ہیرس کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے باس۔ لیکن کیا یہ سیٹھ قاسم اس طرح ملاقات میں اصل بات اگل دے گا؟..... ملیکانے کہا۔“

- تم نے یہ تو نہیں بتانا کہ تم دہشت گردی کے بارے میں تحقیقات کر رہی ہو۔ تم نے صرف اس سے آرگن جارج کے بارے میں بات کرنی ہے کہ اس کا کیا تعلق ہے اس سے۔ اور پھر اس بات چیت سے ہم نے نتیجہ نکالنا ہے کہ یہ صاحب کس حد تک اس مسئلے

”لیکن باس۔ یہ نام سامنے آنے کے بعد وہ لوگ چوکنے لگے۔“

جائیں گے..... ملیکانے کہا۔

"ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ لوگ چوکننا ہو جائیں۔ کیونکہ چوکننا ہونے والے افراد ہی غلطیاں کرتے ہیں"..... میرس نے جواب دیا۔  
 "ٹھیک ہے چیف۔ اب میں سمجھ گئی ہوں"..... ملیکانے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔  
 "آؤ براؤٹ"..... ملیکانے کہا اور واپس دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ظاہر ہے اب وہ چار گھنٹے یہاں بیٹھ کر تو نہ گزار سکتی تھی۔

کمیشن حمید نے اپنی کار ہوٹل کے کپاؤنڈ گیٹ کی طرف موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کار ڈلیا اور تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس وقت دماک کے دارالحکومت جس کا نام بھی دماک ہی تھا، کے جدید اور خوبصورت ہوٹل لاشانہ میں موجود تھا۔ جب کوئی کام نہ ہوتا تھا تو اس کی عادت تھی کہ وہ ہوٹل گردی میں مصروف رہتا تھا اور دماک چونکہ تیل کی دولت سے مالا مال ملک تھا اور یہاں کے باشندے تیل سے ملنے والی دولت کو یہاں بے دریغ استعمال کرتے تھے۔ اس لئے دماک میں اس قدر شاندار ہوٹل وجود میں آگئے تھے کہ شاید ایسے جدید اور شاندار ہوٹل انتہائی ترقی یافتہ ممالک میں بھی نہ ہوں۔ یہاں دماک میں چونکہ دنیا کے تقریباً تمام ملکوں کے سیاح اور کاروباری افراد آتے جاتے

رہتے تھے۔ اس لئے یہاں دنیا کے تقریباً ہر ملک کا آدمی نظر آ جاتا تھا۔ شروع شروع میں تو یہ ملک نق وبق صحراؤں پر مشتمل تھا لیکن اب تیل یعنی مائع سوئانے اس کی حالت بنی بدل دی تھی یوں لگتا تھا کہ شہر نہ ہو بلکہ خوابوں کی جنت ہو۔ یہاں کی سڑکیں سبھاں سڑکوں پر لگے ہوئے انتہائی خوبصورت فرارے۔ اور ایسے ہی بے شمار مناظر سیاحوں کو یہاں کھینچ لاتے تھے۔ ہوٹل لاشاء ابھی حال ہی میں تعمیر ہوا تھا اور چیمپیں منزل یہ ہوٹل نہ صرف فن تعمیر کا انتہائی شاندار اور نادر نمونہ تھا بلکہ اس ہوٹل نے بہت کم مدت میں اپنے خوبصورت فنکشنز کی وجہ سے انتہائی شہرت حاصل کر لی تھی۔ کیپٹن حمید کئی بار اس ہوٹل کے فنکشن اینڈ کرچک تھا اور ایک دو اچھے فنکشنز میں تو کرنل فریدی بھی اس کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ اس لئے یہاں کا عملہ اسے اچھی طرح جانتا تھا۔ کیپٹن حمید کو یہاں کا کھانا بے حد پسند تھا۔ اس لئے وہ اکثر لچ کرنے اسی ہوٹل میں آ جاتا تھا۔ آج بھی وہ لچ کرنے آیا تھا۔ گولج کا وقت ابھی نہ ہوا تھا لیکن کیپٹن حمید اس لئے پہلے آ گیا تھا کہ لچ سے پہلے وہ ہال میں کسی خوبصورت سماجی کو تلاش کر لے گا اور پھر اس کے ساتھ لچ کرنے گا اور جب وہ انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے ہال میں داخل ہوا تو اس کی نظریں کوٹنے کی ایک میز پر پڑی ہوئی ایک خوبصورت لڑکی پر جم گئیں۔ یہ لڑکی مقامی ہی تھی لیکن اس نے مقامی لباس کی بجائے جینز اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی اور اس کے بال انتہائی نفاست سے اور جدید تراش کے تھے۔ کانوں میں پلانٹیم کے چھوٹے

چھوٹے ناپس تھے۔ اس کے گلے میں انتہائی قیمتی ترین ہیروں کا ہار تھا۔ ویسے یہ لڑکی اپنے انداز سے شہزادی ہی لگ رہی تھی لیکن کیپٹن حمید چونکہ کرنل فریدی کے ساتھ کافی طویل عرصے سے یہاں رہ رہا تھا اس لئے اسے یہ معلوم تھا کہ واک کے شاہی خاندان کی عورتیں اپنے لباس پر ایک انتہائی خوبصورت اور قیمتی بروچ لگاتی ہیں جن سے صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ ان کا تعلق شاہی خاندان سے ہے جبکہ اس لڑکی کی جیکٹ پر شاہی بروچ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے یہ بات تو طے ہو گئی تھی کہ شہزادیوں کی طرح لگنے والی یہ لڑکی بہر حال شہزادی نہیں ہے۔ کیپٹن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا اس میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یہ لڑکی پسند آ گئی تھی۔ اس لئے اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس سے دوستی ضرور کرے گا۔ کیپٹن حمید کا کردار بے داغ تھا لیکن اس کی فطرت تھی کہ وہ خوبصورت لڑکیوں اور عورتوں سے دوستی کرنے اور صرف باتوں کی حد تک عشق بگھارنے کا عادی تھا۔ کرنل فریدی چونکہ اس کی اس عادت سے واقف تھا کہ کیپٹن حمید صرف ایک خاص حد تک دوستی کا قائل ہے۔ اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ اس لئے وہ بھی ایسی باتوں کو نظر انداز کر دیتا تھا۔

”کیا میں دنیا کی سب سے خوبصورت دوشیزہ میز پر بیٹھنے کا اعزاز حاصل کر سکتا ہوں مس..... کیپٹن حمید نے قریب جا کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو لڑکی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ دینگ گئی۔

واپس ہوئی ہے اور کل ڈیڑی نے مجھے سپیشل سیکورٹی میں شامل کر لیا ہے لیکن ابھی میری ٹریننگ ہونی ہے پھر میں سیٹ پر کام کر سکوں گی لیکن اب آپ سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کیونکہ کرنل فریدی دنیا کے مشہور جاسوس ہیں۔ اس لئے آپ کے ذریعے ان سے بھی ملاقات ہوتی رہے گی۔ اس طرح میں بھی ان سے کچھ سیکھ سکوں گی۔ بانو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے آکر جوس کے دو گلاس ان کے سامنے رکھے اور واپس مڑ گیا۔

"آپ ضرور کرنل فریدی سے ملیں کیونکہ ان کا نام بے حد مشہور ہے لیکن اگر آپ نے واقعی کچھ سیکھنا ہے تو یہ کام آپ کو مجھ سے ملنے پر ہی ہو سکتا ہے"..... کیپٹن حمید نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ کرنل فریدی کی صرف شہرت ہے جبکہ اصل کام آپ کرتے ہیں"..... بانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ حقیقت تو یہی ہے۔ دراصل میں پولیسٹی سے گریز کرتا ہوں۔ اس لئے مجھے اس کی کبھی پرواہ نہیں رہی کہ میرے کارنامے کرنل فریدی کے ساتھ منسلک ہوتے رہتے ہیں"..... کیپٹن حمید نے جوس سب کرتے ہوئے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ پھر تو آپ انتہائی عظیم آدمی ہوئے۔ وری گڈ۔ آپ جیسے عظیم ظرف کے انسان سے مل کر مجھے اب واقعی بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ کیا آپ مجھے اپنی شاگردی میں لینا پسند کریں گے۔ دراصل مجھے سیکوٹی کے کاموں میں بے حد دلچسپی ہے اور میں جانتی ہوں کہ اس

"تشریف رکھیے کیپٹن حمید۔ میرا نام بانو ہے۔ آپ سے پہلے بھی ملاقات ہو چکی ہے اور تب بھی آپ نے مجھے دنیا کی خوبصورت ترین دوشیزہ کہا تھا۔ اس تعریف کا بے حد شکریہ"..... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید کے ہجرے پر حیرت کے تاثرات پھیلنے چلے گئے کیونکہ اس کے ذہن میں اس لڑکی کا سراپا موجود نہ تھا اور اسے اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ اگر اس کی ملاقات اس لڑکی سے ہوئی تھی تو پھر وہ اس ہوشربا حسن کو کیسے بھلا سکتا تھا۔

"اس عرت افزائی کا شکریہ مس بانو۔ لیکن مجھے اپنی یادداشت پر غصہ آرہا ہے کہ میں آپ جیسی انتہائی خوبصورت اور کسی صورت نہ بھلانے والی شخصیت کو یاد نہیں رکھ سکا"..... کیپٹن حمید نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے ساتھ ہی موجود ویٹر کو اشارہ کیا اور اسے اپیل جوس لانے کا کہہ دیا اور ویٹر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"میں نے اپنا نام تو آپ کو پہلے ہی بتا دیا ہے۔ میں سپیشل سیکورٹی کے چیف امیر راشد کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ میں نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے ماسٹرفز بس کیا ہے۔ گذشتہ سال بیرون چینوں میں آئی تھی تو آپ کرنل فریدی کے ساتھ ڈیڑی سے ملنے آئے تھے۔ وہیں آپ سے ملاقات ہوئی تھی اور آپ نے اہستہ سے کہا تھا کہ میں دنیا کی سب سے خوبصورت دوشیزہ ہوں۔ لیکن پھر آپ سے ملاقات اس لئے نہ ہو سکی کہ میں واپس گریٹ لینڈ چلی گئی تھی اور اب گذشتہ ہفتے ہی میری

”بس اتنی سی بات ہے۔ اگر میں تمہارا یہ کیس یہاں بیٹھے بیٹھے حل کر دوں تو پھر.....“ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو بانو بے

لیکن کیا..... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ ہارٹن حمید نے کہا۔  
 البتہ ڈیڑی کہہ رہے تھے کہ کرنل فریدی اگر چاہیں تو اس سلسلے میں "اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات۔ ویری گڈ کیپٹن حمید۔  
 تیزی سے کام کر سکتے ہیں"..... بانو نے جواب دیا۔  
 "میں نے تمہیں بتایا ہے کہ اصل کام میں کرتا ہوں۔ کرنل فریدی ہے۔ ویری گڈ۔ بے فکر رہو۔ آج کے بعد میں روزانہ تمہارے  
 فریدی کا صرف نام ہے۔ بہر حال تم نے بتایا نہیں کہ اگر میں یہ کہہ کر فریج کروں گی۔ بولو۔ کل کہاں اور کس وقت ملو گے"..... بانو  
 حل کر دوں تو پھر تم میری شرطیں پوری کرو گی..... کیپٹن حمید جتنا مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 کہا۔  
 "کیا مطلب۔ کیا تم اب جا رہی ہو سچ نہیں کرو گی"..... کیپٹن  
 دل و جان سے پوری کروں گی کیپٹن۔ تم جیسے وجہہ لانے چوکتے ہوئے کہا۔

بالصاحت آدمی کی معیت میں جو وقت گزرے گا وہ میری زندگی میں نہیں لےج تو میں نے ڈیڑی کے ساتھ کرنا ہے۔ یہاں تو میں بس  
 حسین ترین لمحات ہوں گے لیکن کاش ایسا ہو سکتا..... بانو نے بڑھتی آکر بیٹھ گئی تھی کیونکہ میں اپنے اس کہیں کے سلسلے میں  
 حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ کرنل فریدی کو یہ نہ بتانا کہ یہ بات میں نے تمہیں بالوائی فنکشن میں جانا ہے۔ البتہ کل شام میں فارغ ہوں۔ جہاں تم  
 ہے۔ تم خود ان سے کوئی بہانہ کر لینا۔ آرگن جارج اس وقت دماکہ وہاں میں پہنچ جاؤں گی"..... بانو نے بڑے کھلے دل سے کہا تو  
 کے ہو مل البانیہ کے کمرہ نمبر بارہ دوسری منزل میں رہا کے نام علی حمید کے چہرے پر بے اختیار کامیابی کی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

موجود ہے۔ وہ کل ہی کافرستان سے یہاں پہنچا ہے۔ میرے کہنے پر کرنل فریدی نے "اوکے۔ پھر کل شام پانچ بجے یہیں ملاقات ہو گی پھر یہاں سے  
 فریدی نے اس کی نگرانی شروع کرادی ہے کیونکہ یہ اطلاعات مجھے مل جانے کا پروگرام بنائیں گے"..... کیپٹن حمید نے کہا۔  
 رہی ہیں کہ آرگن جارج گریٹ لینڈ میں اس وقت کوئی خوفناک فتنہ..... بانو نے کہا اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

تخریبی کارروائی کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے جب وہاں اسلام آباد کے ارے اتنی جلدی..... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے  
 مشترکہ منڈی کے سلسلے میں انتہائی اہم کانفرنس ہوئی ہے۔".....

ہاں۔ ڈیڑی ٹھیک وقت پہنچ کرنے کے عادی ہیں۔ اوکے۔ گڈ

بائی۔ کل شام پانچ بجے ملاقات ہو گی..... بانو نے کہا۔

”ایک منٹ رکو۔ سنو۔ اپنے ڈیلی کو ہرگز یہ نہ بتانا کہ میں نے تمہیں بتائی ہے۔ اسے اپنا کارنامہ بنا کر پیش کرنا۔“ محمد نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں تم فکر مت کرو خدا حافظ“ نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی اور کیپٹن حمید ہو ڈائننگ ہال کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اب یہاں بھی لچ کا وقت گیا تھا۔ اسی لمحے ویٹر بل لے کر آگیا۔

”میں نے لچ کرنا ہے۔ اس بل کو اس میں شامل کر دینا۔“ حمید نے کہا۔

”یس سر.....“ ویٹر نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا تو کیپٹن کے خیال میں سرشار ڈائننگ ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے تھی کہ اس نے بڑے طویل عرصے بعد ایک خوبصورت ساتھی ملا لیا ہے اور اب اس کے ساتھ خوب تفریح ہو گی۔

عمران نے کار صیہی ہی ہوٹل شیرٹن کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی۔ وہ ہوٹل کے مین گیٹ کے سامنے سو پر فیاض کی سرکاری جیب کھڑی دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ تیرنے لگی لیکن وہ اپنی کار پارکنگ کی طرف ہی لے گیا تھا۔ آج کل اس کے پاس کوئی کام نہ تھا اور مطالعہ کا اس کا موڈ نہ تھا۔ اس لئے ان دنوں اس پر آوارہ گردی کا بھوت سوار تھا اور وہ کار لئے ویسے ہی سڑکوں پر گھومتا رہتا۔ جب جی چاہتا کسی ہوٹل میں پہنچ جاتا اور وہاں خوب اودھم مچاتا۔ اب وہ سڑکیں ناپ رہا تھا کہ اجانک ہوٹل شیرٹن کے سامنے سے گزرتے ہوئے اسے ہوٹل کے نئے منیجر عاطف کا خیال آگیا۔ عاطف سے اس کی پرانی دوستی تھی۔ عاطف پہلے ہوٹل پلازہ کا منیجر تھا اور عمران اکثر اس سے ملتا رہتا تھا کیونکہ عاطف خود بھی خوبصورت فقرے بولنے کا عادی تھا۔ اسی طرح وہ اچھے اور خوبصورت فقرے فوراً



کہ وہ تیز قدم اٹھاتا میں گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گیٹ پر موجود دربان نے اسے دیکھتے ہی بے اختیار سلام کیا اور دروازہ کھول دیا۔  
"کیا حال ہے شمس دین۔ جہارے بیٹے کو نوکری ملی ہے یا نہیں۔"..... عمران نے اس کے قریب رکھے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے جناب۔ ایک بوتلیں بنانے والی کمپنی میں اسے نوکری مل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جڑ دے گا جناب۔"..... دربان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے یہ تو جہارے بیٹے کا اپنا کمال ہے کہ اس نے میٹرک میں اتنے اچھے نمبر لئے۔ انشاء اللہ وہ ترقی کرے گا۔ اے کہنا کہ ایمانداری اور محنت سے کام کرتا رہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ شمس دین کے بیٹے نے میٹرک کیا تھا اور شمس دین اسے مزید تعلیم خود نہ دلا سکتا تھا جبکہ اس کے بیٹے کو مزید پڑھائی کا شوق تھا اس لئے اس نے سوچا تھا کہ وہ نوکری کر لے اس طرح وہ پڑھائی کا خرچہ اٹھالے گا۔ لیکن اسے نوکری نہ مل رہی تھی۔ ایک روز شمس دین نے عمران سے درخواست کی تو عمران نے اسے بلا کر اس کا تعلیمی ریکارڈ دیکھا اور پھر ایک کمپنی کے مالک سے جو اس کا دوست تھا۔ اس کی سفارش کر دی۔ اس طرح اسے نوکری مل گئی۔ اس لڑکے کا تعلیمی ریکارڈ اچھا تھا اور ویسے بھی لڑکا بے حد محنتی اور شریف تھا۔ اس لئے عمران نے اس کی سفارش کر دی تھی۔ شمس دین سے آج کافی دنوں بعد اس کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس لئے اس نے اس کے لڑکے

کچھ بھی جانتا تھا اور ان سے محفوظ بھی ہوتا تھا۔ اس لئے عمران اس سے وقتاً فوقتاً گپ شپ ضرور لگاتا تھا۔ ایک ہفتہ پہلے جب وہ اس سے ملنے ہوئے ملازمہ میں گیا تھا تو اسے معلوم ہوا کہ عارف ہوئے شیریں کا میجر بن گیا ہے تو عمران نے سوچا کہ اس کی اس ترقی پر اس سے ایک شاندار دعوت کھائے گا کیونکہ ملازمہ نوٹسار ہوئے تھا جبکہ شیریں فائیو ستار تھا۔ اس لحاظ سے عارف نے واقعی شاندار ترقی کی تھی لیکن پھر یہ بات اس کے ذہن سے اتر گئی تھی مگر آج جب وہ ہوئے شیریں کے سلسلے سے گزر رہا تھا تو چونکہ اسے یاد آگیا اور اس نے کار کسپاؤنڈ گیٹ کی طرف موڑ دی تاکہ عارف سے مل کر اس سے دعوت کھا سکے اور کسپاؤنڈ گیٹ میں مڑتے ہی اس کی نظریں گیٹ کے سلسلے کھڑی سوپر فیاض کی سرکاری جیب پر پڑ گئیں تو اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ تیر گئی۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سوپر فیاض عارف سے ہی ملنے آیا ہو گا تاکہ اس سے ہوئے شیریں کے سلسلے میں بات چیت کر سکے۔ ہوٹلوں میں بے ضرر سے گھپلے ہوتے تھے۔ مثلاً شراب کا جتنا کوڑہ سرکاری طور پر منظور ہوتا تھا۔ اس سے زیادہ شراب سہائی کی جاتی تھی۔ گیم روم میں جتنی گیم مشینوں کا لائسنس ہوتا تھا اس سے زیادہ مشینیں لگا دی جاتی تھیں۔ اس جیسے بہت سے کام ہوتے تھے اور عمران جانتا تھا کہ سوپر فیاض ایسے ہی گھپلوں کی آڑ میں ہوئے والوں سے لمبی رقمیں اینٹھ لینے کا ماہر تھا۔ عمران نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اترا یا۔ اس نے کار لاک کی اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے

کے بارے میں پوچھا تھا۔ ہال میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ یہاں کا عہد اس سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے دونوں نوجوانوں کے چہروں پر اسے دیکھ کر مسکراہٹ سی آگئی۔

”تمہارے نئے نیجر کیسے ہیں۔ سنا ہے بڑے غصیلے اور نک چڑھے آوی ہیں“..... عمران نے کاؤنٹر کے قریب جا کر کہا۔

”اوہ۔ نہیں عمران صاحب۔ عاطف صاحب تو انتہائی مہربان آدمی ہیں۔ وہ ہم سب کا بے حد خیال رکھتے ہیں البتہ کام کے معاملے میں وہ بے حد سخت ہیں۔ کسی کا لحاظ نہیں کرتے اور ایسا ہونا بھی چاہئے۔“ ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ اپنے سوپر فیاض کی سرکاری جیب گیٹ پر موجود ہے۔ کہاں ہے وہ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”سوپر فیاض نیجر صاحب کے پاس ہیں“..... کاؤنٹر میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا سنو۔ میں نیجر صاحب کے پاس جا رہا ہوں لیکن اسے پہلے سے فون نہ کر دینا۔ میں اسے سربراہ دینا چاہتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر میں نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا اور عمران تیزی سے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں نیجر کا آفس تھا۔ عاطف سے پہلے شیرین، ہوٹل کا نیجر راشد تھا اور عمران کی اس سے بھی خامی علیک سلیک تھی۔ راشد غیر ملک چلا گیا تھا۔ اس لئے اس کی جگہ

عاطف نے لی تھی۔ اس لئے عمران کو نیجر کے آفس کا بخوبی علم تھا۔ آفس کے باہر ایک مسلح دربان موجود تھا لیکن یہ کوئی اجنبی آدمی تھا کیونکہ عمران کو آفس کی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”نیجر صاحب مصروف ہیں جناب۔ اس لئے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ آپ اسسٹنٹ نیجر صاحب سے مل لیں“..... عمران کے قریب پہنچتے ہی دربان نے خود ہی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ گو اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا لیکن اس میں بہر حال سختی کا مخصوص تاثر موجود تھا۔

”تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں نیجر سے ملنے آیا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دربان بے اختیار چونک پڑا۔

”تو پھر جناب کی اس طرف آمد..... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تو تم سے ملنے آیا ہوں۔ مجھے نیجر عاطف نے بتایا تھا کہ اس نے نیا دربان رکھا ہے۔ انتہائی شریف اور ذمہ دار آدمی ہے۔ میں نے سوچا کہ اس دور میں شریف اور ذمہ دار آدمی کی زیارت ہی کر لی جائے۔ کیونکہ موجودہ دور میں ایسا آدمی نایاب ہو چکا ہے۔ تمہارا نام کیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کا شکریہ جناب۔ میں تو ایک معمولی سادہ بان ہوں۔ میرا نام رحمت علی ہے۔ نیجر صاحب کی مہربانی ہے جناب کہ وہ میرے بارے میں ایسی رائے رکھتے ہیں اور آپ کی بھی مہربانی جناب۔“

رحمت علی اب پوری طرح موم ہو چکا تھا۔

"تم کیسے معمولی آدمی ہو رحمت علی۔ فرض شناسی اور ذمہ داری تو ایسی صفات ہیں جو آدمی کو بڑا بنادیتی ہیں اس لئے تم بڑے آدمی ہو اور اب مجھے چونکہ یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے اب میں نواب آصف خان سے بھی تمہاری تعریف کروں گا اور مجھے معلوم ہے کہ نواب آصف خان میری بات سنتے ہی تمہاری تنخواہ تین گنا نہیں تو دو گنا ضرور کر دیں گے۔ وہ مجھ پر بے حد اعتماد کرتے ہیں"..... عمران نے کہا تو رحمت علی کا چہرہ فرط مسرت سے کچپاٹنے لگا۔

"اوہ۔ اوہ جناب۔ آپ کی مہربانی جناب۔ میں تو انتہائی غریب آدمی ہوں۔ میری تنخواہ بڑھ گئی تو میرے بہت سے دلدور دور ہو جائیں گے۔ میں اور میرے بچے ہمیشہ آپ کو دعائیں دیں گے"..... رحمت علی کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

"سنو۔ تم پانی پینے تو جاسکتے ہو۔ جاؤ تاکہ میں تمہارے منیجر سے گپ شپ لگا لوں۔ اس طرح تمہاری فرض شناسی پر بھی حرف نہ آئے گا اور میں عاطف سے تمہاری تعریف بھی کروں گا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ جناب۔ واقعی مجھے شدید پیاس محسوس ہو رہی ہے۔ میں پانی پی آؤں"..... رحمت علی نے کہا اور تیزی سے ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا تو کمرے میں موجود سوپر فیاض اور منیجر عاطف دونوں

چونک پڑے۔

"داخل درنا محقولات کی معافی چاہتا ہوں"..... عمران نے اندر داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے منیجر۔ اب میں چلتا ہوں۔ میں پھر آؤں گا اور ریکارڈ چیک کروں گا"..... سوپر فیاض نے فوراً ہی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے سوپر فیاض تم۔ کمال ہے۔ حیرت ہے۔ بزرگ ٹھیک کہتے ہیں کہ آدمی کی جب قسمت عروج پر ہو تو اس کی ملاقات کسی خوش بخت سے ہو جاتی ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری میں ڈیوٹی پر ہوں"..... سوپر فیاض نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"سوچ لو۔ ڈیڈی کو جب رپورٹ ملے گی کہ سوپر فیاض ریکارڈ چیک کرنے کی بجائے ہماری نذرانہ لے کر چلا جاتا ہے تو پھر ہمیں خود معلوم ہے کہ تمہاری ڈیوٹی کس قدر سخت ہو جائے گی"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہاری یہ جرات کہ تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ نائنسنس۔ میں تمہیں سرکاری افسر کو بلیک میل کرنے اور جھوٹا الزام لگانے پر گرفتار بھی کر سکتا ہوں"..... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوچ لو۔ عاطف صاحب تو ڈیڈی کی ایک ہی گھر کی سے سب کچھ

اگل دیں گے۔ کیوں عاطف صاحب۔..... عمران نے بڑے اطمینان  
بھرے انداز میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ سوپر فیاض صاحب واقعی  
ڈیوٹی پر ہیں۔ پھر یہ تو انتہائی شریف اور ایماندار افسر ہیں۔..... عاطف  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب سن لو اور سنو۔ خبردار اگر آئندہ میرے بارے میں کوئی  
بکواس کی نائنسنس۔ تمہیں دوست کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ تم سربر ہی  
چڑھ جاؤ۔ ہونہ۔..... سوپر فیاض نے فاتحانہ لہجے میں کہا اور تیز قدم  
اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”باہر موجود دربان کی ڈیوٹی میں شامل ہے کہ اندر ہونے والی  
بات چیت نہ صرف ٹیپ کرے بلکہ باقاعدہ فلم بھی بنائے اور یہ ٹیپ  
اور فلم میری جیب میں موجود ہے۔ ٹھیک ہے جاؤ۔ اب جبکہ تم  
خود کشی کرنا ہی چاہتے ہو تو کرو۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔..... عمران نے  
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو دروازے کے قریب پہنچا ہوا سوپر  
فیاض ایک جھٹکے سے مڑا۔

”فیاض صاحب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ عمران صاحب مذاق کر  
رہے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ذمہ دار آدمی ہوں۔..... عاطف نے  
سوپر فیاض سے کہا تو سوپر فیاض کھا جانے والی نظروں سے عمران کو  
دیکھتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کو شاید میری ترقی پسند نہیں آئی۔ سوپر

فیاض صاحب کو اگر یقین آجاتا کہ واقعی میرا دربان فلم بناتا رہا ہے اور  
ٹیپ کرتا رہا ہے تو ایک قیامت برپا ہو جاتی اور نتیجہ یہ کہ میرا بستر  
گول ہو جاتا۔ آپ پلیز ایسا سنگین مذاق نہ کیا کریں۔..... عاطف نے مڑ  
کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اچھا تو تمہارے خیال کے مطابق یہ مذاق ہے۔ اوکے۔ اب یہ  
ٹیپ نواب آصف خان کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔..... عمران  
نے کہا تو عاطف بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا  
تھا۔

”عمران صاحب۔ پلیز۔ فارگاڈ سیک۔..... عاطف نے باقاعدہ  
عمران کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”تو پھر بتاؤ کتنا نذرانہ دیا ہے اور کس بات کا دیا ہے۔ بولو۔  
ورنہ۔..... عمران اور سنجیدہ ہو گیا تو عاطف کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ اس کے  
چہرے پر بے پناہ انھن کے تاثرات تھے۔

”وہ۔ وہ صرف ایک لاکھ روپے دیتے ہیں گیم روم کے سلسلے میں۔  
آپ کو تو پتہ ہے ہوںٹوں میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ پلیز عمران  
صاحب۔..... آخر کار عاطف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ چونکہ تم نے چچ بول دیا ہے۔ اس لئے اب معاملہ ختم  
کچھو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے ترقی کر لی لیکن کچھ دعوت تک نہیں  
کھلائی۔ کیوں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو عاطف کے  
چہرے کا رنگ بحال ہو گیا۔

رہسور اٹھایا۔

"یس..... عاطف نے کہا۔

"باس سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا تو عاطف بے اختیار چونک پڑا۔

"کراؤ بات..... عاطف نے چور نٹروں سے عمران کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ دوسری طرف

سے آنے والی ہلکی سی آواز سن رہا تھا۔ چونکہ وہ اسی سائیڈ میں بیٹھا تھا

جس سائیڈ سے عاطف نے رسیور کان سے لگا رکھا تھا۔ اس لئے آواز

عمران تک پہنچ رہی تھی۔

"ہیلو۔ میں فیاض بول رہا ہوں۔ وہ عمران موجود ہے یا چلا گیا

ہے..... سوپر فیاض نے پوچھا۔

"وہ موجود ہیں..... عاطف نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

"کس لئے آیا ہے وہ اس طرح اچانک..... سوپر فیاض نے

تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ میرے پرانے مہربان ہیں۔ اکثر مجھ سے ملنے رہتے ہیں۔ اب

میں نے چونکہ ہوٹل پلازہ سے ہوٹل شیرین کی نیجری حاصل کر لی ہے

اس لئے وہ مجھ سے دعوت کھانے آئے ہیں..... عاطف نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن سنو۔ اسے اور کسی سلسلے میں بتانے کی ضرورت

نہیں ہے ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہیں نیجری کی بجائے سڑکوں پر جوتیاں

چٹائی پڑیں گی..... سوپر فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ رسیوہ بود بلائے ولے۔ بخیر گذشت۔" عاطف

نے اپنا سر کر سی کی پشت سے لگاتے ہوئے ایک طویل اور اطمینان بھرا

سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بلدا واقعی چلی گئی ہے لیکن ایک لاکھ روپے سمیت..... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا تو عاطف بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ ایک دعوت کی بات کر رہے ہیں۔ میں ایک ہزار دعوتیں

کھلانے کے لئے تیار ہوں..... عاطف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جلدی سے گنتی کر لو۔ ورنہ شاید پھر تمہیں موقع ہی نہ

ملے..... عمران نے کہا تو عاطف بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیسی گنتی..... عاطف نے چونک کر پوچھا۔

"ایک ہزار دعوتوں کی گنتی۔ کیونکہ سوپر فیاض مجھے یہاں دیکھ کر

گیا ہے اور اسے معلوم ہے کہ میں نے بہر حال معلوم کر لینا ہے کہ تم

نے اسے نذرانہ دیا ہے۔ اس لئے اب وہ اپنے بچاؤ کے لئے لازماً جا کر

ڈیڈی کو رپورٹ کرے گا کہ اس نے ریکارڈ چیک کرنا چاہا تو نیجری نے

اسے ایک لاکھ روپے رشت کی پیشکش کی ہے۔ اس کے بعد تم خود

جانتے ہو کہ ڈیڈی کے نوٹس میں یہ بات آنے کے بعد کیا ہوگا۔ اس

لئے جس قدر جلد ممکن ہو سکے ایک ہزار دعوتوں والی گنتی پوری کر

لو..... عمران نے کہا تو عاطف کے چہرے کا رنگ ایک بار پھر زرد پڑ

گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بات کرنا پاس پڑے ہوئے

فون کی کھنٹی بج اٹھی اور عاطف نے بے اختیار ہونٹ بھیجئے ہوئے

”انہیں بڑا ہونے سے تو بہر حال تم نہیں روک سکتے البتہ مزید چھوٹے بچے ان کی کمی پوری کر سکتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عاطف بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ یہ بھی اچھا حل ہے۔ بہر حال آپ پہلی دعوت یہاں کھانا پسند کریں گے یا ڈائننگ ہال میں“..... عاطف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہلی دعوت میں جوس کا ایک گلاس۔ باقی بعد میں دیکھا جائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو عاطف نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور جوس لانے کا کہہ دیا۔

”عمران صاحب۔ ایک بات یہاں میرے نوٹس میں آئی ہے۔ میں اس لئے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ اسے اس انداز میں سنبھال سکتے ہیں کہ ہوٹل پر یا پھر پر کوئی عرف نہ آئے“..... اچانک عاطف نے پراسرار سے لہجے میں اور آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”کونسی بات کھل کر بتاؤ“..... عمران نے چونک کر کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عاطف ہوٹل کے معاملات میں ہر طرف سے باخبر رہنے کا عادی ہے اور شاید اس کی ترقی کی اصل وجہ بھی یہی ہے۔

”میری عادت ہے کہ میں جہاں بھی کام کرتا ہوں وہاں ٹیلی فون ایکس چینج کے چیف آپریٹر کو حکم دے دیتا ہوں کہ ہوٹل سے باہر جانے والی اور باہر سے ہوٹل آنے والی اور ہوٹل کے کمروں کے درمیان ہونے والی تمام ٹیلی فون کالز کو ٹیپ کیا جائے اور اس میں

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں“..... عاطف نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عاطف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”کیا کہہ رہا تھا سو پر فیاض“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو عاطف بے اختیار اچھل پڑا۔

”آپ کو کیسے پتہ چلا کہ سو پر فیاض بات کر رہا تھا“..... عاطف نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں اس کی نفسیات سے واقف ہوں عاطف۔ میری یہاں اچانک آمد سے لازماً وہ پریشان ہوگا۔ اسے یہی فکر ہوگی کہ کہیں تم مجھے نذرانے کے بارے میں نہ بتا دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے شیرٹن کی مینٹری حاصل کی ہے۔ پلیز مجھ پر رحم کھائیں“۔ عاطف نے یقیناً عمران کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب تمہارے چھوٹے بچے بڑے ہو جائیں تو مجھے بتا دینا۔ میں تب بات کر لوں گا“..... عمران نے کہا تو عاطف کے چہرے پر یقیناً اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں انہیں بڑا ہونے دوں گا تو وہ بڑے ہوں گے“..... عاطف نے ہنستے ہوئے کہا۔

پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو۔ کروڑ بول رہا ہوں ہوٹل شیرمین سے..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مقامی ہی تھا۔

”یس رالف انڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے“..... ایک اور آواز سنائی دی لیکن اس بار بولنے والے کا لہجہ غیر ملکی تھا۔

”پاکیشیا سے کانفرنس میں سیکرٹری وزارت خزانہ احسن خان شریک ہو رہے ہیں۔ وہی وفد کے لیڈروں گے“..... کروڑ نے کہا۔

”لیکن پہلے تو اطلاع صدر کی شمولیت کی تھی“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں۔ لیکن صدر صاحب کی شمولیت ڈراپ کر دی گئی ہے اور میں نے اس سلسلے میں کوشش کی ہے تو ایک رپورٹ کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ یہ رپورٹ وزارت خارجہ کو گورنر لینڈ سے موصول ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق گورنر لینڈ کی حکومت نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس کانفرنس میں تخریب کاری کا خدشہ سامنے آیا ہے کیونکہ گورنر لینڈ حکومت کو رپورٹ ملی ہے کہ ریڈ واٹر کارگن جارج پراسرار انداز میں کام کر رہا ہے۔ اس لئے وہ صدر کی سیکورٹی کی ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ چنانچہ اس پر فیصلہ کیا گیا کہ صدر کی بجائے سیکرٹری وزارت خزانہ شریک ہوں گے اور ان کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کئے جائیں گے“..... کروڑ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ہیڈ کوارٹر کو یہ رپورٹ بھیجا دوں گا۔“ دوسری

کوئی ایسی کال جو کسی بھی لحاظ سے مشکوک ہو۔ وہ میرے نوٹس میں لازماً لائی جائے اس طرح بعض اوقات تجھے ایسے معاملات کا علم ہو جاتا ہے جس سے ہوٹل کی سادھ کو فوری طور پر پچایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ کل میرے نوٹس میں ایک ایسی کال لائی گئی ہے جس نے مجھے چونکا دیا ہے۔ میں نے اس کال کی ٹیپ اپنے پاس محفوظ کر لی ہے۔ آپ کے آنے سے پہلے میرا خیال تھا کہ میں یہ کال سوپر فیاض کے نوٹس میں لے آؤں لیکن پھر میں خاموش ہو گیا کیونکہ میرے خیال کے مطابق سوپر فیاض بین الاقوامی سطح کے معاملات کو سنبھالنے کے قابل نہیں ہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ ٹیپ خاموشی سے آپ کے ڈیڑی کو بھجوا دوں لیکن آپ کے آنے پر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سے آپ کو آگاہ کر دیا جائے۔ آپ اسے بہتر انداز میں سنبھال لیں گے“..... عاطف نے کہا۔

”بین الاقوامی سطح کا معاملہ۔ کیا مطلب۔ کیا کوئی سازش ہوئی ہے“..... عمران نے اہتائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو وہ کال سنارہتا ہوں۔ اس کے بعد بات ہوگی۔“ عاطف نے کہا اور اٹھ کر عقب میں موجود الماری کی طرف مڑ گیا اس نے الماری کھولی اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر اس نے میز پر رکھا اور پھر الماری بند کر دی۔

”اس میں ٹیپ موجود ہے۔ میں نے سن کر اسے نکالا نہیں تھا۔“ عاطف نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر ٹیپ ریکارڈر کے بٹن

کے واپس چلا گیا۔ عمران نے گلاس اٹھالیا۔ لیکن اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عاطف نے ٹیپ ریکارڈز آف کر دیا۔

”یہ کروڑ کس کمرے میں ٹھہرا ہوا ہے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ سچے میں پوچھا۔

”میں نے ٹیپ سننے کے بعد معلومات کی ہیں۔ یہ دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں تھا لیکن وہ کمرہ چھوڑ کر جا چکا ہے۔ مقامی آدمی تھا اس لئے اس کے کاغذات بھی کاؤنٹر پر موجود نہیں ہیں“..... عاطف نے جواب دیا۔

”کس نمبر پر کال کی گئی تھی۔ یہ معلوم ہوا“..... عمران نے پوچھا۔  
 ”ہاں۔ ہوٹل انٹرنیشنل کے کمرہ نمبر ایک سو آٹھ تیسری منزل۔ لیکن میں نے آپ سے پہلے وہاں سے بھی معلومات کی ہیں لیکن وہ کمرہ ایک ہفتے سے خالی ہے“..... عاطف نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے انتہائی اہم ٹیپ حاصل کیا ہے۔ یہ ٹیپ مجھے دے دو اور اس بارے میں یکسر بھول جاؤ۔ ورنہ یہ لوگ میری طرح تمہارے چھوٹے بچوں کا بھی لحاظ نہیں کریں گے“..... عمران نے کہا اور عاطف بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے ٹیپ نکالی اور عمران کی طرف بڑھا دی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ویڑٹرے میں جوس کے دو گلاس اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے عاطف کو سلام کیا اور ایک گلاس عمران کے سامنے اور ایک عاطف کے سامنے رکھا اور پھر وہ سلام کر



ہے۔..... جو نز نے کہا۔

”ایک گھنٹے بعد۔ کیا مطلب۔ کیا ہاتھ روم میں ایک گھنٹہ لگے گا۔..... ملیکانے حیران ہو کر کہا۔

”سیٹھ قاسم کو نہانے اور پھر لباس بدلنے اور پھر خوشبوئیات کی دس بارہ شیشیاں اپنے لباس پر انڈیلنے کے لئے کافی وقت چاہئے۔ اس لئے ایک گھنٹہ تو کم از کم ہے ورنہ بعض اوقات تو دو گھنٹے بھی لگ جاتے ہیں۔..... جو نز نے جواب دیا تو ملیکا کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسے اب اس کردار میں دلچسپی پیدا ہونے لگ گئی تھی۔

”یہ سیٹھ قاسم کا تفصیلی تعارف کیا ہے۔..... ملیکانے کہا۔

”کافرستان کے سب سے بڑے سیٹھ ہیں۔ عاصم گروپ آف انڈسٹریز کے چیئنگ ڈائریکٹر ہیں۔ اپنے والد سر عاصم جو جیئر مین ہیں کے اکلوتے لڑکے ہیں بے پناہ موٹے ہیں اور جتنا ان کا جسم موٹا ہے اتنا ہی ان کا دماغ بھی موٹا ہے۔ اس لئے ان کی ذہنی رو ایک لمحے میں بدل جاتی ہے۔ کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ میں نے سنا ہوا ہے کہ وہ صرف تین شخصیتوں سے ڈرتے ہیں۔ ایک تو اپنے والد سر عاصم سے جو انہیں کوڑوں سے پیٹتے ہیں۔ دوسرا اپنی بیگم سے اور تیسری ایک شخصیت ہے کرنل فریدی کی۔ جو دنیا کے بہت بڑے جاسوس ہیں۔..... جو نز نے جواب دیا تو ملیکا بے اختیار اچھل پڑی۔

کرنل فریدی سے۔ لیکن کرنل فریدی تو کافرستان میں نہیں رہتے

ملیکا اپنے اسسٹنٹ برائنٹ کے ساتھ رائل ہوٹل کی تیسری منزل کے ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھی۔ یہ کمرہ سیٹھ قاسم کے مقامی سیکرٹری جو نز کے لئے ریزرو تھا۔ ملیکا، برائنٹ کے ساتھ چار گھنٹوں بعد جب رائل ہوٹل پہنچی تو جو نز کو اطلاع دی گئی اور جو نز نیچے ہال میں آکر انہیں اپنے ساتھ ہی کمرے میں لے آیا تھا اور پھر انہیں یہاں بٹھا کر وہ معلوم کرنے گیا تھا کہ ملاقات کس وقت ممکن ہو سکے گی اور انہیں اس کمرے میں بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا لیکن نہ جو نز واپس آیا تھا اور نہ ہی کوئی اطلاع دی گئی تھی۔ اس لئے ملیکا کا چہرہ غصے سے تپ رہا تھا لیکن پھر دروازہ کھلا اور جو نز اندر داخل ہوا۔

”آئی ایم سوری مس ملیکا۔ مجھے درہو گئی۔ لیکن میں چاہتا تھا کہ آپ کو حتمی اطلاع دوں جبکہ سیٹھ قاسم صاحب کا کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ کب اٹھیں گے لیکن اب وہ اٹھ چکے ہیں اور ہاتھ روم گئے ہیں۔ اس لئے اب یہ بات طے ہے کہ ایک گھنٹے بعد آپ کی ملاقات ہو سکتی

زیادہ وجہہ۔" ملیکا نے قدرے جذباتی سے لہجے میں کہا تو جو نرنو تک کر ملیکا کو دیکھنے لگا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

"آپ کرنل فریدی سے بے حد متاثر ہیں۔ اس لئے وہ لازماً ایسے ہی ہوں گے۔" جو نرنو نے کہا تو ملیکا بے اختیار مسکرا دی۔ اب وہ جو نرنو کو بتا رہی تھی کہ وہ کرنل فریدی کے بارے میں اپنے دل میں کیا جذبات رکھتی ہے۔ پھر اسی طرح کی باتوں میں وقت گزر رہا تھا۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جو نرنو نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

"جو نرنو بل رہا ہوں۔" جو نرنو نے کہا۔

"مسٹر جو نرنو۔ سیٹھ قاسم ملاقات کے لئے تیار ہیں۔ آپ مس ملیکا کو مجھوا دیں۔" دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اچھا۔ شکریہ۔" جو نرنو نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ "آئیے مس ملیکا۔ لیکن خیال رکھیے گا۔ جس طرح میں نے آپ کو بتایا ہے کہ سیٹھ قاسم صاحب کی ذہنی رو فوراً پلٹ جاتی ہے۔ اس لئے ان کی باتوں کا کوئی برا نہیں منانا۔ ویسے وہ دل کے بے حد اچھے اور پر خلوص واقع ہوئے ہیں۔" جو نرنو نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو ملیکا بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں انہیں ذیل کر لوں گی۔" ملیکا نے کہا اور جو نرنو نے اس انداز میں ایک طویل سانس لیا جیسے اسے ملیکا کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد جو نرنو ملیکا اور برائنٹ کو لے کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک سوکھی سڑی قدرے بد شکل

اور سیٹھ قاسم کا کرنل فریدی سے کیا تعلق ہے۔" ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل فریدی پہلے کافرستان میں ہی رہتے تھے۔ اب وہ اسلامی سکورٹی کونسل سے منسلک ہیں اور دماک میں رہتے ہیں۔ سیٹھ قاسم اور کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید میں گہری دوستی ہے اور اس لحاظ سے وہ کرنل فریدی سے بھی ملتے رہتے ہیں کیونکہ کرنل فریدی اور سر عاصم کے درمیان بھی گہرے خاندانی تعلقات ہیں۔" جو نرنو نے کہا تو ملیکا نے اشبات میں سر ہلادیا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تو واقعی انہیں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے جو کرنل فریدی جیسی شخصیت کا دوست ہو۔ وہ کسی کی کیا پرواہ کر سکتا ہے۔" ملیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کرنل فریدی کے بارے میں جانتی ہیں۔" جو نرنو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ ان سے ملاقات بھی ہو چکی ہے۔" ملیکا نے جواب دیا۔ "اوہ۔ میں نے صرف ان کے بارے میں سنا ہوا ہے۔ کبھی ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ ویسے ان کی تعریفیں بے حد سنی ہیں۔ کیا واقعی وہ اتنی شاندار شخصیت کے مالک ہیں۔" جو نرنو نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"شاندار تو بڑا معمولی سا لفظ ہے مسٹر جو نرنو۔ کرنل فریدی تو شاندار ترین شخصیت کے مالک ہیں۔ وجاہت کے اعلیٰ ترین معیار سے بھی

"اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ اس قدر جو ردافل فلوٹی۔ اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ قاسم جو سیکرٹری کو کچھ کہنے ہی لگا تھا، ملیکا کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کے گالوں میں دفن چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں ہلکتی تیز چمک ابھرتی تھی اور اس کے منہ سے اوہ۔ اوہ کی آوازیں نکلنے لگی تھیں اور اس کا پہاڑ کی طرح آگے کو بڑھا ہوا پیٹ بے اختیار تھر تھرانے لگا تھا۔

"باس۔ یہ مس ملیکا ہیں اور یہ ان کے اسسٹنٹ مسٹر برائنٹ۔ ان کا تعلق یہاں کی سپیشل پولیس سے ہے۔ یہ آپ سے ملاقات چاہتے تھے۔" سیکرٹری نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ارے تو پھر تم سالی سینک سلائی بڑھیا شکل کیوں نچرا رہی ہو۔ جاؤ اپنا یہ سالو نکھا ہوا چو کھنا گم کرو ان سے ملاقات تو ہم بھی چاہتے تھے۔ جاؤ۔ ہم خود کر لیں گے سالی ملاقات۔ جاؤ۔" سیٹیہ قاسم نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا تو سیکرٹری خاموشی سے کمرے سے باہر چلی گئی جبکہ ملیکا اور برائنٹ دونوں حیرت اور دلچسپی سے اس گوشت کے پہاڑ کو دیکھتے ہوئے اس کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ قاسم کی نظریں اس طرح ملیکا پر جمی، ہوئی تھیں جیسے مقناطیس لوہے سے چمٹ جاتا ہے۔

"اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ پپ۔ پپ۔ پولیس میں اس قدر جو ردافل فلوٹی بھی ہوتی ہے۔ واہ۔ ہمارے ہاں تو پولیس میں سالے عجرائیل کی شکلوں والے چوکھٹے ہی ہوتے ہیں۔ ہی۔ ہی۔ ہی۔" سیٹیہ قاسم نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

سی ادھید عمر عورت موجود تھی۔ جو نزکے تعارف سے پتہ چلا کہ یہ سیٹیہ قاسم کی پرائیویٹ سیکرٹری ہے اور سیٹیہ قاسم کے ساتھ ہی کافرستان سے آئی ہے۔

"آپ نے ان سے کس سلسلے میں ملنا ہے مس ملیکا۔" اس سیکرٹری نے جو نزکے واپس جانے کے بعد کہا۔

"آپ کو بتا دیا گیا ہوگا کہ میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے اور ہم نے سیٹیہ قاسم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔" ملیکا نے جواب دیا تو پرائیویٹ سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"ارے یہ سب سالے کہاں ڈھیتے ہو گئے ہیں۔ ارے نہ کوئی فل فلوٹی۔ نہ کوئی خوبصورت چوکھٹا موکھٹا۔" اچانک درمیانی دروازے کی دوسری طرف سے ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی تو سیکرٹری ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئیے۔" سیکرٹری نے ملیکا اور برائنٹ سے کہا اور تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ملیکا اور برائنٹ بھی اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ ملیکا کے بھرے پراہتہائی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔ گوا سے بتا دیا گیا تھا کہ سیٹیہ قاسم انتہائی موٹا آدمی ہے لیکن جو گوشت کا پہاڑ اسے ایک بڑی سی اور انتہائی مضبوط کرسی پر موجود نظر آ رہا تھا وہ اس کے تصور سے بھی کئی گنا زیادہ موٹا تھا۔ پرائیویٹ سیکرٹری اس کی کرسی کی سائیڈ پر بڑے مودبانہ انداز میں کھڑی تھی۔

رہ گیا۔ قاسم کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

”کیا۔ کیا۔ تم۔ تم کرنل پھیری کی پولیس میں ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ پھر تو تم گریٹ مریت ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ مم۔ مم۔ مگر پھر تم مجھ سے ملاقات کیوں کرنے آئی ہو۔ کیا کرنل پھیری نے بھیجا ہے تمہیں“..... قاسم نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں تو گریٹ لینڈ کی پولیس میں ہوں۔ میرا مطلب تھا کہ جس طرح کرنل فریدی سپیشل پولیس میں ہیں۔ اسی طرح میں بھی گریٹ لینڈ کی سپیشل پولیس میں ہوں۔“ ملیکا نے ہنستے ہوئے وضاحت کی۔

”تو۔ تو تم کرنل پھیری کی پولیس میں نہیں ہو۔ پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ مجھے دس کالے بکروں کا صدقہ ملدے کرنا پڑتا۔ وہ۔ وہ کرنل پھیری بڑے جالم صفت آدمی ہیں۔ وہ تو ڈیڈی سے کہہ دیتے۔ اوہ۔ اوہ۔ گاڈ تھینک یو۔ شکر ہے۔“ قاسم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسکے سر سے ہزاروں ٹن بوجھ اتر گیا ہو اور ملیکا سمجھ گئی کہ یہ ہاڑا واقعی کرنل فریدی سے بے حد ڈرتا ہے

”سیٹھ قاسم۔ تم نے کافرستان ایئر پورٹ پر ایک بین الاقوامی دہشت گرد آرگن جارج سے ملاقات کی ہے۔ کیوں۔ کیا وہ تمہارا دوست ہے“..... ملیکا نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ قوامی۔ لیکن میں تو سالہا پان وان کھاتا ہی نہیں پھر یہ قوام سالہا کہاں سے آن چکا ایکبار میں نے پچاس ساٹھ پان کھائے تھے پھر سالہا مجھے نہر مسہ ہو گیا اور وہ میری بیگم سالی چھپکلی بیگم

”یہ فل فلونی کیا ہوتی ہے سیٹھ قاسم“..... ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے واقعی اس لفظ کی سمجھ نہ آئی تھی۔

”اوہ۔ ہی۔ ہی۔ تم نہیں جانتیں فل فلونی۔ وہ کپتان حمید کہتا ہے کہ جو ردار عورت کو فل فلونی کہتے ہیں جیسی کہ تم ہو۔ مگر تم تو ڈبل فل فلونی ہو۔ بہت ہی جو ردار۔ تم چھوڑو یہ حرام کی کمائی۔ مم۔ مم۔ میں تمہیں فوراً ہی نوکری دے دوں گا اپنے پاس۔ ہی۔ ہی۔ ہی۔ ہی۔“ قاسم نے کہا تو ملیکا کا چہرہ لکھت بگڑ سا گیا۔

”حرام کی کمائی کا کیا مطلب ہوا“..... ملیکا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی قاسم کے اس لفظ پر غصہ آ گیا تھا۔

”ارے۔ یہ پولیس شولیس کی کمائی حرام کی ہوتی ہے۔ اللہ میاں دوج میں ڈال دیتے ہیں۔ آگ کے کوڑے ماریں گے پھر شتے توبہ۔ توبہ۔ اس قدر جو ردار فل فلونی۔ اس قدر جو رچو کھٹا اور دوج میں۔ نہیں۔ تم چھوڑ دو۔ بس فوراً چھوڑ دو یہ پولیس شولیس کی نوکری اور اللہ میاں سے ما بھئی مانگ لو۔ مولوی قفل کہتا ہے کہ جو اللہ میاں سے ما بھئی مانگ لے اسے اللہ میاں ما بھ کر دیتے ہیں“..... قاسم نے بڑے پر خلوص لہجے میں مشورہ دیتے ہوئے کہا تو ملیکا بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں پولیس میں نہیں ہوں۔ سپیشل پولیس میں ہوں۔ جس طرح کرنل فریدی اور کپتان حمید ہیں“..... ملیکا نے کہا تو سیٹھ قاسم نے اپنی طرف سے بے اختیار اچھلنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے اس کا ہاتھی جیسا جسم کیسے اچھل سکتا تھا۔ اس نے بس وہ صرف تھرا تھرا کر ہی

نے ڈیڈی سے شکایت لگا دی اور ڈیڈی نے مجھے ایک سو کوڑے مارے۔ میں سالا باڈ پر پڑا ہائے ہائے کرتا رہا۔ اوہ۔ اوہ۔ کہیں تم سالی چھپکلی بیگم کی جسوس مسوس تو نہیں ہو۔ قاسم نے آخر میں چونک کر کہا

”میں نے کہا ہے بین الاقوامی دہشت گرد۔ تم یہ کیا کہانی لے کر بیٹھ گئے۔“..... ملیکا نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔ اسے قاسم کی کسی بات کی سمجھ ہی نہ آئی تھی۔

”نہیں۔ تم سالی چھپکلی بیگم کی جسوس مسوس ہو۔ اس لئے ملاقات خلاص۔ ایک دم خلاص۔ تم جاؤ۔ پھر ٹھیک ہے۔ تم حرام کی کمائی میں ہی ٹھیک ہو۔ تم دروج میں سڑو گی۔ تب ٹھیک ہے۔ بس اب تم جاؤ۔“..... قاسم نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی سیکرٹری اندر داخل ہوئی۔

”آئیے مس ملیکا۔ ملاقات ختم ہو گئی ہے۔ آئیے۔ ورنہ سیٹھ صاحب کچھ بھی کر سکتے ہیں۔“..... اس پرائیویٹ سیکرٹری نے کہا۔

”سوری۔ ابھی میں نے تو بات ہی نہیں کی یہاں تو سیٹھ قاسم۔ تم بتاؤ کہ ملاقات کیوں کی تھی اس بین الاقوامی دہشت گرد سے۔ ورنہ میں کرنل فریدی کو فون کر کے بتا دوں گی۔“..... ملیکا نے کہا۔

”تم۔ تم سالی پولیس کی نوکر۔ مجھے دھمکی ممکی دے رہی ہو۔ مجھے سیٹھ قاسم کو۔ جاؤ۔ کم کرو اپنا چوکھٹا۔ ورنہ جتدہ تمہیں میں دفن کرا دوں گا۔ جاؤ۔ سالی آجاتی ہیں حرام کی کمائی سے حور سا چوکھٹا بنا کر۔“

جاؤ۔“..... قاسم نے انتہائی غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بری طرح کپکپانے لگا تھا۔

”مس ملیکا۔ آئیے۔“..... پرائیویٹ سیکرٹری نے اس بار قدروے سخت لہجے میں کہا تو ملیکا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر غصے کے شدید تاثرات ابھرائے تھے۔

”میں تمہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گی۔ پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ مجھ سے اس لہجے میں بات کرنے والے کا کیا حشر ہوتا ہے۔“..... ملیکا نے غصے کی شدت سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

”ارے جاؤ۔ جاؤ۔ دفع ہو جاؤ۔ سالی حرام کی کمائی۔ جاؤ۔ اب اگر جہارا چوکھٹا مجھے خبر آیا تو سالی چڑیل کی اماں جان بنا دوں گا۔ جاؤ۔“..... قاسم نے اور زیادہ دھاڑتے ہوئے کہا تو ملیکا ایک جھٹکے سے مڑی اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ اسے واقعی اس موٹے سیٹھ پر بے پناہ غصہ آ رہا تھا جسے کسی سے بات کرنے کی بھی تمیز نہ تھی۔ برائٹ خاموشی سے اس کے پیچھے باہر آ گیا تھا۔

”آپ کی وجہ سے میں خاموش رہا مادام۔ ورنہ اس موٹے کے پیٹ میں ریوالور کا پورا میگزین اتار دیتا۔“..... برائٹ نے باہر آتے ہی کہا۔ ”یہ سراسر احمق آدمی ہے۔ قطعی احمق۔“..... نجانبے باس کو اس میں کیا نظر آ گیا ہے۔ میں باس سے بات کر لوں پھر اس سے پوچھوں گی۔ میں اس کا ایسا عبرتناک حشر کروں گی کہ اس کی روح بھی صدیوں تک بلبلاتی رہے گی۔“..... ملیکا نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ

تمہیں غصہ دلا کر واپس جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ اوکے۔ اب میں خود ہی معلوم کر لوں گا۔..... ہمیں نے کہا۔

"نہیں ہاس۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ اس موٹے سے میں خود ہی نمٹوں گی۔....." ملیکا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"ملیکا جب باقی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سیٹھ قاسم یہاں وی آئی پی ہے پھر وہ کافرستان کا بہت بڑا صنعت کار ہے اور گریٹ لینڈ کے بڑے بڑے صنعت کاروں سے اس کے بزنس ایگریمنٹ ہیں۔ اس لحاظ سے اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ ویسے وہ فطری طور پر سادہ لوح اور ایسا ہی آدمی ہے لیکن اس نے جس انداز میں آرگن جارج کے بارے میں بات ٹالی ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے یکن اب فوری کام کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس کانفرنس میں تخریب کاری کا خدشہ تھا وہ کانفرنس فی الحال ملتوی کر دی گئی ہے۔ اس لئے اب جلدی کی ضرورت نہیں ہے۔ تم واپس ہیڈ کوارٹر آ جاؤ۔"

ہمیں نے خشک لہجے میں کہا اور اس نے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ملیکا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر رسیور رکھ کر وہ مڑ گئی۔

"آؤ برائنٹ۔ اب تمہیں سے ہٹ کر میں اس سے نمٹوں گی۔" ملیکا نے مڑتے ہوئے ساتھ کھڑے برائنٹ سے کہا اور برائنٹ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

دونوں لفٹ کے ذریعے نیچے جاں میں پہنچ گئے۔ ملیکا تیزی سے گاؤنٹری کی طرف بڑھی۔

"سپیشل پوئیس۔ فون کریں ہے مجھے۔....." ملیکا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں مس۔....." گاؤنٹری گول نے جلدی سے کہا اور فون اٹھا کر ملیکا کے سامنے رکھ دیا۔ ملیکا نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میں....." رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ملیکا بول رہی ہوں رائل ہوٹل سے۔ چیف سے بات کراؤ۔"

ملیکا نے اسی طرح جگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں مادام۔ ہو لڈ آن کیجئے۔....." دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ہمیں بول رہا ہوں۔....." چند لمحوں بعد چیف، ہمیں کی آواز سنائی دی۔

"چیف۔ یہ سیٹھ قاسم تو انتہائی احمق۔ بدتمیز۔ منہ پھٹ اور نائنسنس ہے۔ اس نے مجھے گالیاں دیں۔ دھمکیاں دیں۔ میں تو آپ کی وجہ سے خاموش ہو گئی ورنہ میں اس موٹے کے جسم میں پورا میگزین اتار دیتی۔....." ملیکا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے اس قدر غصہ۔ کیا ہوا تفصیل بتاؤ۔" دوسری طرف سے حیرت بھری آواز میں کہا گیا تو ملیکا نے سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ جان بوجھ کر بات ٹال گیا ہے اور اس نے

”کب..... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”ابھی تھوڑی دیر پہلے جناب۔ ہم اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ وہ  
 ہوٹل میں اپنے کمرے میں تھا اور اس کا کہیں جانے کا ارادہ بھی نہیں  
 تھا۔ ہم مطمئن تھے کہ اچانک ایئر پورٹ سے عبداللہ نے مجھے رپورٹ  
 دی کہ آرگن جارح یہاں موجود ہے۔ میں بے حد حیران ہوا ہتھانچہ میں  
 نگرانی کرنے والوں کو وہیں چھوڑ کر خود ایئر پورٹ پہنچا تو واقعی آرگن  
 جارح وہاں موجود تھا۔ پھر میرے سامنے ہی وہ چارٹرڈ طیارے پر سوار  
 ہو کر چلا گیا۔ میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ اکیرمیا گیا  
 ہے۔ میں نے ہوٹل میں نگرانی کرنے والوں سے کمرہ چنیک کرنے کے  
 لئے کہا تو وہاں سے معلوم ہوا کہ کمرہ خالی ہے۔ وہ شاید فائر ڈور سے نکل  
 گیا ہے۔ ہم نے اس کا فون بھی چیک کر لیا تھا لیکن اسے کوئی فون کال  
 بھی نہیں ہوئی البتہ ایئر پورٹ پر ایک مقامی لڑکی اس کے ساتھ نظر  
 آئی تھی۔ اس لڑکی کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان  
 سے پتہ چلا ہے کہ اس لڑکی کا نام مریم بانو ہے اور یہاں اس کی  
 نورسٹ فرم ہے۔ طیارہ بھی اسی فرم کے تحت ہی بک کر لیا گیا  
 ہے۔..... سلام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
 ”یہ لڑکی اب کہاں ہے؟“ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں  
 پوچھا۔

”وہ اپنی فرم کے آفس میں ہے جناب۔..... سلام نے جواب دیا۔  
 ”معلوم کرو کہ اس لڑکی کا آرگن جارح سے کیا تعلق ہے۔ کیا

کرنل فریدی اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل  
 کھلی ہوئی تھی اور وہ اسے پڑھنے میں مصروف تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے  
 فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا لیکن  
 اس کی نظریں فائل پر جمی ہوئی تھیں۔

”یس۔.....“ کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلام بول رہا ہوں سر۔..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز  
 سنائی دی۔

”یس۔ کیا بات ہے؟“ کرنل فریدی نے اسی طرح سپاٹ اور  
 سرد لہجے میں کہا۔

”آرگن جارح دماک سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اکیرمیا چلا گیا  
 ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک  
 پڑا۔

خصوصی کانفرنس منعقد ہونی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کو بین الاقوامی دہشت گرد تنظیم ریڈ وائر کی طرف سے دھمکیاں موصول ہونے لگیں کہ اس کانفرنس کو سہوتا کر دیا جائے گا۔ سہتاچہ ہم نے اس تنظیم کے خلاف کام شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کانفرنس میں شریک ہونے والے تمام ممالک کو اطلاعات بھی بھجوا دی گئیں۔ اس سلسلے میں اطلاع ملی کہ ریڈ وائر کے ایک خاص آدمی آرگن جارج نے کافرستان ایئرپورٹ پر سیٹھ قاسم سے خصوصی ملاقات کی ہے اس کے بعد سیٹھ قاسم گریٹ لینڈ گیا۔ میں نے ملیکا کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ قاسم سے اس بارے میں معلومات حاصل کرے۔ ملیکا نے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو قاسم نے اس کے ساتھ انتہائی غلط سلوک کیا اور اس سے بدتمیزی کی اور آرگن جارج سے ملاقات کے بارے میں دانستہ ٹال گیا۔ جس پر ملیکا بے حد غصے میں تھی لیکن اسی روز مجھے اطلاع مل گئی کہ حکومت گریٹ لینڈ نے اعلیٰ سطح پر فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کانفرنس کی میزبانی سے معذرت کر لے سہتاچہ میں نے ملیکا کو مزید کارروائی کرنے سے روک دیا۔ اس کے بعد میں نے خود اس سیٹھ قاسم کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ آپ کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید کا دوست ہے اور آپ سے بھی اس کی ملاقاتیں رہتی ہیں اور وہ ذہنی طور پر سادہ لوح ناسپ کا آدمی ہے اور کسی قسم کے جرم میں اس کی کسی بھی انداز میں شرکت قطعاً خارج از امکان ہے سہتاچہ میں نے ملیکا کو خاص طور پر منٹ کر دیا ہے کہ وہ اب قاسم

صرف کاروباری تعلق ہے یا کوئی اور تعلق بھی ہے۔..... کرنل فریدی نے کہا۔

”ییس سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل فریدی نے رسیور اٹھالیا۔

”ییس..... کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔“

”سر گریٹ لینڈ سے مسٹر ہیرس آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“

دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہیرس۔ اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے بات کراؤ۔“ کرنل فریدی نے کہا۔

”ہیلو۔ ہیرس بولی رہا ہوں۔.....“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل فریدی بول رہا ہوں۔ آج کیسے یاد آگئی تمہیں میری۔“

کرنل فریدی نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا کیونکہ ہیرس نے شاید پہلی بار اسے خود یہاں فون کیا تھا۔

”آپ کی عزیزہ مس ملیکا آپ کے دوست سیٹھ قاسم کے خلاف کوئی خوفناک کارروائی کرنے کا منصوبہ بنائے ہوئے ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔.....“ دوسری طرف سے ہیرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ ملیکا کا قاسم سے کیا تعلق پیدا ہو گیا۔.....“ کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کو تو معلوم ہو گا کہ گریٹ لینڈ میں اسلامی ممالک کی



کے ساتھ کوئی کارروائی نہ کرے اور میں نے اسے آپ کا حوالہ بھی دیا تو اس نے بتایا کہ اس کے سیکرٹری جو نرنے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید کا دوست ہے لیکن اس نے جس انداز میں اس کی بے عزتی کی ہے اور بکواس کی ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں کیونکہ ملیکا کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ اس میں انتقامی جذبہ بہت شدید ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ قاسم کے خلاف اپنے طور پر کوئی کارروائی کرے اور پھر آپ کو یہ اطلاع ملے تو آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں..... میرس نے کہا۔

”تمہارا شکریہ میرس کہ تم نے مجھے کال کیا۔ لیکن ملیکا سے میرا کیا تعلق ہے۔ وہ جو چاہے کرتی پھرے۔ میں اس کی کسی کارروائی سے کیوں ناراض ہوں گا۔ جہاں تک قاسم کا تعلق ہے تو قاسم تو بے حد سادہ لوح اور موٹے داغ کا آدمی ہے۔ اگر آگن جارج نے اگر اس سے ملاقات کی ہوگی تو وہ بہر حال دہشت گردی کے سلسلے میں نہیں کی ہو گی۔ ویسے آگن جارج تو یہاں دماک میں موجود تھا۔ مجھے اس کی یہاں آمد کی اطلاع ملی تو میں نے اس کی نگرانی شروع کر دی اور تمہارا فون آنے سے تھوڑی دیر پہلے ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اکیریبیا چلا گیا ہے۔ ویسے مجھے یہ اطلاعات تو مل رہی تھیں کہ اس کانفرنس کو ریڈ واٹر نے سبوتاژ کرنے کی دھمکیاں دی ہیں لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ گریٹ لینڈ حکومت اس ریڈ واٹر سے اس قدر

خوفزدہ ہو گی کہ میزبانی سے ہی معذرت کر لے گی..... کرنل فریدی نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”حکومت کے اپنے معاملات ہوتے ہیں کرنل صاحب۔ کیا کہا جا سکتا ہے..... میرس نے کہا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ بہر حال میں نے اسلامی سکیورٹی کو نسل کی طرف سے اس کانفرنس کو دماک میں منعقد کرانے کی تجویز بھیجوائی ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر میں دیکھوں گا کہ یہ ریڈ واٹر کیا کرتی ہے۔“

کرنل فریدی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھ سے بھی اس سلسلے میں جو ہوسکا ضرور کروں گا۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے بھی گڈ بائی کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی کھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل فریدی نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔

”ہیس.....“ کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلام بول رہا ہوں سر۔ ایک حیرت انگیز اطلاع ملی ہے۔ مریم بانو نے کیپٹن حمید صاحب کے ساتھ ہوٹل لاشانہ میں طویل ملاقات کی ہے اور اس ملاقات کے فوراً بعد آگن جارج خفیہ راستے سے ٹکل کر ایئر پورٹ پہنچا۔ جہاں مریم بانو نے اس سے ملاقات کی اور پھر وہ واپس اپنے آفس آگئی ہے“..... سلام نے کہا۔

”مریم بانو کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرو۔“ کرنل

لجے میں کہا۔

”جس سے تم نے ہوٹل لاشانہ میں طویل ملاقات کی تھی۔“ کرنل فریدی نے کہا۔

”میں نے کسی مریم سے کوئی ملاقات نہیں کی البتہ ایک لڑکی بانو سے ضرور ملاقات ہوئی تھی۔ وہ سیشل سیکورٹی کے چیف امیر راشد کی بیٹی ہے اور سیکورٹی میں کام کرتی ہے۔ اس نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں اسے اپنی شاگرد بنالوں۔ چنانچہ میں نے اسے بنایا۔ اس میں اتنا غصہ کرنے اور بگڑنے کی کیا بات ہے۔“ کیپٹن حمید نے کہا۔

”اور شاگرد بناتے ہی تم نے اسے آرگن جارج کے بارے میں تفصیلات بتا دی ہیں۔ کیوں۔“ کرنل فریدی نے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔  
 ”تو اس سے کیا فرق پڑ گیا۔ وہ بہر حال سیکورٹی سے متعلق ہے۔ اسے آرگن جارج کے بارے میں معلومات کا کام اس کے والد نے دیا تھا۔ میں نے اس کی مدد کر دی۔ ظاہر ہے سیکورٹی والوں کو معلوم تو ہو ہی جانا تھا۔ ایسا آدمی سیکورٹی والوں سے کہاں چھپ سکتا تھا۔“ کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

”بہلی بات تو یہ ہے کہ امیر راشد کی کوئی بیٹی نہیں ہے۔ اس کے دو لڑکے ہیں اور دونوں اکیڑ بیس میں پڑھتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اس لڑکی کا نام مریم بانو ہے اور یہ یہاں ایک نورسٹ کمپنی چلاتی ہے اور تیسری بات یہ کہ تم نے جیسے ہی مریم بانو کو آرگن جارج کے متعلق بتایا۔ اس نے آرگن جارج کو اطلاع دی اور آرگن جارج نگرانی کرنے

فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پر پریس کر دیئے۔

”ہیں..... دوسری طرف سے کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔

”میرے آفس آؤ..... کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے فائل بند کر کے اسے دراز میں رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

”خیریت۔ آپ کا موڈ خراب نظر آ رہا ہے۔ کیا بیٹھے بیٹھے بلڈ پریشر تو بائی نہیں ہو گیا۔ اگر ہو گیا ہے تو کتنا ہوا ہے۔“ کیپٹن حمید نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور مزید دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”مجھے آج زندگی میں پہلی بار احساس ہوا ہے کہ جہمارے بارے میں میرا اندازہ غلط تھا۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم اس حد تک گر سکتے ہو.....“ کرنل فریدی نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”اس کا مطلب ہے کہ واقعی آپ کا بلڈ پریشر بائی ہو گیا ہے تو پھر آپ فوراً کسی اچھے سے ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ یہ تو انتہائی خوفناک بیماری ہے.....“ کیپٹن حمید نے کہا۔

”تم نے مریم کو بتایا تھا کہ آرگن جارج کی ہم نگرانی کر رہے ہیں۔“ کرنل فریدی نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔

”مریم۔ وہ کون ہے.....“ کیپٹن حمید نے انتہائی حیرت بھرے

"کیپٹن صاحب آپ۔ کرنل صاحب کہاں ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔  
"وہ اٹھ گئے ہیں۔ کیا بات ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے اسی طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے علی عمران صاحب ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ مجھ سے بات کرو اس کی۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔ اس کے ذہن میں فوراً خیال آگیا تھا کہ کرنل فریدی سے اسے اگر کوئی معافی دلا سکتا ہے تو عمران ہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ کرنل فریدی اپنا فیصلہ کسی صورت بھی تبدیل نہیں کرے گا۔ چاہے کیپٹن حمید خود کشی ہی کیوں نہ کر لے۔

"ہیلو۔ حقیر۔ فقیر پر تقصیر۔ بیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود عورت مآب عالی جناب، رسیائے شراب ظہور۔ مالک اوصاف حمیدہ۔ مکر خمیدہ۔ سرد و گرم چنیدہ۔ شنیدہ کہ بودا نند دیدہ۔ جناب کپتان جہاز دریدہ کی خدمت اقدس میں سلام عاجزانہ پیش کرتا ہے۔" دوسری طرف سے عمران کی زبان اس طرح رواں تھی کہ وہ مسلسل بغیر کسی فل سٹاپ کے بولتا ہی چلا گیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔ سناؤ کیسے ہو علی عمران۔ بڑے دن ہوئے تم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے بڑے سنجیدہ لہجے میں

والوں کو جل دے کر فائر ڈور سے نکل کر سیدھا ایر پورٹ پہنچا۔ وہاں مریم بانو نے اس سے ملاقات کی اور اسے اپنی کمپنی کی طرف سے طیارہ چارٹرڈ کرا دیا اور وہ اس چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا چلا گیا ہے۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش کے تاثرات بھی ابھرائے۔

"ویری سیڈ۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔  
"مجھے افسوس ہے کیپٹن حمید۔ اب تمہیں واپس کافرستان جانا ہوگا۔ میں اب مزید تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ کیپٹن حمید بت بنا کرسی پر بیٹھے کا بیٹھا رہ گیا۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے اب تک یقین نہ آ رہا تھا کہ وہ معصوم صورت بانو واقعی دھوکے باز ہو سکتی ہے اور اس نے کیپٹن حمید کو الو بنا کر یہ معلوم کر لیا کہ کرنل فریدی آرگن جارج کی نگرانی کر رہا ہے اور پھر معلوم ہوتے ہی وہ نکل گیا۔ اس طرح تو واقعی کیپٹن حمید سے بہت بڑی غلطی ہوئی تھی کہ اس نے یہ راز اوپن کر دیا تھا۔ اسے اب اپنے آپ پر بھی غصہ آ رہا تھا۔

"ہونہر۔ میں اس بانو کا حلیہ بگاڑ دوں گا۔ میں اسے زندہ دفن کر دوں گا۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کیپٹن حمید نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔  
"یس۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

راست بات نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران بعد میں ساری عمر اس کا مذاق اڑاتا رہے گا۔

"ارے کہیں اس محترمہ ملیکا کچر تو نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔  
 "نہیں۔ اس کا کیا تعلق۔ وہ تو گریٹ لینڈ میں ہے۔ بہر حال جھوڑ۔ یہ میرا اور کرنل فریدی کا مسئلہ ہے۔ تمہارا نہیں....." کیپٹن حمید نے کہا۔ اسی لمحے کرنل فریدی کمرے میں داخل ہوا تو کیپٹن حمید نے رسیور کی طرف بڑھا دیا۔

"عمران کی کال ہے....." کیپٹن حمید نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر جانے لگا۔

"بیٹھو....." کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یس۔ فریدی بول رہا ہوں....." کرنل فریدی نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سر دلچے میں کہا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا پیر و مرشد۔ بچوں سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں اور بزرگ انہیں نظر انداز کرتے رہتے ہیں۔ پہلے تو آپ جمالی قسم کے بزرگ تھے۔ یہ جلال آپ میں کب سے پیدا ہو گیا۔" عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب۔ کیا حمید نے تم سے کچھ کہا ہے....." کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی کیپٹن حمید کی طرف دیکھا۔

"وہ تو کچھ بتانے کے قابل ہی کہاں رہا ہے۔ یہ تو میں نے اس کے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا۔ کیا کرنل صاحب سے لڑائی ہو گئی ہے....." دوسری طرف سے عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔  
 "یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا....." کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب اگر اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں تو میں ان کا مرید باصفاکم از کم بیٹھی ہوئی چڑیا کے پر تو گن سکتا ہوں اور تم بہر حال اس وقت بیٹھے ہوئے ہو۔ اڑ نہیں رہے۔ تمہارا لہجہ اور تمہارا جواب بتا رہا ہے کہ تم ذہنی طور پر بے حد پریشان ہو اور اتنا بہر حال مجھے معلوم ہے کہ جناب کپتان حمید صاحب کا ذہن اسی وقت پریشانی سے دوچار ہو سکتا ہے جب کرنل صاحب سے تین پانچ ہو گئی ہو۔ ورنہ کپتان صاحب باقی ساری دنیا کو برہم قلندر سمجھتے ہیں۔ ویسے اگر اس قدر گاڑھی زبان سمجھ میں نہ آ رہی ہو تو اس کا سلیس ترجمہ یہ ہے کہ صرف کرنل صاحب کی بات کا اثر ہی کپتان صاحب قبول کر سکتے ہیں اور اثر بھی وہ جو ہنگامہ خیز ہو۔ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں....." عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"ہاں۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ بہر حال بتاؤ کرنل صاحب سے کیا کہنا ہے تمہیں۔ میں انہیں تمہارا پیغام دے دوں گا....." کیپٹن حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل عمران سے براہ

گئی تو پھر کہاں کا جلال اور کہاں کا غصہ۔ بس جمال ہی جمال ہوگا۔  
عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

”اگر تم نے یہی بکواس کرنی ہے تو میں رسیور رکھ رہا ہوں۔“  
کرنل فریدی نے عصبی لہجے میں کہا لیکن اس بار اس کا غصہ مصنوعی تھا  
”ارے ارے۔ تجھے خوشخبری سنا دیجئے کہ آپ نے کپتان صاحب  
سے صلح کر لی ہے تاکہ میں یہاں کسی غریب مسکین مفلس و تلاش کو  
تلاش کر کے اس کا منہ میٹھا کر دوں۔“..... عمران نے کہا تو کرنل  
فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”اور تلاش کے بعد ان تمام صفات کا حامل ایک ہی شخص ملے گا علی  
عمران۔ کیوں؟“..... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب کیا کیا جائے۔ آپ کے مرید کبھی حال ہو سکتا ہے۔“ عمران  
نے جواب دیا اور کرنل فریدی ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ کر لو منہ میٹھا۔ لیکن جیلے شوگر چیک کرالینا۔“  
کرنل فریدی نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔

”اوہ گڈ۔ آپ بے فکر رہیں جو کہ آغا سلیمان پاشا خود تو مجھ شوگر  
ہیں اس لئے دوسروں کی شوگر کو کنٹرول میں رکھتے ہیں تاکہ اس کی  
چیمپین شپ قائم رہے۔ بہر حال میری طرف سے جناب کیپٹن حمید  
کو مبارکباد دے دیجئے۔ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا تھا کہ آپ نے  
اسلامی ممالک کی کانفرنس دماک میں کرانے کی تجویز مجبوائی ہے۔ کیا  
آپ سنجیدہ ہیں یا آپ نے ویسے ہی منہ بنانے کے لئے تجویز دے دی

سپاٹ لہجے سے اندازہ لگایا ہے کہ وہ ذہنی طور پر انتہائی پریشان ہے اور  
یہ بات مجھے معلوم ہے کہ کیپٹن حمید اگر پریشان ہو سکتا ہے تو صرف  
کرنل فریدی کے جاہلانہ سلوک سے۔ ویسے کیپٹن حمید اور پریشانی۔  
یہ دو متضاد صورتیں ہیں۔ ویسے کرنل صاحب۔ اب آپ واقعی شادی  
کر لیں کیونکہ بزرگوں میں جب جلال کے آثار ہونے لگ جائیں تو  
انہیں دوبارہ جمالی بنانے کا یہی اکسیر نسخہ ہے کہ ان سے بڑی جلالی  
شخصیت سے انہیں منسلک کر دیا جائے۔“..... عمران نے کہا۔  
”تم نے فون کیوں کیا ہے۔ یہ بتاؤ۔“..... کرنل فریدی نے سرد  
لہجے میں کہا۔

”غلطی کی ہے پیر و مرشد۔ دست بستہ معافی کا خواستگار ہوں۔  
آئندہ میری توبہ۔ میرے ڈیڑی کی توبہ۔ ایسی غلطی نہیں کروں گا۔  
اس بار معاف کر دیجئے۔ آپ کو مس ماہ لتاعرف ملیکا کا واسطہ۔“ عمران  
نے انتہائی گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس  
پڑا۔

”تم سے خدا سمجھے۔ یہ تم نے مجھے ملیکا کے واسطے کیوں دینے شروع  
کر دیئے ہیں۔“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”دیکھا۔ میں نے کہا نہیں تھا کہ میں نے جو نسخہ بتایا ہے آپ کے  
جلال کو جمالی بنانے کا۔ وہ واقعی اکسیری ہے۔ ابھی تو صرف نام لیا ہے  
اور آپ میں جمال کے اثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ جب وہ  
محرّمہ بنفس نفیس اپنے چاند چہرہ کے ساتھ آپ کے آنگن میں اتریں

ہے۔..... عمران نے کہا۔  
 "کیا مطلب۔ اس میں منبر بنانے والی کونسی بات ہے۔" کرنل فریدی نے اس بار حقیقی عصیلے لہجے میں کہا۔  
 "اس لئے کہ ریڈ وائر کی دھمکیوں سے اگر گزٹ لینڈ کی حکومت راہ فرار اختیار کر سکتی ہے تو دماک حکومت تو ویسے ہی دہشت گردوں سے کانتی رہتی ہے۔" عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔  
 "تمہیں غلط فہمی ہے۔ تم اپنی حکومت کو میری طرف سے پیغام دے دو کہ وہ بے فکر ہو کر دماک میں کانفرنس کا اعلان کر دیں۔ انشا۔ اللہ کسی کا بال بیکا نہیں ہوگا۔..... کرنل فریدی نے کہا۔  
 "ٹھیک ہے۔ میں آپ کا پیغام پہنچا دوں گا۔ ویسے آپ کو تو معلوم ہی ہوگا کہ ریڈ وائر کا خاص آدمی آرگن جارج کافرستان میں خاصا سرگرم رہا ہے۔ اس نے وہاں وزارت خارجہ کے اعلیٰ حکام سے خفیہ ملاقاتیں کی ہیں۔ اس کے بعد وہ وہاں سے دماک گیا ہے۔ اب بھی شاید وہیں ہو۔..... عمران نے کہا۔

"وہ اکیمریمیا چلا گیا ہے۔ میں جہاری بات کا مطلب سمجھ گیا ہوں لیکن تم بے فکر ہو۔ کافرستان بھی اگر اس کانفرنس کو سبوتاژ کرے گا تو کرنل فریدی بچھے نہیں ہٹے گا۔" کرنل فریدی نے سر دھجے میں کہا۔  
 "اوکے۔ بس یہی بات پوچھنی تھی آپ سے۔ اللہ آپ کا بھلا کرے اب سرسلطان کے پراویڈنٹ فنڈ میں بہر حال اتنی رقم تو جمع ہو گئی ہو گی کہ میں منہ میٹھا کر سکوں۔ خدا حافظ۔..... عمران نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور دکھ دیا۔  
 "کیا ضرورت تھی تمہیں عمران کو اس بارے میں کچھ کہنے کی۔" کرنل فریدی نے ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 "میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔ اس نے میرے لہجے سے خود ہی اندازہ لگا لیا تھا۔ ویسے آپ نے جس طرح بات کی ہے اس سے مجھے شدید صدمہ پہنچا ہے۔ ٹھیک ہے میں نے غلطی کی ہے لیکن میں نے دانستہ غلطی نہیں کی لیکن آپ نے جس طرح فیصلہ سنا دیا ہے اس سے مجھے آج پہلی بار اندازہ ہوا ہے کہ آپ میرے متعلق کس انداز میں سوچتے ہیں۔ اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اس بانو کو گولی مار کر خود کشی کر لوں گا۔..... کیپٹن حمید نے کہا۔  
 "یعنی تم نے صرف غلطی ہی نہیں ہوئی بلکہ اب تم بزدل بھی ہو گئے ہو۔..... کرنل فریدی نے عصیلے لہجے میں کہا۔  
 "بزدل۔ کیا مطلب۔..... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔  
 "خود کشی صرف بزدل ہی کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ جاؤ اور خود کشی کر لو۔ میں غلطی تو معاف کر سکتا ہوں۔ بزدلی ناقابل معافی ہے۔..... کرنل فریدی نے کہا۔  
 "ٹھیک ہے۔ واقعی یہ دوسری غلطی ہوئی ہے مجھ سے۔ اب میرا نیا فیصلہ سن لیں۔ میں بانو کو گولی مار کر آپ کو گولی مار دوں گا اور پھر کافرستان جا کر آپ کے خیالی مزار پر قوا بیاں کراؤں گا۔..... کیپٹن حمید

نے کہا تو اس بار کرنل فریدی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”پرانا کاروبار۔ ویسے ایک بات بتا دوں مجھے دراصل تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم ایک عام سی لڑکی سے اس طرح دھوکہ کھا جاؤ گے۔ اس لئے مجھے غصہ آیا تھا..... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”حقیقت یہ ہے کرنل صاحب کہ مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ یہ بانو اس طرح دھوکہ بھی کر سکتی ہے اور جو کچھ آپ نے بتایا ہے اگر وہ درست ہے تو پھر یہ بانو واقعی مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔“ کیپٹن حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر سنو۔ اسے گولی مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے ضرور دوستی کرو اور ریڈ واٹر کے بارے میں اس سے معلومات حاصل کرو۔ اس کا آرگن جارج سے اس قدر گہرا تعلق بتا رہا ہے کہ اس کا بھی ریڈ واٹر سے گہرا تعلق ہے اور اب میں اس ریڈ واٹر کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں.....“ کرنل فریدی نے کہا۔

”ہاں۔ میں ایسا کروں گا اور اسے بتاؤں گا کہ کیپٹن حمید سے دھوکہ کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے.....“ کیپٹن حمید نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ہال مناکرے کے وسط میں ایک بیضوی میز کے گرد چار کرسیاں موجود تھیں۔ ان میں سے تین کرسیوں پر تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک کرسی خالی تھی۔ تینوں آدمی خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد ہال کا اکلوتا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ چہرہ چوڑا تھا۔ آنکھوں میں سرخ ذوروں کی تعداد قدرے زیادہ تھی۔ ٹھوڑی چوڑی اور ہتھوڑے کی طرح قدرے آگے کو نکلی ہوئی تھی جس سے اس کی فطرت کی سفاکی اور بے رحمی نمایاں ہوتی تھی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی کرسیوں پر موجود تینوں افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”بیٹھو.....“ آنے والے نے سپاٹ لمبے میں کہا اور وہ خود بھی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے ہی تینوں آدمی بھی دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”سب سے پہلے تو میں تمہیں اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں کہ

فریدی نے یہ کانفرنس دماک میں منعقد کرانے کی تجویز دی ہے اور اس سلسلے میں ریڈ وائر کے خلاف مکمل سیکورٹی کی ضمانت بھی دی ہے۔ اور حکومت دماک نے کرنل فریدی کی کارکنی کی بنیاد پر حکومت دماک کی طرف سے کانفرنس کے لئے رضا مندی ظاہر کر دی ہے۔..... باس نے کہا۔

"پھر کیا حکم ہے باس..... ایک آدمی نے کہا۔  
"ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر نے اس مشن کے سلسلے میں بھی اسی پالیسی پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس پالیسی پر عمل کر کے ریڈ وائر نے یہ کانفرنس گسٹ لینڈ میں کینسل کرائی ہے۔ ہماری پارٹی چاہتی ہے کہ یہ کانفرنس کم از کم ایک سال تک منعقد ہی نہ ہو..... باس نے کہا۔

"لیکن باس۔ کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہے کہ کانفرنس منعقد ہو اور اسے سبوتاژ کر دیا جائے..... اس بار ایک آدمی نے کہا۔

"نہیں۔ ہماری پارٹی جو کہ ایک ایشیائی ملک کی حکومت ہے۔ وہ یہ کانفرنس منعقد ہونے سے روکنا چاہتی ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی ممالک اس کانفرنس میں اپنا علیحدہ ایک معاشی گروپ بنانا چاہتے ہیں اور اس کے لئے پاکیشیا کی تجویز پر انہوں نے کرنسی کی بجائے بارٹر سسٹم کا اصول اپنانے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ بات اسلامی ممالک سے ہٹ کر دوسرے ممالک اور خاص طور پر ہماری پارٹی کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ اس لئے وہ ہر قیمت پر اس کانفرنس کو روکنا

گسٹ لینڈ حکومت نے ریڈ وائر کی دھمکیوں سے خوفزدہ ہو کر گسٹ لینڈ میں ہونے والی اسلامی کانفرنس کی میزبانی سے معذرت کر لی ہے۔ اس طرح یہ کانفرنس سنوچ ہو گئی ہے اور ریڈ وائر کا مشن بغیر ایک قطرہ خون بہائے مکمل ہو گیا ہے..... آنے والے نے قدرے بلند اور بھاری لہجے میں باقی تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ یہ سب آپ کی منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔" ان تینوں میں سے ایک نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور پھر باری باری باقی دو نے بھی ایسے ہی فقرے بول کر پہلے کی تائید کر دی۔

"یہ ہم سب کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ خاص طور پر آرگن جارج کی پراسرار سرگرمیوں نے اس مشن کو مکمل کرنے میں بے حد مدد دی ہے..... باس نے کہا تو ان میں سے ایک نے اٹھ کر اور سر جھکاتے ہوئے باس کی تعریف کا باقاعدہ شکریہ ادا کیا۔ یہ آرگن جارج تھا اور پھر وہ واپس بیٹھ گیا۔

"ہمیں جس پارٹی نے یہ مشن دیا تھا۔ اس نے اب ہمیں نیا مشن دیا ہے اور ہم نے پہلے سے دو گنا معاذہ وصول کیا ہے کیونکہ اس بار مشن بھی پہلے سے زیادہ سخت ہے..... باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا اس مشن کا تعلق بھی اس کانفرنس سے ہے۔" ان میں سے ایک نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ اسلامی سیکورٹی کونسل کی طرف سے مشہور جاسوس کرنل



ممالک دیکھتے ہی دیکھتے انتہائی خوشحال اور ترقی یافتہ بن جائیں گے کیونکہ اس بارٹر سسٹم کے تحت دینا لوں بھی مستقل کی جاسکتی ہے۔ ہماری پارٹی بچان ہے۔ اس وقت تمام اسلامی ممالک اس کی سب سے بڑی منڈیاں ہیں۔ اس لئے ہماری پارٹی چاہتی ہے کہ یہ کانفرنس کم از کم ایک سال تک منعقد نہ ہو۔ کیونکہ ایک سال کے اندر اندر بہت سے اسلامی ممالک میں انتخابات ہو جائیں گے اور ہماری پارٹی کے حمایت یافتہ آدمی برسرِ اقتدار آکر اس تجویز کو ختم کر دیں گے۔ البتہ ان کا کہنا ہے کہ اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر ریڈ وائر اس کانفرنس میں خوفناک تحریب کاری کر کے اسے سبوتاژ کر دے....." ہاس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہاس۔ ایسی صورت میں یہ کانفرنس گریٹ لینڈ میں کیوں منعقد کی جا رہی تھی۔ کسی اسلامی ملک میں بھی تو اس کا انعقاد ہو سکتا تھا جیسے اب دماک میں ہونے کی تجویز ہے..... ایک آدمی نے کہا۔

"گریٹ لینڈ میں شاید اس کے انعقاد کی وجہ یہ تھی کہ یورپی ممالک کے مبصرین بھی اس کانفرنس میں شرکت میں دلچسپی لے رہے تھے اور شاید یورپی ممالک بھی اس معاہدے میں کسی انداز میں شامل ہو جاتے۔ دوسری بات یہ کہ اسلامی ممالک چاہتے تھے کہ اسلامی ملکوں سے بہت کر کسی ملک میں یہ کانفرنس ہو۔ اس سے ان کا کوئی مقصد ہو گا۔ ہم نے بہر حال اس مشن پر کام کرنا ہے۔" ہاس نے کہا۔

"ہاس۔ میں نے اس سلسلے میں کھل کر کام کیا ہے۔ میں نے

چاہتی ہے تاکہ ایسا معاہدہ ہی نہ ہو سکے....." ہاس نے کہا۔

"ہاس۔ کیا آپ اس بات کی وضاحت کریں گے۔ بارٹر سسٹم کا تو مطلب ہوتا ہے کہ مال کے بدلے مال اور یہ سسٹم تو قدیم زمانے میں استعمال ہوتا تھا۔ موجودہ دور میں تو یہ استعمال ہی نہیں ہو سکتا۔"

ایک ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہے لیکن اس سسٹم کو اپنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اصل مسئلہ مال کی ویلیو کا ہے۔ اس معاہدے کے تحت جو اسلامی ملک جو چیز دوسرے کو دے گا۔ اس کی ویلیو اس گروپ کی ایک خاص کمیٹی مقرر کرے گی۔ اس طرح ہر مال کی ویلیو مقرر ہو جائے گی اور اس ویلیو کے مطابق مال کے بدلے مال کا تبادلہ ہو جائے گا۔ اسلامی ممالک میں دنیا کی ہر چیز پیدا ہوتی ہے۔ زراعت، معدنیات، پھل، کپڑا، کاریں، الیکٹرانکس کا سامان، بجلی، تیل، اینٹی توانائی وغیرہ وغیرہ۔ اب ہو گا یہ کہ ایک ملک کاریں بناتا ہے۔ اسے گندم کی ضرورت ہے تو وہ ویلیو کے مطابق اسے کاریں دے کر اس سے گندم لے لے گا۔ اس طرح تیل لے کر بجلی دی جاسکتی ہے اور ہر مال کا لین دین ہو سکتا ہے اور اگر اس منصوبے پر عمل ہو گیا تو تمام اسلامی ممالک یورپی ملکوں۔ دیگر کاروباری ایشیائی ملکوں اور ایکری میا وغیرہ سب کی گرفت سے نہ صرف نکل جائیں گے بلکہ وہ آپس میں ویلیو بھی ایسی بنائیں گے جس سے ان کے عوام کو یہ سب چیزیں دیگر ملکوں سے کم قیمت پر ملیں گی۔ یہ آپس میں ٹیکسز بھی ختم کر دیں گے اور نتیجہ یہ کہ تمام اسلامی

کافرستان کے اعلیٰ حکام سے بھی بات چیت کی ہے۔ کافرستان کے اعلیٰ حکام نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کرنل فریدی کو اس کانفرنس کے سلسلے میں کام کرنے سے روک دیں گے۔ اس کے علاوہ میں نے کرنل فریدی کے ایک دوست اور صنعت کار قاسم سے بھی ایئرپورٹ پر بات کی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ قاسم کے ذریعے کرنل فریدی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں دماک گیا تھا تاکہ وہاں جا کر کرنل فریدی کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کروں لیکن کرنل فریدی نے وہاں میری نگرانی شروع کر دی۔ اس نگرانی کا علم تو مجھے ہو گیا تھا لیکن مجھے یہ معلوم نہ ہو پا رہا تھا کہ یہ نگرانی کون کر رہا ہے۔ اس لئے میں نے دماک میں ایک عورت کو اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے بامر کیا۔ اس عورت نے کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید سے معلومات حاصل کر لیں۔ اس طرح مجھے علم ہو گیا کہ یہ نگرانی کرنل فریدی کی طرف سے ہو رہی ہے تو میں فوری طور پر ایکریمیا چلا گیا۔ پھر وہاں پہنچ کر علم ہوا کہ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے مزید کارروائی روک دی۔ ”آرگن جارج نے کہا۔

”ہاں۔ ہینڈ کو آرڈر کو جہاری رپورٹ مل چکی ہے لیکن اب یہ ہنگامی مینٹنگ اس نئے مشن کی تکمیل کے لئے بلائی گئی ہے۔ اس سلسلے میں آپ جو چیزیں دیں تاکہ ان پر غور ہو سکے۔“ ”باس نے کہا۔

”باس میں کچھ کہہ سکتا ہوں۔“ اچانک ایک دبلے پتلے لمبوترے چہرے والے آدمی نے کہا تو باس اور دوسرے ساتھی چونک پڑے

”بس رابرٹ۔ کھل کر بات کرو۔“ ”باس نے کہا۔

”باس۔ آرگن جارج کی ان کھلے عام سرگرمیوں اور ہینڈ کو آرڈر کی یہ حکمت عملی کہ کھل کر گریٹ لینڈ حکومت کو ریڈ واٹر کی طرف سے دھمکیاں دی جائیں مشن کے لئے واقعی انتہائی فائدہ مند ثابت ہوئی ہیں اور گریٹ لینڈ نے اس کانفرنس کے انعقاد سے معذرت کر لی ہے لیکن اب یہی حکمت عملی ہمارے خلاف جائے گی۔“ ”رابرٹ نے کہا تو باس کا بھرہ یکھت غصے سے بدل سا گیا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم ہینڈ کو آرڈر کے خلاف بات کرنا چاہتے ہو۔“ ”باس نے یکھت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ میں تو ایسی کسی بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن جو بات کل سامنے آنے والی ہے۔ میں اسے کھل کر سامنے لے آنا چاہتا ہوں تاکہ اس پہلو پر بھی پھیلے بی سوچ لیا جائے۔“ ”رابرٹ نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو۔“ ”باس نے کہا۔

”باس۔ گریٹ لینڈ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ سپیشل فارن ایجنسی کی ایجنٹ ملیکا سیٹھ قاسم سے ملی ہے اور سیٹھ قاسم سے اس نے آرگن جارج سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں بات چیت کی لیکن سیٹھ قاسم چونکہ احمق سا آدمی ہے اس لئے اس سے وہ کچھ معلوم نہ کر سکی۔ یہ سیٹھ قاسم کرنل فریدی کا بھی دوست ہے۔ ادھر آرگن جارج کے دماک پہنچنے کے بعد وہاں سے فوری فرار کے بعد یہ بات سامنے آگئی ہے

کے ذمے تھی اس کانفرنس کو سہوتا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ان دونوں جاسوسوں نے مل کر یہ کوشش ناکام بنا دی اور یہ کانفرنس دھوم دھام سے منعقد ہوئی۔ رولف جس سطح کا دہشت گرد تھا اس کے بارے میں آپ سب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لئے اب ایک بار پھر ان دونوں جاسوسوں کا ریڈ وائر کے خلاف جمع ہو جانا انتہائی خطرناک بات ہے اور میں یہ بات ہیڈ کوائرٹر کے سامنے لے آنا چاہتا ہوں۔“ رابرٹ نے کہا۔

”اوہ۔ جمہاری باتوں میں واقعی وزن ہے۔ رولف اور اس کی بین الاقوامی تنظیم کے بارے میں بھی میں جانتا ہوں۔ ٹھیک ہے میں ابھی ہیڈ کوائرٹر بات کرتا ہوں۔“ باس نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا ہاکس نکال کر اس نے اس پر مونو دو کئی ہٹن کیے بعد دیگرے پریس کر دیتا۔ ہاکس سے تیز سینی کی آواز نکلنے لگی۔

”ہیڈ کوائرٹر۔ آندرے بول رہا ہوں۔ چیف آف سپیشل سیکشن۔“ اور... باس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”میں ہیڈ کوائرٹر۔ کوڈ دو سر آؤ۔ اور...“ چند لمحوں بعد ایک نتیجہ بتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

”ڈبل۔ ایس۔ ون۔ اور...“ آندرے نے کہا۔

”میں۔ کس سے بات کرنا چاہتے ہو۔ اور...“ دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔

”چیف باس سے۔ اور...“ آندرے نے کہا۔

کہ کرنل فریدی نے دماک میں کانفرنس کی تجویز بھجوائی ہے اور اس پر غور ہو رہا ہے۔ اس طرح کرنل فریدی اب لامحالہ کانفرنس کے انعقاد سے پہلے یہ کوشش کرے گا کہ وہ ریڈ وائر کے خلاف کام کرے اور کانفرنس کے انعقاد سے پہلے وہ ریڈ وائر پر ضرب لگا سکے۔ ادھر پاکیشیا چونکہ اس کانفرنس کا تجویز کنندہ ہے اور اس کانفرنس میں پاکیشیا کے صدر شریک ہونا چاہتے تھے لیکن ریڈ وائر کی کھلے عام دھمکیوں کی وجہ سے وہاں فیصلہ کیا گیا کہ صدر کی بجائے سیکرٹری وزارت خزانہ احسن خان کانفرنس میں شریک ہوں۔ اس طرح لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تک یہ بات بھی پہنچ گئی ہوگی اور وہ بھی اب ریڈ وائر کے خلاف کام شروع کر دے گی۔ اس طرح آرگن جارج کی سرگرمیوں اور ریڈ وائر کی کھلے عام دھمکیوں کے باعث دنیا کے دو خطرناک ترین جاسوس ریڈ وائر کے خلاف حرکت میں آجائیں گے یا اچکے ہوں گے اور ہیڈ کوائرٹر کو تو لازماً معلوم ہوگا۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو کہ دنیا کا سب سے خطرناک ترین دہشت گرد رولف جس کا ہیڈ کوائرٹری زونا کے انتہائی خطرناک ترین جنگلات میں تھا اور جہاں اس نے باقاعدہ فوج رکھی ہوئی تھی اور جسے ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ ان دونوں جاسوسوں نے مل کر اس ہیڈ کوائرٹر کا خاتمہ کر دیا اور رولف بھی ہلاک ہو گیا۔ لیکن اس کے ایک نائب نے مشن مکمل کرنے کی کوشش کی۔ یہ مشن بھی ایک اسلامی کانفرنس کا تھا جو افریقہ کے ایک ملک مراکش میں ہونا تھا اور اس کی سیکورٹی کی ذمہ داری بھی کرنل فریدی

اور ساکھ کے بغیر تو پوری ریڈ واٹر کا ایک لحاظ سے خاتمہ ہی ہو جائے گا۔  
اور..... چیف باس نے کہا۔

"چیف باس۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ ریڈ واٹر بچے ہٹ جائے بلکہ میرا مطلب تھا کہ ان پوائنٹس پر بھی غور کر لیا جائے ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ ریڈ واٹر کو پچھلے اس کرنل فریدی کے خاتمے کی منصوبہ بندی کرنی چاہئے اور پھر عمران کی۔ کیونکہ فوری خطرہ بہر حال کرنل فریدی سے ہے۔ اور..... رابرٹ نے کہا۔

"منصوبہ بندی کا کیا مطلب۔ ایک آدمی کو ہلاک کرنے کے لئے منصوبہ بندی کی کیا ضرورت ہے۔ اچانک اس کے سینے میں گولیاں اتاری جاسکتی ہیں۔ اور..... چیف باس نے کہا۔

"نہیں چیف باس۔ کرنل فریدی کو اس طرح ہلاک نہیں کیا جاسکتا۔ وہ حدود رجحناط آدمی ہے۔ اس لئے اس کی موت کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کرنا ہوگی جو فول پروف ہو۔ اور..... رابرٹ نے کہا۔  
"کیا تم یہ ٹاسک اپنے ذمے لے سکتے ہو۔ اور..... چیف باس نے کہا۔

"ییس باس۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس مشن میں سو فیصد کامیاب رہوں گا کیونکہ میں کرنل فریدی کی فطرت جانتا ہوں۔ میں کافرستان میں طویل عرصہ کام کر چکا ہوں۔ اور..... رابرٹ نے کہا۔

"گڈ۔ اگر تم اس مشن میں کامیاب رہے تو تمہیں براہ راست

"ہیلو۔ چیف باس بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے آندرے۔ کیوں کال کی ہے۔ اور..... تھوڑی دیر تک خاموشی کے بعد ایک بھاری اور انتہائی کرخت سی آواز باکس سے نکلی۔

"میں نے نئے مشن کے سلسلے میں سپیشل سیکشن کی ہنگامی میننگ کال کی ہے۔ اس میننگ میں رابرٹ نے کچھ باتیں کی ہیں۔ میں یہ باتیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ اور..... آندرے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کوئی باتیں۔ اور..... چیف باس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا تو آندرے نے رابرٹ کی باتیں دہرا دیں۔

"ہو نہہ۔ رابرٹ کی باتوں میں واقعی وزن ہے۔ رابرٹ سے بات کراؤ۔ اور..... چیف باس نے کہا۔

"میں رابرٹ عرض کر رہا ہوں چیف باس۔ اور..... رابرٹ نے باکس کو اپنے قریب کرتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"رابرٹ۔ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ واقعی درست ہے۔ رولف اس کا ہیڈ کوارٹر اور اس کی پوری تنظیم کا جس طرح عمران اور کرنل فریدی نے مل کر خاتمہ کیا تھا۔ وہ ہیڈ کوارٹر کو معلوم ہے اور ہیڈ کوارٹر کو یہ اعتراف کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ رولف کی تنظیم ہر لحاظ سے ریڈ واٹر سے زیادہ بڑی۔ باوسائل اور مضبوط تھی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اب جبکہ ہم یہ مشن لے چکے ہیں اب ہم کیسے پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ اس طرح تو ریڈ واٹر کی ساکھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی

”رہن جارج کو محتاط ضرور رہنا چاہئے۔ اور..... رابرٹ نے کہا۔  
”ہاں آرگن جارج۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اور۔“ چیف  
باس نے کہا۔

”یس چیف باس۔ اور.....“ آرگن جارج نے انتہائی مؤدبانہ لہجے  
میں کہا۔

”تم ابکریا جا کر انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ جب تک میں تمہیں  
دوسرے احکامات نہ دوں۔ تمہیں کسی صورت سامنے نہیں آنا چاہئے۔  
اور.....“ چیف باس نے کہا۔

”یس چیف باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اور.....“ آرگن  
پرج نے جواب دیا۔

”آندے۔ اب تم میرے احکامات سن لو۔ اب تمہارے سپیشل  
سیشن کو کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔ رابرٹ کے مشن کی  
تمہیں کے ساتھ ہی ہمارا مشن بھی خود بخود مکمل ہو جائے گا۔  
اور.....“ چیف نے کہا۔

”یس چیف باس۔ اور.....“ آندے نے کہا تو دوسری طرف سے  
دور انڈائل کی آواز سننے ہی آندے نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے  
جیب میں ڈالا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے“ چیف باس کے احکامات کے مطابق اب سب اپنا اپنا کام  
کریں گے.....“ آندے نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی  
طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہیڈ کوارٹر سے منسلک کر دیا جائے گا۔ آندے۔ میرا حکم سن لو کہ  
رابرٹ اور اس کے سیشن کو میں سپیشل سیشن سے الگ کر رہا  
ہوں۔ اب رابرٹ اور اس کا سیشن براہ راست میرے انڈر کام کرے  
گا۔ اور.....“ چیف باس نے کہا۔

”یس چیف باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اور.....“ آندے نے  
جواب دیا۔ اس کا ہجرے حد مؤدبانہ تھا۔

”رابرٹ۔ اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جہاری کیا  
تجویز ہے۔ اور.....“ چیف باس نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”چیف باس میرا خیال ہے کہ اسے نہ چھوڑنا ہے تو بہتر ہے کیونکہ  
وہ اکیلا آدمی نہیں ہے بلکہ پوری ٹیم ہے اور اگر وہ کام کریں گے تو وہ  
ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کریں گے اور نہ انہیں ریڈ وائر  
کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکیں گی اور نہ وہ  
آگے بڑھ سکیں گے اور اگر اسے معلومات مل بھی جائیں تب بھی  
ہیڈ کوارٹر انہیں آسانی سے ختم کر سکتا ہے۔ اور.....“ رابرٹ نے کہا۔

”گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ لیکن آرگن جارج کھل کر کام کر چکا  
ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ آرگن جارج کے ذریعے آگے بڑھنے کی  
کوشش کریں۔ اور.....“ چیف باس نے کہا۔

”آرگن جارج انتہائی ہوشیار اور ذہین آدمی ہے چیف باس اور پھر ہم  
میں سے کسی کو بھی ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں علم نہیں  
ہے۔ اس لئے وہ لوگ آرگن جارج سے کیا معلوم کر سکتے ہیں۔ ویسے

پٹرول کے پیسے نہیں تھے اور دارالحکومت کے تمام پٹرول پمپوں نے باقاعدہ حلف پر معاہدہ کر رکھا ہے کہ علی عمران کو ادھار پٹرول نہیں دیا جائے گا اور پٹرول کے بغیر کار چلتی نہیں ہے۔ لیکن آپ کے دستور شاہی حکم کی تعمیل بھی ضروری تھی۔ اس لئے میں فلیٹ سے نکل کر دوڑتا ہوا یہاں آیا ہوں اور دوڑنے کی وجہ سے پیروں میں چھالے پڑ گئے ہیں اور مجھے اس طرح بھاگنا دیکھ کر بچے میرے پیچھے لگ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ میں پاگل ہوں۔ اس لئے انہوں نے مجھے پتھر مارنے شروع کر دیئے جس سے میرے جسم پر زخم پڑ گئے ہیں۔..... عمران نے ایک ہی سانس میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار مس پڑے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران حسب عادت مذاق کر رہا ہے۔

لیکن شاعر تو کہتے ہیں کہ پتھر عاشقوں کے لئے غذا کا کام دیتے ہیں۔ مجھے پتھر تو زیادہ لگتے ہیں انتہائی خنق قوی ہوتا جاتا ہے۔..... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ آپ نے ایک مشہور شاعر کا شعر نہیں سنا جس کا مفہوم ہے کہ تنہا قہر بڑا کہ لوگ عشق کرنا بھول گئے تو جتنا جب پیٹ خالی ہو۔ عجب خالی ہو تو پھر کیسا عشق اور کہاں کا عشق۔ یہ تو خلل دماغ کا کہلاتا ہے اور خلل دماغ والوں کو پتھروں سے زخم آجاتے ہیں۔ اب یہ زخمی بات ہے کہ یہ زخم اپنا نشان نہیں چھوڑتے۔..... عمران کی

صحت چس پڑی۔

”کیا میں اندر آنے کی گستاخی کر سکتا ہوں۔..... عمران نے سر سلطان کے آفس کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ آؤ۔ میں جہاز راہی انتظار کر رہا تھا۔ آؤ بیٹھو۔..... سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ تو جتنا نادر شاہی حکم دے دیتے ہیں کہ فوراً آؤ۔ لیکن کیا آپ نے یہ سوچا ہے کہ آپ کے اس نادر شاہی حکم کی تعمیل میں دوسروں پر کیا گزرتی ہے۔ اب مجھے دیکھیں۔ آپ کے اس نادر شاہی حکم کی وجہ سے میرے پیروں میں چھالے اور جسم پر زخم آگئے ہیں۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا تو سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیسا مذاق ہے۔ پیروں میں چھالے۔ جسم پر زخم۔ کیا مطلب۔..... سر سلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا



”بس میں نے یہی بات کرنی تھی۔ اوکے۔ اب میں صدر صاحب کو مثبت رپورٹ دے دوں گا“..... سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا۔  
 ”ارے ارے۔ کیا مطلب۔ نہ چائے نہ پانی۔ نہ کھانا۔ نہ کوئی واپسی کا کر ایہ۔ کیا مطلب۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں بھوکا یا سیا پھر  
 ہی طرح بھاگتا ہوں واپس فلیٹ پر جاؤں“..... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ کر تمہارے ڈیڈی کو فون کر دوں گا۔ وہ تمہیں یہاں سے اپنی کار میں لٹھا کر تمہارے فلیٹ پر چھوڑ بھی آئیں گے اور تمہاری خاطر تواضع بھی کر دیں گے۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ خدا حافظ“..... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور آفس کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”ارے ارے سنئے۔ ایک منٹ رک جالیے“..... عمران نے انتہائی تشویش پھرے لہجے میں کہا۔

”اب کیا ہو گیا ہے“..... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”وہ۔ وہ ڈیڈی کو آپ فون نہ کریں۔ میں خود ہی کسی طرح گرتا پڑتا پہنچ جاؤں گا۔ ورنہ ڈیڈی نے تو مجھے فلیٹ کی بجائے سیدھا قبرستان بھجوا دینا ہے“..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”آؤ میں تمہیں جہاں کہو گے ڈراپ کر دوں گا“..... سر سلطان نے منستے ہوئے کہا۔

رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ ریڈ واٹر کے خاتمے کے بغیر یہ کانفرنس منعقد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں تم سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا کہ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف و رضا مند کر سکتے ہو کہ وہ ریڈ واٹر کے خلاف کام شروع کر دے“..... سر سلطان نے کہا تو عمران ان کی احتیاط پر بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ بہر حال یہ آفس تھا۔ اس لئے سر سلطان یہاں بھی غیر محتاط بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔

”لیکن آپ یہ کانفرنس پاکیشیا میں منعقد کرانے کا اعلان کرادیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے سب کو گارنٹی دے دیں۔ میرا خیال ہے کہ سب جانتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی گارنٹی بہر حال گارنٹی ہوتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”گارنٹی تو اسلامی سیکورٹی کو نسل کے کرئل فریدی نے بھی دئی ہے اور تمہاری بات سے پہلے ہی میں نے مذاکرات کئے ہیں۔ کھل کر انکار تو کوئی نہیں کر رہا۔ لیکن کھل کر اقرار بھی کوئی نہیں کر رہا۔“..... سر سلطان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں سب کیوں خوفزدہ ہیں۔ لیکن کانفرنس منعقد ہونی چاہئے۔ یہ واقعی اسلامی ہلاک کے مستقبل کے لئے انتہائی فائدہ مند ہے۔ اس لئے آپ مطمئن رہیں۔ میں چیف کو بہر حال رضا مند کر لوں گا کہ وہ ریڈ واٹر کا ہی خاتمہ کر دے تاکہ نہ رہے گا بانس نہ بچے گی بانسری“..... عمران نے کہا۔



ان کے آنے کے بعد تو ستارے ہی نہ رہتے۔ لڑائی کیسی۔۔۔  
 عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ عمران نے  
 مسیور اٹھایا اور تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

اسلامی سکورٹی کو نسل آفس..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔  
 میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ کرنل فریدی صاحب  
 سے پوچھیں کہ کیا آج وہ مجھ سے بات کرنا پسند کریں گے۔ کیونکہ آج  
 میرے ستارے نہ صرف گردش میں ہیں بلکہ آپس میں لڑ بھی پڑے  
 ہیں..... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور بلیک زیرو مسکرا دیا اور اس  
 کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

کیا ہوا ہے قہارے ستاروں کو۔ بھوک سے تو نہیں لڑ پڑے۔۔۔  
 سی لمحے کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔  
 اللہ آپ کا بھلا کرے۔ آپ نے اصل مرض کی تشخیص کی ہے۔  
 ورنہ تو جس سے بات کر رہی ہوتا ہے کہ میری قسمت ہی ایسی ہے۔  
 میں لے لے صبر کروں۔ آپ نے چونکہ مرض کی تشخیص کر لی ہے اس  
 سے اب فوری دوا بھی بھجوا دیجئے..... عمران نے کہا۔

سائز بتا دو۔ میں بھجوا دوں گا دوا..... کرنل فریدی نے کہا تو  
 عمران چونک پڑا۔

سائز۔ کس کا سائز۔ ستاروں کا۔ یا..... عمران نے چونک کر  
 حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی کرنل  
 فریدی کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔

لیکن آپ کی سرکاری کار میں سامان رکھنے والا مجھے نہ ہوگا۔ میری  
 سپورٹس کار کیسے رکھیں گے اس میں..... عمران نے حیرت بھرے  
 لہجے میں کہا تو سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے اور پھر مسکراتے  
 ہوئے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے اور عمران بیرونی دروازے  
 کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف اڑی چلی  
 جا رہی تھی۔

خیریت عمران صاحب۔ آپ کے پچھلے پر پریشانی کے تاثرات  
 موجود ہیں..... دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی  
 سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

آج مجھے کسی بڑے نجومی سے ملنا پڑے گا۔ آج یقیناً میرے  
 ستاروں میں کوئی خاص گڑ بڑ ہو گئی ہے۔ شاید آپس میں لڑ پڑے ہیں  
 اور نتیجہ یہ کہ ہر طرف سے جھاڑ پڑی ہے..... عمران نے کرسی پر  
 بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

کیا ہوا۔ کیا اماں بی آگئی تھیں فلیٹ پر..... بلیک زیرو نے کہا تو  
 عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

وہ آجاتیں تو ستاروں کی ہمت تھی کہ آپس میں لڑتے۔ وے بھی  
 اماں بی کی شکل دیکھنے کے بعد بڑے ہوئے حالات خود بخود درست ہو  
 جاتے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تو پھر سر عبدالرحمان آئے ہوں گے..... بلیک زیرو نے کہا تو  
 عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

دیا۔

”ذرا خیال سے بھجوانا۔ ایسا نہ ہو کہ پتہ ملیکا کا لکھ دیں اور پھر“۔  
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کے اپنے ستارے آج کل گردش میں ہیں۔ وہ قاسم کو دہشت گرد ثابت کرنے پر تلی ہوئی ہے“..... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”قاسم کو۔ آپ کا مطلب ہے اپنے خالہ جاو قاسم دی گریٹ کو۔ وہ کیسے“..... عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

”اس کے چیف کا فون آیا تھا۔ قاسم آج کل کاروباری دورے پر گریٹ لینڈ پہنچا ہوا ہے اور اطلاع یہ ملی تھی کہ آرگن جارنے ایئر پورٹ پر قاسم سے ملاقات کی ہے اور پھر ملیکا کے چیف نے ملیکا کو قاسم سے پوچھ گچھ کرنے بھیج دیا۔ نتیجہ تم جانتے ہو کہ کیا نکل سکتا ہے۔“  
کرنل فریدی نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس کے باوجود اپنا خالہ جا قاسم ابھی تک زندہ ہے۔ پھر تو واقعی وہ دہشت گرد ہے“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”بہر حال تم بتاؤ۔ حکومت پاکیشیا نے کیا فیصلہ کیا ہے کانفرنس کے سلسلے میں“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”حکومت پاکیشیا نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح کانفرنس منعقد ہو جائے لیکن سر سلطان آخر اس نتیجے پر پہنچے کہ کان تو اکھاڑے

”ستاروں کا ساڑ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بھوکے پیٹ کا ساڑ ساری دنیا میں ایک ہی ہوتا ہے۔ میں تو جو توں کا ساڑ پوچھ رہا ہوں تاکہ بطور دوا بھجوا سکوں“..... کرنل فریدی نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”یا اللہ۔ کس قدر سفاک دور آگیا ہے کہ بھوکوں کو ہر کوئی جوتیاں ہی مارتا ہے“..... عمران نے فریاد کے سے لہجے میں کہا۔  
”جس چیز کی بھوک ہوتی ہے وہی کھلائی جاتی ہے“..... کرنل فریدی نے جواب دیا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”چلو کچھ تولے گا۔ جوتے ہی سہی۔ آج کل تو جوتے بھی اس قدر ہنگے ہیں کہ جوتا مارنا بھی سخاوت کے زمرے میں آجاتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا اور اس بار کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”ویسے اب اگر بھوک ختم ہو گئی ہو تو بتا دو کہ فون کیوں کیا ہے“..... کرنل فریدی نے کہا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”یعنی وہ سخاوت جو آپ کر رہے ہیں وہ بھی ختم۔ میں نے سوچا تھا کہ چلو آپ کے بھجوائے ہوئے جوتوں سے دکان کھول کر آغا سلیمان پاشا کو بٹھا دوں گا کہ آج کل قرض واپس مانگنے والوں کو یہی کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ قرض دینے والے آخر کار جوتے ہی جھوڑ کر بھگتے ہیں۔“

عمران نے کہا اور کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔  
”ٹھیک ہے۔ بھجوادوں کا اور کچھ“..... کرنل فریدی نے جواب

میں جہارے لئے سلسلہ شروع کروں۔..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یعنی سلسلہ آپ پھر بھی جوڑنا ہی چاہتے ہیں۔ مطلب ہے بات چل نکلی ہے۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جب بات چل نکلتی ہے تو کرنل فریدی ہر حال پہنچ ہی جاتی ہے۔“..... عمران نے کہا تو کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”بہر حال تم شوق سے ریڈ واٹر کے خلاف کام کرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو جب تک یہ تنظیم کسی اسلامی ملک کے خلاف کام نہیں کرتی یا کسی منعقد ہونے والی کانفرنس کو سہوتا کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔ میں اس وقت تک اس کے خلاف کام نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس جیسی نجانے کتنی دہشت گرد تنظیمیں سسٹن آتی رہتی ہیں،..... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے یہ تو بتادیں کہ آرگن جارج نے قاسم سے کیوں ملاقات کی ہوگی۔ کیا کوئی بلیک میلنگ کا سلسلہ ہو گیا۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ قاسم کو بلیک میل کر کے انہیں کیا ملے گا۔ معاشی کنٹرول مکمل طور پر سرعاصم کے پاس ہے۔ ان کا مقصد صرف مجھ تک یہ پیغام پہنچانا تھا کہ وہ گریٹ لینڈ میں منعقد ہونے والی کانفرنس کے خلاف کام کریں گے۔ آرگن جارج کافرستان سے سیدھا داک پہنچا اور پھر یہاں سے ایکریمیا چلا گیا۔ لیکن ایک بات ہے۔ ان کی یہ کارروائی کامیاب رہی ہے۔ گریٹ لینڈ حکومت نے محض دھمکیوں سے خوفزدہ

جا سکتے ہیں لیکن فرانس منعقد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے انہوں نے اپنے نادر شاہی حکم سے مجھے اپنے دربار میں طلب کیا اور حکم سنا دیا کہ پہلے ریڈ واٹر کا خاتمہ کیا جائے پھر کان اور فرانس کو جوڑا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ میں نے تو لاکھ کہا کہ کرنل فریدی صاحب نے گارنٹی دے دی ہے اس لئے وہ جانیں اور ریڈ واٹر اوائٹ واٹر جانے۔ لیکن اب کیا کروں۔ دربار شاہی میں اتنے بڑے بڑے طلب جنگ بختے ہیں کہ پچھارے طوطی کی آواز ہی کوئی نہیں سنتا۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو اسی لئے تم نے مجھے کال کیا ہے لیکن یہ تو اچھی بات ہے کہ تم اس ریڈ واٹر کے خلاف کام کرو۔ جب کانفرنس ہی نہیں ہو رہی تو کرنل فریدی کو کیا ضرورت ہے اس کے پیچھے بھاگنے کی۔“..... کرنل فریدی نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرایا۔

”چلیں آپ ریڈ واٹر کے پیچھے نہ بھاگیں لیکن ریڈ واٹر کے پیچھے بھاگنے والے کے پیچھے تو بہر حال آپ کو بھاگنا ہی پڑے گا۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ میں کچھ نہیں جہاری بات۔“..... کرنل فریدی کے لہجے میں حیرت تھی۔

”آپ نے خود ہی تو بتایا ہے کہ مس ملیکا دہشت گردوں کے پیچھے بھاگ رہی ہے۔“..... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”میرا ملیکا سے کیا تعلق۔ ہاں اگر تم مس جولیا سے اجازت لے دو تو

ہو کہ کانفرنس کے انعقاد سے معذرت کر لی ہے اور اب تم بتا رہے ہو کہ اسلامی ممالک کانفرنس کے انعقاد سے کترارہے ہیں۔ اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان لوگوں نے بغیر کچھ کئے صرف خالی سرگرمیوں سے اپنا مشن مکمل کر لیا ہے۔..... کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لیکن مجھے تو فائدہ ہو گیا ہے کہ میرے لئے ایک چھوٹے سے چکی کا سکوپ بن گیا ہے۔ اس لئے میں تو بہر حال ان کا شکریہ ادا کرنے جاؤں گا۔..... عمران نے کہا۔

”میری دعاؤں تمہارے ساتھ ہوں گی۔..... کرنل فریدی نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”دعاؤں کی رفتار کیا ہو گی؟..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دعاؤں کی رفتار۔ کیا مطلب۔ یہ تم اچانک الٹی باتیں کیوں شروع کر دیتے ہو؟..... کرنل فریدی نے اس بار قدرے عصبیلے لہجے میں کہا۔

”یعنی آپ کو بھی اب مطلب سمجھانا پڑے گا حالانکہ بڑا مشہور لطیفہ ہے کہ ایک صاحب کی کاران کے نوجوان صاحبزادے لے کر جانے لگے تو ان صاحب نے برخوردار کو آہستہ کار چلانے کا کہا تو ان صاحبزادے نے کہا۔ اباجان۔ بس دعا کرتے رہیں۔ جس پر ان صاحب نے اسے بتایا کہ ان کی دعا چالیس پچاس میل کی رفتار تک تو کام دے گی اس کے بعد نہیں۔ اس لئے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کی دعا

کی رفتار کہاں تک کام دے گی؟..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہمارے ہاں الٹا حساب ہے۔ کم رفتار میں دعا کام نہیں کرتی۔..... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوکے کرنل صاحب۔ میں نے تو سوچا تھا کہ جلوریزڈ وائٹس سے ریزڈ کو میں سنبھال لوں گا اور وائٹ آپ کے کھاتے میں ڈال دوں گا۔ نیکن لگتا ہے کہ قرعہ فال مجھ دیوانے کے نام ہی نکلے گا۔ بہر حال خدا حافظ۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تو اب آپ ریزڈ وائٹ کے خلاف کام کرنا چاہتے ہیں۔..... بلیک زبرونے کہا۔

”ہاں۔ مجھے سرسلطان نے کانفرنس کے مقاصد کی جو تفصیل بتائی ہے وہ واقعی تمام اسلامی ممالک کے لئے فائدہ مند ہے۔ لیکن ریزڈ وائٹ کے خوف سے حکومتیں اس کانفرنس کے انعقاد سے کترارہی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس ریزڈ وائٹ کا خاتمہ کر دیا جائے۔..... عمران نے کہا۔

”آپ یہ کام مجھے سونپ دیں عمران صاحب۔ اس بار میں ریزڈ وائٹ کے خلاف کام کروں گا۔..... بلیک زبرونے کہا۔

”تو پھر مجھے چکی کون دے گا؟..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں اپنا چیک آپ کو دے دوں گا۔ وعدہ رہا"..... بلیک زرو نے کہا۔

"کیا تم اکیلے کام کرنا چاہتے ہو یا ٹیم کے ساتھ"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اکیلا کام کروں گا"..... بلیک زرو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوکے۔ پھر میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں"..... عمران نے کرنل فریدی کے سے انداز میں کہا تو بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔  
"اس تعاون کا شکریہ"..... بلیک زرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دعاؤں کے ساتھ ساتھ میں تمہیں ایک ٹپ دے سکتا ہوں اور وہ ہے ریڈ واٹر کے بارے میں۔ سنا گیا ہے کہ اس کا ہیڈ کوآرٹر ایکریسیا کے معروف شہر ناراک میں ہے اور ناراک میں ایک سنڈیکیٹ جے ریڈ سنڈیکیٹ کہا جاتا ہے بھی ریڈ واٹر کے تحت کام کرتا ہے۔ اس ریڈ سنڈیکیٹ کا سرغنہ آندرے نام کا کوئی آدمی ہے اور اس آندرے کا ناراک میں ایک گیم کلب ہے جس کا نام رائل فیلڈ گیم کلب ہے۔ یہ ویسٹرن پارک روڈ پر مشہور گیم کلب ہے"..... عمران نے کہا۔

"آپ نے تو آدھا کبھی ہی حل کر دیا"..... بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ صرف کام کے آغاز کے لئے ٹپ ہے۔ ورنہ اس ریڈ واٹر

کی جڑیں کافی پھیلی ہوئی ہیں۔ حکومت ایکریسیا اس کی درپردہ سرپرستی کرتی ہے اور تم نے اس پر اس انداز میں ضرب لگانی ہے کہ باقاعدہ اس کی پبلسٹی ہو تاکہ اسلامی ممالک کی حکومتیں اس کے خوف سے چھٹکارا حاصل کر سکیں"..... عمران نے کہا اور بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

یہ گھنٹے کی کوشش کے بعد تم سے بات ہو رہی ہے..... رابرٹ نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔  
 "کہاں موجود ہو۔ اپنی اسی رہائش گاہ پر یا کہیں اور سے بات کر رہے ہو..... ماریا نے کہا۔

"آفس سے بول رہا ہوں۔ تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ تم ایسا کرو کہ یہاں آج فوراً۔ ایک بہت بڑا کام میں نے بک کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ کام تمہاری مدد سے کروں..... رابرٹ نے کہا۔

"کتنا بڑا کام ہے۔ ایک ریکارڈ کے صدور کو آف کرنا ہے..... ماریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس سے بھی بڑا..... رابرٹ نے جواب دیا۔  
 "اچھا واقعی۔ پھر تو میں پہنچ رہی ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ رابرٹ نے کریڈل کو پریس کر دیا۔

"ییس باس..... دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی جس نے مجھے کال آنے کے لئے کہا تھا۔

"ماریا آ رہی ہے۔ اسے میرے آفس میں پہنچا دینا..... رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ماریا سے اس کے بے حد گہرے تعلقات تھے۔  
 ماریا حکومت اکیڈمی کی سب سے خطرناک بلیک مینجمنٹ کی ٹاپ ایجنٹ تھی اور انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ بھی جاتی تھی لیکن وہ

رابرٹ ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پیشانی پر ٹھنکین پھیلی ہوئی تھیں اور ہونٹ بھنپے ہوئے تھے۔ اس کی نظریں بار بار میز پر رکھے فون کی طرف اٹھ جاتی تھیں اور پھر متحدہ لہجوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ییس..... رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔  
 "ماریا لائن پر ہے باس..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "ہیلو ماریا۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں..... رابرٹ نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ رابرٹ۔ تم کب آئے ہو ناراک۔ مجھے اطلاع کیوں نہیں دی..... دوسری طرف سے قدرے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔  
 "اطلاع تو جب دیتا جب تمہارا کہیں سے پتہ لگ جاتا۔ اب بھی

جستے ہوئے کہا اور رابرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کونسا کام بک کیا ہے جسے تم بہت بڑا کہہ رہے ہو۔“ ماریا نے بوتل کھول کر اسے منہ سے لگا کر ایک گھونٹ پینے کے بعد کہا۔

”کرنل فریدی کو تم جانتی ہو۔“ رابرٹ نے کہا تو ماریا بے اختیار اچھل پڑی۔

”ہاں اچھی طرح۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے اسے۔“ ماریا نے حیرت غبر سے لہجے میں کہا۔

”اسے کچھ نہیں ہوا۔ البتہ اس کا کچھ کرنا ہے اور یہی کام ہے۔“ رابرٹ نے کہا تو ماریا کے چہرے پر مزید حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو۔“ ماریا نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”کرنل فریدی کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہی مشن ہے۔“ رابرٹ نے اس بار سٹ لہجے میں کہا تو ماریا کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔

”کیا تم نفے میں تو نہیں ہو۔“ ماریا نے کہا۔

”نہیں۔ واقعی یہی مشن ہے اور یہ مشن میں نے جہاری وجہ سے لیا ہے اور تم جانتی ہو کہ اگر یہ مشن کامیاب نہ ہو تو کیا ہوگا۔ اس لئے اسے ہر قیمت پر مکمل ہونا ہے۔“ رابرٹ نے کہا تو ماریا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

سرکاری کارروائیوں کے ساتھ ساتھ دولت کمانے کے لئے پرائیویٹ کام بھی کرتی رہتی ہے اور اس سلسلے میں اس کا رابطہ ریڈ واٹر سے تھا اور یہ رابطہ رابرٹ کے ذریعے ہی ہوتا تھا۔ اس سے اسے اس قدر کثیر دولت ملتی رہتی تھی کہ وہ اپنی زندگی عیش سے گزارتی تھی۔ اس کی بجنسی کو اس کی ان کارروائیوں کی رپورٹ ملتی رہتی تھی لیکن چونکہ ریڈ واٹر کے پیچھے بھی ایکریمی کی حکومت ہی تھی اس لئے اس بارے میں کوئی اعتراض نہ کیا جاتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن انتہائی متناسب جسم کی خوبصورت ایکریمی لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے پتلون اور شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

”آؤ۔ نجانے کیا بات ہے ماریا کہ تم روز بروز زیادہ خوبصورت ہوتی جا رہی ہو۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور تم بوڑھے ہوتے جا رہے ہو۔ زندگی کو انجوائے کیا کرو۔“ ماریا نے کہا اور رابرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے میز کی دراز کھولی ایک چھوٹی سی شراب کی بوتل نکال کر اس نے ماریا کے سامنے رک دی۔

”فی الحال تم اس سے انجوائے کرو۔ جہارے لئے خاص طور پر منگوائی ہے۔“ رابرٹ نے کہا تو ماریا کا چہرہ کھل اٹھا۔

”اوہ۔ درری گڈ۔ بس جہاری یہی خصوصیات تو مجھے جہارے بوڑھے ہونے کے باوجود تم سے علیحدہ نہیں کرتیں۔“ ماریا نے

”یہ تو واقعی بہت بڑا مشن ہے۔ میرے تصور سے بھی بڑا۔ لیکن تفصیل کیا ہے..... ماریا نے کہا تو رابرٹ نے اسے بتا دیا کہ کرنل فریدی دماک میں اسلامی کانفرنس منعقد کرانا چاہتا ہے اور اس نے اس کی حفاظت کی گارنٹی دی ہے اور ریڈ وائر ایسا نہیں چاہتی۔ اس نے فیصلہ ہوا ہے کہ کرنل فریدی کا خاتمہ کر دیا جائے۔

”ہو نہ۔ جہاڑی اس ریڈ وائر کو یہ تو معلوم ہو گا کہ یہ کتنا بڑا فیصلہ ہے۔ اگر کرنل فریدی کو اس کی بھنک بھی پڑ گئی تو ریڈ وائر کا وائر مکمل طور پر اڑ جائے گا۔ وہ دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ خطرناک ترین..... ماریا نے کہا۔

”ہاں۔ سب کچھ معلوم ہے۔ اس کے باوجود یہ فیصلہ کیا گیا ہے اور اس فیصلے پر عمل درآمد بہر حال ہونا ہے..... رابرٹ نے کہا۔

”کتنا معاوضہ دو گئے..... ماریا نے جلد لکھے خاموش رہنے کے بعد

کہا۔

”گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ معاوضے کی فکر مت کرو۔ جو معاوضہ تم کہو گی تمہیں مل جائے گا۔ چاہے اس کے لئے ریڈ وائر کا پوری دنیا کے بینک کیوں نہ خالی کرنا پڑیں۔ لیکن کام ہونا چاہیے..... رابرٹ نے اہتمامی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو جائے گا کام۔ میں نے اس کا طریقہ کار سوچ لیا ہے اور سنو۔ اس کا معاوضہ میں دس کروڑ ڈالر لوں گی اور وہ بھی پیشگی..... ماریا نے

کہا۔

”نہیں۔ آدھا پیشگی اور آدھا کام ہونے کے بعد۔ البتہ معاوضہ دس کروڑ ڈالر ہی ہو گا۔ جو تم نے مانگا ہے..... رابرٹ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ دو مجھے آدھا معاوضہ..... ماریا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو رابرٹ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چیک بک نکالی۔ اس نے ایک چیک پر رقم لکھی اور دستخط کر کے اس نے چیک ماریا کی طرف بڑھا دیا۔

”گڈ۔ اب باقی معاوضہ بھی تیار رکھو۔ کام یقینی طور پر ہو جائے گا..... ماریا نے چیک دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور چیک کو اپنے پرس میں رکھ کر پرس کو دوبارہ میز پر رکھ دیا۔

”مجھے بتاؤ کہ کیا طریقہ کار سوچا ہے تم نے..... رابرٹ نے کہا۔

”بڑا سیدھا اور آسان طریقہ اور ایسا ہی طریقہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ ورنہ کرنل فریدی تو غفرت ہے..... ماریا نے شراب کی بوتل کا آخری گھونٹ لے کر خالی بوتل ایک طرف پڑی ٹوکری کی طرف چھلے ہوئے کہا۔

”بتاؤ تو سہی۔ آخر کچھ نہ کچھ تو ہو گا ہی سہی۔ اب کرنل فریدی یہاں بیٹھ کر گولی چلانے سے تو نہیں مرت جائے گا..... رابرٹ نے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ماریا بے اختیار ہنس پڑی۔

”تمہیں کام سے مطلب ہے۔ جیسے بھی ہو..... ماریا نے شاید حلف لیتے ہوئے کہا۔



ہرے جذبات پیدا ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی انا بھی مجروح ہوئی ہے۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ ہر قیمت پر کرنل فریدی کو اپنے سامنے جھکائے گی۔ ماریا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تم اب اس ملیکا کو استعمال کرنا چاہتی ہو کہ وہ کرنل فریدی کو ہلاک کر دے۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا تو ماریا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اگر میں اتنی احمق ہوتی تو اب تک میری لاش کسی گڑ میں پہنچ چکی ہوتی۔ ملیکا کو اگر میں نے اشارہ بھی کر دیا تو وہ اٹھا مجھے ہی ہلاک کر دے گی اور پھر جا کر کرنل فریدی کو بتائے گی کہ اس نے کیا کیا ہے۔ میرا پروگرام اور ہے۔ میں ملیکا کو ساتھ لے کر اس کی والدہ سے ملنے دماک جاؤں گی اور پھر اس کے ساتھ جا کر کرنل فریدی سے ملوں گی۔ چنانچہ دست تعارف بھی کرادوں گی اور ہم صرف باتیں کریں گے۔ اس کے بعد دوسری ملاقات ہو گی تو ظاہر ہے اس دوران کرنل فریدی میرے بارے میں معلومات حاصل کر چکا ہوگا اور مطمئن ہو چکا ہوگا۔ پھر اچانک میں کرنل فریدی پر فائر کھول دوں گی اچانک اور سیدھا فائر۔ نتیجہ یہ کہ مشن مکمل ہو جائے گا۔ اگر ملیکا نے کوئی حرکت کی تو میکا کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ مشن کامیاب رہے گا۔۔۔۔۔ ماریا نے کہا۔

"ویری گڈ۔ واقعی تم ہی ایسا اچھوتا منصوبہ سوچ سکتی ہو۔ ویری گڈ۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے لیکن کام جلد از جلد ہونا چاہیے۔"

"نہیں۔ میں بھی کرنل فریدی کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ اس لئے مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تم نے کیا طریقہ سوچا ہے۔ میں تم جیسی خوبصورت ساتھی سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتا۔" رابرٹ نے کہا تو ماریا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا سنو۔ گریٹ لینڈ کی سپیشل ایجنسی میں ایک ایجنٹ ہے ملیکا۔ یہ کافرستانی نژاد ہے لیکن طویل عرصے سے اس کے والدین دماک میں رہتے ہیں اور اس نے گریٹ لینڈ کی ایک یونیورسٹی سے کرسٹالوجی میں ڈگری لے کر سپیشل ایجنسی جوائن کر لی ہے۔ ایک بار وہ یہاں آئی تو مجھ سے ملاقات ہو گئی اور پھر ہم اچھی دوست بن گئیں۔ ملیکا جانتی ہے کہ میرا تعلق بلیک ایجنسی سے ہے اور اس نے میرے کارناموں کے بارے میں بھی سنا ہوا ہے۔ اس لئے وہ مری قدر بھی کرتی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے وہ ایک ییمیا آئی تو ہم کئی روز تک اکٹھی گھومتی پھرتی رہیں اور پھر مجھے ایک حیرت انگیز بات کا پتہ چلا کہ ملیکا دراصل کرنل فریدی کی عزیزہ ہے اور ایک مشن کے دوران وہ کرنل فریدی کے ساتھ بھی کام کر چکی ہے اور وہ نہ صرف کرنل فریدی سے بے حد متاثر ہے بلکہ اس کے دل میں کرنل فریدی کے لئے نرم گوشہ بھی پیدا ہو چکا ہے۔ لیکن کرنل فریدی سخت کٹھور اور سرد مزاج آدمی ہے۔ اس نے نہ صرف یہ کہ ملیکا کی حوصلہ افزائی نہیں کی بلکہ اسے اٹا بے عزت کر دیا۔ گو ملیکا بظاہر اب کرنل فریدی سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس کے دل میں کرنل فریدی کے لئے اور زیادہ

رابرٹ نے کہا۔

"ہو جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر"..... ماریا نے

جواب دیا۔

"گڈ شو۔ آؤ پھر تمہیں اس خوشی میں خصوصی دعوت کھلاؤں۔"

رابرٹ نے اٹھتے ہوئے کہا تو ماریا بھی ہنستی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیپٹن حمید نے کار مارکیٹ میں علیحدہ بنی ہوئی پارکنگ میں روکی اور کار سے اتر کر اس نے اسے لاک کیا اور تیز قدم اٹھاتا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک خوبصورت آفس کے سامنے موجود تھا۔ یہ مریم ٹورسٹ کمپنی کا آفس تھا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو آفس انتہائی بہترین انداز میں سجایا گیا تھا اور وہاں کافی لوگ موجود تھے۔

"جی صاحب"..... ایک کاؤنٹر بوائے نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مریم صاحبہ سے ملنا ہے۔" کیپٹن حمید نے خشک لہجے میں کہا "آپ کا نام"..... لڑکے نے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام کیپٹن حمید ہے"..... کیپٹن حمید نے سپاٹ لہجے میں کہا تو کاؤنٹر بوائے نے رسیور اٹھا کر دو نمبر پر لیس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے تشکیل بول رہا ہوں مادام۔ کیپٹن حمید صاحب یہاں موجود ہیں اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔" لڑکے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔" لڑکے نے دوسری طرف سے جواب سننے کے بعد کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تشریف لے جلیے۔ سائیلنگی میں مادام کا آفس ہے۔ وہ آپ کی منتظر ہیں۔" لڑکے نے کہا تو کیپٹن حمید نے سر ملایا اور تیزی سے سائیل راداری کی طرف بڑھ گیا۔ راداری میں ایک شیشے کے دروازے کے سامنے ایک باوردی دربان موجود تھا۔ اس نے کیپٹن حمید کو سلام کیا اور دروازہ کھول دیا تو کیپٹن حمید اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خوبصورت آفس تھا اور میز کے پیچھے کرسی پر بانو بیٹھی ہوئی تھی۔ بانو کیپٹن حمید کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"خوش آمدید جناب۔ تشریف رکھیں۔" بانو نے کاروباری انداز میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں شاسائی کی چمک نہ تھی۔

"جہیں یہ سب کچھ ہمنگا پڑے گا بانو۔" کیپٹن حمید نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھی کیپٹن صاحب۔" بانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم ریڈ وائر کی یہاں دماک میں ایجنٹ ہو اور تم نے مجھے کہا کہ تم امیر راشد کی اکلوتی بیٹی ہو اور سیکورٹی میں ملازم ہو۔ تمہیں معلوم

ہے کہ جہاری اس دھوکہ بازی کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ میں تمہیں ایسی عبرتناک سزاؤں کا کہ جہاری روح بھی صدیوں تک قبر میں پڑی سمجھتی رہے گی۔" کیپٹن حمید نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"یہ آپ مجھے آخر کس بات کی دھمکیاں دے رہے ہیں اور وہ بھی میرے آفس میں۔ میری تو آپ سے ملاقات ہی آج ہو رہی ہے۔" بانو نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہر حال اب محتاط رہنا۔" کیپٹن حمید نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر آیا اور ایک طرف سائیلنگی میں مڑ گیا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریویو کنٹرول نمائندہ نکالا اور اس کا شن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے کان میں بانو کی آواز پڑی۔

"کیپٹن حمید مجھے دھمکیاں دے کر گیا ہے مارٹی۔" بانو کہہ رہی تھی "ٹھیک ہے۔ میں کرنل فریدی سے خود بات کرتی ہوں۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بانو کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو۔ میں مریم بانو بول رہی ہوں مریم ٹورسٹ کمپنی سے۔" کرنل صاحب سے میری بات کرائیں۔" بانو کی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کرنل صاحب۔ میں مریم بانو بول رہی ہوں مریم ٹورسٹ کمپنی کے آفس سے۔ ابھی ابھی آپ کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید صاحب تشریف

دی تو کیپٹن حمید نے اُلوے کا بٹن آف کیا اور اسے جیب میں رکھ کر وہ تیز قدم اٹھاتا واپس مزار اور اس طرف کو بڑھ گیا جدھر آفس تھا لیکن ابھی وہ آفس کے قریب پہنچا تھا کہ اس نے بانو کو آفس سے نکل کر پارکنگ کی طرف جاتے دیکھا۔ چونکہ پارکنگ مخالف سمت میں تھی اس لئے بانو نے اسے نہ دیکھا اور وہ تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے چل پڑا۔ بانو نے ایک بار بھی مڑ کر نہ دیکھا تھا۔ پھر پارکنگ میں پہنچ کر وہ ایک سٹے ماڈل کی کار کی طرف بڑھ گئی۔ کیپٹن حمید ایک طرف رک گیا۔ چند لمحوں بعد جب کار پارکنگ سے نکل کر آگے بڑھ گئی تو کیپٹن حمید واپس مڑ گیا۔ وہ بانو کے آفس میں کرسی کے نیچے اپنا لگا ہوا ڈکٹافون حاصل کرنا چاہتا تھا۔ دفتر میں داخل ہو کر وہ کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوئے بغیر راہداری میں بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر پر چونکہ رش تھا۔ اس لئے اس کی طرف کوئی متوجہ نہ ہوا تھا اور اب دربان بھی دروازے پر موجود نہ تھا۔ کیپٹن حمید نے دروازہ کھولا اور آفس میں داخل ہو کر اس نے کرسی کی پشت کے نیچے لگا ہوا ڈکٹافون اتارا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ آفس سے باہر آ گیا۔ ایک بار اسے خیال آیا تھا کہ وہ آفس کی تماشائی لیٹین پھر اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔ آفس سے باہر آ کر وہ تیز قدم اٹھاتا پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ بانو یہاں روزانہ کار پارک کرتی ہوگی۔ اس لئے پارکنگ بوئے اسے اچھی طرح جانتا ہوگا

”جی صاحب۔ یہ پارکنگ بوئے نے کار کے قریب آتے ہوئے کہا

لائے تھے۔ وہ مجھے دھمکیاں دے کر گئے ہیں حالانکہ میری ان سے پہلی بار ملاقات ہوئی ہے اور میں تو انہیں جانتی ہی نہیں تھی۔ ان کے جانے کے بعد میں نے سیکورٹی کے ایک آدمی مارنی سے بات کی تو مارنی نے مجھے بتایا کہ وہ آپ کے اسسٹنٹ ہیں۔ اسی نے آپ کا نمبر مجھے بتایا ہے۔ آپ کی شہرت میں نے بھی سنی ہوئی ہے۔ اس لئے میں آپ کو کال کر رہی ہوں۔“..... بانو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں کرنل صاحب۔ آپ چاہیں تو میں قسم اٹھا سکتی ہوں۔ کیپٹن حمید سے میری اس سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میں تو انہیں جانتی ہی نہیں۔“..... بانو کی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید کے ہونٹ بھیج گئے۔

”جی ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ ایک ایکری می آرگن جارج نے میری کمپنی سے رابطہ کیا تھا۔ میں نے اس کے لئے چار ٹرڈ طیارہ ایکری میا کے لئے بک کر لیا اور ایرپورٹ پر جا کر اس سے ملاقات بھی کی اور اس کا شکریہ بھی ادا کیا۔ کیونکہ یہ میری فرم کے لئے ایک بڑا سودا تھا اور بہر حال یہ تو مرکاڑو بار ہے۔“..... بانو نے جواب دیا۔

”نہیں۔“ مجھے اس کے بارے میں قطعی کوئی علم نہیں ہے۔ اس کے کاغذات باقاعدہ سیکورٹی نے چیک کئے تھے اور وہ اوکے تھے اور کاغذات کے لحاظ سے وہ ایکری میا کا بزنس مین تھا۔“..... بانو نے کہا

”ٹھیک ہے جناب۔ بے حد شکریہ۔ اب میں مطمئن ہوں۔“ بانو کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی

تو کیپٹن حمید نے جیب سے کارڈ نکال کر اسے دیا اور ساتھ ہی ایک بڑا نوٹ بھی اس کی مٹھی میں دے دیا تو پارکنگ بوائے بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

”جی صاحب“..... پارکنگ بوائے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ نوٹ کو دیکھ رہا تھا۔

”یہ جہاز ہے۔ صرف مریم بانو کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دو۔ مجھے اس سے ضروری ملنا ہے اور وہ آفس سے اٹھ کر رہائش گاہ پر چلی گئی ہیں اور ان کے آفس والے ان کا پتہ نہیں بتا رہے“..... کیپٹن حمید نے کہا۔

”اوہ۔ ان کی رہائش گاہ سارج روڈ پر ہے۔ نمبر تو مجھے نہیں معلوم۔ البتہ سرج پتھروں سے جی ہوئی ایک ہی کوٹھی ہے وہاں۔ میں نے ایک بار انہیں اس کوٹھی سے نکلے ہوئے دیکھا تھا“..... پارکنگ بوائے نے جواب دیا اور کیپٹن حمید نے اشارت میں سر ہلادیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے کار پارکنگ سے باہر نکالی اور آگے بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ بانو نے کرنل فریدی سے بات کر لی ہے اور اب کرنل فریدی اسے بانو کے خلاف کارروائی سے منع کر دے گا لیکن اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ کرنل فریدی سے بات ہونے سے پہلے ہی وہ بانو کو اس دھوکہ بازی کا مزہ چکھائے گا۔ سچا ہے اس نے کار اگلے چوک سے اس سڑک پر موڑی جو سڑک پارکنگ بوائے کی بتائی ہوئی بانو کی رہائش گاہ کی طرف جاتی تھی۔

قاسم رائل ہوٹل میں اپنے مخصوص کمرے میں ایک خصوصی ساخت کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سلمنے ٹی وی پر اس کی پسندیدہ فلم میں رہی تھی اور قاسم کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ٹی وی سکرین سے اس طرح چپکی ہوئی تھیں جیسے گوند چپک جاتی ہے۔ فلم اس کے مطلب کی غش فلوئسوں کے ڈانسوں پر مبنی تھی۔ قاسم جب بھی کافرستان سے باہر کسی کاروباری دورے پر جاتا تھا تو اس کا زیادہ وقت یا تو سونے میں گزارتا تھا یا پھر ٹی وی پر اس قسم کی فلمیں دیکھنے میں۔ کاروباری امور اس کے منہ پر زخموں کی بجگت لپکتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ وہ ایک آدھ میسنگ ایجنڈا کر لیتا تھا۔ لیکن اس کے لئے براہِ نام یہ تھا کہ بیرونی دورے بے سرعاصم اس کے ساتھ خاص طور پر ایسے آدمی بھجوا دیتے تھے جو واپسی پر انہیں مکمل رپورٹ دیتے تھے اور ظاہر ہے ان آدمیوں کی وجہ سے قاسم صرف ٹی وی پر فلمیں ہی دیکھ سکتا تھا۔ اس وقت بھی اس کا جسم

تھر تھرا رہا تھا اور منہ سے عجیب عجیب آوازیں نکل رہی تھیں۔ اس کے فلم دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود ان فل فلوٹیوں کے ساتھ ڈانس کر رہا ہو کہ اچانک کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی لیکن قاسم تو لپٹے ہی خیالوں میں مگن تھا اس لئے اس نے آواز سنائی ہی نہیں لیکن دوسرے لمحے دروازہ اس طرح پٹیا جانے لگا کہ جیسے دروازہ پیٹنے والا دروازہ ہی توڑ دے گا تو قاسم چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یقیناً انتہائی غشیں و غضب کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے ایک سائیڈ پیانی پر رکھا ہوا ریوٹ کنٹرول اٹھا کر پیانی بند کیا اور پھر اسے میز پر رکھ کر اس نے ساتھ پڑے ہوئے ڈور فون کا ریور اٹھا یا اور اس کا بٹن دبا دیا۔ "کون ہے دروازے پر۔ کس کی شامت آئی ہے۔۔۔۔۔ قاسم نے غصے کی شدت سے دھاتے ہوئے کہا۔

"جلدی دروازہ کھولو۔ جلدی۔۔۔۔۔ رسیور سے سرعاصم کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی تو قاسم باوجود بھاری بھر کم ہونے کے اس طرف اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے جسم میں بلیوں کی جگہ سپرنگ ہوں۔ "بب۔ بب۔ باب رے۔ ڈڈ۔ ڈیڈی اور یہاں۔۔۔۔۔ قاسم نے انتہائی بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ خود دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ حالانکہ دروازہ کھولنے کا بٹن ڈور فون رسیور میں موجود تھا۔ لیکن سرعاصم کی آواز سن کر اس کے حواس ہی ٹھکانے نہ رہے تھے اور پھر دروازے پر پہنچ کر اسے خیال آیا کہ دروازہ تو صرف بٹن دبانے سے ہی کھل جاتا ہے۔ اس لئے وہ تیزی سے واپس پلٹا اور اس طرح تین

سے مڑنے کی وجہ سے وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور ایک خوفناک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ یہ تو شکر تھا کہ فرش پر دبیز ایرانی قالین بچھا ہوا تھا۔ اس لئے قاسم کی ہڈیاں ٹوٹنے سے بچ گئیں لیکن اس کے باوجود نیچے گرنے کے کچھ دیر بعد اس کے حلق سے اس قدر زوردار چیخ نکلی کہ نہ صرف کمرہ گونج اٹھا بلکہ یقیناً یہ چیخ باہر موجود افراد کو بھی سنائی دی ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی یقیناً دروازہ خود ہی ایک دھماکے سے کھلا اور بڑی مشکل سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے قاسم کو جب دروازے میں سے اندر داخل ہونے والے کی شکل نظر آئی تو وہ ایک بار پھر دھماکے سے نیچے گر گیا۔

"ارے ارے۔ خالہ جادو کیا ہوا۔ کیا کوئی ورزش کر رہے ہو۔۔۔۔۔ اندر آنے والے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ یہ عمران تھا۔ "تم۔ تم۔ مم۔ مم۔ مگر۔ ڈڈ۔ ڈیڈی۔ وہ ڈیڈی۔۔۔۔۔ قاسم نے بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہیں میں نے واپس بھجوا دیا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ قاسم جوان آدمی ہے اور بزرگوں کو جوان آدمیوں کے کمروں میں نہیں جانا چاہئے۔ چنانچہ وہ میری بات مان گئے اور پھر میں انہیں ایئر پورٹ چھوڑنے گیا۔ ابھی ان کے جہاز نے فلائی کیا ہی تھا کہ تمہاری خوفناک چیخ پورے گریٹ لینڈ میں گونج اٹھی اور تمہارے ڈیڈی جہاز لے کر واپس آگئے لیکن میں نے انہیں بتایا کہ قاسم چیخ نہیں رہا تھا بلکہ انہیں الوداع کہہ رہا تھا چنانچہ وہ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔" عمران



فریدی۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ۔ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ قاسم نے بری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا کرنل فریدی شادی نہیں کر سکتا۔“  
عمران نے آنکھیں ٹکاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ نہیں۔ ہاں۔ کر تو سکتا ہے لیکن وہ اس کی بیوی تو مر جائے گی۔ کرنل پیریدی کے رعب سے ہی۔۔۔۔۔ قاسم نے کہا۔

”بیویاں مرا نہیں کرتیں۔ بڑے بڑے رعب والے بیویوں کے سامنے بھیگی ٹلی بن جاتے ہیں۔ جیسے تم۔ اب دیکھو جہارا کتنا رعب اور بدبہ ہے لیکن بیگم کے سامنے جہاری کیا حالت ہوتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہی۔ ہی۔ ہی۔ وہ سالی چھپکلی بیگم سے میں کیوں ڈروں مروں گے۔ وہ تو سالی ڈیڈی سے شکایت کر دیتی ہے۔ سالی چغل خور۔“ قاسم نے کہا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ یہ وہشت گردی کا دھندہ کب سے شروع کر دیا ہے تم نے۔“ عمران نے کہا تو قاسم بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔“ یہ رائل مائل ہوٹل سالہا جمیں دشت لگ رہا ہے۔ خود تو سالے ایک تنگ منگ سے فلیٹ میں رہتے ہو اور رائل ہوٹل کو دشت کہہ رہے ہو۔ سالے حاسد۔ جل لکڑے۔ ہو نہ۔“  
قاسم نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس نے دشت کو دشت سمجھ لیا تھا۔

”جلتے بھی ہو کہ دہشت کے معنی کیا ہوتے ہیں۔“ عمران نے

ہو۔ اس لئے اب سرعاصم کو بتانا ضروری ہے۔“ عمران نے کہا تو قاسم بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ تو میں جہارے اس طرح اچانک آنے پر کہہ رہا تھا۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ وہ ماورا۔ ایک تو سالی یہ زبان بھی نجانے کیوں مشکل ہوتی ہے۔“ قاسم نے کہا۔

”محاورہ۔“ عمران نے اس کی مشکل آسان کرتے ہوئے کہا۔  
”ہاں ہاں۔ وہ میں تو محاورہ سپیک کر رہا تھا لیکن ارے۔ اوہ۔۔۔۔۔ تم نے کیا ملانکہ کی بات کی ہے۔ کیا مطلب۔ کیا ملانکہ میرے پاس آنی تھی۔ کب۔ کہاں۔“ قاسم نے یقیناً چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ شاید اس کے موٹے دماغ نے اب جا کر ملیکا کے لفظ کو واضح کیا تھا۔

”ملانکہ نہیں۔ ملیکا۔ کرنل فریدی کی عزیزہ۔ وہ یہاں سپیشل سیکرٹری کی ایجنٹ ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو قاسم کو یاد آگیا۔  
”اوہ۔ وہ۔ وہ کرنل پیریدی کی عورت تھی۔ یعنی کہ یہ سچ ہے لیکن وہ تو سالی میم شیم تھی۔ ویسے تھی بڑی جو روارفل فلوٹی۔“ قاسم نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔ پتہ ہے کرنل فریدی اس سے شادی کرنے والے ہیں اور تم اسے جو روارفل فلوٹی کہہ رہے ہو۔“ عمران نے کہا تو قاسم بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ شادی۔ ہی۔ ہی۔ ہی۔ یعنی شادی۔ کرنل



مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم نے مجھے جاہل مابل سمجھ لیا ہے کیا۔ وہ ایک فہم دیکھی تھی سالی۔ وہ کالی سی نیلی کے پیچھے وہ سوکھا سہرا بخنوں دست میں بھاگتا مانگتا پھر رہا تھا۔ اسے دشت مشت کہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے.....“ قاسم نے اشارت میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”میں نے دشت نہیں کہا۔ دہشت کہا ہے اور دہشت گردی کا مطلب ہوتا ہے کہ بہوں کے دھماکے کر کے بڑی بڑی عمارتوں کو اڑانا۔ سینکڑوں لوگوں کو بلاوجہ مار دینا.....“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تمہارا مطلب ہے۔ سالی گنڈا گردی۔ مم۔ مگر۔ میں تمہیں گنڈا فخر آ رہا ہوں۔ کیوں۔ بولو۔ تم میرے خالہ جادہ ہوتے تو ابھی تمہاری ٹانگیں چیر کر رکھ دیتا۔ سمجھے.....“ قاسم نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

”ایک مشہور دہشت گرد آرگن جارج تمہیں کافرستان ایر پورٹ پر ملا تھا اور حکومت کو اطلاع مل گئی ہے۔ چنانچہ اب تمہاری گرفتاری کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ بڑی سی ہتھکڑی بھی حکومت نے بنوائی تھی لیکن مجھے بھی پتہ چل گیا اور تم میرے خالہ جادہ ہو۔ اس لئے میں نے حکومت کو روک دیا اور خود یہاں آ گیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ قاسم تو انتہائی شریف آدمی ہے۔ یقیناً اس آرگن جارج نے اسے الو بنایا ہوگا۔ انہیں میری بات پر یقین ہی نہ آیا۔ انہوں نے کہا کہ الو اتنا موٹا

نہیں ہو سکتا البتہ ہاتھی کہا جائے تو ٹھیک ہے۔ میں نے کہا کہ میں پوچھ کر آتا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ اس آرگن جارج نے تمہیں الو بنایا تھا یا ہاتھی۔ بولو.....“ عمران نے کہا۔

”لیکن یہ آرگن مارگن ہے کون سالا۔ کس کی مجال ہے کہ مجھے الو یا ہاتھی بنائے۔ بولو۔ یہ کون ہے آرگن مارگن۔ اور اس کا پتہ بتاؤ۔ میں اس کی کھوپڑی میں آرگن مارگن بجادوں گا.....“ قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں تمہیں اس کا حلیہ بتا دیتا ہوں۔ وہ تمہیں یہاں آتے ہوئے کافرستان ایر پورٹ پر ملتا تھا.....“ عمران نے کہا اور پھر حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

”ارے۔ ارے۔ تو تم اسے آرگن مارگن کہہ رہے ہو۔ سالے وہ تو میرے پنجس منیجر کا بھائی تھا۔ وہ مجھ سے مافی شافی ڈیمانڈ کرنے آیا تھا کہ وہ سالا پنجس منیجر کے پیٹ میں مرڈا اٹھا ہے۔ اس لئے وہ نہیں آ سکتا اور میں نے اسے حکیم کالو کا پتہ بتا دیا۔ کوڑتے والے چورن بنانے والے حکیم کالو کا۔ کیونکہ وہ سالی چھپکلی بیگم مجھے ہر دعوت کے بعد اس نامراد حکیم کالو کا وہ چورن کھلا دیتی ہے اور مجھے یوں لگتا ہے جیسے سالا میں کڑوا بادام مادام۔ اوہ سواری۔ میرا مطلب ہے کڑوا بادام بن گیا ہوں.....“ قاسم نے جواب دیا۔

”وہ تمہارے بزنس منیجر کا بھائی نہیں تھا۔ بین الاقوامی دہشت گرد تھا.....“ عمران نے کہا۔

”ہوگا سالا اقوامی مقوامی۔ پڑا ہوگا سالا کوڑتے کا چورن کھا کر کہیں ہائے ہائے کرتا۔“ قاسم نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

”تو پھر میں جا کر کہہ دوں حکومت سے کہ وہ تمہیں یہاں آکر ہتھکڑی لگائے اور پیدل چلائی ہوئی یہاں سے کافرستان لے جائے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہی۔ ہی۔ ہی۔ سالے خالد جاد۔ منشی تقیل کے سکول مکول میں داخل ہو جاؤ۔ اک دم جاہل مایل ہو۔ اب بھلا راستے میں وہ بڑا سا سمندر آتا ہے۔ اس پر کیسے پیدل چلا جائے گا سالی حکومت۔ سو نہ۔“ قاسم نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو تم ڈوب جاؤ گے اور جہاری لاش کو وھیل پھیلیاں کھا جائیں گی۔ اب کیا کیا جائے۔“ عمران کے چہرے پر یقینت انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھرا آئے تھے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اوہ۔ واقعی۔ ارے ارے۔ خالد جاد کچھ کرو۔ پلیز گاڈ کے واسطے کچھ نہ کچھ کرو۔ وہ۔ وہ۔ میں نے سالے ایک میوٹم میں دیکھا تھا۔ مم۔ مم۔ پھیلیوں کو۔ میرا مطلب ہے ان کے ڈھانچوں کو۔ لمبے لمبے دانست تھے۔“ قاسم کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔ اس کے مونے دماغ میں واقعی زلزلہ سا آ گیا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ واقعی پانی میں ڈوب گیا ہے اور لمبے لمبے دانتوں والی پھیلیاں اسے نوح رہی ہیں۔

”تو پھر ڈھونڈو اس آرگن جارج کو۔“ عمران نے منہ بناتے

ہونے کہا۔

”ارے۔ مم۔ میں اس صورت عرام کو کہاں ڈھونڈوں۔ سالا مجھے پتہ بتا کر تو نہیں گیا۔ فون نمبر بھی نہیں بتایا۔ ارے ہاں۔ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا۔ اس نے کہا تھا کہ گریٹ لینڈ میں کنگ۔ وہ۔ وہ۔ میرا مطلب ہے کہ کینگ جان۔ اوہ نہیں۔ کنگ جان مجھ سے ملے گا اور جو وہ کہے گا میں ویسے ہی کروں گا۔ ورنہ وہ کنگ جان سودا نہیں ہونے دے گا۔ ہاں۔ ہاں۔ اس نے کہا تھا۔ لیکن میں تو کسی سالے کنگ منگ کو نہیں جانتا۔ یہاں گریٹ لینڈ میں بھی کوئین تو ہوتی ہے کنگ تو نہیں ہوتا اب تم بتاؤ خالد جاد میں اسے کہاں سے ڈھونڈوں۔“ قاسم نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کنگ جان کا پتہ تو بتایا ہوگا اس نے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”پتہ کیوں بتاتا سالے اب مجھے اتنا بھی معلوم شلوم نہیں کہ کنگ شاہی محل میں رہتے ہیں۔“ قاسم نے براستہ بنے ہوئے کہا۔

”لیکن کنگ جان تو شاہی محل میں نہیں رہتے۔ کنگ رہتے ہیں۔ ان کی جان تو علیحدہ رہتی ہوگی جیسے جادو گروں کی جان علیحدہ کسی چیز میں ہوتی ہے۔“ عمران نے کہا تو قاسم بے اختیار چونک پڑا۔

”جادو گر۔ اوہ۔ اوہ۔ ہاں ہاں۔ مجھے یاد آ رہا ہے اس نے کہا تھا۔ میچک ماسٹر کمپنی کے نام چیک لکھ دینا۔ ورنہ سودا نہیں ہوگا اور میں نے اس سالے حرام خور بلیک اینڈ وائٹ سید کو بھگا دیا اور مجھے تو وہ

"ثبت رپورٹ۔ یعنی جہاری فیور میں کہ تم بہت اچھے بچے ہو۔  
 دل لگا کر کام کرتے ہو۔"..... عمران نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا  
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔  
 "اوہ۔ تم تو سالے اچھے جسوس ہو۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ جاؤ  
 چو کھٹا گم کرو۔ وہ سالی فل فلوئیاں۔"..... قاسم نے کہا اور عمران کے  
 جاتے ہی اس نے پہلے بین دبا کر دروازہ لاک کیا اور پھر ریوٹ کنٹرول  
 کی مدد سے اس نے ٹی وی آن کیا اور چند لمحوں بعد وہ فل فلوئیوں کو  
 دیکھ کر سب کچھ بھول چکا تھا۔

یاد ہی نہیں رہا تھا۔..... قاسم نے کہا اور یہ تھی بھی حقیقت۔ جس  
 وقت اس بزنس منیجر کے بھائی نے ایئرپورٹ پر اس سے بات کی تھی  
 اس وقت قاسم کی نظریں ایئرپورٹ پر موجود عورتوں پر جمی ہوئی  
 تھیں۔ اس لئے اس نے اس کی باتیں سنی آسنی کر دی تھیں۔  
 "تو پھر یہ کنگ جان آیا تھلہاں تم سے ملے۔"..... عمران نے کہا۔  
 "نہیں۔ وہ کیسے مجھ سے مل سکتا ہے۔ ارے ہاں۔ تم جہاں کیسے  
 پہنچ گئے۔ اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ کہاں ہے سالانہ منیجر۔ وہ سوکھی سزی سیکرٹری۔  
 بتاؤ کہاں ہے۔ جس کا پی جا ہے سالانہ تو بڑا اٹھا لئے جہاں چلا آئے۔ کہاں  
 ہیں وہ۔"..... قاسم نے یلخت جیتنے ہوئے کہا۔

"میں تو سرعاصم کے ساتھ آیا تھا۔"..... عمران نے کہا۔  
 "اوہ۔ اوہ۔ ارے نہیں۔ تم تو میرے خالہ جادو ہو۔ مم۔ مم۔ مگر یہ  
 تو گریٹ لینڈ ہے اور تم تو شاید پاکیشیا پاکیشیا میں رہتے ہو۔ تم جہاں  
 کیسے آ گئے۔"..... قاسم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔  
 "کب واپسی ہے جہاری۔"..... عمران نے پوچھا۔  
 "پتہ نہیں۔ سالے منیجر منیجر کو پتہ ہو گا یا سیکرٹری میکزی کو۔  
 کیوں۔"..... قاسم نے چونک کر پوچھا۔  
 "کچھ نہیں۔ تم فلم دیکھو۔ میں جا کر جہارے ڈیڈی کو ثبت  
 رپورٹ دیتا ہوں۔"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔  
 "کیسی رپورٹ۔ کیا مطلب۔ کیا تم سالے جسوس مجسوس ہو جو  
 رپورٹ کرتے ہو۔"..... قاسم نے چونک کر کہا۔

ی بلیک زرو اس کی وجہ بھی سمجھ گیا۔ وہاں دس کے قریب مشین گنوں سے مسلح غنڈے ٹہل رہے تھے۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا۔ بلیک زرو اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”آندرے سے ملنا ہے۔ میرا نام رچرڈ ہے اور میں ولنگٹن سے آیا ہوں۔“..... بلیک زرو نے کاؤنٹر پر کھڑے ایک غنڈہ منا نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا کام ہے تمہیں باس سے؟“..... کاؤنٹر والے نے بلیک زرو کو سر سے پاؤں تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ولنگٹن کے جبری کارس نے بھیجا ہے۔ اس کا پیغام ہے جبری کارس۔ جو جبری سنڈیکیٹ کا جبرمین ہے“..... بلیک زرو نے ولنگٹن کے ایک بدنام زمانہ سنڈیکیٹ کا نام لیتے ہوئے کہا اور جبری کا نام سنتے ہی کاؤنٹر والے کے چہرے پر کھٹکتا انتہائی مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے اور بلیک زرو بے اختیار مسکرا دیا۔ کاؤنٹر والے نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسپونڈر اٹھایا اور تین نمبر پر ریس کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے راجر بول رہا ہوں باس۔ ایک صاحب ولنگٹن سے آئے ہیں۔ اپنا نام رچرڈ بتا رہے ہیں۔ وہ ولنگٹن کے جبری سنڈیکیٹ کے چیف جبری کارس کا پیغام آپ تک پہنچانا چاہتے ہیں۔“..... راجر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیس باس؟“..... دوسری طرف کی بات سن کر راجر نے رسپونڈر رکھ دیا اور ایک طرف کھڑے ہوئے نوجوان کو بلایا۔

بلیک زرو نے ٹیکسی رائل فیلڈ گیم کلب کے سامنے رکوئی اور میٹر کے مطابق کرایہ اور مپ دے کر وہ تیز قدم اٹھاتا گیم کلب کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے ناراک پہنچے ہوئے دو گھنٹے ہوئے تھے اور یہاں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے ایک ہوٹل میں اپنا کمرہ ریزرو کر لیا اور پھر وہاں سے وہ مارکیٹ آیا اور مارکیٹ سے اس نے ماسک میک اپ کا سامان خریدا اور پھر وہیں ایک ٹوالیٹ میں اس نے ماسک میک اپ کیا اور پھر ٹیکسی لے کر اس گیم کلب آیا تھا جس کے بارے میں عمران نے بتایا تھا کہ اس گیم کلب میں آندرے موجود ہے جو ناراک میں ریڈ سنڈیکیٹ کا سرغنہ تھا۔ ریڈ سنڈیکیٹ کا تعلق ریڈ وائرس ہے۔ اس وقت وہ مقامی میک اپ میں تھا البتہ اس کی جیب میں مشین پستل موجود تھا۔ گیم کلب خاصا وسیع و عریض تھا اور وہاں کا ماحول عام گیم کلبوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی پرسکون نظر آ رہا تھا اور چند لمحوں میں

”ان صاحب کو باس کے آفس لے جاؤ۔ سپیشل آفس“..... راجر نے کہا۔

”آئیے سر“..... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک سائیڈ راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری کے اختتام پر سیدھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیدھیاں اتر کر وہ ایک اور بال میں بچے سہاں میڈون پر تاش سے گیم کھیلی جا رہی تھی۔ ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے سرے پر دو مسلح آدمی موجود تھے۔ وہ آدمی بلیک زیرو کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ بلیک زیرو خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ سائیڈ پر دیوار سے ایک فون پیس لٹکا ہوا تھا۔ اس آدمی نے فون پیس اٹھا کر اس پر دو بٹن پریس کر دیئے

”مہمان دروازے پر موجود ہے سر“..... اس آدمی نے کہا۔

”اوکے سر“..... اس آدمی نے کہا اور فون پیس واپس دیوار سے لٹکا کر وہ بلیک زیرو کی طرف مڑا۔

”ابھی دروازہ کھل جائے گا اور آپ اندر جا کر باس سے ملاقات کر سکتے ہیں“..... اس آدمی نے کہا اور بلیک زیرو نے اشبات میں سر ملادیا تو وہ آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد واقعی دروازہ خود بخود کھل گیا تو بلیک زیرو اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے آخری کونے میں ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے ایک اوصیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر قیمتی لباس تھا اور سامنے

شراب کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔

”مسٹر رچرڈ۔ میرا نام آندرے ہے“..... اس آدمی نے اپنی کرسی سے اٹھے بغیر کہا اور ساتھ ہی میز کی دوسری طرف موجود کرسی کی طرف اشارہ کر دیا۔ بلیک زیرو خاموشی سے اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تمہارا جبری سنڈیکٹ میں کیا عہدہ ہے“..... آندرے نے غور سے بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں جبری کا خصوصی نائب ہوں“..... بلیک زیرو نے خشک اور سرد لہجے میں کہا تو آندرے کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی اہم پیغام ہے۔ بتائیے کیا پیغام ہے“..... آندرے نے کہا۔

”یہ پیغام تمہارے لئے نہیں ہے۔ ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کے لئے ہے۔ البتہ تم اس پیغام کو وہاں تک پہنچاؤ گے“..... بلیک زیرو نے کہا تو آندرے بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں پھیل سی گئی تھیں اور چہرہ سخت سا ہو گیا تھا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو“..... آندرے نے قہر سے چیختے ہوئے کہا۔

”زیادہ چیختے چلانے کی ضرورت نہیں ہے آندرے۔ تمہاری حیثیت اچھ بھی ہے میں ابھی طرح جانتا ہوں۔ ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر تک آؤ۔ اس کا پیغام تمہارا دو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے تمہارے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا مشن لے لیا ہے اور اب پاکیشیا

تک پہنچا دو۔ وہ ہیز کو ارٹر کے لئے زیادہ سے زیادہ مہی کچھ کر سکتا ہے۔..... بلیک زرو نے سرو لہجے میں کہا۔

"کیا تم میری بات جبری کارس سے کرا سکتے ہو؟..... آندرے نے ہونٹ جھپٹا کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں؟..... بلیک زرو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا

"تو کراؤ بات۔ کیا نمبر ہے اس کا؟..... آندرے نے فون کارسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟..... بلیک زرو نے اس کے ہاتھ سے رسیور لے کر واپس کر ڈیل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"میں اس سے یہ ساری بات کنفرم کرنا چاہتا ہوں؟..... آندرے نے کہا۔

"کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں آیا یا میں نے کوئی غلط بات کی ہے؟۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جبری کارس ہیز کو ارٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر اسے یہ بات کیسے معلوم ہو سکتی ہے کہ میرا حق ہیز کو ارٹر سے ہو سکتا ہے البتہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ درست ہے ہیز کو ارٹر کو یہ اطلاعات مل چکی ہیں؟..... آندرے نے کہا۔

"اوکے۔ پھر واقعی تمہیں کنفرمیشن کر لینی چاہیے؟..... بلیک زرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

سیکریٹ سروس کا خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران پاکیشیا سیکریٹ سروس کی منیم سمیت ریڈ واٹر کے ہیز کو ارٹر کے خلاف کام کرنے کے لئے روانہ ہونے والا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اسلامی سیکورٹی کونسل کا کرنل فریدی بھی ریڈ واٹر کے خلاف کام کر رہا ہے۔ اس لئے ریڈ واٹر اگر اپنے ہیز کو ارٹر کو بچانا چاہتی ہے تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ ان دونوں کے خلاف خود ہی ایکشن میں آجائے۔..... بلیک زرو نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن جبری کارس کو ان ساری باتوں کا کیسے علم ہو گیا۔ اس کا کیا تعلق ہے پاکیشیا اور کرنل فریدی سے؟..... آندرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جبری کارس کے اس عمران کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں۔ ایک زمانے میں اس عمران نے جبری کارس کی جان بچائی تھی اور اب بھی اس عمران نے جبری کارس کو فون کر کے اس سے ریڈ واٹر کے ہیز کو ارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن جبری کارس کو بھی اس کا علم نہ ہے۔ اس لئے اس نے معذرت کر لی۔ اس پر اس عمران نے بتایا کہ بہر حال وہ ہیز کو ارٹر ڈھونڈ لے گا اور اگر وہ نہ ڈھونڈ سکا تو کرنل فریدی ڈھونڈ لے گا۔ اس پر جبری کارس نے اس سے ریڈ واٹر کے خلاف کام کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے اسلامی ممالک کی کانفرنس کے بارے میں بتایا۔ بہر حال جبری کارس نے مجھے اس لئے جہاز سے پاس بھیجا ہے کہ تم یہ پیغام ریڈ واٹر کے ہیز کو ارٹر

”کیا ہوا۔ تم کھڑے کیوں ہو گئے ہو؟“ اندرے نے حیران ہو کر پوچھا۔

”نمبر کے لئے مجھے دائری نکالنی پڑے گی کیونکہ انتہائی پیچیدہ نمبر ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اندرے اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، بلیک زیرو کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی اندرے کے منہ سے چیخ نکلی۔ ”بائیں گنپنی پر زور دار ضرب کھنا کر جیسے ہی اس کا جسم دائیں طرف کو جھکا بلیک زیرو کا دوسرا بازو گھوما اور اس بار اس کی دائیں گنپنی پر جھلے سے بھی زیادہ زور دار ضرب پڑی اور اندرے جیختا ہوا دوسری سائیڈ پر جھکا اور وھرام سے منہ کے بل میز پر گرا۔ بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ پر ہو کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک ہی جھٹکے سے اسے گھسیٹ کر قالین پر ڈال دیا۔ اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ یکے بعد دیگرے دو مخصوص ضربیں کٹھا کر وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور پھر اس کا کوٹ اس نے اس کی پشت پر کافی نیچے تک کر دیا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف بھی تھا اور اسے معلوم تھا کہ جب تک اسے اندرے نہ کھولا جائے گا۔ اس کا دروازہ نہ کھل سکے گا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔ کوٹ نیچے کرنے کے بعد اس نے جیب سے مشین پشٹل نکالا اور اسے درمیانی میز پر رکھ کر اس نے نیکیٹ اندرے کے گالوں پر بھرپور تھپ مارنے شروع کر دیئے۔ تقریباً انھوں نے تھپ مار کر اندرے جیختا ہوا ہوش میں آ گیا تو بلیک زیرو نے میز پر کھتا ہوا مشین پشٹل اٹھا لیا۔

”تم۔ تم۔ تم۔ یہ کیا کیا ہے۔ میں تم۔ تم۔“ ہوش میں آتے ہی اندرے نے بے اختیار اٹھنے اور اپنے کاندھے اٹپنے کے کوٹ کو واپس ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن بلیک زیرو نے اس کی دونوں پیروں پر اپنے پیر رکھے اور پھر مشین پشٹل کی نال اس نے اس کی پیشانی پر رکھ کر اسے دبا دیا۔

”بولو۔ پیغام پہنچاؤ گے یا نہیں۔“ بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ یہ۔ یہ کیا مطلب ہے۔ یہ کیا طریقہ ہے۔“ اندرے نے گلابائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”گلا۔ یہ ہوئی ناں بات۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پیچھے ہٹ گیا۔

”یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کیا یہی طریقہ ہے پیغام پہنچانے کا۔“ اندرے نے ہونٹ جھٹاتے ہوئے کہا۔

”سنو اندرے۔ جیری کارس نہیں چاہتا کہ اس عمران یا کرنل فریدی کو معلوم ہو سکے کہ اس نے ان کی مخبری ریڈ وائر کے ہیڈ کو وارٹر کو کی ہے اس لئے اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے سلسلے یہ پیغام جہارے ذریعے پہنچاؤں اور ساتھ ہی جہارے چیف کو کہہ دوں کہ وہ ہمیں منع کر دے کہ یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو سکے اور اگر تم انکار نہ تو پھر ہمیں ہلاک کر دوں۔ پھر ہیڈ کو وارٹر جانے اور عمران اور اگر تم فریدی۔ بولو۔ کیا تم تیار ہو پیغام پہنچانے کے لئے یا میں ٹریگر

”نہیں“..... آندرے نے جواب دیا۔

”پھر تم غلط فریکوئنسی کیوں بتا رہے ہو؟.....“ بلیک زیرو کا بچہ اور سر دھو گیا۔

”کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں غلط بتا رہا ہوں۔ میں درست بتا رہا ہوں۔ تم اسے ایڈجسٹ کرو۔ ابھی تمہارے سامنے بات ہو جائے گی“..... آندرے نے کہا۔

”تم انتہائی احمق ہو آندرے۔ بالکل احمق آدمی۔ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ جو فریکوئنسی تم بتا رہے ہو۔ یہ فریکوئنسی ایکریمیا کی ہو ہی نہیں سکتی جبکہ سب کو معلوم ہے کہ ریڈ واٹر کا ہیڈ کوآرٹر ایکریمیا میں ہے۔ تم جو فریکوئنسی بتا رہے ہو یہ فریکوئنسی براعظم افریقہ کی ہو سکتی ہے“..... بلیک زیرو نے کہا تو آندرے کے چہرے پر یکفخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہو گئی۔ کیا تم ٹرانسمیٹر کے ماہر ہو؟“ آندرے نے کہا۔

”مجھے جبری کارس نے ویسے ہی اپنا خصوصی نائب نہیں بتایا۔ میں تو اور بھی بہت سی چیزوں کا ماہر ہوں۔ نہ جانے جبری کارس کو کیوں ریڈ واٹر سے ہمدردی ہے۔ بہر حال وہ میرا پاس ہے۔ اس لئے اس کے حکم کی تعمیل مجھ پر فرض ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تم واقعی عجیب آدمی ہو۔ لیکن یہ فریکوئنسی واقعی درست ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ریڈ واٹر کا ہیڈ کوآرٹر ایکریمیا میں نہیں ہے۔ یہ

دبا کر خاموشی سے واپس چلا جاؤں“..... بلیک زیرو نے سر دھلچے میں کہا۔

”تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے سامنے ہیڈ کوآرٹر کو پیغام دوں تاکہ تمہاری تسلی ہو جائے کہ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے“..... آندرے نے کہا۔

”تسلی کی بات نہیں ہے۔ میں نے تمہارے چیف پاس سے کہنا ہے کہ وہ تمہیں اس راز کو نیک آؤٹ کرنے سے منع کر دے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میرا کوٹ اونچا کرو۔ میں بات کرتا ہوں۔“ آندرے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم یہ بتاؤ کہ ٹرانسمیٹر کہاں ہے اور فریکوئنسی بتاؤ۔ میں تمہاری بات کر دیتا ہوں۔ جب تمہارا چیف پاس تمہیں میرے متعلق حکم دے دے گا۔ تب میں تمہیں اوکے کروں گا“..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”عقبی الماری کھولو۔ اس میں لانگ ریج ٹرانسمیٹر موجود ہے۔“ آندرے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اٹھا لوں گا۔ فریکوئنسی بتاؤ تاکہ میں اسے ایڈجسٹ کر کے اسے تمہارے پاس لے آؤں“..... بلیک زیرو نے کہا تو آندرے نے فریکوئنسی بتادی۔

”تم کبھی گئے ہو ہیڈ کوآرٹر“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔



مشین پستل کی خون سے بھری نال کو بڑے اطمینان سے اس کے باس سے صاف کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر وہ عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ایسے آفسز میں لازماً خفیہ عقبی راستہ رکھا جاتا ہے اور وہی ہوا۔ اس دروازے سے باہر ایک تنگ راہداری سے گزر کر وہ ایک اور دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو وہ عقبی طرف ایک تنگ سی گلی میں تھا جس کا ایک سرا بند تھا جبکہ دوسرا سائیڈ روڈ پر جانٹھتا تھا۔ بلیک زیرو نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا اور پھر جھپٹے ہٹ کر اس نے چہرے پر موجود وائسک اتارا اور اسے تہہ کر کے جیب میں ڈالنے کے بعد وہ دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس کے جسم پر عام سا لباس تھا۔ اس لئے اسے لباس کے بارے میں فکر نہ تھی۔ سڑک پر آ کر تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اسے ٹیکسی مل گئی اور اس نے ٹیکسی کو ایک ایسے ہوٹل کا پتہ بتا دیا جو اس کے ہوٹل سے کافی فاصلے پر تھا۔ جس ہوٹل کے سامنے اتر کر اس نے ٹیکسی چھوڑی اور پھر آگے بڑھ کر کچھ فاصلے پر اس نے دوسری ٹیکسی ایجنسی کی اور اس بار وہ اپنے ہوٹل کے سامنے اترا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنے کمرے میں پہنچ چکا تھا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اسے کوئی چیک نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے یہ سب احتیاطیں اس لئے کی تھیں کہ بہر حال آندرے یہاں کے ریڈ سنڈیکیٹ کا چیف تھا اور ظاہر ہے آندرے کی لاش ملتے ہی اس کی تلاش شروع ہو جاتی۔ کیونکہ کاؤنٹر سے اسے ساتھ لے جانے والے اور پھر راہداری میں موجود مسلح افراد سب نے اسے دیکھا تھا۔ اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ

پروسیگنڈہ ہے جسے چیف باس نے دانستہ پھیلایا ہوا ہے۔..... آندرے نے کہا۔

"تو کیا افریقہ میں ہے۔ نہیں تم غلط کہہ رہے ہو۔ افریقہ میں ایسا ہیڈ کوارٹر بنایا ہی نہیں جاسکتا۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"افریقہ میں بھی نہیں ہے۔ یہ فریکوئنسی سیٹلائٹ کی ہے اور سیٹلائٹ براعظم افریقہ پر فکس ہے۔..... آندرے نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔..... آندرے نے کہا تو بلیک زیرو نے مشین پستل جھپٹے کیا اور دوسرے لمحے اس نے اس کی نال آندرے کے ایک ہاتھ میں زبردستی گھسیادی۔

"بولو۔ کہاں ہے۔ ورنہ ٹریگر دبا دوں گا۔ بولو۔..... بلیک زیرو نے دوسرے ہاتھ سے اس کا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ۔ وہ۔ وہ وگاس جبرے میں ہے۔ وگاس میں۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے۔..... آندرے نے کہا تو بلیک زیرو نے اس کے ہاتھ سے مشین پستل کھینچا اور پھر تیزی سے جھپٹے ہٹ گیا۔ آندرے نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔ لیکن اسی لمحے بلیک زیرو نے ٹریگر دبا دیا اور جھڑپ ہٹ

کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں آندرے کے سینے پر پڑیں اور وہ جھپ کر نیچے گر اور پھر جلد لمحے بچھوکنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ بلیک زیرو نے

سنڈیکیٹ کے چکر میں پڑ جائے۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پچھلے اس نے الماری میں موجود بریف کیس اٹھا کر میز پر رکھا اور اس میں موجود ایک تہہ شدہ نقشہ نکال کر اس نے بریف کیس بند کیا اور اسے واپس الماری میں رکھ کر اس نے نقشہ کھول کر میز پر پھیلا دیا۔ وہ اب اس وگاس جہیزے کا محل وقوع تلاش کرنا چاہتا تھا۔ یہ نقشہ وہ پاکیشیا سے لے کر چلا تھا اور یہ دنیا کا انتہائی تفصیلی نقشہ تھا اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ جہیزہ وگاس تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ جہیزہ جنوبی بحر الکاہل میں تھا اور الگ تھلک تھا۔ بلیک زیرو نے اس کے گرد وارنہ لگا لیا اور پھر اٹھ کر اس نے ایک بار پھر بریف کیس اٹھایا اور اس کے خفیہ خانے سے ایک جھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس پر وہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی جو آندرے نے بتائی تھی۔

"ہیلو ہیلو۔ جبری کارس کاٹنگ۔ اور..... بلیک زیرو نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد ہٹن آن کرتے ہوئے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ہیں۔ کون جبری کارس۔ کون ہو تم اور تم کس فریکوئنسی پر بات کر رہے ہو۔ اور..... چند لمحوں بعد ایک چھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سنو۔ میں ونگٹن سے جبری کارس بول رہا ہوں چیف آف جبری سنڈیکیٹ۔ مجھے یہ فریکوئنسی آندرے نے بتائی ہے۔ ناراک کے آندرے نے۔ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میرا آدمی اس سے ملنے گیا تھا۔

وہ زخمی تھا۔ اس نے کہا ہے کہ اس فریکوئنسی پر چیف باس کو اطلاع کر دی جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران اور اسلامی سیکورٹی کو نسل کا کرئل فریدی دونوں ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اور..... بلیک زیرو نے خاصاً اُنکرمی لےجے میں کہا۔

"ہیلو ہیلو۔ میں چیف باس بول رہا ہوں۔ کیا تم واقعی جبری کارس ہو اور ونگٹن سے بول رہے ہو۔ اور..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور چھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں جبری کارس ہوں لیکن میں اس وقت ونگٹن سے نہیں بلکہ ناراک سے بول رہا ہوں۔ میں اپنے ایک خاص آدمی کے ساتھ ناراک آیا تھا اپنے سنڈیکیٹ کے سلسلے میں اور پھر میرے آدمی نے آندرے سے ملاقات کی جو ناراک میں ریڈ وائر سنڈیکیٹ کا چیف تھا لیکن جب میرا آدمی اس کے آفس میں پہنچا تو اس کے گیم کلب کے نیچے ہے تو آندرے شدید زخمی تھا۔ اسے گولی مار دی گئی تھی۔ اس نے میرے آدمی کو مارتے ہوئے یہ فریکوئنسی بتائی اور کہا کہ ریڈ وائر کے چیف باس کو اطلاع دے دی جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران اور اسلامی سیکورٹی کو نسل کا کرئل فریدی ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ میرے آدمی نے مجھے کال کر کے سب کچھ بتایا تو میں یہ کال کر رہا ہوں۔ اور..... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر ناراک کا نام لیا تھا کیونکہ اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں کال کا سراغ مشینوں کے ذریعے لگایا جاسکتا

ہے۔

"ٹھیک ہے۔ تھینک یو۔ اور اینڈ آل"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے بریف کیس میں رکھا اور پھر بریف کیس بند کر کے وہ اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ہیڈ کوارٹر لازماً بحیری کا رس سے رابطہ کرے گا اور جب وہاں سے معلوم ہو گا کہ یہ سب غلط ہے تو پھر اس کی تلاش شروع ہو جائے گی اور جہیزہ و گاس چونکہ وسطی اکیڈمی کے شہر مورس کے قریب تھا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ایئر پورٹ پہنچ کر کسی چارٹرڈ طیارے کے ذریعے مورس پہنچ جائے گا۔

کیپٹن حمید نے کارمریم بانو کی رہائش گاہ سے کچھ دور ایک سائیڈ پر کر کے روک دی اور دروازہ کھول کر نیچے اترنے ہی لگا تھا کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنا شروع ہو گئیں تو وہ چونک پڑا۔ اس نے دروازہ دوبارہ بند کیا اور پھر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اس نے اسے مخصوص انداز میں دبایا اور پھر گھڑی کو کان سے لگانا۔

"ہیلو۔ کرنل فریدی کالنگ۔ اور..... کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"خبریت۔ یہ آپ کو وائچ ٹرانسمیٹر استعمال کرنے کی ضرورت کیوں پڑ گئی۔ اور..... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"تم مریم بانو کی رہائش گاہ پر پہنچے ہو۔ تم نے وہاں کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ اس کی رہائش گاہ کی نگرانی ہو رہی ہے۔ تم واپس آ جاؤ۔ اور..... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر

تک اطلاع پہنچ جائے گی اور پھر ہو سکتا ہے کہ اسے ہلاک کر دیا جائے اور ہم اندھیرے میں رہ جائیں۔ اور..... کرنل فریدی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ میں اس سے وہاں موجود دوسرے ایجنٹوں کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لوں گا۔ اور..... کیپٹن حمید نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

”میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ سمجھئے۔ اور اینڈ آل..... کرنل فریدی کی سرد آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید نے دند بٹن کو مزید پریس کر کے رابطہ آف کر دیا۔

”ہو نہ۔ میری بے عزتی کی پرواہ نہیں ہے۔ اپنی جاسوسی چل رہی ہے..... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کارآگے بڑھادی۔ ظاہر ہے اب مریم بانو سے ملاقات کا سکوپ ختم ہو گیا تھا۔ وہ کار بڑھاتا ہوا ایک چکر کاٹ کر اس کالونی سے باہر آیا اور پھر اس نے کار کا رخ ہوٹل شران کی طرف کر دیا۔ وہ اب وہاں کی رنگینیوں میں گم ہو کر اپنا غصہ اور تھلاہٹ ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے نیچے اتر کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اس نے ہوٹل کی کار کو ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ کار میں بیٹھی ہوئی ملیکا کو اس نے پہچان لیا تھا جبکہ اس کے ساتھ ایک اور خوبصورت اور نوجوان ایکری لڑکی تھی۔ کار

حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”میں ابھی چند سیکنڈ پہلے یہاں پہنچا ہوں اور آپ کو اطلاع بھی مل گئی اور آپ نے مجھے کال بھی کر لیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ نے جام جم تو ایجاد نہیں کر لیا۔ اور..... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے جب بانو کے بارے میں رپورٹ دی تھی۔ تب سے بانو کی نگرانی کرائی جا رہی تھی۔ اس لئے جب تم بانو سے ملے تو مجھے اطلاع مل گئی۔ پھر بانو نے مجھے فون کر کے تمہارے بارے میں شکایت کی تو میں نے اسے تسلی دے دی کہ وہ بے فکر رہے اس کے بعد تم جب وہاں سے کار لے کر نکلے تو مجھے رپورٹ ملتی رہی۔ اور..... کرنل فریدی نے کہا۔

”لیکن میں اس مریم بانو کو اس دھوکہ بازی کی سزا دینا چاہتا ہوں۔ اور..... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم سزا کے ساتھ ساتھ اس سے ریڈ وائر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو۔ لیکن میں اسے چارے کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس وقت ریڈ وائر کی ایجنٹ کے طور پر وہی سلسلے ہے اور ریڈ وائر نے لامحالہ میرے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی کرنی ہے اور جو کارروائی بھی ہوگی۔ اس کی اس مقامی ایجنٹ کو لازماً اطلاع دی جائے گی۔ اس طرح مجھے ان کے منصوبے کی اطلاع پہلے ہی مل جائے گی لیکن اگر تم نے مداخلت کر دی تو ظاہر ہے ریڈ وائر

”جی ہاں۔ وہ ایر پورٹ سے اکٹھی ہی آئی ہیں..... کاؤنٹر گرل نے کہا اور کیپٹن حمید سر ملاتا ہوا الفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب اس ملیکا اور ماریا سے مل کر گپ شپ لگانا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مطلوبہ کمرے کے دروازے پر موجود تھا۔ دروازے کی سائیڈ پر موجود کارڈ پر ماریا کا نام درج تھا۔ کیپٹن حمید نے دروازے پر دستک دی۔

”اندر آجاؤ..... اندر سے ملیکا کی آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم کیپٹن حمید۔ اور یہاں۔ کیا مطلب؟..... ملیکا نے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی ساتھی لڑکی ماریا بھی ملیکا کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑی تھی اور اس کے ہجرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ لہجے کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”میں نے سوچا کہ آپ دونوں کی باتیں تو ختم ہی نہ ہوں گی اور مس ماریا۔ ایکرمیہ سے جہاں تک سفر کر کے تھکی ہوئی ہوں گی اس لئے کیوں نہ دخل اندازی کر کے آپ کو ہال میں لے جایا جائے تاکہ مس ماریا آرام کر سکیں..... کیپٹن حمید نے کہا۔

”اوہ۔ تو تم نے کاؤنٹر سے باقاعدہ ہمارے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ لیکن کیوں۔ ویسے میں پہلے تعارف کرادوں۔ یہ مس ماریا ہیں۔ میری بہترین دوست۔ ایکرمیہ کی ایک سرکاری بکنسی سے وابستہ ہیں۔ اور مس ماریا۔ یہ کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید ہیں۔ وہی کرنل فریدی جس سے ملاقات کے لئے تم بے چین ہو رہی

ہو مل کے مین گیٹ کے سامنے جا کر رکی تو ملیکا اور ایکرمیہ لڑکی نیچے اتر آئیں۔ ڈرائیور نے نیچے اتر کر کار کی ڈیگ کھولی تو ایکرمیہ لڑکی نے ڈیگ میں سے ایک بریف کیس نکال لیا اور پھر وہ دونوں تیز قدم بڑھاتیں ہو مل میں داخل ہو گئیں۔

”یہ ملیکا ہو مل میں کیوں جا رہی ہے۔ اس کا تو اپنا گھر ہے یہاں..... کیپٹن حمید نے حیرت بھری آواز میں کہا اور پھر وہ تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جب ہال میں داخل ہوا تو اسے ملیکا اور وہ ایکرمیہ لڑکی وہاں نظر نہ آئیں تو وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ یہاں کا سارا عملہ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے کاؤنٹر کے پیچھے کھدی ہوئی نوجوان لڑکی کے ہجرے پر کیپٹن حمید کو دیکھ کر مسکراہٹ رکنے لگی۔

”یس۔ کیپٹن حمید صاحب۔ فرمائیے۔ کیا خدمت کروں؟..... لڑکی نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”ابھی دو خواتین آئی تھیں۔ کون سے کمرے بک کئے ہیں تم نے ان کے لئے؟..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ ماریا کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی فرینڈ تھی۔ ان کا کمرہ تو ایڈوانس بک کرایا گیا تھا ایکرمیہ سے کمرہ نمبر اٹھارہ۔ جو قہمی منزل..... لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ دوسری لڑکی ماہ نقا بھی اس کے ساتھ ہی کمرے میں گئی ہے..... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

تھی..... ملیکا نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میرے لئے تو یہ اعزاز کی بات ہے۔ کیپٹن صاحب کا نام تو ہمارے حلقوں میں بے حد مشہور ہے.....“ ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھادیا۔

”سوری۔ کرنل فریدی صاحب ان معاملات میں بے حد قدامت پسند ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ خواتین سے ہاتھ ملانا مردانگی کی توہین ہے۔ اگر ہاتھ ملانا ہے تو مرد سے ملایا جائے.....“ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور خود ہی کرسی گھسیٹ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور ماریا نے بے اختیار اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اس کے چہرے پر غصے اور ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں نے تمہیں جہاز میں ہی بتا دیا تھا ماریا کہ مسلمان مرد عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے اور تم اس وقت ایک اسلامی ملک میں ہو..... ملیکا نے ماریا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو ماریا بے اختیار ہنس پڑی۔

”سوری۔ مجھے خیال نہیں رہا تھا۔ ویسے چونکہ ایسی عادت پڑی ہوئی ہے اس لئے مجھے خیال نہ رہا۔ بہر حال اب میں خیال رکھوں گی.....“ ماریا نے کہا اور ملیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم نے ہمارے بارے میں کیسے معلوم کر لیا۔ ابھی چند لمحے پہلے تو ہم یہاں پہنچی ہیں.....“ ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے کرنل فریدی کی طرح پرسرار بننے کا شوق نہیں ہے۔ اس لئے بتا دیتا ہوں کہ میں ہوٹل میں آ رہا تھا کہ میں نے ہوٹل کی کار کو دیکھا جس میں تم بیٹھی تھیں۔ پھر تم دونوں اتر کر ہال میں گئیں۔ میں اس لئے حیران ہوا کہ تمہارا تو یہاں اپنا گھر ہے۔ اس لئے تمہیں ہوٹل میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر کاؤنٹر سے معلوم ہوا کہ مس ماریا کا کمرہ نمبر ۱۰۱ ہے۔ میں نے بغیر واپس جانے کو طبیعت ہی نہیں چاہی۔ اس لئے یہاں آ گیا.....“ کیپٹن حمید نے ماریا کو ہنسی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو ملیکا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی جبکہ ماریا مسکرا دی۔

”اس تعریف کا شکریہ کیپٹن حمید۔ لیکن آپ نے ملیکا کی تعریف نہیں کی کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے.....“ ماریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس کے جملہ حقوق بحق کرنل فریدی محفوظ ہو چکے ہیں۔“ کیپٹن حمید نے جواب دیا تو ماریا بے اختیار ہنس پڑی۔

”اسی لئے تو میں کرنل فریدی صاحب سے ملنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ ملیکا بھی کرنل فریدی کے بارے میں نرم گوشہ رکھتی ہے اور ویسے بھی ہماری پہنچی میں کرنل فریدی کو تو ایک مثال اور حوالے کے طور پر یاد کیا جاتا ہے.....“ ماریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پھر تو آپ کو مجھ سے ملنا چاہئے کیونکہ کرنل فریدی کا تو صرف نام ہی نام ہے۔ اصل کام تو میرا ہی ہے.....“ کیپٹن حمید نے کہا تو ماریا

سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے دراصل ان سے ملنے اور ان سے  
یتیم کرنے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔..... ماریا نے کہا۔

”میں ابھی بات کرتا ہوں..... کیپٹن حمید نے کہا اور سلسلے رکھے  
ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے اور  
ملیکا نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”یس..... رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل فریدی کے سیکرٹری کی آواز  
سنائی دی۔

”کیپٹن حمید بول رہا ہوں۔ کرنل صاحب سے بات کرو۔“  
کیپٹن حمید نے کہا۔

”یس سر..... دوسری طرف سے موبائل پر ملے میں کہا گیا۔  
”یس۔ ہارڈ سنون..... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی مخصوص

سنائی دی۔

”ہوئل ٹھران سے بول رہا ہوں سہاں مس ماہ القاعرف ملیکا سے  
تک ملاقات ہو گئی ہے۔ ان کے ساتھ ان کی دوست مس ماریا ہیں  
ایکریما سے آئی ہیں اور ایکریما کی بلیک بجنسی سے متعلق ہیں اور  
اپنے ملاقات کے لئے خصوصی طور پر ایکریما سے دماک آئی ہیں۔  
نے تو انہیں لاکھ کہا ہے کہ اصل آدمی سے ملاقات کر لیں لیکن ان  
نصہ ہے کہ آپ سے ملاقات کرنی ہے جبکہ بظاہر مس مدلقانے گو  
شت کا اشتیاق تو ظاہر نہیں کیا لیکن ان کا بھرہ بتا رہا ہے کہ وہ مس  
لیہ سے بھی زیادہ بے چینی سے آپ سے ملاقات کی خواہشمند ہیں۔“

اور ملیکا دونوں بے اختیار ہنس پڑیں۔

”ٹھیک ہے۔ آپ سے تو اب ملاقات رہے گی۔ میں تو یہاں ابھی  
ایک ماہ رہوں گی۔ ملیکا تو کہہ رہی تھی کہ میں اس کے گھر رہوں لیکن  
میں کبھی پابند ہو کر نہیں رہ سکتی۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں  
ہوئل میں رہوں گی۔..... ماریا نے کہا۔ ملیکا نے اس دوران رو  
سروں کو فون کر کے اپنے کمرے میں کافی بھجوانے کا کہہ دیا تھا۔ ستانی  
دروازہ کھلا اور ایک ویڈیو ٹیلی ویژن داخل ہوا۔ اس نے کافی  
کے برتن میز پر رکھے اور ساتھ ہی سٹینکس کی پیلیٹیں بھی اور بھرہ واپس  
چلا گیا۔

”آپ کس بجنسی سے متعلق ہیں مس ماریا..... کیپٹن حمید نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کو تو بتایا جا سکتا ہے۔ میرا تعلق ایکریما کی بلیک بجنسی سے  
ہے۔..... ماریا نے جواب دیا۔

”اوہ۔ گڈ۔ پھر تو آپ بڑی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ کیونکہ  
بلیک بجنسی کی تو بڑی شہرت ہے۔..... کیپٹن حمید نے کہا۔

”ہاں۔ شہرت تو ہے لیکن بہر حال آپ سے اور کرنل فریدی سے کم  
ہی ہے۔..... ماریا نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ تو آپ کا حسن ظن ہے مس ماریا۔ بہر حال آپ سہاں بورنس  
ہوں گی۔ میں آپ کو دماک کی سیر کراؤں گا۔..... کیپٹن حمید نے کہہ  
”ضرور۔ مجھے اس سے بے حد خوشی ہوگی لیکن پہلے میں کرنل فریدی

”کروں گی۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ ابھی ایک ماہ تک میں یہیں ہوں۔ اوکے۔ خدا حافظ“..... ملیکا نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”ایک منٹ مس ماہ نقا۔ میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔ تب تک ماریا غسل بھی کر لیں گی اور لباس بھی تبدیل کر لیں گی“..... کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا“..... ماریا نے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے۔ پھر آپ تیار رہیں۔ میں آکر آپ کو ساتھ لے جاؤں گا“..... کیپٹن حمید نے کہا اور ملیکا کے ساتھ ہی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن حمید نے کہا تو ملیکا نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے کیپٹن حمید کی بات پر احتجاج کر رہی ہو جبکہ ماریا بے اختیار مسکرا دی۔

”مس ماریا جب چاہیں ملاقات ہو سکتی ہے۔ وہ بہر حال ہمارے مہمان ہیں“..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”اوکے۔ پھر میں انہیں لے کر آ رہا ہوں۔ خدا حافظ“..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور جلدی سے رسیور رکھ دیا تاکہ کرنل فریدی کوئی بات نہ کر سکے۔

”لیجئے آپ کی خواہش ابھی پوری ہو جاتی ہے“..... کیپٹن حمید نے کہا۔

”لیکن میں تو ابھی تھکی ہوئی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ رات کو ذرا اکٹھا رکھ لیں“..... ماریا نے کہا۔

”ارے میں نے تو سوچا تھا کہ آپ کی ملاقات کر اکر پھر ڈنر آپ کے ساتھ میں اکیلا کروں گا“..... کیپٹن حمید نے کہا تو ماریا بے اختیار ہنس پڑی۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر آپ تشریف رکھیں۔ میں غسل کر کے لباس تبدیل کر لوں“..... ماریا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم لوگ ملاقات کرو۔ میں اپنے گھر جا رہی ہوں امی سے ملنے۔ آؤں گی“..... ملیکا نے کہا۔

”ارے ارے۔ کیا مطلب۔ کیا تم کرنل فریدی سے ملاقات نہ کرو گی“..... ماریا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔



ٹھیک ہے۔ آپ کی یہ بات مجھے پسند آئی ہے۔ بہر حال میں نے  
جان کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں۔ کنگ جان  
ہیر تو میچک ماسٹر کمپنی کے نام سے میچک اور شعبہ بازی کا خصوصی  
نمائندہ سپلائی کرتا ہے لیکن دراصل اس کا اصل کاروبار انتہائی  
ہنگامہ خیز اسلحہ کی سپلائی ہے اور دوسری بات یہ کہ کنگ جان یہودی  
ہے اور اس کے رابطے یہودیوں کی بڑی بڑی تنظیموں سے ہیں۔" فاسٹر  
جواب دیا۔

"اس سے ملاقات ہو سکتی ہے"..... عمران نے کہا۔  
"بظاہر تو نہیں کیونکہ وہ ایکریمیا کے دورے پر ہے لیکن میں نے  
حجم کو کر لیا ہے کہ وہ اپنے کسی خاص دورے کے پیش نظر انڈر گر گراؤنڈ  
پارک اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں۔ البتہ اس کی ایک  
فرینڈ ہے جاسی۔ وہ ہوٹل گراؤنڈ میں اسسٹنٹ مینجر ہے۔ اس کا  
بہر حال کنگ جان سے رہتا ہے"..... فاسٹر نے جواب دیتے  
نے کہا۔

"یہ جاسی رہتی کہاں ہے"..... عمران نے پوچھا۔  
"سینٹرل ناؤاروڈ پر فلپ لکڑی پلازہ میں اس کا فلیٹ ہے۔ نمبر  
..... فاسٹر نے جواب دیا۔  
"شکریہ"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا  
گئے۔ گرینٹ لینڈ آئے ہوئے آج دوسرا روز تھا۔ اس کے ساتھ  
بلیک زبرو ایکریمیا چلا گیا تھا۔ گو اس کے کہنے پر عمران

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پاس کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران  
نے رسیور اٹھالیا۔

"پرنس آف ڈھب"..... عمران نے کہا۔  
"فاسٹر بول رہا ہوں پرنس"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ  
آواز سنائی دی۔ بولنے والا خاصا تیز بول رہا تھا۔  
"اتنا فاسٹ بھی نہ بولو کہ مجھے جہاری بات سمجھنے کے لئے جہاری  
آواز کے ساتھ ساتھ دوڑنا پڑے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
تو دوسری طرف سے بولنے والا بے اختیار ہنس پڑا۔

"سوری پرنس۔ دراصل مجھے عادت سی پڑ گئی ہے تیز بولنے  
کی"..... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔  
"تو تم اپنا نام فاسٹر کی بجائے سلوٹر رکھ لو۔ خود بخود آہستہ ہو جا  
گے"..... عمران نے کہا تو فاسٹر ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

نے اسے اجازت دے دی تھی کہ وہ اکیلا ریڈ واٹر کے ہیڈ کو اثر کے خلاف کام کرے لیکن اسے معلوم تھا کہ بلیک زیرو اکیلا یہ کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ گوا سے بلیک زیرو کی صلاحیتوں کا بھی علم تھا کہ بہر حال ریڈ واٹر کے ہیڈ کو اثر کو جلد ٹریس کر لے گا لیکن اس کے ساتھ وہ خود بھی کام کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے اس نے آرگن جاسٹ کو ٹریس کرنے کا منصوبہ بنایا تھا کیونکہ آرگن، جارج کے بارے میں سب جانتے تھے کہ اس کا تعلق ریڈ واٹر کے ہیڈ کو اثر سے ہے۔ سبھی عمران نے سلیمان کو دانش منزل کا چارج دیا اور جوانا کو ساتھ لے کر وہ گرےٹ لینڈ آگیا۔ اسے چونکہ کرنل فریدی نے بتایا تھا کہ جارج نے کافرستان ایرپورٹ پر قاسم سے ملاقات کی ہے اس سے پہلے جا کر قاسم سے ملا تھا کیونکہ آرگن، جارج کی قاسم سے ملاقات کی کوئی توجیہ سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن قاسم سے ملاقات کے بعد اسے معلوم ہوا تھا کہ درحقیقت ریڈ واٹر نے قاسم کو بلیک میل کرنے کا کوشش کی تھی لیکن بعد میں اس لئے یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا تھا۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ مالی معاملات بہر حال قاسم کے ہاتھ میں تھے۔ ان پر قاسم کے والد سرعاصم کا کنٹرول تھا اور سرعاصم کی حیثیت تھی انہیں بلیک میل کرنے کی کوشش کرنا شیروں کی قیمت میں داخل ہونے کے برابر تھا۔ اس لئے شاید یہ منصوبہ ترک کر دیا تھا لیکن قاسم سے ملاقات کے دوران کنگ جان اور میجک ماسٹر نے نام سننے آیا تھا اور عمران نے گرےٹ لینڈ میں پاکیشیا کے خصوص

فانرجنٹ فاسٹر کے ذمے یہ کام دیا گیا تھا کہ وہ اس کنگ جان کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور اب فاسٹر کا فون آیا تھا۔ عمران اب اس کنگ جان سے مل کر اس سے ریڈ واٹر یا آرگن، جارج کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ مکرے سے باہر آیا تو باہر جوانا موجود تھا۔

”چلو جوانا کار نکالو۔ ہم نے سیکنڈے ناداروڈ پر فلپ لکڑی پلازہ جانا ہے۔“ عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس ماسٹر۔“ جوانا نے کہا اور چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے مزک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا تھا جبکہ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور پھر ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ فلپ لکڑی پلازہ کی آٹھ منزلہ شاندار عمارت کے کپاؤنڈ میں داخل ہو گئے۔ ایک طرف وسیع پارکنگ تھی۔ جوانا نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ ایک طرف وسیع و عریض استقبالیہ روم موجود تھا جہاں کاؤنٹر کے پیچھے چار لڑکیاں موجود تھیں۔

”ہوئل گرائڈ کی اسسٹنٹ مینجر مس جاسی یہاں رہتی ہیں۔“ عمران نے ایک لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر۔ وہ لپٹے فلیٹ میں ہیں۔ کیا میں انہیں آپ کے بارے میں اطلاع کر دوں۔“ لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

لباس تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا اور عمران اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے جو انا بھی اندر داخل ہو گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہیں آپ۔ آپ تو ایشیائی ہیں اور یہ انگریز ہیں۔ کیا مطلب۔" جاسی نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈھمپ ایشیا کی ریاست ہے مس جاسی۔ ویسے ہم دونوں بے حد شریف آدمی ہیں۔ اس لئے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر۔ مگر۔" جاسی نے ہونٹ جپاتے ہوئے کہا۔

"خاموشی سے اندر چلو۔ ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا۔" سمجھی۔" جو انا نے ٹیگٹ غزاتے ہوئے کہا تو جاسی بے اختیار سہم سی گئی۔

"ارے ارے۔ مس جاسی شریف خاتون ہیں۔ آپ فکر نہ کریں مس جاسی۔ اس کا دماغ ویسے ہی گرم ہے۔ آئیے آپ سے صرف چند باتیں کرنی ہیں۔" عمران نے کہا تو جاسی ہونٹ جپاتی ہوئی ان کے ساتھ اندر وئی کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ جو انا دروازہ بند کر کے وہیں رک گیا۔

"تم گاؤں بہن لو مس جاسی۔ کیونکہ میرا ساقھی آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس سے پہلے کہ اس کی نیت بدل جائے۔ تم ہی بہتر حالت میں آجاؤ۔" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو

"نہیں۔ ہم انگریز عیسائی سے آئے ہیں اور ہم انہیں سربراہ زودنا چاہتے ہیں۔ کیا نمبر ہے ان کے فلیٹ کا۔" عمران نے جواب دیا۔

"فلیٹ نمبر تھرٹی ون۔ فور تھ سنوری۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور استقبالیہ روم سے نکل کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جو انا خاموشی سے اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چوتھی منزل کے فلیٹ نمبر تھرٹی۔ ون کے بند دروازے کے سامنے موجود تھکے دروازے کے ساتھ باقاعدہ جاسی کی نیم پلیٹ موجود تھی جس کے نیچے گرائڈ ہوٹل کا نام بھی درج تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے۔" ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ کیا مطلب۔" بولنے والی نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب بتانے کے لئے ہمارا سیکرٹری ہمارے ساتھ ہے مس جاسی۔ بہر حال اتنا بتایا جا سکتا ہے کہ ہوٹل گرائڈ کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین ہمارے انکل ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ ٹھیک ہے۔" دوسری طرف سے اہتہائی چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور عمران مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر ایک نوجوان لڑکی موجود تھی لیکن اس کے جسم پر

”اگر تم نے اسی طرح جھوٹ بولا تو پھر تعلق پیدا ہو سکتا ہے اور اس تعلق کی بھی وضاحت کر دوں تو بہتر ہے۔ تم سمجھدار لڑکی ہو۔ نسانی سے سمجھ جاؤ گی۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نوٹ کی جیب سے مشین پستل نکال کر اس کا رخ جاسی کی طرف کر دیا۔

”یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ اودہ۔ اودہ۔ نہیں۔ مم۔ مم۔ میں تو۔“ جاسی نے بری طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اب تم سمجھ گئی ہو گی کہ تعلق کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ میں تمہیں مولیٰ مار دوں گا اور تمہارا یہ خوبصورت اور دلکش جسم گٹھ کے گندے پانی میں تیرتا پھرے گا۔ گٹھ کے گندے کپڑے تمہارے جسم کو چٹ جائیں گے اور پھر..... عمران نے اس طرح کہنا شروع کیا جیسے وہ کسی دانش منظر کی تصویر کشی کر رہا ہو۔

”اودہ۔ نہیں۔ نہیں۔ فار گاڈ سیک۔ مت کرو ایسی باتیں۔ چیز..... جاسی نے خوف سے لرزے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اب اگر تم نے جھوٹ بولا تو پھر یہی ہو گا۔ تمہی۔ بتاؤ کہاں ہے ٹنگ جان..... عمران کا بوجھ بھگت سرد اور سفاک ہو گیا تھا۔

”وہ۔ وہ ریالٹو میں ہے۔ ریالٹو میں..... جاسی نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ریالٹو کیا ہے۔ کیا کوئی ہوٹل ہے۔ کلب ہے یا کوئی رہائشی کاؤنی ہے..... عمران نے کہا۔

جاسی نے بغیر کچھ کہے ایک صوفے کی پشت پر رکھا ہوا گاؤن اٹھا کر پہن لیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات نمایاں تھے اور عمران سمجھ گیا کہ جاسی ایک عام عورت ہے۔ اس کا کوئی تعلق فیٹیڈ سے نہیں ہے۔

”بیٹھو جاسی اور فکر مت کرو۔ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ ہم نے صرف تم سے چند باتیں کرنی ہیں..... عمران نے کہا تو جاسی سر ہلاتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی جبکہ عمران اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہم نے تمہارے دوست ٹنگ جان سے ملنا ہے اور ٹنگ جان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ بظاہر وہ اکیڑیا گیا ہوا ہے لیکن دراصل کسی کاروباری سودے کے سلسلے میں وہ انڈر گراؤنڈ ہے اور تم سے بہر حال اس کا رابطہ رہتا ہے اس لئے تم ہمیں بتا دو کہ وہ کہاں ہے۔ بس اتنی سی بات ہے..... عمران نے کہا۔

”ٹنگ جان۔ مگر مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ مجھے بھی یہی بتایا گیا ہے کہ وہ اکیڑیا گیا ہوا ہے..... جاسی نے کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ جاسی بات چھپا رہی ہے۔

”کبھی تم نے گٹھ کا دہانہ کھول کر اندر دیکھا ہے کہ گٹھ اور اس میں بیٹنے والا گندہ پانی کیسیا ہوتا ہے..... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو جاسی بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ گٹھ کا کیا مطلب۔ میرا گٹھ سے کیا تعلق..... جاسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

گئے..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ فارگاڈ سیک۔ یہ بات نہ کرو۔ لیکن میں کیا کروں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آرہی۔ میں کیسے کنفرم کراؤں تمہیں۔ اسے میں کنگ جان کے نام سے تو فون بھی نہیں کر سکتی۔ وہ تو اب جیفرے ہے اور اس کی آواز بھی وہ نہ ہوگی اور حلیہ بھی وہ نہ ہوگا..... جاسی نے بڑے بے بس سے دلچے میں کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ آرگن جارج کو جانتی ہو"..... عمران نے کہا تو جاسی بے اختیار چو نک پڑی۔

"ہاں۔ وہ کنگ کا گہرا دوست ہے اور دو تین بار وہ یہاں بھی کنگ کے ساتھ آیا تھا۔ وہ اکیڑیسیا میں رہتا ہے"..... جاسی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر جیفرے کو فون کرو اور اسے کہو کہ آرگن جارج کا فون آیا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ انتہائی اہم بات کرنی ہے۔ اس لئے کنگ کو اطلاع کرو کہ وہ مجھے فون کرے"..... عمران نے کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ آرگن جارج کو معلوم ہو کہ کنگ جیفرے کے روپ میں ہے۔ پھر تو وہ مشکوک ہو جائے گا"..... جاسی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہیں فون کا کہا اور تم نے کر دیا اور بس۔ اب کنگ جانے اور آرگن جارج جانے۔ اگر وہ کنفرم بھی کرے گا تو تب پھر تم کہہ سکتے ہو کہ تمہیں تو فون آیا تھا۔ تم پر بہر حال کسی قسم کا کوئی شک نہ پڑے گا"..... عمران نے کہا۔

"ریالٹو کلب ہے۔ رابرٹی روڈ پر۔ جرائم پیشہ افراد کا مشہور کلب۔ اس کے نیچے تہہ خانے ہیں۔ کنگ جان وہیں موجود ہے۔ ریالٹو کلب کا بھی اصل مالک وہی ہے۔ وہ جب بھی انڈر گراؤنڈ جاتا ہے تو وہیں ہوتا ہے۔ وہاں سے وہ اپنے کام بھی کرتا رہتا ہے اور کسی کو معلوم بھی نہیں ہو سکتا"..... جاسی نے کہا۔ وہ جب بولنے پر آئی تو مسلسل ہنستا ہی چلی گئی۔

"کس نام سے"..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

"وہاں وہ جیفرے کے نام سے کام کرتا ہے۔ ایک بالکل علیحدہ شخصیت بن کر۔ وہ مختلف آوازیں بول لیتا ہے اور میک اپ سے اپنے چہرہ بھی بدل لیتا ہے۔ بس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جیفرے دراصل کنگ جان ہے"..... جاسی نے جواب دیا۔

"کیا تم اپنی بات کسی طرح کنفرم کر سکتی ہو"..... عمران نے کہا۔

"کنفرم کیسے۔ کیا مطلب"..... جاسی نے چونک کر حیرت بھرے دلچے میں کہا۔

"سبھی بات کہ کنگ جارج ہی جیفرے ہے"..... عمران نے کہا۔

"میں جاکہ رہی ہوں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ تم مجھ پر قہر کر دو..... جاسی نے کہا۔

"سوری مس جاسی۔ یہ اعتماد والا مسئلہ نہیں ہے۔ مجھے کنفرم چاہئے۔ ورنہ پھر مجھے دوبارہ تمہیں گنو کے اندرونی حالات بتانے پڑیں گے۔

”ٹھیک ہے۔ میں کر دیتی ہوں۔“ جاسی نے کہا تو عمران نے ایک سائیڈ پر موجود کارڈ لیس فون اٹھایا اور جاسی سے نمبر پوچھ کر اس نے نمبر پر ریس کئے اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر کے فون جاسی کی طرف بڑھا دیا۔ جاسی نے فون کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

”یس ریالٹو کلب۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک عجیبی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جیفرے سے بات کراؤ۔ میں جاسی بول رہی ہوں۔“ جاسی نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ہو لڈ آن کرو۔“ دوسری طرف سے اس بار قدرے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ جیفرے بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے جاسی۔ کیوں کال کی ہے۔“ ایک سخت اور قدرے ناخوشگوار سی آواز سنائی دی۔

”تمہارے ایکریمین دوست آرگن جارج کا فون آیا ہے۔ وہ تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ تم یہاں نہیں ہو بلکہ ایکریمیا گئے ہوئے ہو تو اس نے بتایا کہ تم سے اجتنائی ضروری بات کرنی ہے۔ اس لئے تم جہاں بھی ہو۔ اس سے بات کر لو اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔ میں نے سوچا کہ شاید کوئی ضروری کام ہو۔ اس لئے کال کر دی ہے۔“ جاسی نے واقعی ماہرانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن اسے تو معلوم ہے کہ میں انڈر گراؤنڈ ہوں اور اس کی کل شام ہی مجھ سے یہاں براہ راست بات بھی ہوئی ہے۔ پھر اس نے تمہیں کیوں کال کی ہے۔“ جیفرے نے حیرت جبرے لہجے میں کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ تم خود اس سے بات کر لو۔“ جاسی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جاسی نے فون بند کر دیا۔

”اب تو تمہیں یقین آگیا ہے۔“ جاسی نے فون پیس درمیانی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ابھی جیفرے کی کال آئے گی تم نے اسے انڈر کرنا ہے بلکہ اگر ہو سکے تو جیفرے کو کسی طرح یہاں بلاؤ۔ ورنہ مجھے تمہیں بے ہوش کر کے جانا پڑے گا اور میں نہیں چاہتا کہ تمہیں چوٹ لگا کر بے ہوش کیا جائے کیونکہ بعض اوقات چوٹ کاری پڑتی ہے اور بے ہوش آدمی بے ہوشی کے عالم میں ہی گٹر میں پہنچ جاتا ہے۔“ عمران نے کہا تو جاسی کا جسم بے اختیار کا پٹا تھا۔ وہ وہ واقعی نفسیں طبع عورت تھی۔ اس نے گٹر کا تصور ہی اس کے لئے سوہان روح تھا اور شاید اسی نفسیات کو سمجھ کر عمران اسے مسلسل گٹر کی دھمکیاں دے رہا تھا۔

”وہ یہاں نہیں آئے گا۔ جب وہ انڈر گراؤنڈ ہو تو کسی صورت بھی

اب تک جہارے جسم کی ساری ہڈیاں توڑ کر تم سے سب کچھ اگلا چکا ہوتا۔۔۔۔۔ عمران نے سر دلچے میں کہا۔

”وہ۔ وہ۔ دراصل وہ ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں۔ مگر۔ وہ پھر تو مجھے ہلاک کر دیا جائے گا۔۔۔۔۔ جاسی نے ٹکڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ تم جو کچھ بتاؤ گی وہ ہر حالت میں راز رہے گا اور جہارا نام کسی بھی سطح پر نہیں آئے گا۔ یہ ہمارا وعدہ ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر میں رہ چکی ہوں۔ میرا سابقہ شوہر گارڈی وہاں سکھ رہی میں تھا اور میں اس کے ساتھ رہتی تھی۔ پھر گارڈی سے کوئی غلطی ہو گئی اور اسے گولی مار دی گئی البتہ مجھے معاف کر دیا گیا اور مجھے وہاں سے نکال دیا گیا۔ البتہ مجھے بتا دیا گیا تھا کہ میں نے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اپنی زبان بند رکھنی ہے ورنہ مجھے دوسرا سانس نہ لینے دیا جائے گا چنانچہ میں وہاں سے گریٹ لینڈ آ گئی اور آج تک میں نے کبھی کسی کو کچھ نہیں بتایا۔۔۔۔۔ جاسی نے کہا تو عمران کے ہجرے پر حریت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ اس طرح اور عام سی عورت سے اسے ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات مل جائیں گی اور پھر جاسی نے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جو کچھ بتایا۔ اس سے عمران سمجھ گیا کہ اس ہیڈ کوارٹر کے پیچھے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ جاسی کے مطابق جنوبی افریقہ کے ساتھ

وہ ریٹائرمنٹ کے اس تہہ خانے سے باہر نہیں نکلتا۔۔۔۔۔ جاسی نے کہا۔

”لو کے۔ جہادی مرضی۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جاسی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”تم کون ہو اور کیوں اس طرح کنگ کے پیچھے لگے ہو۔ کیا تم اس کے کاروباری دشمن ہو۔۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جاسی نے پوچھا۔

”نہیں مجھے ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلے گا اور کنگ ریڈ واٹر کا خاص آدمی ہے۔“ عمران نے کہا تو جاسی بے اختیار چونک پڑی۔

”ریڈ واٹر کا ہیڈ کوارٹر۔ تم۔ مگر۔ وہ۔۔۔۔۔ جاسی کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

”تم کچھ کہنا چاہتی تھی۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ وہ۔ نہیں۔ مجھے کچھ نہیں کہنا۔۔۔۔۔ جاسی ایک بار پر کچھ کہتے کہتے ہچکچا کر رک گئی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ کچھ نہ بتاؤ۔ بہر حال نقصان تو ہمیں ہی ہوگا جو چھپانے کا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نقصان۔ کیسا نقصان۔“ جاسی نے ہونک کر پوچھا۔

”جب تم تعاون نہیں کرو گی تو پھر معاملہ بے ہوشی کی بجائے ہلاکت تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ میں تو ہمیں اس لئے کچھ نہیں کہہ رہا کہ براہ راست جہارا کوئی تعلق اس معاملے سے نہیں ہے۔ ورنہ تو میں

سمندر میں ایک جزیرہ وگاں ہے۔ وہاں دس بڑی بڑی عمارتیں ہیں جن میں سے چھ عمارتوں میں انتہائی خوفناک اسلحہ رکھا جاتا ہے۔ باقی چار عمارتوں میں آفسرینے ہوئے ہیں۔ جہاں باقاعدہ منصوبہ بندی ہوتی۔ اس پورے جزیرے پر کسی کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا اور بظاہر صرف اس اسلحے کو تباہ کرنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا۔

"ریڈ واٹر کے ہیڈز کیا وہاں جزیرے پر رہتے ہیں..... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ جب میں وہاں تھی تو وہاں کا انچارج کارل تھا۔ اسے سب وائٹ ٹائیگر کہتے ہیں۔ وہ انتہائی سفاک اور ظالم آدمی ہے۔ وہ منصوبہ بندی کا ماہر ہے۔ دنیا میں جہاں بھی کوئی تخریب کاری ہونی ہوتی ہے اس کا منصوبہ بھی وہی وائٹ ٹائیگر ہی بناتا ہے۔ وہ سپر چیف ضرور کہلاتا ہے لیکن وہ خود سپر چیف نہیں ہے۔ میں نے کئی بار اسے لارڈ بو فمیں کی کال پر مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے سنا ہے..... جاسی نے کہا تو عمران نے اختیار چونک پڑا۔

"لارڈ بو فمیں۔ وہ کون ہے..... عمران نے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ یہ نام اس کے ذہن میں موجود نہیں تھا۔

"وہ اسرائیل میں رہتا ہے اور مجھے میرے سابقہ شوہر نے بتایا تھا کہ اس ریڈ واٹر کا اصل سربراہ وہی لارڈ بو فمیں ہے اور ہاں۔ مجھے یاد آیا کہ اس نے بتایا تھا کہ ریڈ واٹر کا اصل مرکز بھی اسرائیل میں ہے۔ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب سے شمال کی طرف چار سو کلومیٹر

کے فاصلے پر ایک شہر ہے جس کا نام لارڈک ہے۔ لارڈ بو فمیں لارڈک میں رہتا ہے..... جاسی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"جیفرے کا فون ہوگا۔ تم اسے اب یہاں آنے کا نہ کہنا۔" عمران نے کہا تو جاسی نے اشبات میں سر ہلادیا۔

"یس۔ جاسی بول رہی ہوں..... جاسی نے فون پیس اٹھا کر اس کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"جیفرے بول رہا ہوں جاسی..... دوسری طرف سے جاسی کی آواز سنائی دی سچو نکلہ لاؤڈر کا بٹن پہلے سے ہی آن تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز عمران بھی سن رہا تھا۔

"یس..... جاسی نے کہا۔

"میں نے آرگن جارج سے بات کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے تو تمہیں کال نہیں کیا..... جیفرے نے کہا۔

"کال نہیں کیا۔ کیا مطلب۔ اس کی کال آئی تھی اس نے کہا تھا کہ میں آرگن جارج بول رہا ہوں۔ آواز بھی اسی کی تھی..... جاسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عجیب گورکھ دھندہ ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ بہر حال تم ہوشیار رہنا مجھے احساس ہو رہا ہے کہ شاید ہمارے کاروباری دشمن تمہارے ذریعے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں..... دوسری طرف سے جیفرے نے کہا۔



”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اب میں تمہیں فون نہیں کروں گی۔“ جاسی نے کہا۔

”ہاں۔ بہر حال اپنے آدمیوں کو کہہ دوں گا کہ وہ خیال رکھیں گے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا، تو جاسی نے فون آف کر دیا۔

”او کے جاسی۔ تم نے واقعی تعاون کیا ہے۔ اس لئے تمہیں میں بے ہوش نہیں کروں گا۔ لیکن خیال رکھنا۔ ہمارے بارے میں کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ یہ جیفرے تمہاری گردن کاٹنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو جاسی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں جو انا موجود تھا۔

ٹیکسی مورس سٹی میں واقع آگلے کلب کے سامنے جا کر رکی تو بلیک نرو نیچے اترا اور اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرائے کے ساتھ ساتھ بھاری ٹپ دی اور پھر وہ کلب کے مین گیٹ سے اندر داخل ہو گیا۔ کلب کا بال خاصا بڑا تھا اور وہاں عورتوں اور مردوں کا کافی رش تھا لیکن یہ سب لوگ اپنے بھرے مہروں۔ لباس اور حرکات سے زیر زمین دنیا کے ہی افراد لگ رہے تھے۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو نیم عریاں لڑکیاں ویڈیو کوسٹروں کو دے رہی تھیں۔ جبکہ ایک ورزشی جسم کا نوجوان ہاف آسٹین کی شرٹ اور جینز پہنے اکڑا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر تختی اور سفاکی کے تاثرات اس طرح نمایاں تھے جیسے اس کے اندر ہلا کو اور چٹکیر کی روح موجود ہو۔ بلیک زہرو کو ناراک سے مورس پہنچے ہوئے آج دوسرا روز تھا اور اس نے یہاں پہنچ کر کافی بھاگ سڑ اور دولت خرچ کر کے یہ معلوم کر لیا تھا کہ مورس سے دگاس

ناراک میں ریڈ پاور کے چیف آندرے کا خصوصی پیغام آپ تک پہنچانا چاہتے ہیں..... نوجوان نے انتہائی مؤبانہ لہجے میں کہا۔  
 ”یس باس..... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد نوجوان نے رسیور رکھ دیا۔

”دائیں طرف سیاحیاں چڑھ کر اوپر چلے جاؤ۔ راہداری کے آخر میں باس کا دفتر ہے۔ اپنا نام بتا دینا..... نوجوان نے کہا اور بلیک زیرو سر بلاتا ہوا سیاحیاں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ راہداری کے آخر میں ایک دروازے پر موجود تھا۔ اس دروازے کے باہر ایک مسلح دربان موجود تھا۔

”میرا نام مائیکل ہے۔“ بلیک زیرو نے اس دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جا سکتے ہیں آپ.....“ دربان نے کہا اور بلیک زیرو سر بلاتا ہوا آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں موجود بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو کے اندر داخل ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”خوش آمدید جناب۔ آپ بہت دور سے آئے ہیں۔ میرا نام آگلے ہے.....“ اس آدمی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام مائیکل ہے اور مجھے چیف آندرے نے بھیجا ہے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے بڑے گرجو شانہ انداز میں

سامان اور شراب کی سپلائی کا کام آگلے کلب کا مالک اور مینیجر آگلے کرتا تھا۔ ہینے میں ایک بار ایک بڑا اسٹیر یہ سپلائی لے کر مورس سے وگاس جاتا تھا اور آگلے خود ساتھ جاتا تھا اور بلیک زیرو نے یہ بھی معہوم کر لیا تھا کہ یہ سپلائی آج شام کو جانے والی تھی۔ اس لئے وہ اب اس آگلے سے ملنے آیا تھا تاکہ اس سپلائی کے ساتھ جانے کا کوئی راستہ نکال سکے۔ ورنہ اس کے بغیر ریڈ واٹر کے اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونا ناممکن تھا۔

”آگلے سے ملنا ہے مسٹر.....“ بلیک زیرو نے کاؤنٹر کے قریب بیٹھ کر اس ورزشی جسم والے نوجوان سے کہا تو نوجوان نے اسے اس طرف دیکھا جیسے نگاہوں میں اسے ٹھول رہا ہو۔

”کہاں سے آئے ہو۔ چلے تو تمہارا کبھی نہیں آئے.....“ نوجوان نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”ناراک سے آیا ہوں۔ ریڈ سنڈیکٹ کے باس آندرے کا ایک خصوصی پیغام آگلے کو پہنچانا ہے.....“ بلیک زیرو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”ریڈ سنڈیکٹ۔ اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ کیا نام ہے تمہارا.....“ نوجوان کے لئے ریڈ سنڈیکٹ کا لفظ بے حد موثر ثابت ہوا تھا۔

”میرا نام مائیکل ہے.....“ بلیک زیرو نے جواب دیا تو نوجوان نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔ کاؤنٹر سے ماگی بول رہا ہوں باس۔ کاؤنٹر پر ایک صاحب آئے ہیں۔“

مصافحہ کیا۔

”تشریف رکھیں اور بتائیں کیا پیغام ہے۔ ویسے میں نے صرف چیف آندرے کا صرف نام سنا ہوا ہے۔ آج تک ملاقات نہیں ہو سکی۔“ آگلے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”وہ بہت کم سامنے آتے ہیں۔“ بلیک زیرو نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور آگلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”پہلے آپ بتائیں کہ آپ کیا پتہ پا سکتے ہیں گے۔“ آگلے نے کہا۔ آندرے اور ریڈ سنڈ کیسٹ کے ناموں سے خاصا مروجہ نظر آ رہا تھا۔

”کچھ نہیں، شکریہ۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی فرمائیے کیا پیغام ہے۔“ آگلے نے کہا۔

”آپ نے آج رات جہیزہ وگاس سہلائی لے کر جانا ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا تو آگلے چونک پڑا۔

”اوہ۔ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ حالانکہ یہ کام انتہائی خفیہ انداز میں ہوتا ہے۔“ آگلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر سے چیف آندرے کو بتایا گیا تھا۔“ بلیک

زیرو نے کہا تو آگلے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اوہ۔ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ پھر۔“ آگلے نے کہا۔

”میں نے آپ کے ساتھ ہیڈ کوارٹر جانا ہے۔“ بلیک زیرو نے

کہا تو آگلے بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ نہیں مسٹر مائیکل۔ ایسا ممکن ہی نہیں۔ وہاں کوئی غیہ

متعلق آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ سوائے میرے اور مجھے بھی ساحل پر ہی اگلے ماہ کی سپلائی کی لسٹ دے دی جاتی ہے اور بس۔“ آگلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر آگلے۔“ مجھے ہیڈ کوارٹر نے بلوایا ہے۔ ورنہ میرے سر میں درد تو نہیں کہ وہاں میں جاؤں۔ ہیڈ کوارٹر میں ایک خاص مشینری کی مرمت کرنی ہے اور پوری دنیا میں اس مشینری کا ماہر صرف میں ہوں۔ آپ بے شک ہیڈ کوارٹر کال کر کے معلوم کر لیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ پھر آپ جاسکتے ہیں۔ ویسے میرا دل تو کہہ رہا ہے کہ میں کال کروں۔ لیکن مجھے دراصل سختی سے منع کیا گیا ہے کہ میں ہیڈ کوارٹر سے کسی طرح بھی رابطہ نہ کروں۔ بس سپلائی پہنچا دوں۔ ویسے بھی اگر آپ غلط آدمی ہوں گے تو آپ کو وہاں ہلاک کر دیا جائے گا۔“ آگلے نے کہا۔

”کیا یہ جہیزہ تفرقہ گاہ ہے۔“ بلیک زیرو نے خشک مگر سوالیہ لہجے میں کہا۔

”تفرقہ گاہ۔ نہیں ایسا تو نہیں ہے۔“ آگلے نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس لئے مجھے بغیر کام کے وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے وہاں اس مشینری کی مرمت کرنی ہے اور شاید اگلی سپلائی پر مجھے تمہارے ساتھ واپس بھجوا دیا جائے گا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

دیا۔

”واہ۔ بہت خوب اس کا مطلب ہے کہ کافی ترقی کر لی ہے۔ ایکس سے زیادہ تک پہنچ گئے ہو۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ ظاہر ہے میں اصل نام تو سامنے نہیں لے سکتا۔ اور۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”گھبراؤ نہیں اس ٹرانسمیٹر کی کال چیک نہیں ہو سکتی اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر ظاہر بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یعنی ایکریٹیا پہنچ کر بھی ظاہر ہو۔ کمال ہے۔ بڑے مضبوط اعصاب کے مالک ہو۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”یہ آپ کی بی دی ہوئی ٹریننگ ہے پر نس۔ اور۔۔۔۔۔ ظاہر نے کہا۔

”اس وقت کہاں موجود ہو۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”جنوبی ایکریٹیا کے ساحلی شہر مورس میں۔ اور۔۔۔۔۔ بلیک زیرو

نے جواب دیا۔

”مطلب ہے وگاس جانے کا ارادہ ہے۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف

سے عمران نے کہا تو بلیک زیرو محاورہ ٹانہ نہیں بلکہ حقیقتاً چل پڑا۔ اس

”ٹھیک ہے۔ میں کچھ گیا ہوں۔ آپ ایسا کریں کہ رات آٹھ بجے اوگلی گھاٹ پر پہنچ جائیں۔ وہاں لارڈ نام کا اسٹیر موجود ہوگا۔ میں وہاں موجود دروسوں گا۔۔۔۔۔ آگے نے کہا۔

”او۔ کے۔ شکریہ۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب سے نکل کر ٹینسی میں سوار ہو کر واپس اپنے ہوٹل کی طرف چلا گیا۔ جہاں اس نے رہائش رکھی ہوئی تھی۔ اس نے کمرے میں پہنچ کر روم سروس سے کھانا منگوایا اور پھر کھانا کھا کر وہ ابھی آرام کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اسے

اپنی جیب سے ہلکی سی سسٹی کی آواز سنائی دی۔ آواز سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کہیں موجود ٹھینگر بول رہا ہو۔ وہ بے اختیار چونک پڑا۔

اس نے جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک جھونسا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ یہ ٹھینگر بولنے کی آواز اسی میں سے آرہی تھی۔ بلیک زیرو کے پھرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ

اس زیرو۔ ایکس ٹرانسمیٹر پر کال صرف عمران ہی کر سکتا تھا کیونکہ اس نے ہی یہ ٹرانسمیٹر اسے ساتھ لے جانے کے لئے کہا تھا۔ لیکن عمران کو کال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ بات اسے سمجھ نہ آرہی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ پر نس آف ڈھسپ کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ بٹن دبتے ہی

ٹرانسمیٹر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

”ایکس وائی زیڈ بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب

کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے۔ اور..... بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ دگاس میں ہیڈ کوارٹر کا مطلب ہے صرف اسلحے کے چند سٹور اور آفسز۔ جہاں منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ یہ

یہ سمجھتے تھے کہ ریڈ واٹر کا ہیڈ کوارٹر اسی طرح کا ہیڈ کوارٹر ہوگا جیسے دوسری بڑی تنظیموں کا ہوتا ہے لیکن دراصل یہ سب پروپیگنڈا ہے۔

وہاں ایک آدمی ہے جسے وائٹ ٹائیگر کہا جاتا ہے۔ وہ منصوبہ بندی کا ماہر ہے۔ اس لئے وہاں صرف دہشت گردی کی منصوبہ بندی کی جاتی

ہے اور پھر وہاں سے پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ریڈ واٹر کی ٹیموں کو یہ منصوبہ بندی دے کر تخریب کاری اور دہشت گردی کرائی جاتی ہے

لیکن اس ریڈ واٹر کے پیچھے اصل آدمی ایک لارڈ بو فمین ہے جو اسرائیل میں رہتا ہے۔ اور..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو دگاس جانا فضول ہے۔ میں تو وہاں تک پہنچنے کی تمام منصوبہ بندی کر چکا تھا۔ اور..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اگر منصوبہ بندی کر چکے ہو تو ٹھیک ہے اس کا بھی خاتمہ کر دو لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس کام کو مکمل کرو تاکہ میں ٹیم لے کر

اسرائیل جا سکوں اور اس لارڈ بو فمین کو گھیر کر اس سے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے نیٹ ورک کو ختم کیا جاسکے..... عمران نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں یہاں سے اسرائیل چلا جاؤں اور یہ

مشن مکمل کروں۔ اور..... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے اس لارڈ بو فمین کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ ان سے پتہ چلا ہے کہ اس تنظیم کو باقاعدہ اسرائیل کی سرکاری

سرپرستی حاصل ہے اس لئے وہاں تم اکیلے کچھ نہیں کر سکو گے۔ اور..... عمران نے کہا۔

"لیکن پہلے تو آپ نے بتایا تھا کہ اس تنظیم کو ایئر میا کی سرپرستی حاصل ہے۔ اور..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایئر میا میں ریڈ واٹر کا جو سیٹ اپ ہے اسے واقعی ایئر میا کی سرپرستی حاصل ہے لیکن اصل ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں ہی ہے۔

اور..... عمران نے جواب دیا۔

"پھر دگاس جانے کا کیا فائدہ۔ میں واپس آجاتا ہوں اور..... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ تم اس ہیڈ کوارٹر کو ختم کر دو لیکن اب مزید لمبی چوڑی منصوبہ بندی مت کرو۔ کیونکہ یہ ایسا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے کہ جس کے

لئے منصوبہ بندی کی ضرورت ہو اور پھر مشن مکمل کر کے فوری واپس آجاؤ تاکہ میں اسرائیل جانے کی منصوبہ بندی کر سکوں۔ اور.....

عمران نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم اور..... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نہیں جاہتا کہ تم اس چھوٹے سے چٹیک سے محروم رہ جاؤ جو

ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے نتیجے میں تمہیں ملنا ہے میری طرح۔ اور.....

عمران نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا اور پھر عمران کی طرف سے خدا حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو بلیک زرو نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسپورٹ اٹھا لیا۔

”یس“..... کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔  
”سرپا کیشیا سے علی عمران صاحب کی کال ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اچھا۔ بات کراؤ“..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔  
”مرید خاص علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اپنے مرشد جناب کرنل فریدی صاحب کی خدمت میں سلام کرنے کی جرأت کر سکتا ہے یا نہیں“..... دوسری طرف سے عمران کی شکفتہ سی آواز سنائی دی۔

”کر سکتا ہے“..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ مع ملیکا کے خوش

"میں نے تو یہ بات نہیں کی کرنل صاحب۔ آپ نے خود ہی کہی ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"تم نے فاسل راؤنڈ کے اسٹاپ کہے ہیں۔ ان سے تو یہی مطلب نکلتا ہے۔"..... کرنل فریدی نے کہا۔

"وہیے زندگی میں آپ جھپٹے آدمی ہیں جنہیں مطلب نہیں سمجھنا پڑتا۔ ایکریسیا میں ریڈ وانٹر کا ایک آدمی ہے رابرٹ۔ اور رابرٹ اور ماریا کے درمیان خالص گہرے تعلقات ہیں۔ ماریا بلیک ایجنسی کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ طور پر ریڈ وانٹر کے لئے بھی کام کرتی ہے اور رابرٹ نے اسے خصوصی طور پر آپ کے پاس بھجوایا ہے۔ بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے۔"..... عمران نے جواب دیا۔

"تمہیں یہ اطلاع کیسے ملی ہے؟"..... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"میں گریٹ لینڈ گیا تھا۔ وہاں قاسم سے ملا۔ قاسم سے مجھے آرگن جارج کے ایک آدمی کنگ جان کے بارے میں معلوم ہوا۔ کنگ جان اپنے کسی اسلحے کے کاروبار کے سلسلے میں انڈر گراؤنڈ تھا۔ اسے تلاش کرنے کے لئے میں اس کی ایک دوست جاسی سے ملا۔ پھر جاسی سے مجھے معلوم ہوا کہ جب ہم ریڈ وانٹر کا ہیڈ کوارٹر سمجھ رہے تھے وہ صرف ان کی منصوبہ بندی کا سنٹر ہے اور وہاں اسلحہ سٹور کیا گیا ہے جبکہ ریڈ وانٹر کا اصل ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں ہے اور ریڈ وانٹر کا اصل سپر چیف لارڈ بوفمین ہے۔ سہتاغیہ میں وہاں سے تو پتہ چلا کہ یہاں پھر مجھے خیال آیا کہ اس کنگ جان سے ضرور ملا جائے تاکہ اس سے آرگن جارج کے متعلق

و غرم ہوں گے۔"..... عمران نے کہا۔  
 "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خوش و غرم تو میں ہوں لیکن یہ میری خوشی اور غمری میں ملیکا کا کیا دخل آگیا۔"..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"سننا ہے مس ملیکا اپنی ایک خاص سہیلی مس ماریا کے ساتھ فاسل راؤنڈ کے لئے آپ کے پاس پہنچی ہوئی ہے۔ پھر کب آپ چھوہارے کھلا رہے ہیں تاکہ مرشد کے بعد مرید کی قسمت کا باب بھی کھل سکے۔" عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"اوہ تو کیا مس ماریا کسی خاص مقصد کے لئے آئی ہے یہاں۔" کرنل فریدی نے اس بار اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے پیر و مرشد کے پاس لوگ خاص مقصد کے لئے ہی آتے ہیں۔"..... عمران نے کہا۔

"تو کیا اس کا تعلق ریڈ وانٹر سے ہے؟"..... کرنل فریدی کا لہجہ مزید سخت ہو گیا تھا۔

"آپ نے بھی تو اس کا حدود دار بعد چیک کر لیا ہوگا۔"..... عمران نے جواب دینے کی بجائے انسا سوال کر دیا۔

"ہاں۔ لیکن مجھے اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس کا تعلق ایکریسیا کی بلیک ایجنسی سے ہے اور وہ ملیکا کی گہری دوست ہے لیکن یہ بات تم نے کیسے کہہ دی کہ اس کا تعلق ریڈ وانٹر سے ہے۔"..... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

معلومات مل سکیں۔ چنانچہ میں اس آدمی کے پاس پہنچ گیا۔ جوانا میرے ساتھ تھا۔ یہ شخص جیفرے کے روپ میں ایک کلب کے نیچے تہہ خانے میں چھپا ہوا تھا۔ اس پر قابو پایا گیا تو اس نے مجھے آرگن جارج کے بارے میں بتایا۔

آرگن جارج کو ریڈ وائر نے انڈر گراؤنڈ رہنے کا کہہ دیا تھا اور آرگن جارج انڈر گراؤنڈ ہونے کے لئے ایکریمیا سے گریٹ لینڈ آگیا تھا۔ بہر حال اس کا پتہ جیفرے سے مل گیا۔ چنانچہ میں نے اور جوزف نے اسے گھیر لیا۔ اس سے یہ بات کنفرم ہو گئی کہ جاسی نے جو کچھ بتایا تھا وہ درست ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ریڈ وائر نے آپ کے خاتے کا حکم دے دیا ہے اور یہ مشن ایکریمیا کے رابرٹ کے ذمے لگایا گیا ہے اور اس آرگن جارج کو یہ بھی معلوم تھا کہ رابرٹ نے یہ کام بلیک بچنسی کی ایجنٹ ماریا کے ذمے لگایا ہے۔ آرگن جارج نے بتایا کہ ماریا یہاں گریٹ لینڈ آکر آپ کی عہدہ بلکہ بہت ہی عزیزہ ماہ لقار عرف ملیکا سے ملی اور پھر وہ دونوں دماک روانہ ہو گئی ہیں اور ماریا کا پردہ گرام جو اس نے رابرٹ کو بتایا ہے یہ ہے کہ وہ آپ سے ملاقات کرے گی اور جب آپ مطمئن ہوں گے تو وہ اچانک آپ پر فائر کھول دے گی۔ مجھے جب آرگن جارج سے اس منصوبہ بندی کا پتہ چلا تو مجھے تعجب تھا کہ حد افسوس ہوا۔ کیونکہ اگر ریڈ وائر ایسی ہی منصوبہ بندی کرنے کی ماہر ہے تو پھر اسلامی ملکوں کی حکومتوں کو شر سے ڈوب مرنے چاہئے..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”منصوبہ تو واقعی بے حد شاندار ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ کامیاب ہوتا ہے یا نہیں.....“ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ملیکا کی موجودگی کے باوجود کیسے کامیاب ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”میکسین حمید اس ماریا میں بے حد دلچسپی لے رہا تھا۔ ماریا ایک ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہے۔ میرے آدمیوں نے اس کے سامان کی تلاشی لی تھی اور اس تلاشی کے دوران انہیں زہریلی سونیاں پھینکنے والی ایک انتہائی جدید ترین مشین مل گئی تھی۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اصل بات معلوم کرنے کے لئے اور اپنے آدمیوں کو ماریا کا لاشعور چیک کرنے کا حکم دے دیا اور کل رات جب وہ سو رہی تھی تو میرے آدمیوں نے اس کا لاشعور چیک کیا تو پتہ چلا کہ وہ بچہ پرہی یہ زہریلی سونیاں استعمال کرنا چاہتی ہے۔ اس نے رابرٹ کا نام تو بتایا تھا لیکن بہر حال یہ بات تم سے معلوم ہوئی ہے کہ رابرٹ کا تعلق ریڈ وائر سے ہے۔ میرے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی۔ میں اسے بلیک بچنسی کا ہی کوئی مشن سمجھتا تھا.....“ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ نے سونیاں وصول کرنے کا پردہ گرام بنا ہی لیا ہے۔ ویری گڈ۔ پھر کب بھجوا رہے ہیں دعوتی کارڈ.....“ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ سونیاں وصول کرنے اور دعوتی کارڈ کا کیا مطلب ہوا.....“ کرنل فریدی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔



”ایک محاورہ ہے کن سونیاں لینا۔ یعنی خفیہ باتوں کا پتہ چلانا۔ اور آپ نے مس ماریا کی کن سونیاں لے لی ہیں اور ظاہر ہے ایسا اس وقت ہوتا ہے جب آدمی کو خصوصی دلچسپی ہو۔ دوسری بات یہ کہ سوبوں کو وہ کھانے والی سونیاں سمجھ لیا جائے تو ہمارے ہاں دولہن کے گھر سے دولہا کے گھر سونیاں بھجوائی جاتی ہیں اور اگر سونیاں وصول کر لی جائیں تو بات پکی سمجھی جاتی ہے اور اس سے بعد ظاہر ہے شادی کا رد یا دوسرے لفظوں میں دعوتی کارڈ کا ہی مرحلہ آتا ہے“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”کہو تو یہ سونیاں تمہیں بھجوا دوں“..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ تو بہ۔ ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔ مرید نے مرشد کی بی پیروی کرنی ہے“..... عمران نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو اب تم اسرائیل جاؤ گے اس لارڈ بو فین کے پیچھے“..... کرنل فریدی نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”میں تو چاہتا ہوں کہ اس بار آپ کی انگلی پکڑ کر اسرائیل کی سر کروں۔ سنا ہے آپ کا وہاں بڑا احترام کیا جاتا ہے۔ چلو اسی بہانے مجھے بھی کچھ تھوڑا بہت حصہ مل جائے گا“..... عمران نے کہا تو کرنل فریدی ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں نے تو تمہیں بتایا ہے کہ میرے لئے یہ کوئی کیس نہیں ہے

ہاں البتہ اسلامی حکومتیں اگر دماک میں کانفرنس کے لئے آمادہ ہو جائیں تو پھر میرا کیس بن جائے گا“..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”مس ماریا کی زہریلی سونیوں کے باوجود کیس نہیں بننا آپ کا۔“ عمران نے کہا تو کرنل فریدی نے بے اختیار ہونٹ ہنسنے لگے۔

”سنو۔ ایسا گھٹیا مذاق مت کیا کرو مجھ سے“..... کرنل فریدی کے لہجے میں ہلکا سا غصہ تھا۔

”ارے ارے۔ تو بہ۔ تو بہ۔ آپ نے کیس بنانے کا مطلب غلط سمجھا ہے۔ میرا مطلب ہرگز گولی ڈالنے والے کیس سے نہیں تھا بلکہ ریڈ واٹر والے کیس سے تھا“..... عمران نے کہا۔

”میں تمہارا مطلب بہت اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ بہر حال آئندہ محتاط رہنا۔ ورنہ“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”ورنہ کیا۔ آپ زیادہ سے زیادہ چیف کو میری شکایت کر دیں گے اور میرا چیف رکوا دیں گے۔ رکوا دیں۔ آغا سلیمان پاشا جانے اور چیف جانے“..... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں تمہاری اماں بی کو بتا دوں گا کہ ان کا اکلوتا صاحبزادہ یہودیوں کے ملک جاتا رہتا ہے۔ پھر وہ تم سے خود ہی پوچھ لیں گی کہ وہاں کیوں جاتے ہو“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”ارے ارے۔ خدا کے لئے یہ ظلم نہ کرنا۔ میری تو بہ۔ میرے قبیلہ ڈیڈی کی تو بہ۔ اب آئندہ آپ سے ایسی بات ہی نہ کروں گا۔ اماں بی نے تو یہودیوں کا نام سننے کے بعد میری کوئی بات نہیں سنی اور پھر

پراخوں میں روشنی تو ایک طرف۔ تیل اور جی تنک نہ رہے گی۔  
 عمران نے خوفزدہ ہونے لگے ہیں کہ کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔  
 ”بہر حال اتنا میں تمہیں بتا دوں کہ لارڈو فمین اصل میں اسرائیل  
 کی انتہائی طاقتور فارن ایجنسی جیوش چینل کا چیف بھی ہے اور اس  
 فارن ایجنسی کو پوری دنیا کے یہودیوں کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ  
 حکومت اسرائیل اور حکومت المیکریکیا کی سرکاری سرپرستی بھی حاصل  
 ہے۔ ریڈ واٹر تو صرف ہاتھی کے دانت ہیں۔ اصل کارروائی جیوش  
 چینل کے تحت ہو رہی ہے اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ جیوش چینل  
 کے تحت وہ لوگ وہاں ایسے رپورٹ تیار کر رہے ہیں جنہیں ناقابل  
 تسخیر قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ رپورٹ بالکل انسانوں کی طرح ہوں گے  
 لیکن ان پر کوئی اسلحہ اثر نہ کرے گا۔ ابھی یہ رپورٹ تحقیقاتی مراحل  
 میں ہیں۔ لیکن ان کی مدد سے وہ پوری دنیا پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ  
 رہے ہیں تمہیں وہ فورکارنز والا مشن یاد ہوگا اس میں بھی ایسے ہی  
 رپورٹ استعمال کئے گئے تھے۔“..... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں  
 کہا۔

”اوہ۔ اگر آپ کو اس کے بارے میں معلوم ہے تو آپ نے اس  
 کے خلاف کام کیوں نہیں کیا۔“..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ  
 لہجے میں کہا۔

”میں نے بتایا ہے کہ ابھی معاملات تحقیقاتی مراحل میں ہیں۔  
 جیوش چینل کے تحت ایک انتہائی خفیہ لیبارٹری میں اس پر کام ہو رہا

ہے۔ میں نے اس سلسلے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ جب اس پر تحقیق  
 مکمل ہو جائے گی تو پھر نہ صرف لیبارٹری تباہ کر دی جائے گی بلکہ اس  
 فارمولے کو بھی حاصل کر لیا جائے گا تاکہ اس فارمولے کی مدد سے  
 اسلامی ممالک کے سائنسدانوں سے یہ رپورٹ تیار کر اکر اسلامی  
 ممالک کے تحفظ کا کام لیا جاسکے۔ میں ان یہودیوں کا منصوبہ ان پر ہی  
 النشا چاہتا تھا۔“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”لیکن کیا تیاری کے بعد وہ آپ کو باقاعدہ اطلاع دیں گے یا اخبار  
 میں اشتہار دیں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”وہ سرکاری لیبارٹری ہے۔ اس کامیابی کی رپورٹ اسرائیلی  
 حکومت کو لازماً ملے گی اور وہاں کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جو مجھے  
 اطلاع دے سکتے ہیں۔“..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”لیکن اگر اطلاع نہ ملی پھر۔“..... عمران نے کہا۔

”پھر ہم دونوں مل کر تائیاں بجائیں گے اور کیا کریں گے۔“ کرنل  
 فریدی نے کہا۔

”بشرطیکہ ہمیں تائیاں بجانے کا موقع مل سکا۔ ٹھیک ہے۔ آپ  
 نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب مجھ میں تو ظاہر ہے آپ جیسا صبر و تحمل  
 نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اب اسرائیلی ہی تائیاں بجائیں گے ہم نہیں۔“  
 عمران نے کہا۔

”یہ جہاری مرضی پر منحصر ہے۔ جہار اچیف اگر یہ فیصلہ کرتا ہے  
 تو میں کیا کر سکتا ہوں۔“..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ فارمولا میں لے آؤں گا اس کی پال جہاں پاکیشیا میں ڈال لیں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”پال۔ کیا مطلب؟“..... کرنل فریدی ایک بار پھر چونک پڑا۔

”کچے پھل کو پکانے کے لئے گھاس پھوس یا اخباری کاغذ میں رکھا جاتا ہے۔ اسے پال ڈالنا کہتے ہیں اور آج کل تو کچے پھل کو پال لگانے کا ایسا رواج پڑ گیا ہے کہ درخت پر پھل پکنے کا کوئی تصور ہی نہیں رہا۔ جیسا کہ آپ سوچ رہے ہیں؟“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے جہاز کی مرضی؟“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”لیکن آپ پھر بھی اس مشن پر کام نہیں کریں گے؟“..... عمران کے لیے میں حیرت تھی۔

”جب تم جیسا پال باز کام کر رہا ہو تو پھر میری کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟“..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”اوکے۔ بہر حال ملیکا سے ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس بچاری کو اصل بات کا علم نہیں ہے اور میں نے فون بھی اسی لئے کیا تھا کہ کہیں آپ ملیکا پر ناراض نہ ہو جائیں۔ ورنہ یہ بات تو مجھے بھی معلوم تھی کہ ماریا بچاری کی سونیاں بھلا ہارڈ سٹون پر کیا اثر کر سکتی ہیں۔ خدا حافظ؟“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون میں سے ایک فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ صدر نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔“..... صدر نے اپنے مخصوص بادقار لےجے میں کہا۔

”قومی سلامتی کے امور کے انچارج کرنل سلاگ فوری ملاقات کے خواہشمند ہیں جناب؟“..... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل سلاگ اوہ۔ بھجوا دو انہیں؟“..... صدر صاحب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر کے انہوں نے اسے میز کی دراز میں رکھا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر اچھائی مودبانہ انداز میں دستک ہوئی۔

لائی جاتیں۔ اس لئے میں ٹیپ ساتھ لے آیا ہوں۔..... کرنل سلاگ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک جھوٹا سا باکس نکالا اور اسے کھول کر اس پر ایک بٹن دبایا اور باکس کو صدر کی میز پر رکھ کر وہ دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

”مرید خاص علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی سی ایس (آکسن) اپنے مرشد جناب کرنل فریدی کی خدمت میں سلام عرض کرنے کی جرأت کر سکتا ہے یا نہیں۔“ ایک شگفتہ سی آواز سنائی دی اور صدر کے چہرے پر ایک رنگ سا گر گیا۔

”کر سکتا ہے۔“ ایک دوسری ہماری آواز سنائی دی اور صدر سمجھ گئے کہ یہ کرنل فریدی بول رہا ہے۔ جو اسلامی سیکورٹی کونسل کا انچارج ہے اور پھر ان دونوں کے درمیان انتہائی طویل گفتگو ہوتی رہی۔ جب یہ گفتگو ختم ہوئی تو کرنل سلاگ نے اٹھ کر بٹن آف کر دیا۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے جیوش چیئمن اور اس کی لیبارٹری کو جسے ہم اب تک انتہائی خفیہ سمجھ رہے تھے۔ اس کے بارے میں اس کرنل فریدی کو علم تھا اور اس کے آدمی یہاں ہماری حکومت میں بھی موجود ہیں اور اب اس عمران کو بھی اس کا علم ہو گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ ریٹلی ویری بیڈ۔“ صدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ اور اب لازماً یہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ یہاں آئے گا۔“ کرنل سلاگ نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس بار ہم نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ اول تو

”یس کم ان۔“ صدر نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک اوجیز عمر آدمی جس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک ہاتھ میں ایک فائل پکڑی ہوئی تھی۔ اندر داخل ہو کر اس نے باقاعدہ سیٹ کیا۔

”کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے کرنل سلاگ۔“ صدر نے سیٹ کا جواب دیتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

”سر۔ یہ فائل ملاحظہ کیجئے۔“ کرنل سلاگ نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کھول کر بڑے مودبانہ انداز میں صدر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”تشریف رکھیں۔“ صدر نے کہا تو کرنل سلاگ میز کی سائیڈ میں موجود صوفے پر انتہائی مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ صدر نے فائل اپنی طرف کھینچ لی اور پھر اسے پڑھنے لگے۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ صدر نے ٹپکت انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے میں اسے فوری طور پر آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔“ کرنل سلاگ نے کہا۔

”ویری بیڈ۔ کیا تفصیلات ہیں اس گفتگو کی۔“ صدر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر واقعی شدید ترین پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”سر حکم کے مطابق چونکہ بلیک اینڈ وائٹ میں اہم تفصیلات نہیں

صدر نے کہا۔

"میں سر۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔..... کرنل سلاگ نے جواب

دیا۔

"یہ گفتگو آپ نے کیسے ٹیپ کر لی ہے۔..... صدر نے پوچھا۔

"جنتاب۔ کرنل فریدی کے بارے میں ہم پوری طرح ہوشیار تھے کیونکہ کرنل فریدی نے اسلامی ممالک کی کانفرنس کے دماک میں انعقاد کی گارنٹی دی تھی اور ہم نہیں چاہتے تھے کہ ایسا ہو سکے۔ چنانچہ انتہائی جدید ترین آلات کے تحت ان کے فون کی ٹینگ ہو رہی تھی کہ مجھے اس ٹیپ کی اطلاع ملی۔ میں نے پوری ٹیپ سنی تو میں نے اسے یہاں طلب کر لیا اور اب ٹیپ آپ کو سنانے کے لئے لے آیا ہوں۔..... کرنل سلاگ نے جواب دیا۔

"عمران کے سلسلے میں آپ نے کیا کیا ہے۔..... صدر نے پوچھا۔

"اے نظر انداز کر دیا گیا تھا کیونکہ وہ اسلامی ممالک کی اس کانفرنس کے انعقاد میں دلچسپی نہ لے رہا تھا۔..... کرنل سلاگ نے جواب دیا۔

"کس نے نظر انداز کیا تھا اسے۔..... صدر نے قدرے سخت لہجے

میں کہا۔

"لارڈ بو فمین نے جنتاب۔ وہ قومی سلامتی امور کے نگران بھی ہیں

جنتاب۔..... کرنل سلاگ نے جواب دیا۔

"ہونہر۔ ٹھیک ہے۔ آپ یہ ٹیپ اور فائل چھوڑ کر جا سکتے

وہ داخل ہی نہ ہو سکے گا اور اگر داخل ہو گیا تو کسی صورت بھی زندہ نہ بچ سکے گا۔..... صدر نے کہا۔

"میں سر۔..... کرنل سلاگ نے جواب دیا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے صدر کی بات سمجھ میں نہیں آئی۔

"تم میری بات پر حیران ہو رہے ہو کرنل سلاگ۔ اصل بات یہ ہے کہ پہلے فلسطینی تنظیمیں اس کی مدد کرتی تھیں جس کی وجہ سے یہ لوگ یہاں کارروائیاں کر لیتے تھے لیکن اب جبکہ شاکر سرات کے ساتھ ہماری مکمل صلح ہو چکی ہے اور ہم نے انہیں کچھ علاقہ فلسطینی حکومت کے لئے دے دیا ہے تو اب ان کی تنظیمیں اپن ہو چکی ہیں اور اب ان تنظیموں میں ہمارے آدمی نہ صرف شامل ہو چکے ہیں بلکہ وہ اب اس پوزیشن میں ہی نہیں کہ چھوٹی سے چھوٹی کارروائی بھی کر سکیں صرف ایک تنظیم ایسی ہے جو شاکر سرات سے اصولی اختلاف کی وجہ سے اب بھی اسرائیل کے خلاف ہے لیکن وہ بہر حال اسرائیل کے اندر اتنی موثر نہیں ہے اور پھر اس میں بھی ہمارے آدمی شامل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کو داخل ہونے سے بھی روکا جاسکتا ہے اور انہیں ہلاک بھی کیا جاسکتا ہے۔ اب اسرائیل کے وہ پہلے جیسے حالات نہیں رہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں خوفناک کارروائیاں کر کے زندہ سلامت نقل جاتی تھی لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس لیبارٹری اور اس میں تیار ہونے والے منصوبے کا راز لیک آؤٹ ہو گیا ہے اور یہ ایسا منصوبہ ہے جسے ہم نے ایکری میا سے بھی چھپایا ہوا تھا۔ یہ اصل پرابلم ہے۔"

دیں۔..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ان کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ پھر کچھ در بعد انہوں نے اس انداز میں کندھے جھٹکے جیسے کسی خاص نتیجے پر پہنچ گئے ہوں۔ تھوڑی در بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور دبیلے پتلے جسم کا مالک اوجھڑ عمر آدمی جس کا چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے کافی بڑا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر اہتائی قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا۔ یہ لارڈ بو فمین تھا۔ اسرائیل کی قومی سلامتی کے امور کا سربراہ اور اس کے علاوہ ریڈ واٹر کا چیف پاس اور جیوش چینل لیبارٹری کا چیف۔ اور اس کے علاوہ بھی وہ نجانے کیا کیا تھا اور پوری دنیا کے۔ یہودی اسے دیوتا کے انداز میں لیتے تھے اور اس کی بے پناہ عزت کی جاتی تھی۔ لارڈ بو فمین پہلے ایک ریسیا میں رہتا تھا اور اس نے پوری دنیا کے یہودیوں سے رابطہ کر کے یہودی سلطنت کے قیام کے لئے خفیہ تنظیمیں بنائی ہوئی تھیں۔ پھر شاہک سرائے اور <sup>اسرائیل</sup> کے ساتھ اسرائیل کے معاہدے کے سلسلے میں بھی اصل آدمی لارڈ بو فمین ہی تھا جبکہ بظاہر یہ کام ایک ریسیا کی حکومت کا قیام کیا گیا تھا۔ اس معاہدے کے بعد لارڈ بو فمین مستقل طور پر اسرائیل شفٹ ہو گیا تھا اور اس کی خدمات کے عوض اسے اسرائیل کی قومی سلامتی کے امور کا سربراہ بنا دیا گیا تھا۔ جیوش چینل کا آئیڈیا بھی لارڈ بو فمین کا تھا اور اس سلسلے میں ساری کارروائی بھی اسی کی تھی اور اس لیبارٹری کے اغراجات کے لئے اس نے یہودیوں کی رقم استعمال کرنے کی بجائے دہشت پسند اور بین الاقوامی

ہیں۔..... صدر نے کہا تو کرنل سلاگ نے سیلٹ کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ صدر چند لمحوں خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھالیا۔

"یس سر..... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"لارڈ بو فمین سے بات کراؤ..... صدر نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس..... صدر نے کہا۔

"لارڈ بو فمین لائن پر ہیں جناب..... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی اہتائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ..... صدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"سر میں لارڈ بو فمین بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

"لارڈ بو فمین۔ آپ پلیز جس قدر جلد ممکن ہو سکے، مجھ سے مل لیں..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھالیا۔

"یس سر..... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"لارڈ بو فمین تشریف لا رہے ہیں۔ انہیں فوراً میرے آفس بھجوا

سطح پر جرائم پیشہ عظیم ریڈ وائر قائم کی تھی اور اس طرح جو دولت بھی ریڈ وائر کے ذریعے اکٹھی ہوتی تھی وہ جیوش چینل پر استعمال کی جاتی تھی اور لارڈ بو فمین اور اسرائیل کے صدر اور ان تمام لوگوں کو جنہیں جیوش چینل کی لیبارٹری میں ہونے والے تجربات کے بارے میں علم تھا۔ یقین تھا کہ یہ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد یہودی سلطنت کا قیام حقیقت کا روپ دھار لے گا۔ اس لئے لارڈ بو فمین کو یہودیوں کا دیوتا تسلیم کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حکومت اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودی اس کا بے حد احترام کرتے تھے اور پوری یہودی دنیا میں اسے سب سے طاقتور انسان سمجھا جاتا تھا۔ صدر، لارڈ بو فمین کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”خوش آمدید لارڈ.....“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی سائیڈ سے ٹکل کر باقاعدہ آگے بڑھ کر انہوں نے لارڈ سے مصافحہ کیا۔

”خیریت جناب صدر۔ آپ کی کال میں پریشانی کا عنصر موجود تھا۔ اس لئے مجھے تمام مصروفیات منسوخ کر کے فوری آنا پڑا ہے۔“..... رسمی فقرات کے بعد لارڈ بو فمین نے کہا اور پھر وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

”آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران اور اسلامی کونسل کے کرنل فریدی سے تو واقف ہوں گے۔“..... صدر نے کہا۔

”یس سر۔ اچھی طرح واقف ہوں۔“..... لارڈ نے جواب دیا۔

ریڈ وائر کے تحت آپ نے کرنل فریدی کو ہلاک کرنے کی

منصوبہ بندی کی تھی۔ اس کا کیا رزلٹ رہا ہے۔“..... صدر نے کہا تو لارڈ بو فمین کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ہمارے انجنت کام کر رہے ہیں۔ جلد ہی کامیابی کی رپورٹ ملے گی لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا آپ کو کوئی رپورٹ ملی ہے۔“..... لارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کرنل سلاگ نے ایک ٹیپ حاصل کی ہے۔ وہ سن لیں۔“ صدر نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے باکس کو کھول کر اس کا بیٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد کلک کی آواز سے ٹیپ بند ہو گیا تو صدر نے دوسرا بیٹن پریس کر دیا اور پھر عمران اور کرنل فریدی کے درمیان ہونے والی گفتگو سنائی دینے لگی۔ لارڈ بو فمین کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن وہ خاموش رہا تھا۔ جب گفتگو ختم ہو گئی تو صدر نے بیٹن آف کر دیا۔

”اجتنابی حیرت انگیز رپورٹ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل فریدی اور عمران دونوں کے خلاف اب خصوصی منصوبہ بندی کرنا ہوگی مجھے تو خیال ہی نہ تھا کہ کرنل فریدی جیوش چینل سے واقف ہوگا۔ بہر حال اس میں پریشانی والی کیا بات ہے جناب۔“..... لارڈ بو فمین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار مسکرا دیئے۔

”اب علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت ریڈ وائر کا بیڈ کو اڑھ اور جیوش چینل کی لیبارٹری سب کچھ تباہ کرنے یہاں آئے گا اور اس

”لارڈ بو فمین۔ اس طرح صورتحال لٹھ جائے گی۔ یہ لوگ اس طرح نہیں مر سکتے جس طرح آپ کچھ رہے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ان کے خلاف باقاعدہ منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔ ہر طرح کے قاتلوں کو ان کے خلاف کام کرنے کا آرڈر دینے سے معاملات لٹھ جائیں گے۔ آپ دو یا تین گروپس کو ایک ایک کے پیچھے لگا دیں اور وہ وہاں آفت برپا کر دیں۔ جو جہاں ان سے ہو سکتی ہے کریں تاکہ یہ لوگ وہاں اس طرح لٹھ جائیں کہ جہاں آنے کا سوچ بھی نہ سکیں اور اس کے ساتھ ہی اہتہائی تربیت یافتہ افراد کی ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ ان کی خاموشی سے نگرانی کریں اور جیسے ہی موقع ملے ان پر فائر کر دیں۔ ان کی کار میراٹل سے اڑا دیں یا ان کی رہائش گاہیں لگا دیں۔ اس طرح انہیں وہاں تک محدود بھی کیا جاسکتا ہے اور ان کا خاتمہ بھی کیا جاسکتا ہے لیکن یہ سب کچھ آپ کو فوراً کرنا ہوگا کیونکہ یہ لوگ اہتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اگر آپ نے منصوبہ بندی میں زیادہ وقت لگا دیا تو وہ جہاں پہنچ جائیں گے۔“ صدر نے کہا۔

”آپ درست کہتے ہیں۔ واقعی آپ نے اہتہائی شاندار منصوبہ بندی کی ہے۔ دماک میں ہمارے دو گروپ موجود ہیں۔ انہیں میں جنرل دماک گروپ کی قیادت دے دیتا ہوں۔ اس طرح کرنل فریدی ان دونوں گروپوں میں لٹھ جائے گا جبکہ دماک کے ہمسایہ ملک کارات میں ریڈ وائر کا ایک ایسا گروپ موجود ہے جو مقامی افراد پر مشتمل ہے اور اہتہائی تربیت یافتہ قاتل ہیں۔ انہیں کرنل فریدی کی ڈیوٹی ٹاسک دے دیتا

سے پہلے بھی وہ کئی بار اسرائیل میں آکر اسے وسیع نقصانات پہنچا چکا ہے کہ جس کی ٹکافی آج تک نہیں کی جاسکی۔“ صدر نے کہا۔  
 ”ہاں۔ میں نے فائلیں دیکھی ہیں لیکن ان میں اس کی اچھی کارکردگی سے زیادہ ہماری خراب کارکردگی کا ہاتھ ہے۔ جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ اہتہائی جذباتی اور احمق آدمی ہے۔ اسی طرح دوسری ایجنسیاں بھی کوئی قابل فخر کارکردگی نہیں دکھا سکیں لیکن اب تمام معاملات کو میں خود ڈیل کروں گا۔ اس لئے اب فکر کرنے والی کوئی بات نہیں۔“ لارڈ نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”لیکن اس کے باوجود آپ کا جوش چینل کا منصوبہ اوپن ہو گیا ہے اور اب ایکریمیا اور تمام سپر پاورز اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جائیں گی۔“ صدر نے کہا۔

”اوہ۔ ہاں۔ واقعی اس اینگل برتو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ ٹھیک ہے۔ اب ان دونوں کی فوری موت اہتہائی ضروری ہو گئی ہے تاکہ یہ بات کسی طرح بھی یہ مزید نہ پھیل سکے۔“ لارڈ بو فمین نے کہا ”کیا کریں گے آپ؟“ صدر نے پوچھا۔

”جنرل ڈیوڈ آرتھر دے دوں گا اور پھر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہمارے ایجنٹس ان دونوں کو کرش کر دیں گے اور اس قدر مسلسل ان پر حملے ہوں گے۔ اوپن اور کھلے حملے کہ یہ کسی صورت بھی نہ نچ سکیں گے۔“ لارڈ بو فمین نے بڑے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔



سرحدوں پر ہی ان کا خاتمہ ہو جائے گا..... لارڈ بو فمین نے کہا تو صدر نے رسیور اٹھا کر لارڈ بو فمین کے نام سپیشل آرڈرز جاری کرنے کی اجازت کے سلسلے میں احکامات دینے شروع کر دیئے۔

ہوں۔ اس طرح یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ جہاں تک اس عمران کا تعلق ہے اس کے لئے مجھے اکیڑھیا سے قاتلوں کا ایک گروپ بھجوانا پڑے گا جو اچھائی تیز رفتاری سے کام کرے گا اور اس عمران کا خاتمہ کرے گا..... لارڈ بو فمین نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسرائیل کی سرحدوں پر ریڈ الرٹ کر دیں خاص طور پر اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اور دوسری اہم بات یہ کہ تمام فلسطینی گروپوں اور تنظیموں میں اپنے مخبروں کو الرٹ کر دیں کہ جیسے ہی وہ کسی گروپ سے رابطہ کریں ان کے بارے میں فوری اطلاع آپ کو مل جائے۔ اس بار بیرونی اور اندرونی دونوں آپریشنز آپ نے کرنے ہیں۔ اس بار جی پی فائیو اور دوسری تمام تنظیمیں آپ کی ماتحتی میں کام کریں گی..... صدر نے کہا۔

"یس سر..... لارڈ بو فمین نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔  
"میں آپ کے لئے سپیشل آرڈرز جاری کرنے کا حکم دے دیتا ہوں۔ اس طرح آپ کی پوزیشن میرے نمبر نو جیسی ہو جائے گی اور اسرائیل کی فوج اور تمام مہجینیاں۔ پولیس اور تمام ادارے آپ کے تحت آجائیں گے لیکن آپ نے مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دینی ہے۔  
صدر نے کہا۔

"یس سر۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اول تو یہ دونوں وہیں اپنے ملکوں میں ہی ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر جہاں

سے اس نے ایک فائل اٹھائی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔  
 "یس۔ آپ کا نام تو موجود ہے۔ آپ کے کاغذات"..... آفیسر نے  
 فائل بند کرتے ہوئے کہا۔  
 "کاغذات مسٹر آگے کے پاس ہیں۔ آپ ان سے بات کر لیں۔"  
 بلیک زیرو نے جواب دیا تو آفیسر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سامنے  
 موجود کارڈ لیس فون پیس اٹھایا اور اس کے دو نمبر پریس کر دیئے۔  
 "لارڈ کے مسٹر آگے سے رابطہ کراؤ"..... آفیسر نے کہا اور پھر  
 خاموش ہو گیا۔

"ہیلو۔ آگے بول رہا ہوں جیف آف لارڈ"..... چند لمحوں بعد ایک  
 مدد صمی آواز بلیک زیرو کے کانوں تک پہنچ گئی۔  
 "چینگ آفیسر مارکر بول رہا ہوں مسٹر آگے۔ لارڈ کی لسٹ میں  
 مسٹر مائیکل کا نام موجود ہے اور مسٹر مائیکل یہاں چیک پوسٹ پر  
 موجود ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے کاغذات آپ کے پاس ہیں۔"  
 آفیسر نے کہا۔  
 "ٹھیک ہے۔ آپ انہیں بھجوا دیں۔ کاغذات موجود ہیں۔" دوسری  
 طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ اب آپ کو تو انکار نہیں کیا جاسکتا"..... آفیسر نے  
 مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے دراز کھول  
 کر اس میں سے ایک سفید کارڈ نکالا۔ اس پر لارڈ لکھ کر نیچے اپنے دستخط  
 کئے اور پھر دراز سے ایک مہر نکال کر اس نے اپنے دستخطوں کے نیچے

اوگلی گھاٹ انتہائی جدید ترین گھاٹ تھا جہاں بے شمار اسٹیر  
 موجود تھے جن میں چھوٹے بھی تھے اور بڑے بھی۔ ان اسٹیر پر جانے  
 کے لئے ایک طرف باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی جہاں سے گزر  
 کر ہی گھاٹ پر پہنچا جاسکتا تھا۔ بلیک زیرو نے ٹیکسی اس چیک پوسٹ  
 کے قریب رکوائی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بریف  
 کیس تھا اور جسم پر انتہائی جدید ترین تراش کا سوٹ تھا۔ وہ بڑے باوقار  
 انداز میں قدم اٹھا کر چیک پوسٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یس سر"..... ایک آفیسر نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 "مسٹر آگے لارڈ اسٹیر پر موجود ہوں گے۔ میں نے ان کے ساتھ  
 جانا ہے اور میرا نام مائیکل ہے"..... بلیک زیرو نے بڑے باوقار لہجے  
 میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔  
 "لارڈ اسٹیر"..... آفیسر نے کہا اور پھر میز پر موجود کئی فائلوں میں

”اُدکے۔ آئیے“..... ڈیوک نے کہا اور پھر بلیک زیرو تھوڑی دیر بعد ڈیوک کے ساتھ ایک بڑے آفس مائکرے میں پہنچ گیا جہاں آگے موجود تھا۔

”اوہ۔ اوہ مسٹر مائیکل۔ آئیے۔ میں آپ کا ہی شکر تھا۔ ہم نے فوری روانہ ہونا ہے“..... مسٹر آگلے نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا مسٹر مائیکل ہمارے ساتھ جائیں گے باس“..... ڈیوک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ ایک ریسیا سے آئے ہیں اور انہوں نے وہاں کوئی خصوصی مشینری کی مرمت کرنی ہے“..... آگلے نے کہا تو ڈیوک نے اثبات میں سر ملایا اور واپس چلا گیا۔ مصافحہ کرنے کے بعد بلیک زیرو وہیں بیٹھ گیا۔ آگلے نے فون کا رسیور اٹھا کر اسٹیمپر کی روایتی کا حکم دے دیا اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر شراب کی بوتل نکالی اور ساتھ ہی دو گلاس بھی نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

”سوری مسٹر آگلے۔ میں شراب نہیں پیتا۔ ڈاکٹروں نے منع کر رکھا ہے۔ اس لئے آپ بتیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو آپ دنیا کی ایک بہت بڑی نعمت سے محروم ہیں۔“ آگلے نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن کیا کیا جائے۔ مجبوری ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگلے نے اثبات میں سر ملادیا۔ پھر ایک جھٹکے سے اسٹیمپر حرکت میں آگیا اور فرش کی لرزش بھی تیز ہوتی گئی۔ بلیک

مہر لگائی اور پھر کارڈ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ لیجئے کارڈ اور لارڈ پر چلے جائیں“..... آفسیر نے کہا۔

”تھینک یو آفسیر“..... بلیک زیرو نے جواب دیا اور کارڈ لے کر وہ کرسی سے اٹھا اور پھر اپنا پریف کیس اٹھائے وہ اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر لارڈ بیوک تک پہنچنے پہنچنے اس کارڈ کو چار جگہوں پر چبک کیا گیا لیکن کارڈ دیکھتے ہی چبک کرنے والے سر مل کر یہ چبچے ہٹ جاتے اور تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو لارڈ پر پہنچ گیا۔

”یس مسٹر“..... وہاں موجود ایک آدمی نے حیرت بھرے انداز میں بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”مسٹر آگلے کہاں ہیں۔ میرا نام مائیکل ہے اور میں نے ان کے ساتھ جانا ہے“..... بلیک زیرو نے اسی طرح اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے۔ مگر..... اس آدمی نے پہلے سے بھی زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کا نام اور عہدہ کیا ہے یہاں“..... بلیک زیرو نے اس بار قدرے حکیمانہ لہجے میں کہا۔

”میرا نام ڈیوک ہے اور میں یہاں سکیورٹی آفسیر ہوں“..... ڈیوک نے جواب دیا۔

”تو مجھے آپ مسٹر آگلے تک لے چلیں۔ وہ آپ کے سوالوں کا جواب خود دے دیں گے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

اسٹیر تک پہنچا دیا جاتا ہے اور ہماری والہی ہو جاتی ہے۔..... آگے نے جواب دیا۔

"گلا۔ اچھا انتظام ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا اور آگے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر بلیک زیرو نے آگے کے ساتھ پورے اسٹیر کا راؤنڈ لگایا۔ اسٹیر میں چار بڑے بڑے کنٹینر موجود تھے ان میں قاہرہ ہے سہلانی بند تھی۔ اسٹیر واقعی جدید اور خاصا تیز رفتار تھا۔ بلیک زیرو سب کچھ دیکھتا رہا۔ پھر اسے ایک علیحدہ کمرہ دے دیا گیا تاکہ وہ آرام کر سکے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ مہمان تھا۔ اس کمرے میں پہنچتے ہی بلیک زیرو نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر اپنا بریف کیس کھول کر اس نے اس کے خفیہ خانوں میں موجود ایک سالٹنر لگا مشین پشٹ نکالا اور اس کا میگزین چیک کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ اس کے بعد اس نے بریف کیس میں سے ایک گیس پشٹ نکال لیا۔ اس نے اس کا میگزین علیحدہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے اس کا میگزین جو چھ چھوٹے چھوٹے کپسولوں پر مشتمل تھا۔ اس میں فٹ کیا اور پھر اسے دوسری جیب میں رکھ کر اس نے بریف کیس بند کر دیا اور اسے ایک طرف رکھ کر وہ خود ایک بیڈ پریٹ گیا۔ ویسے بریف کیس میں مشینری کو درست کرنے والے آلات کا سیٹ بھی موجود تھا۔ یہ بلیک زیرو اس لئے ساتھ لے آیا تھا تاکہ اگر آگے وغیرہ چینگ کریں تو وہ مطمئن ہو سکیں لیکن یہاں کسی نے چینگ ہی نہ کی تھی۔ اسٹیر اپنی پوری رفتار سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ بلیک زیرو مطمئن تھا کہ وہ

زیرو سمجھ گیا کہ اسٹیر آہستہ آہستہ رفتار پکڑ رہا ہے۔

"کتنے گھنٹوں کا سفر ہے۔..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"چھ گھنٹوں کا۔..... آگے نے شراب حلق میں انڈیلتے ہوئے کہا۔

"یہاں اسٹیر پر کتنے آدمیوں کا کریو ہے۔..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اٹھارہ آدمیوں کا۔ کیوں۔..... آگے نے پوچھا۔

"اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ کافی بڑا اسٹیر ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس میں انتہائی جدید ترین مشینری نصب ہے۔ اس لئے زیادہ کریو کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پھر رستے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے۔..... آگے نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں جہرے والوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ اسٹیر آ رہا ہے۔ کیا آپ انہیں ٹرانسمیٹر اطلاع دیں گے۔..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہاں ٹرانسمیٹر کال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم جہرے سے دو بھری میل پہلے ایک ناپو کے قریب پہنچ کر مخصوص ٹریج فائر کرتے ہیں جس سے انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اسٹیر پہنچ گیا ہے۔

ویسے بھی دن اور وقت مقرر ہے۔ اس لئے انہیں پہلے سے علم ہوتا ہے پھر مخصوص لائنیں آ جاتی ہیں اور سامان لے جاتی ہیں۔ میں ساتھ جاتا ہوں اور ساحل پر مجھے آئندہ کی لسٹ دے دی جاتی ہے اور مجھے واپس

بہر حال بیڈ کو اثر پہنچ جائے گا۔ گو اسے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بیڈ کو اثر نہیں ہے لیکن پھر بھی بہر حال اس کی تباہی سے ریڈ وائر کو خاصا بڑا دھچکا لگنا تھا۔ اس لئے شاید عمران نے اسے اس کی تباہی کی اجازت دے دی تھی۔ ابھی اسٹیر کو چلتے ہوئے تین گھنٹے گزرے تھے اس لئے بلیک زیرو مطمئن تھا کہ ابھی تین گھنٹوں کا سفر باقی ہے کہ چانکنا دروازہ کھلا اور آگے اور سیکورٹی آفیسر ڈیوک تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

”تم، غیر ملکی ایجنٹ ہو۔“ آگے نے یکھت چیخے ہوئے کہا اور سیکورٹی آفیسر نے یکھت ہاتھ میں پکڑا ہوا ریو اور سیدھا کیا ہی تھا کہ بیڈ پر اٹھ کر بیٹھا ہوا بلیک زیرو کسی سرنگ کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے وہ دونوں چیخے ہوئے پشت کے بل نیچے گرے اور بلیک زیرو ان کے اوپر گر اٹھا۔ دوسرے لمحے بلیک زیرو قلم بازی کھا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ چانکنا اسے یکھت اچھلنا پڑا کیونکہ ڈیوک نے اس پر فائر کر دیا تھا۔ نیچے گرنے کے باوجود اس نے نہ صرف ریو اور نہ چھوڑا تھا بلکہ اس نے اسے استعمال بھی کر دیا تھا۔ بلیک زیرو اس بار واقعی بال بال بچا تھا لیکن اس سے پہلے کہ ڈیوک دوسرا فائر کرتا بلیک زیرو کی لات چلی اور اس کے ہاتھ سے ریو اور نکل کر دور جاگرا اور دوسرے لمحے بلیک زیرو نے مشین پشل نکالا اور پھر ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی کڑھ ڈیوک کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا جبکہ آگے ابھی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہی رہا تھا کہ بلیک زیرو نے اچھل کر اس کی گتہ پر لات ماری اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا آگے چیخ کر نیچے گرا اور پھر دوسری

ضرب نے اسے بے حس و حرکت کر دیا۔ ریو اور کے فائر کے باوجود کوئی اندر نہ آیا تھا لیکن اب بلیک زیرو مزید رسک نہ لے سکتا تھا۔ اس نے جیب سے گیس پشل نکالا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر راہداری میں نکل کر وہ تقریباً دوڑتا ہوا مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ مشین روم میں کام ہو رہا تھا۔ وہاں دس افراد موجود تھے۔ بلیک زیرو نے دروازہ کھولا اور گیس پشل کا فائر کر کے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ بند کر دیا اس کے بعد وہ دوسری طرف آگیا۔ چونکہ وہ پہلے ہی سارا اسٹیر گھوم چکا تھا۔ اس لئے اسے معلوم تھا کہ کتنے آدمی کہاں کہاں موجود ہیں۔ مشین روم سے ہٹ کر اس نے باقی سب افراد کو سائنسنگ مشین پشل سے ہلاک کر دیا تھا۔ اس نے مشین روم میں مشین پشل اس لئے استعمال نہ کیا تھا کہ اس طرح مشین کی بھی نقصان پہنچ سکتا تھا اور اسٹیر کو جہزے تک لے جانا ناممکن ہو جاتا۔ چنانچہ وہ واپس مڑ کر مشین روم میں پہنچا اور پھر اس نے خود ہی مشین کی کوآپرٹ کر کے اسے آؤٹینک کر دیا۔ اس کے بعد اس نے وہاں موجود سب افراد کو مشین روم سے باہر نکال کر راہداری میں ڈالا اور مشین پشل کی مدد سے اس نے ان سب کا خاتمہ کر دیا اور پھر وہ دوڑتا ہوا واپس اس کمرے میں آیا جہاں آگے بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے آگے کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور اسے اٹھائے وہ مشین روم میں واپس آگیا۔ اس نے آگے کو ایک کرسی پر بٹھا کر وہاں موجود ایک مار کی مدد سے اچھی طرح کرسی سے باندھ دیا۔ اسٹیر اب خود کار انداز میں

آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ چونکہ اس کی جدید مشینری میں سمت اور رفتار  
فلکسڈ تھی۔ اس لئے بلیک زیرو کو اس بات کی فکر نہ تھی کہ وہ راستے  
سے ہٹ جائے گا۔ اس کے بعد اس نے آٹکے کے پھرے پر یکے بعد  
دیگرے تھوپ مارے۔ نے شروع کر دیئے سچو تھے یا پانچویں تھوپر آٹکے جھجکا  
ہوا ہوش میں آگیا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی  
کوشش کی لیکن ظاہر ہے تارے کرسی پر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ  
صرف کسمسا کر رہ گیا۔ البتہ اس کے پھرے پر اچھائی حیرت کے  
تاثرات نمایاں تھے

”یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ سب لوگ کہاں ہیں۔ یہ میں کہاں ہوں  
اور تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔“ آٹکے نے حیرت بھرے لہجے میں  
کہا۔

”اسٹیر میں اس وقت صرف تم اور میں دو افراد زندہ ہیں۔ ملکہ۔ باقی  
سب کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اسٹیر کو میں نے آٹو پیٹنگ کر دیا  
ہے۔“ بلیک زیرو نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا تو آٹکے کا چہرہ یلکڑ  
خوف سے بگڑا گیا۔

”س۔ سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ کیسے  
ہو سکتا ہے کہ تم سب کو اکیلے ہلاک کر دو۔“ آٹکے نے رک رک کر  
کہا۔

”میرے پاس بے ہوش کر دینے والا گیس پمپ موجود ہے اور میں  
نے مشین روم کے آدمیوں کو بے ہوش کر کے باقی سب افراد کا خاتمہ

کیا اور پھر انہیں بھی باہر نکال کر ختم کر دیا۔ اب تم بتاؤ کہ تم زندہ  
رہنا چاہتے ہو کہ نہیں۔“ بلیک زیرو نے سرو لہجے میں کہا اور سائنسز  
لگے مشین پمپ کی نال اس نے آٹکے کی پیشانی پر رکھ کر دبا دی۔

”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں تمہارے ساتھ تعاون کرنے کے  
لئے تیار ہوں۔“ آٹکے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو پھر بتاؤ کہ تم سے کس نے کہا ہے کہ میں غیر ملکی ایجنٹ ہوں۔  
بولو۔“ بلیک زیرو نے سرو لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ اچانک جبرے کے انچارج وائٹ ٹائیگر کی کال آگئی  
تھی۔ وہ مجھ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا میں اس کی مطلوبہ خصوصی  
شراب مطلوبہ مقدار میں ساتھ لا رہا ہوں یا نہیں۔ میں نے اسے بتا دیا  
کہ میں شراب بھی لا رہا ہوں اور پھر میں نے خود ہی اسے تمہارے  
متعلق بتایا تو اس نے کہا کہ ہیڈ کو آرٹرنے کسی آدمی کو طلب نہیں  
کیا۔ تم یقیناً کوئی غیر ملکی ایجنٹ ہو۔ اس لئے میں تمہیں ہلاک کر کے  
فوراً سمندر میں پھینکوا دوں۔ سچنانچہ میں نے ڈیوک کو طلب کیا اور پھر  
ہم دونوں تمہارے کمرے میں آئے۔“ آٹکے نے جواب دیا۔

”لیکن پھر ابھی تک اس وائٹ ٹائیگر نے تم سے میرے متعلق  
رپورٹ کیوں نہیں مانگی۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اس نے تمہارے متعلق تفصیل پوچھی تھی تو میں نے اسے بتایا  
تھا کہ تم علیحدہ کمرے میں سو رہے ہو۔ جس پر وہ مطمئن ہو گیا کہ  
تمہیں آسانی سے ہلاک کر دیا جائے گا۔“ آٹکے نے کہا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ ٹرنج فائر کس طرح کیا جاتا ہے؟"۔ بلیک زرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔ یہ سب کچھ تو مشین روم کا انچارج مارٹر کرتا ہے۔۔۔۔۔ آگے نے جواب دیا۔

"وہاں جریرے پر تم سے کون ملتا ہے۔ کیا وائٹ ٹائیگر خود ملتا ہے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس کا آدمی آتا ہے۔ اس کا نام زہر ڈبے۔۔۔۔۔ آگے نے جواب دیا۔

"کیا وہ آئیلا آتا ہے؟"۔ بلیک زرو نے پوچھا اور آگے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر بلیک زرو نے اس سے مزید سوالات کئے لیکن جب اسے احساس ہو گیا کہ اب اس سے زیادہ آگے کچھ نہیں بتا سکے گا تو اس نے مشین پشیل کا ٹریگر دبا دیا اور آگے جج بھی نہ مار سکا اور اس کی

کھوپڑی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی اور اس کا جسم کرسی پر ہی ڈھلک گیا۔

بلیک زرو نے مشین پشیل جیب میں ڈالا اور پھر آگے کو کھول کر اسے گسیپنا ہوا مشین روم سے باہر لے آیا اور اس نے اسے راہداری میں

موجود باقی لاٹوں کے ساتھ ڈال دیا اور واپس مشین روم میں داخل ہو گیا۔ اب اس نے خود ہی مشینری کو آپریٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

چنانچہ ایک سٹول کھینچ کر وہ مین آپریشن سیکشن کے سامنے بیٹھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس مشینری کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ اس لئے اس

نے اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ سکرین پر سمندر کا منظر نظر آ رہا تھا

اور پھر جب اسٹیر کے جریرے کے قریب پہنچنے کا وقت ہو گیا تو اسے سکرین پر دور سے ایک چھوٹا سا ناپو نظر آنے لگ گیا۔ اس نے اسٹیر کی رفتار کم کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اسٹیر ناپو کے قریب پہنچ گیا تو اس نے اسٹیر روک دیا۔ اسے ایک خانے میں ٹرنج فائر پشیل پڑا نظر آ گیا تھا۔ اس نے وہ پشیل اٹھایا اور مشین روم سے نکل کر عرشے پر آ گیا۔ رات کا وقت تھا۔ اس لئے دور دور تک سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔ بلیک زرو نے ٹرنج فائر پشیل کا رخ آسمان کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ سوچو نہ اس میں ایک ہی کیسول تھا اس لئے بلیک زرو سمجھ گیا تھا کہ ایک ہی فائر کیا جاتا ہو گا۔ ٹریگر دبتے ہی کلک کی آواز کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کی چیز نال سے نکل کر آسمان کی طرف اٹھتی چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد آسمان پر یلخت پلکے سے دھماکے کے ساتھ چار مختلف رنگوں کی پچھلیاں سی جھوٹی دکھائی دیں اور پھر آہستہ آہستہ فضا میں ہی غائب ہو گئیں۔ بلیک زرو نے پشیل ایک طرف پھینکا اور پھر تیزی سے مشین روم میں آ گیا۔ وہاں ایک نائٹ ٹیلی سکوپ موجود تھا اس نے وہ نائٹ ٹیلی سکوپ اٹھایا اور واپس عرشے پر آ گیا۔ پھر اس نے نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں پر لگا لیا۔ اب اسے دور تک واضح نظر آنے لگ گیا تھا لیکن ہر طرف سمندر کا پانی ہی تھا اور کچھ نہ تھا مگر تھوڑی دیر بعد اسے شمالی سمت سے دو بڑی بڑی لٹنجیں ناپو کی طرف آتی دکھائی دینے لگیں تو اس نے نائٹ ٹیلی سکوپ کسے کی مدد سے گے میں لٹکایا اور مشین پشیل ہاتھ میں لئے وہ اسٹیر سے اتر کر ناپو پر پہنچ گیا۔ کیونکہ

وہ سمجھ گیا تھا کہ سسٹم کے مطابق کنٹینر ٹاپو پر لگا دیجئے جاتے ہوں گے  
 یہاں سے انہیں لائنجوں پر لاوا جاتا ہوگا۔ توڑی دیر بعد دونوں لائنجیں  
 ٹاپو کے ساتھ آکر لگیں اور پھر انہیں ہک کر دیا گیا اور لائنجوں میں سوار  
 آٹھ افراد ٹاپو پر پہنچ گئے۔ بلیک زیرو ایک درخت کی اوٹ میں موجود  
 تھا۔

”کیا مطلب۔ یہ اسٹیمپر خاموشی کیوں ہے اور کنٹینر بھی نہیں  
 اتارے گئے؟“..... ایک حیرت بھری آواز سنائی دی۔ وہ سب کافی قریب  
 آگئے تھے اور سب اکٹھے ہی آ رہے تھے۔ لائنجیں خالی تھیں۔ بلیک زیرو  
 نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پشپل کا رخ ان کی طرف کیا اور پھر  
 کلک کلک کی آواز کے ساتھ ہی ٹاپو انسانی میچوں سے گونج اٹھا۔  
 سالٹنسر لگے بے آواز مشین پشپل کی فائرنگ نے ان آنٹوں افراد کو  
 پلک جھپکنے میں زمین چلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ چونکہ بلیک زیرو کو  
 معلوم تھا کہ جریرہ یہاں سے دو بحری میل دور ہے۔ اس لئے اسے اس  
 بات کی فکر نہ تھی کہ ان کی چیخیں جریرہ سے تک پہنچ جائیں گے۔ جب  
 اسے یقین ہو گیا کہ یہ آنٹوں کے آٹھوں ختم ہو گئے ہیں تو وہ درخت کی  
 اوٹ سے نکلا اور تیزی سے لائنج کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ  
 لائنجیں خالی ہیں۔ اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس  
 نے جریرہ پر صورتحال کو کنٹرول میں کر لینے کی منصوبہ بندی پہلے ہی  
 کر رکھی تھی کہ جریرہ پر پہنچتے ہی وہ انتہائی زود اثر اور وسیع ایریہ میں  
 اثر کرنے والی بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے وہاں موجود سب

افراد کو بے ہوش کر دے گا اور پھر ان سب کا خاتمہ کر کے وہ اسلحہ کے  
 ذخیروں میں وائرلیس چارجر بم فٹ کر کے لائنج کے ذریعے واپس اسی  
 اسٹیمپر پہنچے گا اور پھر اس جریرہ کو تباہ کر کے وہ اسٹیمپر لے کر واپس  
 مورس پہنچ جائے گا اور پھر وہاں سے پاکیشیا کے لئے پرواز کر جائے گا اور  
 تمام حالات اس کی منصوبہ بندی کے عین مطابق وقوع پذیر ہو رہے  
 تھے۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ لائنج پر سوار ہو کر وہ ابھی لائنج  
 کا انجن اسٹارٹ کرنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کے سر پر جیسے قیامت  
 ٹوٹ پڑی۔ اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو  
 سنبھلنے کی کوشش کی لیکن دوسرے دھماکے نے اس کے سنبھلنے کی  
 تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا اور اس کا ذہن یلکھت تاریکی میں ڈوب سا  
 گیا۔ بہر حال تاریک پڑتے ہوئے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا  
 کہ وہ مار کھا چکا ہے اور اب یہ سمندر اس کا مدفن بن جائے گا۔



سے چھپا رہا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود ماریا پوری طرح مطمئن تھی کہ جب وہ اپنی آستین میں موجود سائٹائڈ میں بھیجی ہوئی موبائیل کرنل فریدی پر فائر کرے گی تو کرنل فریدی کے بچ نکلنے کا ایک فیصد بھی سکوپ نہ رہے گا اور پھر کیپٹن حمید، ملیکا اور کرنل فریدی کے ملازموں کو ہلاک کرنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ رہے گا۔ اس لئے وہ انتہائی بے چینی سے ملیکا کا انتظار کر رہی تھی کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ماریا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ اسے معلوم تھا کہ فون ملیکا کا ہو گا یا کیپٹن حمید کا۔ اپنی مخصوص نسوانی حس کی وجہ سے اسے بہر حال اتنا معلوم ہو گیا تھا کہ کیپٹن حمید اس پر بری طرح مر مٹا ہے اور اب اگر ماریا کیپٹن حمید کو یہ کہہ دے کہ وہ کرنل فریدی پر فائر کھول دے تو ماریا کو یقین تھا کہ کیپٹن حمید اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہچکچائے گا لیکن بہر حال یہ کام وہ خود کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے صرف کیپٹن حمید کی حوصلہ افزائی کی تھی لیکن وہ یہ دیکھ کر بے حد حیران ہوئی تھی کہ کیپٹن حمید باوجود انتہائی قربت کی باتیں کرنے کے ایک حد سے آگے نہیں بڑھا تو وہ یہی سمجھتی تھی کہ ایسا وہ کرنل فریدی کے خوف کی وجہ سے کرتا ہے کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ کرنل فریدی ایسے معاملات میں انتہائی سرد مزاج اور حقیقتاً ہارڈ سنون واقع ہوا تھا۔ حالانکہ ملیکا کی آنکھوں میں اس کے لئے بہت کچھ موجود ہوتا تھا لیکن کرنل فریدی ملیکا کے ساتھ باتیں اس طرح کرتا تھا جیسے کوئی اجنبی کسی دوسرے اجنبی

ماریا ہوٹل کے کمرے میں تیار ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔ ابھی ملیکا نے آنا تھا اور پھر ان دونوں نے کیپٹن حمید اور کرنل فریدی سے ملنے جانا تھا۔ کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کے اصرار پر ماریا اور ملیکا دونوں کی دعوت کی تھی لیکن یہ دعوت کسی ہوٹل کی بجائے اپنی رہائش گاہ پر رکھی گئی تھی اور ماریا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس ملاقات میں وہ اپنا مشن مکمل کر لے گی۔ کیونکہ جب سے وہ ملیکا کے ساتھ دماک آئی تھی۔ کرنل فریدی سے اس کی تین ملاقاتیں ہو چکی تھیں اور کیپٹن حمید کے ساتھ تو مسلسل ملاقاتیں ہو رہی تھیں اور کیپٹن حمید نے اسے پورے دماک کی سیر بھی کرائی تھی۔ گو کرنل فریدی کا مزاج کیپٹن حمید سے یکسر مختلف تھا لیکن ماریا نے محسوس کیا تھا کہ کرنل فریدی کی نظریں بے حد تیز ہیں اور اس کے سامنے بیٹھنے والے کو لاشعوری طور پر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کرنل فریدی وہ سب کچھ جانتا ہے جسے آدمی اس

”تم نے کرنل فریدی پر ذہریلی سویوں سے حملہ کرنے کا پلان بنایا ہے ناں..... دوسری طرف سے رابرٹ نے کہا تو ماریا ایک بار پھر بے اختیار اچھل پڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم مجھے حیران کر رہے ہو۔ اب یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہو سکتی ہے کہ میں نے کیا پلان بنایا ہے..... ماریا نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں یہ پلان کرنل فریدی کو بھی معلوم ہے..... دوسری طرف سے رابرٹ نے جواب دیا تو ماریا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے ایٹم بم مار دیا ہو۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی ایک دھماکہ ہو گا اور اس کا ذہن اور جسم لاکھوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس دنیا سے نکل کر کسی خطائیں پہنچ گئی ہو۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ۔ یہ۔ کیسے ممکن ہے..... ماریا کے حلق سے اس طرح رک رک کر الفاظ نکلے جیسے وہ انہیں منہ سے دھکیل دھکیل کر باہر نکال رہی ہو۔

”ممکن تو نہیں ہے لیکن ممکن ہو چکا ہے۔ تم نے دراصل کرنل فریدی کو احمق سمجھ لیا تھا۔ ابھی چونکہ تم نے اس پر وار نہیں کیا اس لئے وہ خاموش ہے۔ جیسے ہی تم نے وار کیا۔ دوسرے لمحے تم قبر میں اتار دی جاؤ گی..... رابرٹ نے اہتہائی سرو لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ

کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کے لہجے میں معمولی سی لچک اور آواز میں جذبات کی معمولی سی ریمک بھی ماریا نے محسوس نہ کی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ اب کرنل فریدی ملیکا اور کیپٹن حمید کی زندگیاں ختم ہو چکی ہیں اس لئے اسے ان باتوں کی ہرگز پرواہ نہ تھی۔

”یہیں..... ماریا نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”رابرٹ فرام دس لینڈ..... دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی تو ماریا بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کے خواب میں بھی یہ تصور نہ تھا کہ رابرٹ اس طرح اسے یہاں فون کرے گا۔

”رابرٹ تم۔ کیسے میرا فون نمبر معلوم کیا..... ماریا نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم تو میری کال پر اس طرح حیران ہو رہی ہو جیسے میں کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں۔ کیا میرے لئے یہ بات مشکل ہے کہ میں تمہارے رہائشی ہو نکل اور تمہارے کمرے کا نمبر بھی نہ معلوم کر سکوں..... رابرٹ نے کہا تو ماریا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اوہ۔ واقعی تمہارے لئے یہ معمولی بات ہے دراصل تمہاری کال اس قدر غیر متوقع تھی کہ میرا ذہن ہی ماؤف ہو گیا تھا۔ بہر حال کیسے ہو۔ تم نے یقیناً مشن کے سلسلے میں فون کیا ہو گا۔ بے فکر ہو۔ آج مشن مکمل ہو جائے گا..... ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ آج میں اپنا مشن انتہائی کامیابی سے مکمل کر لوں گی۔..... ماریا نے لپکت لپکت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”سنو ماریا۔ جہاری وجہ سے مجھے سپر چیف کی طرف سے انتہائی سخت سست کہا گیا ہے۔ کرنل فریدی کو پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران نے فون کال کی جس میں اس نے بتایا کہ تم ملیکا کے ساتھ یہاں دماک میں آئی ہو۔ اسے اس بات کا علم گریٹ لینڈ سے کسی طرح ہو گیا تھا۔ جواب میں کرنل فریدی نے اسے بتایا کہ اسے معلوم ہے کہ ماریا کس مشن پر آئی ہے اور اس کے آدمیوں نے اس کے سامان میں موجود زہریلی موشیاں پھینکنے والی مشین بھی چمک کر لی ہے۔ یہ فون کال اسرائیل کی قومی سلامتی امور کے انچارج کرنل سلاگ کے یہاں دماک میں موجود آدمیوں نے انتہائی جدید اور خفیہ آلات کی مدد سے ٹیپ کر لی اور پھر اسرائیل کے صدر کو سنوائی گئی۔ اسرائیل کے صدر نے سپر چیف کو یہ ٹیپ بھجوا دی اور سپر چیف نے مجھے کال کر کے بتایا ہے کہ میں نے ماریا کو جس مشن پر بھیجا ہے۔ اس کا یہ انجام ہونے والا ہے۔..... رابرٹ نے کہا تو ماریا کے ذہن میں ایک بار پھر خوفناک دھماکے ہونے شروع ہو گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ دیری بیڈ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ میرے تو ذہن میں بھی یہ بات تھی۔ دیری سیڈ۔..... ماریا نے کہا۔

”تم اب واپس آ جاؤ۔ کیونکہ سپر چیف نے کرنل فریدی اور اس پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کے خاتمے کے لئے خصوصی احکامات جاری

کر دیئے ہیں۔ دماک میں ریڈ وائر کے دو ایسے ایجنٹ موجود ہیں جو تحریب کاری اور دہشت گردانہ کارروائیوں میں ماہر ہیں۔ وہ کل پورے دماک میں قیامت برپا کر دیں گے اس طرح کرنل فریدی پریشان ہو جائے گا اور پھر ایک خوفناک قاتلوں کا گروپ کرنل فریدی پر مسلسل حملے شروع کر دے گا اور کرنل فریدی کو آخر کار ہلاک کر دیا جائے گا۔..... رابرٹ نے کہا۔

”لیکن یہ سب کچھ توکل ہوگا۔ مجھے تو آج اپنا کام کرنے دو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔..... ماریا نے کہا۔

”نہیں ماریا۔ تم مارک ہو چکی ہو۔ اس لئے اب چاہے کچھ بھی کر لو۔ کرنل فریدی جیسا شخص جہارا شکار نہیں ہو سکتا بلکہ انعام اس کے شکنجے میں پھنسنے جاؤ گی اور پھر نہ صرف جہاری زندگی ختم ہو جائے گی بلکہ تمہارے ذریعے وہ مجھ تک بھی پہنچ جائے گا۔ اس لئے تم واپس آ جاؤ۔..... رابرٹ نے کہا۔

”لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ میں واپس آ جاؤں۔ میں تمہارے سپر چیف کے آدمیوں کی کارکردگی کیوں نہ یہاں رہ کر دیکھوں۔ اگر جو گروپ تم کہہ رہے ہو، یہاں کا مقامی گروپ ہے تو پھر وہ لازماً کرنل فریدی کے آدمیوں کی نظروں میں ہوگا۔..... ماریا نے کہا۔

”نہیں۔ یہاں دماک میں ایک ٹورسٹ کمپنی کی مالک ہے مریم بانو۔ وہ انتہائی ہوشیار ایجنٹ ہے۔ اس پر آج تک کرنل فریدی کو

سوناں نکال کر اس میں دوسری سادہ سونیاں رکھ دی گئی تھیں اور ماریا کو اس کا علم تک نہ ہو سکا تھا۔ اس کی آنکھیں اس لمحے کے بارے میں سوچ کر خوف سے پھیل جاتی تھیں کہ جب اس نے اچانک کرنل فریدی پر وار کرنا تھا اور اپنی طرف سے وہ یہ سمجھتی کہ کرنل فریدی سائنائز زہری وجہ سے پلک جھپکنے میں ہلاک ہو جائے گا لیکن کرنل فریدی کو کچھ نہ ہوتا اور پھر اس سے مشین برآمد کر لی جاتی اور ظاہر ہے اس کے بعد اس کا جو حشر کیا جاتا وہ اعظم من الشمس تھا۔ وہ اٹھی اس نے عقبی کھڑکی کھولی اور پھر مشین کو اس نے عقبی گلی کے کونے میں پھینک دیا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے کھڑکی بند کی اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ماریا نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس..... ماریا نے سپاٹ لیجے میں کہا۔

”کیپٹن حمید بول رہا ہوں مس ماریا..... دوسری طرف سے کیپٹن حمید کی انتہائی لگاؤٹ بھری آواز سنائی دی اور ماریا بے اختیار مسکرا دی۔ اچانک اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ کرنل فریدی کا خاتمہ اس احمق کیپٹن حمید کے ہاتھوں سے کرائے گی۔

”اوہ کیپٹن حمید۔ پلیز اتنے وقفے کے بعد فون مت کیا کرو۔ جہاز آواز سن کر میرے دل میں نجانے کیوں مسرت کی شہنائیاں سی بجنے لگ جاتی ہیں۔ تم پلیز یہاں آئیں سکتے تو فون تو جلدی کر دیا کرو۔ اب دیکھو نجانے کتنی زبردستی میں انتظار کی سولی پر لٹکی ہوئی تھی کہ جہاز

شک نہیں ہوا۔ وہ ریڈ واٹر کی خصوصی ایجنٹ ہے اور یہ ساری کارروائی اس کے تحت کی جا رہی ہے۔ اس لئے تم دیکھنا کہ یہ کارروائی اس قدر تیز اور اس قدر مہارت سے کی جائے گی کہ جب تک کرنل فریدی سنبھلے گا۔ تب تک وہ موت کے گھاٹ اتر چکا ہو گا۔“ رابرٹ نے کہا۔

”فٹھیک ہے۔ اب میں بالکل خاموش رہوں گی اور صرف کارکردگی دیکھوں گی۔ تم بے فکر رہو..... ماریا نے کہا۔  
”او کے۔ جہاز مریضی۔ بہر حال تم نے کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کرنی.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور ماریا نے ایک بار پھر رابرٹ سے وعدہ کر لیا تو رابرٹ نے رابطہ ختم کر دیا۔ ماریا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے یہ سوچ کر ہی خوف سا محسوس ہو رہا تھا کہ کرنل فریدی کو اس کے مکمل پلان کا علم تھا لیکن اس کے باوجود کرنل فریدی اس سے اس طرح ہنس ہنس کر باتیں کرتا تھا اور اس طرح ملتا تھا جیسے وہ واقعی اس کا دوست ہو۔ اسے کرنل فریدی کے حوصلے پر واقعی تعجب ہو رہا تھا۔ اس نے اپنی کلائی کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور پھر اس نے کلائی میں سٹریپ کے ساتھ بندھی ہوئی سونیاں پھینکنے والی مشین کو کلائی سے علیحدہ کر کے اسے کھولا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل چلی گئیں کیونکہ مشین میں سونیاں تو موجود تھیں لیکن ان کے سرے صاف تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ سائنائز میں بھی ہوتی

کال آتی ہے۔..... ماریا نے انتہائی عاشقانہ لہجے میں کہا۔

"ارے - ارے - یہ اچانک تمہیں کیا ہو گیا ہے - خیریت یہ اچانک مسرت کی شہنائیاں اور انتظار کی سولی۔ کیا ہوا۔ کیا کسی شاعر کا مجموعہ کلام پڑھ لیا ہے۔..... دوسری طرف سے کیپٹن حمید نے ہنسنے ہوئے کہا تو ماریا بھی جان بوجھ کر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم جانتے ہو کیپٹن حمید کہ میرا جس معاشرے سے تعلق ہے وہاں ایسی باتیں بری نہیں سمجھی جاتیں لیکن اس کے باوجود نجانے کیا بات تھی کہ ہر بار میں تم سے ایسی باتیں کرتے کرتے خاموش ہو جاتی تھی کہ نجانے تمہارے معاشرے میں اسے اچھا سمجھا جائے یا نہیں۔ لیکن آج مجھ سے نہیں رہا گیا۔ اس لئے میں نے اظہار کر دیا ہے اور یہ واقعی میرے دل کی آواز ہے۔ نجانے تمہاری شخصیت، تمہاری وجاہت میں کیا جادو ہے کہ تم نے مجھے مشرقی لڑکیوں کی طرح اپنے جادو میں گرفتار کر لیا ہے۔..... ماریا نے پہلے سے بھی زیادہ جذباتی لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ - اس کا مطلب ہے کہ آگ دونوں طرف لگی ہوئی ہے۔..... کیپٹن حمید کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"تمہارا تو مجھے علم نہیں ہو سکتا۔ میرے دل میں تو آگ بھڑک رہی ہے۔..... ماریا نے کہا تو دوسری طرف سے کیپٹن حمید بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"شکریہ ماریا۔ تم نے یہ سب کچھ کہہ کر مجھے مسرتوں کا غرۂ بخش دیا ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا تھا کہ آج شام کو کرنل فریدی

کی رہائش گاہ پر دعوت کینسل کر دی گئی ہے کیونکہ کرنل فریدی کو اچانک کسی انتہائی ضروری کام کی وجہ سے شہر سے باہر جانا پڑ رہا ہے اور میرا بھی اس کے ساتھ جانا ضروری ہے لیکن میں شام تک واپس آجاؤں گا۔ پھر میں تمہیں ہوٹل سے پک کر لوں گا اور اس کے بعد ہم دونوں کسی کنج عافیت میں بیٹھ کر دل کا حال احوال باتیں گے۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"اوہ - تجھے کرنل فریدی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ تو ملیکا کا سلسلہ ہے۔ تجھے تو تم سے دلچسپی ہے اس لئے تم شام کو ضرور آنا۔" ماریا نے کہا۔

"انشاء اللہ ضرور آؤں گا۔ ملیکا کو بھی میں نے فون کر کے دعوت کی منسوخی کی اطلاع کر دی ہے۔ اس لئے گڈ بائی۔ شام کو پھر ملاقات ہو گی۔..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ماریا نے ہوٹل بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اگر کرنل فریدی ریڈ وائر کے قاتلوں کے ہاتھوں بچ گیا تو میں اسے تمہارے ہاتھوں ہلاک کراؤں گی کیپٹن حمید تمہارے ہاتھوں۔" ماریا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی کی پشت سے سر نکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

کھلی تھی تو وہ یہاں اس کمرے میں راڈز میں جکڑا ہوا تھا۔ کمرہ چونکہ ساکت تھا اور پھر اس کی ساخت ایسی تھی کہ کسی طرح بھی لالچ کا نچلا کمرہ نہ دکھائی دیتا تھا۔ اس لئے بلیک زبرو سمجھ گیا کہ اسے بے ہوش کر کے جریرہ وگاس پر لایا گیا ہے اور اب وہ اس وائٹ ٹائیگر کا قیدی ہے لیکن اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اسے زندہ کیوں رکھا گیا ہے۔ بہر حال وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا کہ وہ بہر حال زندہ تو تھا۔ اس نے اپنے جسم اور کرسی کے راڈز کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے ہونٹ بھیج گئے کہ اس کے دونوں بازو کرسی کے بازوؤں پر رکھ کر انہیں کڑوں سے جکڑا گیا تھا۔ اس کے دونوں پیر بھی کرسی کے پایوں کے ساتھ کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اور اس کے اوپر والے جسم کے گرد بھی لوہے کے مضبوط اور سخت راڈز موجود تھے اس لحاظ سے وہ سرے سے حرکت کرنے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔ اس نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی تاکہ اپنے آپ کو کرسی سمیت نیچے گرا سکے۔ کیونکہ اس طرح ہی راڈز کھلنے کا سکوپ ہو سکتا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے احساس ہو گیا کہ کرسی کے پائے باقاعدہ فرش میں گڑے ہوئے ہیں۔ اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ دماغ میں ہونے والے دھماکوں کی شدت بھی آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی تھی۔ بلیک زبرو داب ادا کر دیکھ رہا تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے اپنے بچاؤ کے راستے ڈھونڈ رہا تھا لیکن بظاہر کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اسے اس انداز میں جکڑا گیا تھا کہ کسی طرح

بلیک زبرو کی آنکھیں کھلیں تو اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑنے لگ گئیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ درد کر رہا ہو۔ سر میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے لیکن پوری طرح شعور بیدار ہوتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے کہ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور لوہے کے راڈز میں اس کا جسم جکڑا ہوا تھا۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جو ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ کمرے کی چھت سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ ہوش میں آتے ہی بلیک زبرو کے ذہن میں وہ منظر گھوم گیا جب وہ لالچ پر آنے والے آٹھ افراد کو ہلاک کر کے لالچ میں بہنچا تھا اور پھر وہ اس کا انجمن سٹارٹ کر رہی رہا تھا کہ اس کے سر پر کیے بعد دیگرے دو بار قیامت ٹوٹ پڑی تھی اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبا چلا گیا تھا اور اب اس کی آنکھ

”بہت خوب۔ لیکن تم تو اپنا چہرہ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ ورنہ تمہیں معلوم ہوتا کہ تم اس وقت اصل ایشیائی چہرے میں ہو.....“ اس بونے نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے شمال میں۔ کیا اکیرمیا میں ایشیائی انجینئر نہیں ہو سکتے.....“ بلیک زیرو نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا تو وہ بونا بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے اور آنکھوں سے جیسے شعلے سے ٹپکنے لگے۔

”تم نے مجھے شمال میں کہا ہے۔ مجھے۔ وائٹ ٹائیگر کو۔ تم نے اپنی موت کو مزید عبرتناک بنا لیا ہے.....“ اس بونے نے غزاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں نے تو ابھی تمہارا لحاظ کیا ہے۔ ورنہ میں تو تمہیں بے بی کہنا چاہتا تھا۔ ویسے اگر تمہیں ٹائیگر کہلانے کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر تمہیں بے بی ٹائیگر کہا جاسکتا ہے۔ جہاں تک موت کے عبرتناک ہونے کا تعلق ہے تو موت تو بہر حال موت ہی ہوتی ہے بے بی ٹائیگر۔ تمہاری ہویا میری.....“ بلیک زیرو نے جواب دیا تو وائٹ ٹائیگر کے چہرے پر پہلی بار حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ۔ تمہارا اطمینان۔ تمہاری گتھکو کا انداز۔ یہ سب کچھ واقعی میرے لئے عجیب ہے۔ میں تمہارا ذہنی اور نفسیاتی تجزیہ کرانا چاہتا ہوں۔ اس قدر اطمینان حیرت انگیز ہے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم جہاں سے زندہ بچ کر جا سکو گے.....“ وائٹ ٹائیگر نے اچانک

بھی وہ ان بندشوں سے آزادی حاصل نہ کر سکتا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے بلیک زیرو اندر داخل ہونے والوں کو دیکھ کر حیرت سے چونک پڑا۔ دروازہ کھلنے کے بعد سب سے پہلے اندر داخل ہونے والا ایک چھوٹے قد کا یونا تھا۔ اس نے نہ صرف سوٹ پہن رکھا تھا بلکہ اس کے سر پر انتہائی قیمتی فیلٹ ہیٹ بھی تھا جبکہ اس کے پیچھے ایک گینڈے نما آدمی تھا۔ جسامت کے لحاظ سے بالکل گینڈے جیسا جبکہ سخت کے لحاظ سے آدمی۔ ویسے اسے دیکھ کر پہلا تاثر یہی ابھرتا تھا کہ اس آدمی کے جسم میں طاقت کسی نے کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ اس کے ہاتھ گوریلوں کی طرح اس کے گھٹنوں تک لمبے تھے۔ اس کا چہرہ ہتھرایا ہوا سا تھا اور آنکھوں سے بھی سپاٹ پن ظاہر ہو رہا تھا ان دونوں عجیب الخلق آدمیوں کے پیچھے ایک نوجوان تھا جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

”تو تم ہو وہ اکیرمی انجینئر جو ہیڈ کوارٹر کی مشینری درست کرنے آ رہا تھا.....“ اس بونے نے جیتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے قد و قامت اور جسامت کے لحاظ سے اس کی آواز بے حد ہماری تھی اور اس کی آواز میں غراہٹ کا عنصر نمایاں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے واقعی کوئی شیر غزا رہا ہو۔

”ہاں۔ میرا نام مائیکل ہے اور میں انجینئر ہوں.....“ بلیک زیرو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا تو وہ بونا بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن اس کی ہنسی میں بھی غراہٹ کا عنصر تھا۔

عجیب سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو جہارا خیال ہے کہ تم مجھے مار سکتے ہو"..... بلیک زیرو نے ایسے انداز میں کہا جیسے اس کا مضحکہ اڑا رہا ہو۔ وہ جان بوجھ کر یہ انداز اختیار کر رہا تھا تاکہ یہ بونا غصے میں آکر اس کا مقابلہ اس گینڈے نما گوریلے سے کر دے۔ اس طرح بلیک زیرو کے بچ نکلنے کا چانس بن سکتا تھا۔

"ہاں۔ یہ میرا ساتھی ہے۔ اس کا نام سنیل راڈ ہے۔ یہ اگر جہارے سر پر اپنی انگلی بھی مار دے تو تمہاری کھوپڑی پچک جائے گی اور یہ میرا دوسرا ساتھی ہے راڈش۔ یہ صرف ٹریگر دبائے گا اور جہارا جسم مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہو جائے گا"..... واٹ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنیل راڈ بہت خوب۔ نام تو واقعی چن چن کر رکھے ہوئے ہیں تم نے۔ لیکن یہ سنیل راڈ صاحب تو مجھے اندر سے کھوکھلا نظر آ رہے ہیں جیسے غبارہ ہو۔ باہر سے پھولا ہوا۔ اندر سے خالی"..... بلیک زیرو نے جان بوجھ کر مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

"بہت خوب۔ تم واقعی دلیر اور مضبوط اعصاب کے آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ مجھے جہارا یہ انداز پسند آیا ہے۔ اس لئے میں تم سے دوستی بھی کر سکتا ہوں۔ کیا تم دوستی کرنا چاہتے ہو"..... واٹ ٹائیگر نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ واٹ ٹائیگر واقعی ذہنی طور پر بے حد ہوشیار آدمی تھا۔ وہ اس طرح پتہ تر سے بدل رہا تھا کہ دوسرے

کو نفسیاتی طور پر ڈانچ دے سکے۔

"مجھے کسی سے دوستی یا دشمنی کا کوئی شوق نہیں ہے بی واٹ ٹائیگر۔ میں تو انجمنیہ ہوں۔ یہاں مشینری ٹھیک کرنے آیا ہوں اور یہ کام میں کر کے جاؤں گا۔ راستے میں اسٹیر کے اس احمق باس آگے نے بھی حماقت کی اور اچانک مجھ پر حملہ کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود اپنے تمام ساتھیوں سمیت ختم ہو گیا۔ پھر لاپنجوں پر آنے والے جہارے آدمیوں نے مجھ پر فائر کھول دیا۔ اس کے نتیجے میں وہ بھی ختم ہو گئے۔ پھر کسی نے لالچ میں دھوکے سے مجھ پر وار کیا اور مجھے بے ہوش کر دیا۔ اب تم یہ سنیل راڈ اور مشین گن بردار سمیت آئے اور مجھے موت کی دھمکیاں دے رہے ہو۔ حالانکہ تم نے مجھے راڈز میں جکڑ رکھا ہے۔ اب ان حالات میں یہی کچھا جاسکتا ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت مجھ سے خوفزدہ ہو۔ حالانکہ میں یہاں لڑنے نہیں آیا اور نہ ہی مجھے اس جبرے پر ہونے والے کسی سلسلے سے کوئی دلچسپی ہے۔"

بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"گڈ۔ تم واقعی ہوشیار اور ذہین آدمی ہو۔ پہلی بار میرے تجربے میں یہ بات آرہی ہے کہ ایشیائی بھی اس طرح ذہانت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ راڈش۔ اسے گولی مار دو"..... اس بونے نے بڑے ٹھنڈے سے لہجے میں کہا تو اس نوجوان نے کانڈھے سے مشین گن اتاری اور اسے ہاتھوں میں لے کر اس کا رخ بلیک زیرو کی طرف کر دیا لیکن بلیک زیرو نے اس کے پھرے کے تاثرات دیکھ کر ہی اندازہ لگالیا تھا کہ وہ اس



ہونے کی حکم کی تعمیل میں سنجیدہ نہیں ہے۔

”کیوں خواہ مخواہ گولیاں ضائع کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ اگر تم میری موت کو عبرت ناک بنانا ہی چاہتے ہو تو اپنے اس گوریلے کو حرکت میں لے آؤ۔“ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا تم واقعی اس سے لڑنا چاہتے ہو۔ لیکن فین آدمی تو جسمانی فائٹ نہیں کر سکتے۔ کیا تم فائٹر بھی ہو۔“ اس بونے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا تم جانتے ہو کہ فائٹ کسے کہتے ہیں۔ کبھی دیکھی ہے فائٹ تم نے۔“ بلیک زیرو نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے سٹیل راڈ کی فائٹ دیکھی ہے۔ بڑے بڑے بہادروں کو اس نے اس طرح مروڑ کر ہلاک کر دیا ہے جیسے وہ کاغذ کے بنے ہوئے ہوں۔“ وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

”وہ واقعی کاغذ کے بنے ہوئے ہوں گے۔“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”سٹیل راڈ۔“ اچانک وائٹ ٹائیگر نے اس گوریلے سے مخاطب ہو کر کہا جو پتھر لے چہرے کے ساتھ بے حس و حرکت کھڑا تھا۔

”ییس باس۔“ اس نے اسی طرزِ اسٹیل اور انتہائی غیر جذباتی لہجے میں کہا۔

”کیا تم اس آدمی کی ہڈیاں توڑنے پر رضامند ہو۔“ وائٹ ٹائیگر

نے کہا۔

”جو آپ کا حکم باس۔“ سٹیل راڈ نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

”اوکے۔ پہلے اس کے لوہے کے راڈز توڑ ڈالو تاکہ اسے اندازہ ہو سکے کہ تم واقعی سٹیل راڈ ہو۔ پھر اس سے بات ہوگی۔“ وائٹ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ییس باس۔“ سٹیل راڈ نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بلیک زیرو کے جسم کے گرد موجود لوہے کے مضبوط راڈز پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمبے ایک زوردار کڑا ہوا اور بلیک زیرو کرسی سمیت ہوا میں اٹھتا چلا گیا۔ سٹیل راڈ کے جھٹکنے سے کرسی کے پائے جو فرش میں کڑے ہوئے تھے ٹوٹ گئے تھے اور کرسی بلیک زیرو سمیت ہوا میں اٹھ گئی تھی اور سٹیل راڈ ایک ہاتھ میں کرسی اٹھائے کھڑا ہوا تھا۔ اس میں واقعی بے پناہ طاقت تھی لیکن دوسرے لمبے کڑک کڑک کی آواز سنائی دیں اور سٹیل راڈ کا ہاتھ ہوا میں خالی ہر اتارہ گیا۔ کرسی کا مینیکل سسٹم اس کے فرش سے ہٹتے ہی ختم ہو گیا تھا۔ اس نے اچانک راڈز کرسی کے بازوؤں میں غائب ہو گئے تھے اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کے بازوؤں اور پیروں کے گرد کڑے بھی غائب ہو گئے البتہ بلیک زیرو ایک دھماکے سے کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا تھا۔ لیکن دوسرے لمبے بلیک زیرو نے قلم بازی کھائی اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا کیونکہ اب وہ بے بسی کی حالت

اٹھا کر مجھے ڈرانے کے لئے آگئے ہو....." بلیک زرو نے کہا۔

"سٹیل راڈ کے ساتھ ہونے سے تمہیں سمجھ جانا چاہئے تھا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے تمہیں مشین گن سے ہلاک کرانا ہوتا تو پھر مجھے سٹیل راڈ کو ساتھ لے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ بہر حال سنو۔ میں واقعی تمہاری دلیری اور اعصاب کی مضبوطی سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ بڑے طویل عرصے بعد میری ملاقات تم جیسے آدمی سے ہوئی ہے۔ جو یقینی موت کو اپنے سامنے دیکھ کر بھی مسکراتا جانتا ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم جیسا آدمی سٹیل راڈ کے ہاتھوں ضائع ہو جائے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم دوست بن جائیں....." بونے واٹسٹ ناٹنگ نے کہا۔

"اس دوستی سے تم کیا حاصل کرنا چاہتے ہو....." بلیک زرو نے کہا۔

"صرف اتنا بتا دو کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے یا کرئل فریدی سے اور تمہیں کس نے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں۔ میرا وعدہ کہ تمہیں زندہ واپس بھجوا دوں گا....." واٹسٹ ناٹنگ نے کہا۔

"میرا تعلق پاکیشیا سے ہے اور تفصیل مجھے ایکیریما سے معلوم ہوئی تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ واقعی ریڈ واٹر کا ہیڈ کوارٹر ہے لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ یہاں صرف چند اسلحہ کے ڈپو ہیں اور ایک آدمی واٹسٹ ناٹنگ نام کا یہاں موجود ہے جو منصوبہ بندی کا ماہر ہے تو مجھے بے حد مایوسی ہوئی۔ لیکن چونکہ اس جریرے کو ریڈ واٹر کا ہیڈ کوارٹر مشہور کیا

سے باہر آگیا تھا۔

"دیکھا تم نے مسٹر انجینئر کہ سٹیل راڈ میں طاقت ہے لیکن عقل نہیں ہے۔ ورنہ یہ ایک ہاتھ کرسی کی پشت پر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے راڈز توڑتا۔ اب بتاؤ کہ تم میں دونوں چیزیں کیسے اکٹھی ہو سکتی ہیں....." واٹسٹ ناٹنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے بتایا گیا تھا کہ تم منصوبہ بندی کے ماہر ہو۔ لیکن میرا خیال ہے تم جیسا احمق میں نے زندگی میں نہیں دیکھا....." بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے یلکھت چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے کرہ راڈش کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ بلیک زرو نے انتہائی بھرتی سے نہ صرف اس کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی تھی بلکہ اس نے اچھل کر اس کی ناک پر اپنا گھٹنا بھی مار دیا تھا جس کی وجہ سے وہ جھجھکتا ہوا اچھل کر پشت کے بل بیٹھے جا کر اٹھا لیکن دوسرے لمحے واٹسٹ ناٹنگ کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکلا۔

"اچھا۔ تو تم واقعی عقلمند بننے کا مظاہرہ کرنے لگے ہو۔ یہ مشین گن خالی ہے۔ اس میں میگزین نہیں ہے۔ بے شک ٹریگر دبا لو۔" واٹسٹ ناٹنگ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو بلیک زرو نے مشین گن ایک طرف کونے میں اچھال دی کیونکہ اس نے ایک نظر میں چمک کر لیا تھا۔ اس میں واقعی میگزین موجود نہیں تھا۔

"میں احمق نہیں ہوں بے بی۔ بلکہ تم احمق ہو جو خالی مشین گن

درمیان سے ٹکل کر سیدھا اس بونے کی طرف آیا اور دوسرے لمحے کمرہ وائٹ ٹائیگر کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کر بناک جج سے گونج اٹھا۔ بلیک زیرو نے یقیناً اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پوری قوت سے دیوار پر دے مارا تھا اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکے سے بونا دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو ایک بار پھر اچھلا اور پٹاک جھپکنے میں اس کی فلائنگ کلب پوری قوت سے، اڈش کے سینے پر پڑی اور اس بار رادش کے حلق سے نکلنے والی جج سے کمرہ گونج اٹھا اور بلیک زیرو قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ رادش فلائنگ کلب کی ضرب کھا کر پچھلی دیوار سے ٹکرایا اور پھر نیچے گرا اور چتا لٹے تپ کر وہ بھی ساکت ہو گیا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون نوارے کے طرح نکلنے لگا تھا۔ پھر اس کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور ساکت ہو گیا۔ سٹیل رادش اس طرح بلیک زیرو، وائٹ ٹائیگر اور رادش کو دیکھ رہا تھا جسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو کیونکہ بلیک زیرو نے یہ سب کچھ اس قدر تیز رفتاری سے کیا تھا کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہلک جھپکنے میں یہ سب کچھ مکمل ہو گیا ہو۔

"کیا تم نے باس کو ہلاک کر دیا ہے؟" اچانک سٹیل رادش نے غصے سے پوچھا۔

"باس سے اگر تمہارا مطلب اس بونے سے ہے تو یہ ابھی ہلاک نہیں ہوا لیکن یہ رادش ہلاک ہو چکا ہے۔ ویسے اگر تم چاہو تو اس بونے کو بھی ہلاک کیا جاسکتا ہے۔" بلیک زیرو نے مسکراتے

گیا تھا اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ اسے تباہ کر ہی دیا جائے۔ چنانچہ میں یہاں آگیا۔..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔" وائٹ ٹائیگر نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا تعلق پاکیشیا سے ضرور ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کا کوئی رکن اس طرح اکیلا کام نہیں کیا کرتا۔ وہ لوگ تو فیم کی صورت میں کام کرتے ہیں۔ میں پاکیشیا کی ایک سرکاری ایجنسی سے متعلق ہوں۔" بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو تم سے دوستی نہیں ہو سکتی کیونکہ میں سمجھا تھا کہ جہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نسبت میں نے بڑی بڑی باتیں سن رکھی تھیں۔ ٹھیک ہے۔ پھر تم مر ہی جاؤ۔ سٹیل رادش اس کی ہڈیاں توڑ ڈالو۔" وائٹ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں باس۔" سٹیل رادش نے کہا اور اس طرح آگے بڑھنے لگا جیسے واقعی وہ بلیک زیرو کو پکڑ کر اس کی ہڈیاں توڑ ڈالے گا۔ بلیک زیرو خاموش اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ رادش بھی اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا جبکہ وائٹ ٹائیگر کے چہرے پر اب ساٹھ پن ابھر آیا تھا۔ پھر اچانک سٹیل رادش نے اپنے گوریلے جیسے لمبے بازوؤں کو بجلی کی سی تیزی سے حرکت دی۔ لیکن بلیک زیرو یقیناً چکنی پھلی کی طرح اس کے بازوؤں کے

لحے اس پر فائز کھول سکتے تھے لیکن اب موجودہ صورت میں اس کے پاس اتنا وقت بہر حال نہ تھا کہ وہ ان کی جیبوں سے مشین پستل نکال سکے کیونکہ سنیل راڈ اسے ایک لمحے میں چھاپ سکتا تھا۔

"یہ علیحدہ جہیز ہے۔ یہ ہینڈ کوائر نہیں ہے۔ ہاس کسی اجنبی کو کسی صورت بھی ہینڈ کوائر میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ سنیل راڈ نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا واقعی تم مرنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ اچانک بلیک زیرو نے سنیل راڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو سنیل راڈ اس طرح ہنس پڑا جیسے کوئی بڑا کسی بچے کی بھگانے بات پر ہنس پڑتا ہے۔

"میرے جسم پر مشین گن کی گولیاں بھی اثر نہیں کرتیں ایشیائی جو ہے۔ تم مجھے کیا مارو گے۔ تم خود موت کے قریب ہو۔۔۔۔۔ سنیل راڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر اس طرح آگے بڑھنے لگا جیسے بلیک زیرو کو کمرے کے کونے میں گھیرنا چاہتا ہو۔ بلیک زیرو اس کا داؤ سمجھ گیا تھا۔ اس کے ہجرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"کیا بچوں جیسی حرکتیں کر رہے ہو۔ کیا کسی نے ہمیں فائنٹ کے داؤ بھی نہیں سکھائے ناسنس۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کی بات کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ سنیل راڈ بکھٹ غصے کی شدت سے چیخ کر اچھلا اور اس نے دوڑ کر دونوں بازو بھلی کی سی تیزی سے اکٹھے کئے لیکن بلیک زیرو بکھٹ زمین پر اس طرح گر پڑا جیسے لاش

ہوئے جواب دیا۔

"یہ تو بہت اچھا ہوا کہ ہاس ہلاک نہیں ہوا۔ ورنہ میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کرتا۔۔۔۔۔ سنیل راڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"گد۔ جہازی وفاداری مجھے پسند آتی ہے لیکن یہ ہونا جہاز ہاس کیسے بن گیا۔ کیا اس نے ہمیں فائنٹ میں شکست دی تھی۔" بلیک زیرو نے کہا تو سنیل راڈ پہلی بار جذباتی انداز میں ہنسا۔

"فائنٹ میں شکست۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ ذہانت میں دنیا میں سب سے آگے ہے۔ اس لئے میرا ہاس ہے۔۔۔۔۔ سنیل راڈ نے جواب دیا۔

"یہ جگہ کیا جہیز پر ہے۔ ابھی تک کوئی نہیں آیا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ وہ دراصل اس سنیل راڈ کو باتوں میں لگا کر موقع حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس شخص جسم کے مالک پر فلائنگ کلک یا کسی قسم کی ضرب لگانا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں اور اگر واقعی وہ اس کے ہاتھ لگ گیا تو پھر اسے غیر متناہک موت سے بھی کوئی نہ بچا سکے گا۔ وہ اس کی ریزہ کی ہڈی کا کوئی مہرہ توڑ کر یا ڈس لوکیٹ کر کے اسے بے کار کرنا چاہتا تھا اور اسی لئے اس نے اس ہونے اور رادش دونوں کو زمین بوس کر دیا تھا تاکہ وہ کھل کر اپنا کام کر سکے کیونکہ اس ہونے اور اس رادش دونوں کی جیبوں کا مخصوص ابھار بتا رہا تھا کہ ان دونوں کی جیبوں میں مشین پستل موجود ہیں اور وہ کسی بھی

لحے اس کی کھڑی ہتھیلی کا وار پوری قوت سے سنیل راڈ کی گردن کی سائیڈ پر پڑا اور سنیل راڈ کے منہ سے تو ہلکی سی اورغ کی آواز نکلی البتہ بلیک زیرو کو واقعی یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ کی ہڈیاں کسی پتھان سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی ہوں اور اس کے پورے بازو میں درد کی تیز لہری دوڑ گئی۔ سنیل راڈ ضرب کھا کر تیزی سے گھوما لیکن بلیک زیرو کی توقع کے عین مطابق وہ ضرب کے نتیجے میں سیدھے کی بجائے اگلے انداز میں گھوما تھا اور بلیک زیرو نے یہ ضرب لگائی ہی اس مقصد کے لئے تھی ورنہ اسے یہ معلوم تھا کہ اس ضرب کا اثر سنیل راڈ کے جسم پر باری نہیں ہو سکتا۔ لیکن جیسے ہی ضرب کھا کر سنیل راڈ گھوما۔ اس کی پشت بلیک زیرو کی طرف ہوئی بلیک زیرو کا دوسرا بازو بھٹی کی سی تیزی سے گھوما اور اس بار اس نے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پوری قوت سے سنیل راڈ کی گردن کے عقبی حصے پر پوری قوت سے بالکل اسی جگہ پر ماری جہاں اس نے پہلے کھڑی ہتھیلی کا وار کیا تھا اور سنیل راڈ گھوم کر سیدھا تو کھڑا ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ بلیک زیرو نے اچھل کر اس کے گھٹنوں پر پیروں کی ضرب لگائی اور قلعہ بازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا تو سنیل راڈ ایک دھماکے سے نیچے فرش پر گر گیا اور نیچے گرتے ہی یلکھت وہ کسی سپرنگ کی طرح اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ بلیک زیرو اچھل کر ایک بار پھر اس کی پشت پر پہنچ گیا اور ابھی سنیل راڈ اچھل کر کھڑا ہو جانے کے لئے اپنا توازن پوری طرح قائم نہ کر سکا تھا کہ بلیک زیرو نے ایک بار پھر سنیل راڈ کی گردن کے عقبی حصے پر کھڑی ہتھیلی کا

گرتی ہے اور ابھی سنیل راڈ کے دونوں بازو آپس میں ملے ہی نہ تھے کہ بلیک زیرو کا جسم نیچے گر کر کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے وہ قلعہ بازی کھا کر اس کی پشت پر آ گیا۔ سنیل راڈ تیزی سے مڑنے ہی لگا تھا کہ بلیک زیرو کا بازو گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی کا وار پوری قوت سے سنیل راڈ کی گردن کی پشت پر پڑا اور سنیل راڈ یلکھت ضرب کھا کر سنبھلتا ہوا اس طرح آگے کو جھکا جیسے اس کا توازن بگڑ گیا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے وہ انتہائی تیزی سے مڑا اور اس کا بازو بلیک زیرو کے جسم سے ٹکرایا اور بلیک زیرو جیسے اڑتا ہوا ایک دھماکے سے سائیڈ دیوار سے بانٹکرایا سنیل راڈ کے جسم میں واقعی ناقابل یقین طاقت تھی۔ بلیک زیرو ضرب کھا کر اڑتا ہوا دیوار کی طرف گیا تھا لیکن اس کی تربیت نے اسے اس بار یقینی موت سے بچالیا تھا۔ ورنہ جس انداز میں وہ دیوار کی طرف گیا تھا اگر وہ اپنے جسم کو انتہائی مہارت سے مخصوص انداز میں نہ موڑ لیتا تو اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرا جاتا اور نتیجہ یہ کہ اس کی کھوپڑی ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ٹکڑوں میں بہر حال تقسیم ہو جاتی۔ لیکن بردقت اپنے جسم کو موڑ لینے کی وجہ سے اس کی پشت دیوار سے ٹکرائی اور وہ اچھل کر دوبارہ زمین پر اس طرح اٹھ کھڑا ہوا جیسے اس نے دیوار کی منڈیر سے چھلانگ لگائی ہو۔ اس کے پیر جیسے ہی زمین پر ٹکے۔ اسی لمحے سنیل راڈ نے اس پر چھٹا مارنے کی کوشش کی لیکن بلیک زیرو یلکھت اچھل کر سائیڈ پر ہوا اور سنیل راڈ جیسے ہی اس سائیڈ پر مڑنے لگا۔ بلیک زیرو کا جسم ٹوک کی طرح گھوما اور دوسرے

کا جسم ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن اس کا جسم بے حس ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ سنیل راڈ واقعی سنیل راڈ تھا۔ اگر بلیک زیرو اپنی خصوصی ذہانت سے اس پر اس انداز میں وار نہ کرتا تو اسے گرنا یا بے حس و حرکت کرنا ناممکن تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دیوار کے ساتھ بے ہوش پڑے ہوئے اس بونے کے جسم کی لمبائی لی اور پھر اس کی جیب سے مشین پستل نکال کر وہ مڑا اور اس کمرے کے دروازے سے باہر آ گیا۔ دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ واقعی وہ ایک چوٹے سے ناپوہر موجود تھا جس کے گرد سمندر تھا اور اس ناپوہر صرف دو کمرے تھے۔ ان میں سے ایک کمرہ تو وہی تھا کہ جس میں سے بلیک زیرو باہر آیا تھا جبکہ دوسرے کمرے کا دروازہ بند تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک دیوہیکل لوہے کا بلند وبالا نادر موجود تھا جس کے اوپر بڑی بڑی گول اور چوکور ریڈ و غریب ساخت کی پیلیٹیں نصب تھیں۔ صبح کی روشنی اب قدرے پھیل گئی تھی اس لئے بلیک زیرو کو یہ سب کچھ قدرے واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو اس کے پھرے پر بے اختیار مسکرا ہٹ رنگ گئی کیونکہ اندر جو مشینری موجود تھی اسے دیکھتے ہی بلیک زیرو سمجھ گیا کہ یہ ٹرانسمیشن مشینری ہے اور اس نادر کا تعلق کسی مخصوص سٹیشن سے ہے اور کال اس نادر کے ذریعے رسیو ہو کر اس مشینری کے ذریعے آؤٹینک انداز میں بیٹھ کو آرٹر

وار کر دیا۔ وہ مخصوص انداز میں اور مسلسل ایک ہی جگہ پر ضربیں لگا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس طرح بہر حال سنیل راڈ کا اعصابی نظام درہم برہم ہو جائے گا اور اعصابی نظام کو درہم برہم کر کے ہی وہ اس پر قابو پاسکتا ہے۔ اس بار کی ضرب نے پہلے سے کچھ زیادہ کام دکھایا اور سنیل راڈ کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ یقیناً دو قدم دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے اپنے آپ کو دیوار سے ٹکرانے سے بچنے کے لئے دونوں ہاتھ آگے کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ بلیک زیرو ہلکی سی تیزی سے اچھلا اور اس بار اس کی زور دار فلائنگ کلک دیوار کی طرف دوڑتے ہوئے سنیل راڈ کی ریزہ کی ہڈی کے قریب درمیان سے ذرا نیچے پوری قوت سے پڑی اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو الٹی قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ سنیل راڈ تیزی سے مڑا اور اس نے یقیناً خوفناک انداز میں جیتتے ہوئے بلیک زیرو کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ اس کا انداز واقعی بے حد جارحانہ تھا لیکن بلیک زیرو اس کے منہ سے نکلنے والی آواز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس کے مخصوص داؤد اور ضربات نے کام دکھا دیا ہے اور پھر واقعی اس سے پہلے کہ سنیل راڈ بلیک زیرو تک پہنچتا۔ وہ یقیناً لڑکھڑاکر ایک دھماکے سے نیچے گر اور نیچے گر کر اس نے بے اختیار اچھل کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بجائے اٹھنے کے وہ پہلو کے بل گر اور پھر سیدھا چوہر ساکت ہو گیا۔ اس نے اپنے گھٹنے موڑے اور اپنے جسم کو پوری قوت سے جھٹکا دے کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر اس کے گھٹنے آہستہ آہستہ سیدھے ہوتے چلے گئے اور پھر اس

مشین پشل کا میگزین چونکہ اس نے مشینری پر ہی خالی کر دیا تھا اس لئے اس نے مشین پشل پھینک دیا تھا۔ جب اس نے وائٹ ٹائیگر کو جلد دیا تو وہ واپس مڑا اور اس نے مرہہ بڑے راڈش کی تلاش لیپنی شروع کر دی اور دوسرے لمحے اس کی توقع کے عین مطابق وہ اس کی جیب سے مشین پشل نکال لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے یہ مشین پشل جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے وائٹ ٹائیگر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹائے۔ گو وہ اس بونے کے چہرے پر تھپڑ مارنا چاہتا تھا لیکن اس طرح یہ بونا بونے کے قابل ہی نہ رہتا۔ ورنہ ذاتی طور پر بلیک زیرو کو تھپڑ مار کر دوسرے کو ہوش میں لے آنا زیادہ پسند تھا۔ وہ ناک اور منہ بند کر کے کسی کو ہوش میں لانے کا طریقہ اس وقت استعمال کرتا تھا جب وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو۔ جب بونے کے جسم میں حرکت کے تاثرات واضح طور پر نمودار ہونے لگے تو بلیک زیرو نے ہاتھ ہٹائے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے کانوں میں ہلکی سی آواز پڑی تو وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل آیا اور باہر آتے ہی اسے بے اختیار ایک درخت کی اوٹ لینی پڑی کیونکہ اس نے دور سے ایک بڑی سی لالچ کو اگھٹائی تیز رفتاری سے اس جہیزے کی طرف بڑھتے دیکھ لیا تھا۔ اس بڑی اور طاقتور لالچ کی مخصوص آواز تھی جو اس کے کانوں میں پڑی تھی اور وہ اس بونے کو چھوڑ کر باہر آگیا تھا۔ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ یہاں سے ہیڈ کوارٹر والا

ٹرانسمٹ ہو جاتی ہو گی۔ ایک لحاظ سے یہ جہیزہ ٹرانسمٹ کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اس کمرے کی چھت سے بھی تیز روشنی نکل رہی تھی اور مشینری بھی خود کار انداز میں کام کر رہی تھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پشل کا رخ اس مشینری کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے تڑپا ہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی مشین کے ڈانٹوں اور چھوٹے بڑے چلتے بچھتے بلبوں کے پرچھے اڑ گئے اور اس کے ساتھ ہی دھماکہ ہوا اور ایک مشین اس طرح پھٹ گئی جیسے اس کے اندر جو دھنکی طاقت کا کوئی ہم پھٹ پڑا ہو اور بلیک زیرو تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر آگیا۔ اب اندر سے مسلسل لیکن ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں اور بلیک زیرو سمجھ گیا کہ ایک دوسری کے ساتھ منسلک مشینری ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے۔ ایک لحاظ سے اس نے ہیڈ کوارٹر کا اعصابی نظام بالکل اس طرح ناکارہ کر دیا تھا جس طرح اس نے سٹیل راڈ کا اعصابی نظام ناکارہ کیا تھا۔ وہ واپس اس کمرے میں آیا۔ اس نے وہاں موجود لوہے کی کرسی کو سیدھا کیا اور پھر اس کے بڑھ کر اس نے اس بونے کو اگھٹا کر اس کرسی پر بٹھایا اور پتالوں پر بندھی ہوئی ہیلت کھول کر اس نے ہیلت کی مدد سے اس بونے کو کرسی کے ساتھ اس طرح بٹھک دیا کہ بونا کسی طرح بھی نہ ہی جھسک کر کرسی سے نیچے اتر سکتا تھا اور اپنے آپ کو کسی طرح بھی چھڑا سکتا تھا۔ اس کے دونوں بازو اس سے اس کی پشت پر کر کے اس انداز میں اسے جکڑا تھا کہ وہ دونوں بازوؤں کو سلٹنے کے رخ پر بھی نہ لا سکتا تھا۔

جبرہ قریب ہے اس لئے ٹرانسمیشن مشینزی ناکارہ ہوتے ہی وہاں سے لاچ پر چینگنگ کے لئے کوئی آدمی یہاں آ رہا ہے۔ پھر لاچ کافی قریب آ گئی تو بلیک زیرو نے دیکھا کہ لاچ میں دو آدمی تھے۔ انہوں نے لاچ کو کنارے پر ایک تنے سے مخصوص انداز میں ہک کیا اور پھر وہ دونوں آدمی تیزی سے لاچ سے جبرے پر آئے اور پھر قدم بڑھاتے ہوئے ان کروں کی طرف بڑھنے لگے اسی لمحے بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پشل کارخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تھوڑا ہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ دونوں جیتے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے چپ کر ساکت ہو گئے۔ بلیک زیرو درخت کی اوٹ سے نکلا اور تیز قدم اٹھاتا لاچ کی طرف بڑھنے لگا۔ اب وہ پوری طرح محتاط تھا۔ ویسے بھی اب دن کی روشنی کافی پھیلی چلی تھی۔ اس لئے اسے سب کچھ واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو لاچ پر چڑھا اور اس نے پوری لاچ گھوم ڈالی لیکن لاچ خالی تھی۔ وہ اطمینان بھرے انداز میں واپس پلٹا اور پھر جبرے پر آکر تیز قدم اٹھاتا اس کرے کی طرف بڑھنے لگا جس میں وہ بونا اور سٹیل راڈ موجود تھے۔ لاچ پر آنے والے دونوں افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ بلیک زیرو نے تھک کر ان دونوں کی تلاش لی لیکن ان کے پاس اس کے بجائے مشینزی کی مرمت کے جدید ساخت کے ٹول باکس موجود تھے اور بلیک زیرو سر ملاتا ہوا اسیدھا ہوا اور پھر وہ آگے بڑھ کر کمرے میں داخل ہوا تو بے اختیار اس کے لبوں پر مسکراہٹ رنگ گئی۔ کیونکہ واٹسٹ ناٹیکر بڑے زور شور سے اپنے آپ کو چھانے کی کارروائی

میں مصروف تھا۔ اس نے اپنے دونوں بازو عقب سے سائیڈوں میں کر لئے تھے اور اب وہ انہیں بیلٹ سے باہر نکلنے میں مصروف تھا۔ ویسے اگر بلیک زیرو کو مزید کچھ درس ہو جاتی تو وہ اپنے مقصد میں یقیناً کامیاب ہو جاتا لیکن بلیک زیرو کو دیکھ کر اس نے اپنے آپ کو روک لیا۔ "تم نے سٹیل راڈ کے ساتھ کیا کیا ہے۔ یہ تو نہ بولتا ہے اور نہ حرکت کر رہا ہے لیکن یہ زندہ ہے۔ پھر تم نے آخر کیا کیا ہے۔" واٹسٹ ناٹیکر نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ "میں نے اس کے اعصابی نظام کا رابطہ اس کے ذہن سے توڑ دیا ہے اب یہ ایک لاش سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔"..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "یہ۔۔۔ کیسے ممکن ہے۔ سٹیل راڈ کو اس حالت میں کیسے پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس کے جسم پر تو گولیاں بھی اثر نہیں کرتیں۔"..... واٹسٹ ناٹیکر نے اہتائی حیرت بھرے انداز میں کہا۔ "اسی لئے تو تجھے اس انداز کی کارروائی کرنا پڑی ہے۔ بہر حال تمہیں یہ بتا دوں کہ ساتھ والے کمرے میں نصب ٹرانسمیشن مشینزی کو میں نے فائرنگ کر کے ناکارہ کر دیا ہے اور تمہارے ہیڈ کوارٹر سے لاچ پر دو انجنیئر آئے تھے۔ انہیں میں نے ہلاک کر دیا ہے۔"..... بلیک زیرو نے کہا تو واٹسٹ ناٹیکر کے چہرے پر حیرت کے شدید ترین تاثرات ابھر آئے۔ "اوہ۔ اوہ۔ وری ہیڈ۔ مجھ سے زندگی میں پہلی بار غلطی ہوئی ہے



”ہاں یہاں سے دس منٹ کے سفر کے فاصلے پر ہے ہیڈ کوارٹر۔“  
وائٹ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔  
”کیا مجھے اس ٹاپو سے یہاں براہ راست لایا گیا تھا یا پہلے ہیڈ کوارٹر  
لے جایا گیا تھا؟.....“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہیڈ کوارٹر میں کوئی اجنبی کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتا۔  
اس لئے تمہیں یہاں براہ راست ٹاپو سے لایا گیا تھا“..... وائٹ ٹائیگر  
نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے بلیک زیرو وائٹ ٹائیگر کی  
بدلتی ہوئی حالت کو دیکھ کر چونک پڑا وہ یلکھت اس طرح نظر آنے لگا تھا  
جیسے اس نے باہر کسی کی آہٹ سنی ہو۔ بلیک زیرو تیزی سے مڑا ہی تھا  
کہ اس نے یلکھت دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور اس کے ساتھ ہی بلیک  
زیرو نے یلکھت چھلانگ لگائی اور بجلی کی سی تیزی سے وہ وائٹ ٹائیگر کی  
کرسی کے عقب میں ہو گیا اور عین اس وقت دو آدمی ہاتھوں میں مشین  
گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے ان کے پیچھے دو اور آدمی بھی نظر آ رہے  
تھے۔

”اسے مار ڈالو۔ میرے پیچھے ہے یہ“..... وائٹ ٹائیگر نے چیختے  
ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ کرسی سمیت اڑتا ہوا اندر داخل ہونے  
والوں پر جا گرا۔ لیکن ایک آدمی بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں ہوا اور  
اس کے ساتھ ہی مشین گن کی توتڑا ہٹ کے ساتھ ہی بلیک زیرو کو  
یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں گرم سلاخیں اترتی چلی جا رہی  
ہوں اور پھر اس کے ذہن پر موت کے اندھیروں نے چھپنے مارنے

کہ میں نے تمہیں زندہ رکھا۔ کاش ایسا نہ ہوتا۔ لیکن میرے تصور میں  
بھی نہ تھا کہ کوئی آدمی سٹیل راڈ کو اس طرح بے کار کر سکتا ہے اور  
اس انداز میں چوٹیں تبدیل کر سکتا ہے۔ ویری سرخ۔ بہر حال اب تم  
کیا چاہتے ہو؟..... وائٹ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔  
”ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی“..... بلیک زیرو نے سادہ سے  
لہجے میں جواب دیا۔

”سنو۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہیڈ کوارٹر پر انتظامات بے حد سخت  
ہیں۔ تم وہاں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے تم اپنی زندگی بچالو اور  
یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ میرا وعدہ ہے کہ میں تمہارے پیچھے آدمی نہیں  
بھجھوں گا“..... وائٹ ٹائیگر نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا بیلٹ سے میں نے تمہاری عقل تو نہیں باندھ دی ہے بی  
ٹائیگر جو تم نے احمقوں جیسی باتیں کرنا شروع کر دی ہیں۔ مجھے معلوم  
ہے کہ وہاں جو انتظامات ہیں اور اب ٹرانسمیشن بے کار ہو جانے کی وجہ  
سے تم لوگ موریس سے بھی آدمی نہیں منگوا سکتے۔ بہر حال اب تمہیں  
میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر جانا ہو گا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم تجربہ کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔ میں تمہارے  
ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں“..... وائٹ ٹائیگر نے ایک طویل  
سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہاں سے ہیڈ کوارٹر شاید چند فرلانگ ہی دور ہے۔ ورنہ یہ انجینئر  
اتنی جلدی یہاں نہ پہنچ جاتے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

شروع کر دیئے اور بلیک زبرد کو آخری احساس یہی ہوا کہ وہ فائرنگ سے ہٹ ہو کر نیچے گر رہا ہے اور اس کے بعد اس کے احساسات یقینی موت کی گہری تاریکیوں میں ڈوبتے چلے گئے۔

لارڈ بو فمین ایک خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں انتہائی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی طرف دیکھتا اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن فرنیچر انتہائی قیمتی اور جدید ساخت کا تھا جبکہ سجاوٹ کا انداز بھی انتہائی جدید تھا۔ ہتھوڑوں بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ بو فمین نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے اور جسم میں موجود بے چینی کے تاثرات یقیناً غائب ہو گئے اور اب وہ اس طرح مطمئن نظر آ رہا تھا جیسے فون کی گھنٹی بجنے سے ہی اس نے کوئی اطمینان بخش خبر سن لی ہو۔ وہ بڑے اطمینان سے مڑا اور میز پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ فون کی گھنٹی مترنم آواز میں مسلسل بج رہی تھی۔ اس نے اطمینان بھرے انداز میں ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھا لیا۔

"یس"..... لارڈ بو فمین نے بھاری لہجے میں کہا۔

"ایکیریسیا سے راڈرک لائن پر ہے جناب"..... دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کوڈوغیرہ چیک کر لئے ہیں"..... لارڈ بو فمین نے پوچھا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کرافبات"..... لارڈ نے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا۔

"ہیلو سر۔ میں راڈرک بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"..... لارڈ نے قدرے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل فریدی پر کئے گئے تمام حملے ناکام ہو گئے ہیں۔ تخریب کاری کرنے والے دونوں گروپ پکڑ لئے گئے ہیں اور ایکیریسیا سے بھیجا گیا قاتلوں کا گروپ تھری ون آر بھی گھیر کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ دماک میں ایجنٹ مریم بانو کو بھی گولی مار دی گئی ہے"..... دوسری طرف سے کہا تو لارڈ بو فمین کو یوں محسوس ہوا جیسے راڈرک کی آواز کی بجائے کوئی گھلا ہوا سسیرہ اس کے کانوں میں انڈیلتا چلا جا رہا ہے۔

"کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے"..... لارڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی کو پھلے سے اس سارے سیٹ اپ کا علم تھا جناب۔

اس لئے اس کے آدمیوں نے انتہائی تیز کارروائی کی اور نتیجہ مکمل ناکامی کی صورت میں سامنے آیا ہے"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اور پاکیشیائی ایجنٹ کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"..... لارڈ نے کہا۔

"وہاں بھیجا جانے والا گروپ ایون بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہیڈ کو آرٹر سے بھی عجیب رپورٹ ملی ہے کہ ایک پاکیشیائی ایجنٹ ہیڈ کو آرٹر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن وائٹ ٹائیگر نے اسے ہلاک کر دیا ہے"..... راڈرک نے کہا تو لارڈ بو فمین بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہیڈ کو آرٹر میں پاکیشیائی ایجنٹ پہنچ گیا تھا۔ ویری ہیڈ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ہیڈ کو آرٹر تو انتہائی خفیہ ہے۔ وہاں کوئی ایجنٹ کیسے پہنچ سکتا ہے"..... لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے وائٹ ٹائیگر کو کہہ دیا ہے کہ وہ آپ کو براہ راست تفصیلی رپورٹ دے"..... راڈرک نے جواب دیا۔

"مطلب یہ کہ ہمارا تمام منصوبہ مکمل طور پر ناکام رہا ہے"۔ لارڈ بو فمین نے کہا۔

"یس لارڈ"..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے۔ ابھی تم نے کوئی کارروائی نہیں کرنی۔ میں اب اس سلسلے میں کوئی نیا پلان بناؤں گا"..... لارڈ بو فمین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کریڈل دیا اور پھر اسے بار بار پریس کرنے لگا۔

سر۔ دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا تو لارڈ نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھا اور پھر مزید دراز کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا لیکن جدید اور لانگ ریج کا باکس ہائٹراٹھسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس پر موجود ایک بٹن پر پریس کر دیا۔

”لیس۔ اوور“..... لارڈ نے انتہائی رعب دار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

وائٹ ٹائیگر عرض کر رہا ہوں چیف باس۔ اوور..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

یہ کیا ہو رہا ہے وائٹ ٹائیگر۔ کون ایجنٹ ہیڈ کو وارٹر ہینچا تھا اور کس طرح ہیڈ کو وارٹر کا ٹرانسمیشن سسٹم تباہ ہوا ہے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اوور..... لارڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

ہیڈ کو وارٹر تک تو ایجنٹ نہیں پہنچ سکا سر۔ اسے سپلائی ٹاپو پر ہی تعمیر کیا گیا تھا۔ لیکن وہ ہمارے آدمیوں کو ڈاج دے کر ٹاور ٹاپو پر پہنچ گیا اور پھر مجھے اس کی سرکوبی کے لئے خود وہاں جانا پڑا۔ لیکن اس دوران وہ ٹرانسمیشن کی مشینری کو فائرنگ سے تباہ کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن ہم نے اسے گھیر کر ہلاک کر دیا۔ اب میں نے رڈرک کو کہہ دیا ہے کہ وہ ایکریسیا سے انجنیز اور نئی مشینری بھجوادے۔ زیادہ سے زیادہ دو روز کے اندر نئی مشینری نصب ہو جائے گی اور۔ وائٹ ٹائیگر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

تفصیلی رپورٹ دو۔ اوور..... لارڈ نے اس بار قدرے اطمینان

”لیس سر..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کلیئر کو تلاش کرو اور وہ جہاں بھی ہو۔ اسے فوراً میرے آفس پہنچاؤ۔ فوراً“..... لارڈ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”ہو نہ۔ اس کا مطلب ہے کہ گھی اب سیدھی انگلی سے نہیں نکلے گا“..... لارڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ وہ کچھ در خاموش رہا پھر اس نے چونک کر رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

”لیس سر..... دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیڈ کو وارٹر میں وائٹ ٹائیگر کو کال کر کے میری اس سے بات کراؤ“..... لارڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیس..... لارڈ نے کہا۔

”ہیڈ کو وارٹر سے رابطہ ٹرانسمیٹر پر ہو سکا ہے جناب۔ وہاں کا ٹرانسمیشن سسٹم تباہ ہو چکا ہے۔ وائٹ ٹائیگر ٹرانسمیٹر پر موجود ہے سر..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا تو لارڈ کا چہرہ بگڑا گیا۔

”ٹرانسمیشن سسٹم تباہ کر دیا گیا ہے۔ دہری بیڈ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے“..... لارڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”وائٹ ٹائیگر آپ کو تفصیل بتانے کے لئے لائن پر موجود ہیں

میں کہا۔

”اس کی ہلاکت کے بعد اس کا میک اپ چیک کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ ایشیائی تھا جناب اور پھر اس کی تلاشی پر معلوم ہوا کہ اس کا تعلق پاکیشیا کی کسی سرکاری اجنسی سے تھا۔ اور..... وائٹ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”دری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ہیڈ کوآرٹر اب محفوظ نہیں رہا۔ تمہیں اسے ہلاک کرنے کی بجائے پکڑنا چاہئے تھا تاکہ اس سے تفصیلی معلومات حاصل کی جاسکتیں۔ اور..... لارڈ نے کہا۔

”سروہ انتہائی تیز اور خطرناک ایجنٹ تھا۔ اگر ہم اسے پکڑنے کی کوشش کرتے تو وہ مزید نقصان کر دیتا۔ میں نے اسے انتہائی منصوبہ بندی سے گھیر کر اس کا خاتمہ کیا ہے۔ اور..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

”لیکن اب تم نے اس ایجنٹ کے بارے میں تحقیقات کرانی ہیں کہ اسے کس طرح ہیڈ کوآرٹر کا علم ہوا اور کس طرف وہ سپلائی اسٹیمپر پہنچا۔ اور..... لارڈ نے کہا۔

”میں سر۔ تحقیقات جاری ہیں۔ میرے دو آدمی خصوصی طور پر اس پر کام کر رہے ہیں تاکہ آئندہ ایسے کسی واقعہ کا اعادہ نہ ہو سکے۔ اور..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

”او۔ کے۔ اور زیادہ محتاط رہو۔ اور اینڈ آل..... لارڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس میز کی دراز میں رکھا اور دراز بند کر دی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور

بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وائٹ ٹائیگر کی یہ بات سن کر اسے خاصا سکون محسوس ہو رہا تھا کہ ایجنٹ ہیڈ کوآرٹر تک نہیں پہنچ سکا۔

”سر حسب دستور سپلائی اسٹیمپر راموس سے آرہی تھی کہ میں نے چیکنگ کے طور پر اسٹیمپر کے کپتان اور سپلائی کے انچارج آفکے سے ٹرانسمیٹر پر بات کی تو آفکے نے مجھے بتایا کہ ایک الیکٹری انجینئر کو ایئر بیما سے بھجوایا گیا ہے تاکہ ہیڈ کوآرٹر کی مشینری کو درست کیا جاسکے اور وہ انجینئر بھی سپلائی اسٹیمپر موجود ہے۔ میں یہ سن کر بے حد حیران ہوا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں نے کسی انجینئر کو کال نہیں کیا۔ اس لئے یہ لازماً کوئی غیر ملکی ایجنٹ ہوگا۔ اسے فوراً ہلاک کر دیا جائے۔ چنانچہ مجھے اطلاع ملی کہ وہ انجینئر ہلاک نہیں ہوا بلکہ اس نے اسٹیمپر کے سارے عملے کو ہلاک کر دیا ہے اور ہماری لاجوں کے عملے کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور ایک لانیچے لے کر وہ فرار ہو گیا ہے۔ میں نے فوراً اس کی تلاش کا حکم دیا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ ناور ٹاپو پر پہنچ گیا اور اس نے وہاں ہمارے آدمیوں کو ہلاک کر کے ناور پر قبضہ کر لیا ہے جس پر میں خود چار آدمیوں کے ساتھ وہاں گیا اور پھر میں نے منصوبہ بندی سے کام لیتے ہوئے اسے گولیوں سے پھنسی کر دیا لیکن اس دوران وہ ٹرانسمیشن مشینری تباہ کر چکا تھا۔ اور..... وائٹ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس ملک کا ایجنٹ تھا وہ اور اسے کیسے ہیڈ کوآرٹر اور سپلائی کے بارے میں علم ہو گیا تھا۔ اور..... لارڈ بوفمن نے حیرت بھرے لہجے

"کھنکھاتا ہے یا ہے۔ ایک بات کرو"..... لارڈ نے تیز لہجے میں کہا  
 "ہے بھی ہی اور کھنکھاتا ہے"..... کلیر نے جواب دیا۔  
 "اور پاکیشیا کا علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس"..... لارڈ نے  
 کہا۔

"ان دونوں کے بارے میں بھی میرا وہی جواب ہے جو کرنل  
 فریدی کے بارے میں ہے۔ لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے  
 ہیں۔ کیا یہ دونوں جیوش چینل کے خلاف کام کر رہے ہیں"۔ کلیر نے  
 اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ دونوں ریڈ وائر کے خلاف کام کر رہے ہیں اور یہ بھی  
 اطلاع ملی ہے کہ ان دونوں تک جیوش چینل کے بارے میں بھی  
 اطلاع پہنچ چکی ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں جیوش چینل کے  
 خلاف کام کرنے میں بھی آجائیں"..... لارڈ نے کہا۔

"آپ پریشان نہ ہوں لارڈ! انہیں یہاں آنے دیں۔ اس کے بعد  
 میں جانوں اور وہ۔ میں ان کا مقابلہ کر سکتا ہوں بلکہ انکریٹیا کی سب  
 6جنسیوں میں سے یہ فخر صرف مجھے ہی حاصل ہے کہ میں نے ہمیشہ ان  
 کا بھرپور مقابلہ کیا ہے۔ میرے مقابلے میں یہ کبھی کامیاب نہیں ہو  
 سکتے اور پھر یہاں اسرائیل میں تو انہیں پناہ بھی نہ ملے گی"..... کلیر  
 نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن میں چاہتا ہوں کہ وہ یہاں آنے سے پہلے ہی ہلاک ہو  
 جائیں۔ میں نے اس کے لئے دماک میں موجود ریڈ وائر کے دو گروپ

انکھایا۔

"یس"..... لارڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"کلیر ملاقات کے لئے حاضر ہے باس"..... دوسری طرف سے کہا  
 گیا۔

"مجھو دو اسے"..... لارڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ جلد لمحوں بعد  
 دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو لارڈ نے میز کے کنارے پر لگا ہوا  
 ایک بٹن پریس کر دیا تو سامنے دیوار میں ایک سکرین روشن ہو گئی  
 جس پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی کھڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ لارڈ نے  
 وہ بٹن آف کیا اور ایک دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی  
 دروازہ کھلا اور سکرین پر نظر آنے والا آدمی اندر داخل ہوا اور اس نے  
 اہتہائی مؤدبانہ انداز میں لارڈ کو سلام کیا۔ یہ کلیر تھا۔ جیوش چینل کا  
 چیف سیکورٹی آفیسر اور اسرائیل میں لارڈ کا نمبر ٹو۔ یہ انکریٹیا کا ناپ  
 انجٹ تھا لیکن لارڈ نے اسے وہاں سے بلوا کر اپنے پاس رکھ لیا تھا اور  
 اسے جیوش چینل کا چیف سیکورٹی آفیسر بنا دیا تھا۔

"بیشکو کلیر"..... لارڈ نے قدرے نرم لہجے میں کہا تو کلیر میز کی  
 دوسری طرف موجود کسی پراہتہائی مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"کرنل فریدی کے بارے میں کیا جانتے ہو تم"..... لارڈ نے کہا تو  
 کلیر چونک پڑا۔ اس کے بچہ پر حیرت کے تاثرات ابھرتے۔

"وہ دنیا کا اہتہائی خطرناک انجٹ کھنکھاتا ہے"..... کلیر نے  
 مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تخریب کاری کے لئے تعینات کئے اور ایک اہتائی ماہر پیشہ ور قاتلوں کے گروپ کو کرنل فریدی کی ہلاکت کے لئے ایکریمیا سے بھجوا لیا لیکن مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ کرنل فریدی نے ان تینوں گروپوں کو نہ صرف گرفتار کر لیا بلکہ انہیں ہلاک بھی کر دیا گیا ہے اور دماک میں ریڈ واٹر کی ایجنٹ مریم بانو کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ادھر پاکیشیا سے بھی ایسی ہی رپورٹ ملی ہے وہاں بھی علی عمران کے خلاف قاتل کارروائی ناکام رہی ہے بلکہ ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر دگاں جہیزے پر ایک پاکیشیائی ایجنٹ پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے وہاں کاٹراسمنٹن نظام بھی تباہ کر دیا لیکن وہاں کے انچارج وائٹ ٹائیگر نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے بلوایا ہے کہ تم دماک جا کر اس کرنل فریدی کے خلاف کام کرو۔ میں ان دونوں ایجنٹوں کی ہر صورت میں موت چاہتا ہوں۔ لاڈلو فمین نے کہا۔

”آپ کے حکم کی تعمیل مجھ پر فرض ہے چیف باس۔ لیکن میرا مشورہ ہے کہ آپ کرنل فریدی اور علی عمران دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ اگر یہ لوگ یہاں اسرائیل میں آئیں تو یہاں آسانی سے ان کا ذکر رکھ لیا جاسکتا ہے ورنہ وہاں ان کی ہلاکت کے چکر میں آپ نہ صرف اپنی مکمل ریڈ واٹر تباہ کرالیں گے بلکہ اس کا ہیڈ کوارٹر اور پورا سیٹ اپ ختم ہو جائے گا۔ یہ دونوں اہتائی تیز اور فعال سکیورٹی ایجنٹ ہیں۔ یہ اس طرح قابو میں نہیں آسکتے۔ جس طرح آپ سوچ رہے ہیں.....“ کلیر نے جواب دیا۔

”لیکن اگر ان کے خلاف کام نہ کیا گیا تو پھر اسلامی ممالک کی کانفرنس منعقد ہو جائے گی اور یہ کانفرنس نہ صرف پوری دنیا کے یہودیوں کے خلاف ہے بلکہ باجان اور کافرستان اور ایسے ہی دوسرے ممالک حتیٰ کہ ایکریمیا اور یورپ کے سب ملکوں کے خلاف ہے کیونکہ اس کانفرنس میں جو معاہدہ ہونے والا ہے اگر وہ ہو گیا تو پھر اسلامی ممالک بارٹر سسٹم کے تحت ایک دوسرے کو اپنا مال فروخت کریں گے اور ان ملکوں میں دنیا کی ہر چیز وافر مقدار میں موجود ہے۔ اس طرح پوری اسلامی دنیا کی منڈیاں یہودیوں، یورپی ملکوں، باجانیوں، کافرستانیوں اور ایکریمیا کے ہاتھوں سے نکل جائیں گی اور ہم سب ایسا نہیں چاہتے.....“ لاڈلو فمین نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ ریڈ واٹر نے صرف دھمکیاں دے کر گرگٹ لینڈ میں اسلامی ممالک کی کانفرنس کے انعقاد کو روک لیا ہے اور اب اسلامی ممالک اس کانفرنس کے انعقاد سے گریز کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ اس طرح جاری رکھیں۔ ریڈ واٹر کی طرف سے دھمکیاں دیتے ہیں اور تخریبی کارروائیاں جاری رکھیں اور خاص طور پر ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے انتظامات سخت کریں۔ اگر وہ ایجنٹ وہاں تک پہنچ گیا تو پھر کرنل فریدی اور علی عمران بھی وہاں تک پہنچ جائیں گے اور پھر ہیڈ کوارٹر ان کے لئے بہترین پھندہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس طرح اسلامی کانفرنس کا انعقاد نہ ہو سکے گا اور ایک سال آسانی سے گزر جائے گا۔ ایک سال بعد کئی ممالک میں نئے انتخابات ہو جائیں گے اور

نئے لوگ آجائیں گے۔ اس طرح معاملات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔“ کلیر نے جواب دیا۔

”اگر ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کو کوئی یقینی خطرہ پیش آیا تو پھر تمہیں وہاں جانا پڑے گا۔ گو یہ ہیڈ کوارٹر ایسا نہیں ہے کہ اس کی تباہی سے ہمیں کوئی نقصان پہنچ سکے۔ وہاں اس جہزے میں صرف اسلحے کے چند ذخائر ہیں اور بس۔ اور پھر یہ ہیڈ کوارٹر کسی بھی دوسرے جہزے پر قائم کیا جاسکتا ہے لیکن ہم نے اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ایسا پروپیگنڈہ کر رکھا ہے کہ جیسے یہ واقعی ہیڈ کوارٹر ہو اور ناقابلِ تسخیر ہو اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ لوگ اس سے سرتوجہ نہ لیں لیکن اسے نقصان نہ پہنچا سکیں ورنہ ریڈ واٹر کی ساکھ خراب ہو جائے گی۔“..... لارڈ بوفمین نے کہا۔

”ٹھیک ہے بس۔ اگر کوئی یقینی خطرہ درپیش ہو تو مجھے جانے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور اگر وہ لوگ یہاں آئے تو پھر بھی میں موت بن کر ان پر بھپٹ پڑوں گا۔“..... کلیر نے کہا۔

”او۔ کے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ تم جاسکتے ہو۔“..... لارڈ بوفمین نے اطمینان بھرے انداز میں کہا تو کلیر اٹھا اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک فیرو کی آنکھیں کھلیں تو اسے اپنے ذہن میں مسلسل دھماکے سے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے گرد دہیز دھند چھائی ہوئی ہو اور وہ سفید بادلوں کے درمیان فضا میں تیرتا پھر رہا ہو۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے ارد گرد کا ماحول قدرے واضح دکھائی دینے لگ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ اس کمرے میں فرش پر لاٹوں کے درمیان موجود تھا جس کمرے میں اسے پہلے کرسی پر باندھا گیا تھا اور پھر اس نے اس بوئے وائٹ ٹائیگر کو کرسی پر بٹھا کر، بلیٹ سے باندھا تھا اور اسکے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ سارے مناظر فلم کی طرح گھومنے لگ گئے جب وہ دروازے کی طرف پشت کئے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے وائٹ ٹائیگر سے بوجھ گچھ کر رہا تھا تو اس نے وائٹ ٹائیگر کے ہچرے اور انداز میں یلخت تبدیلی محسوس کی اور پھر



جسم میں شدید درد کی لہریں دوڑ رہی ہیں اور اس کا سانس بھی ہموار نہیں ہے۔ اسے اپنے پہلوؤں میں زخموں کا احساس ہو رہا تھا۔ ایک بازو بھی بے حس و حرکت محسوس ہو رہا تھا اور جہاں وہ موجود تھا وہاں خون بھی کافی زمین میں جذب ہو چکا تھا۔ لیکن اب چونکہ وہ ذہنی طور پر سنبھل چکا تھا اور اسے اپنی حالت کا بھی احساس ہو گیا تھا کہ وہ نہ صرف شدید ترین زخمی حالت میں ہے بلکہ اس کے زخموں میں سے خون بھی کافی بہہ چکا ہے اور اس کے علاوہ شاید گولیاں بھی اس کے جسم میں موجود تھیں۔ جن کا زہر بھی خون میں شامل ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی حالت کافی تشویشناک ہے اور کسی بھی لمحے موت کا فرشتہ اس پر چھٹ سکتا تھا لیکن زندگی کے آخری سانس تک جدوجہد کرنا اس کی تربیت میں شامل تھا۔ اس لئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا۔ ہر طرف گہری خاموشی طاری تھی۔ اس لئے اتنی بات وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ افراد اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس کی لاشعوری فائرنگ کی وجہ سے وہ خود یا وائٹ ٹائیگر زخمی ہوا ہو۔ اس لئے وہ لوگ اپنے آپ کو سنبھالنے کے چکر میں اس کی طرف زیادہ توجہ نہ کر سکے ہوں۔ یہ سب کچھ سوچتے ہوئے وہ اب آہستہ آہستہ دروازے کی طرف کرائنگ کے سے انداز میں کھسکنے لگا کیونکہ اسے فوری طور پر نہ صرف فرسٹ ایڈ باکس کی ضرورت تھی بلکہ پانی کی بھی اشد ضرورت تھی اور اس نے ساتھ والے کمرے میں مشینری کا جائزہ لیتے ہوئے ایک سائیڈ پر موجود ریک میں پڑا ہوا کافی بڑا میڈیکل ایڈ باکس بھی دیکھا تھا۔ اگر

اس نے رخ موڑ کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس نے دروازے میں سے مسلح افراد کو اندر آتے دیکھا تو وہ اچھٹائی پھرتی سے وائٹ ٹائیگر کی کرسی کے عقب میں آگیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے کرسی وائٹ ٹائیگر سمیت اٹھا کر آنے والے مسلح افراد کی طرف پھینک دی اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پستل نکال لیا تھا لیکن اندر داخل ہونے والوں میں سے ایک آدمی اپنی پھرتی کی وجہ سے کرسی کی زد میں آنے سے بچ گیا اور اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سے فائر کھول دیا اور بلیک زیرو کو اپنے جسم میں گرم سلاخیں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں اور وہ نیچے گر گیا تھا اور پھر اس کا ذہن تاریکی کی آتھاء گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ البتہ اب اسے دھندلا سا احساس ہو رہا تھا کہ نیچے گرنے کے بعد اس نے لاشعوری طور پر اندر آنے والوں پر مشین پستل کی فائرنگ کھول دی تھی یہ بات پوری طرح اس کے شعور میں واضح نہ تھی البتہ اب پوری طرح شعور میں آنے کے بعد اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ نہ صرف زندہ تھا بلکہ ہوش میں بھی آگیا تھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن جیسے ہی اس نے اٹھنے کے لئے کوشش کی۔ اس کا ذہن ٹپکت کسی لٹو کی طرح گھومنے لگا۔ اس نے اپنے آپ کو بے حس و حرکت کر کے ایک بار پھر اپنے ذہن کو سنبھالنے کی کوشش کی اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اب اس نے جھٹکے سے اٹھنے کی بجائے آہستہ آہستہ اٹھنا شروع کیا اور اسے محسوس ہوا کہ اس کے

اسے اٹھا نہیں لیا گیا تو یہ باکس اس کے کام آسکتا تھا۔ سانچہ وہ آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پہلے پہلے تو اسے اس بظاہر معمولی سے کام کے لئے بھی بے حد تکلیف اٹھانی پڑی تھی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کی رفتار میں پہلے سے کافی تیزی آگئی۔ کیونکہ اب وہ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ذہنی اور جسمانی طور پر نہ صرف تیار ہو چکا تھا بلکہ وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کر رہا تھا کہ اس نے اسے یقینی موت سے بچا لیا تھا۔ اندر سے باہر نکل کر اس نے دیکھا کہ باہر بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ سلمے والے کمرے کے دروازے کی طرف کھسکتا چلا گیا اور پھر جب وہ اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے بے اختیار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ریک میں میڈیکل ایڈ باکس موجود تھا۔ وہ کھسکتا ہوا اس ریک کے قریب پہنچ گیا اور پھر ایک بائٹھ سے اس نے ریک میں سے میڈیکل باکس اتار کر نیچے رکھا اور اسے کھول کر سب سے پہلے تو اس نے اس میں موجود پانی کی ایک بوتل نکلی اور اسے کھول کر اس نے اسے منہ سے لگا لیا۔ خون کافی مقدار میں بہہ جانے کی وجہ سے اسے پانی کی انتہائی شدید ترین طلب محسوس ہو رہی تھی اور اسے معلوم تھا کہ پانی پی لینے کے بعد اس کی حالت کافی زیادہ سنبھل جائے گی۔ اس لئے اس نے سب سے پہلے پانی کی بوتل ہی باکس سے نکالی تھی۔ چونکہ اسے شدید پیاس محسوس ہو رہی تھی اس لئے اس نے بوتل منہ سے لگائی تو اس وقت بھائی جب بوتل خالی ہو گئی لیکن پانی پینے سے واقعی اس کے جسم میں نہ صرف

طاقت عود کر آئی تھی بلکہ اس کا ذہن بھی پہلے سے زیادہ پرسکون ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اپنے زخموں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ چونکہ وہاں اکیلا تھا اس لئے اس نے سب کچھ خود ہی کرنا تھا۔ اس نے باکس میں سے سامان نکال کر باہر رکھ لیا اور پھر سب سے پہلے اس نے ایک انجکشن نکال کر اپنے اس بازو میں لگایا جو بے حس و حرکت تھا۔ اس انجکشن کے بعد اس نے اپنے جسم کے زخمی حصے میں دوسرا انجکشن لگایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پانی کی دو بوتلیں نکال کر ان کے ذہن منہ سے کھولے اور انہیں قریب رکھ لیا۔ اب وہ اپنا آپریشن خود کرنے کے لئے تیار ہو چکا تھا تاکہ زخموں میں موجود گولیاں باہر نکال سکے۔ گو اسے معلوم تھا کہ اس جسمانی حالت میں جبکہ اس کے جسم سے کافی خون نکل چکا تھا اور اسے خون کی بوتلوں کی اشد ضرورت تھی، زخموں کا آپریشن کرنے کا مطلب مزید خون کا ضیاع تھا اور اس حالت میں وہ ہلاک بھی ہو سکتا تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر گولیاں جسم سے باہر نہ نکالی گئیں تو ان کا زہر اس قدر پھیل جائے گا کہ پھر ویسے ہی وہ ہلاک ہو جائے گا اس لئے اس نے آپریشن کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میڈیکل باکس کافی بڑا اور جدید تھا اور اس میں ہر قسم کی ایمرجنسی سے نمٹنے کا سامان وافر مقدار میں موجود تھا اور بلیک زرو نے اس سلسلے میں باقاعدہ تربیت حاصل کی ہوئی تھی اس لئے وہ مطمئن تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اس کی زندگی مقصود ہے اور اس نے برستی ہوئی گولیوں میں اسے نہ صرف زندہ رکھا بلکہ دشمنوں کو بھی اس طرح واپس جانے پر

مجبور کر دیا کہ وہ اسے مزید چھلنی نہ کر سکے تھے تو اس کا مطلب ہے کہ ابھی اللہ تعالیٰ اس سے مزید کام لینا چاہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی چنانچہ اس نے نفستر اٹھایا اور اللہ کا نام لے کر اس نے باقاعدہ زخم کا آپریشن شروع کر دیا۔ انجکشن لگنے کی وجہ سے اسے زیادہ تکلیف محسوس نہ ہو رہی تھی اور پھر اپنی زندگی کے تحفظ کی خاطر وہ سب کچھ برداشت کر لینے کے لئے ذہنی طور پر اور جسمانی طور پر آمادہ تھا۔ اس لئے وہ اس طرح اطمینان بھرے انداز میں آپریشن کرتا رہا جیسے وہ اپنے جسم کی بجائے کسی دوسرے کے جسم پر نفستر آزمائی کر رہا ہو اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے نہ صرف اپنے جسم میں موجود تین گولیاں نکال لی تھیں بلکہ زخموں کی مینڈج بھی کر لی تھی اور طاقت کے مطلوبہ انجکشن بھی لگائے تھے اور اس کے بعد وہ فرش پر ہی لیٹ گیا تاکہ کچھ دیر تک آرام کر سکے۔ مینڈج ہونے اور انجکشن لگنے کے بعد اسے کافی سکون محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے باکس بند کر کے اسے واپس ریک میں رکھ دیا تھا اور پھر فرش پر اسے لیٹے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک اسے باہر سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے جزیرے پر کچھ افراد موجود ہوں۔ وہ چونک بڑا اور پھر تیزی سے اٹھ کر وہ ایک بڑی سی مشین کی سائیڈ سے ہو کر اس کے عقب میں ہو گیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔

”کیا مطلب۔ یہاں فرش پر خون۔ مینڈج کی پٹیاں۔ سر نہیں۔ پانی کی خالی بوتلیں۔ کیا مطلب۔ یہ تو ایسے لگتا ہے جیسے جہاں کسی کا

باقاعدہ علاج ہوتا رہا ہے۔“ ایک آواز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے وائٹ ٹانگیر کا یہاں پہلے علاج کیا گیا ہوگا۔ پھر اسے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ زخمی تھا۔“ دوسرے نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ہی ہوگا۔ ٹھیک ہے۔ اب مشینری کو چیک کر لو تاکہ اس کی مرمت کا انتظام کیا جاسکے۔“ پہلی آواز نے کہا۔

”تم دیکھ نہیں رہے جیکب۔ یہ تمام مشینری مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ اب اس کی مرمت کا تو سوچنا ہی حماقت ہے۔ اب تو اسے ہٹا کر مکمل طور پر نئی مشینری جہاں نصب ہوگی۔“ دوسری آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے باس کو یہاں کی صورتحال تفصیل سے بتا دی جائے۔“ پہلے نے کہا۔

”ہاں تو اور کیا۔“ دوسرے نے کہا۔

”ٹھیک ہے آؤ۔ اب ہمارا جہاں رہنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔“ پہلے نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے مڑے اور دروازے سے باہر چلے گئے۔ بلیک زبرداب کبھ گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کیسے بچا لیا تھا۔ اس کی لاشعوری فائرنگ کے نیچے میں یقیناً وائٹ ٹانگیر زخمی ہو گیا ہوگا اور اس کے ساتھی اسے بچانے کے لئے اٹھا کر لے گئے ہوں گے اور انہوں نے یہی کبھ لیا ہوگا کہ بلیک

زیر و ہلاک ہو گیا ہے اور اب یہ انجینئر یہاں مشینری کی چیکنگ کے لئے آئے ہیں۔ اب اس کے پاس دور راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ ان دونوں کو ہلاک کر دے اور جس لالچ پر وہ آئے ہیں اسے خود چلاتا ہوا وہ ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے لیکن اسے معلوم تھا کہ اس طرح وہ آسانی سے بکڑا جاسکتا تھا کیونکہ اسے یہ معلوم ہی نہیں ہوگا کہ لالچ کو کہاں لے جا کر روکنا ہے اور ہو سکتا ہے وہاں باقاعدہ نگرانی اور چیکنگ کی جا رہی ہو اور شدید زخمی ہونے کی وجہ سے وہ ان کے خلاف بھرپور جدوجہد تو ایک طرف معمولی سی جدوجہد کرنے کے بھی قابل نہ تھا۔ دوسری صورت میں اگر وہ کچھ نہ کرتا تو یہ دونوں لالچ کو واپس لے جاتے اور بلیک زیر وہاں بے یار و مددگار پڑا رہتا۔ اس کے پاس یہاں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ ہی نہ تھا۔ کافی دیر تک وہ سوچتا رہا۔ پھر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ یہاں سے نکل کر لالچ میں چسپ جائے اس طرح وہ ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے گا اور پھر وہاں جو صورتحال بھی ہوگی وہ اس کے مطابق کام کرے گا۔ سچنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ مشین کی اوٹ سے باہر نکلا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ماریا اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑی۔  
 "یس کم ان"..... ماریا نے کہا تو دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ملیکا اندر داخل ہوئی۔

"آؤ ملیکا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ تمہارے کرنل فریدی نے تو دعوت دے کر دعوت سے معذرت کر لی ہے البتہ کیپٹن حمید کا کہنا ہے کہ وہ شام کو آجائے گا اور پھر ہم کسی ہوٹل میں بیٹھ کر دعوت کھائیں گے"..... ماریا نے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔  
 "ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ مجھے کیپٹن حمید نے فون کر کے اطلاع کر دی تھی کہ کرنل فریدی کو اچانک کسی اہتائی ضروری کام کی وجہ سے دارالحکومت سے باہر جانا پڑ گیا ہے۔ اس لئے اس نے دعوت کا پروگرام منسوخ کر دیا ہے"..... ملیکا نے جواب دیا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

"لیکن یہ ہے تو غلط کہ دعوت دینے کے بعد اس طرح اسے منسوخ کر دیا جائے"..... ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ عام حالات میں تو واقعی یہ غلط ہے لیکن کرنل فریدی کے کام کی نوعیت کو بہر حال ہم دونوں سمجھ سکتی ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے"..... ملیکا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ملیکا تم تو کرنل فریدی کی اس قدر حمایت کرتی ہو لیکن میں نے کرنل فریدی کا جائزہ لیا ہے۔ وہ جہاری طرف قطعی ملتفت نہیں ہے مجھے تو ایسے احساس ہوا ہے جیسے وہ تمہیں سرے سے عورت ہی نہیں سمجھتا"..... ماریا نے کہا تو ملیکا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہیں تو کیپٹن حمید عورت سمجھتا ہے۔ تم تو شکر ادا کرو"۔ ملیکا نے کہا تو ماریا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"ہاں۔ کیپٹن حمید واقعی مجھے پسند کرتا ہے۔ میں نے اس کی آنکھوں میں پسینے لئے بڑے گہرے جذبات محسوس کئے ہیں"..... ماریا نے کہا۔

"کسی غلط فہمی میں نہ رہنا۔ میں بھی پہلے پہل کیپٹن حمید کو غلط سمجھتی تھی لیکن میں نے دیکھا ہے کہ وہ بھی صرف کمپنی کی حد تک ہی رہتا ہے اور وقت پڑنے پر اس طرح آنکھیں پھیر لیتا ہے کہ شاید طوطا بھی اس طرح آنکھیں نہ پھیرتا ہوگا"..... ملیکا نے کہا۔

"یہ تو وقت آنے پر پتہ چلے گا ملیکا۔ بہر حال تم اپنی بات کرو۔ تم اپنی والدہ سے کہہ کر کرنل فریدی سے بات کراؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ

کرنل فریدی تمہاری والدہ کی بے حد عزت کرتا ہے"..... ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ وہ واقعی ان کی بے حد عزت کرتا ہے۔ لیکن میں ایسا نہیں چاہتی۔ میں خود کرنل فریدی کو اپنے سامنے جھکاؤں گی اور جب وہ میرے سامنے ٹھک جائے گا پھر میں والدہ سے بات کروں گی۔ پہلے نہیں"..... ملیکا نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔

"مشکل ہے ملیکا۔ یہ شخص انتہائی پتھر دل واقع ہوا ہے۔ جذبات سے عاری اور ویسے بھی وہ یہاں دماک میں رہتا ہے اور تم گریٹ لینڈ میں۔ اس لئے یہ کام مشکل ہے"..... ماریا نے کہا۔

"میں نے چیف ہمیس سے بات کر لی ہے۔ مجھے جلد ہی سپیشل فورس کی خصوصی ایجنٹ کے طور پر دماک میں تعینات کر دیا جائے گا اور پھر میں دیکھوں گی کہ کرنل فریدی کہاں بھاگے گا"..... ملیکا نے کہا۔

"گڈ۔ پھر تو واقعی وہ نہ بھاگ سکے گا"..... ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ملیکا بے اختیار ہنس پڑی اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ماریا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیس۔ ماریا بول رہی ہوں"..... ماریا نے کہا۔

"کیپٹن حمید بول رہا ہوں مس ماریا"..... دوسری طرف سے کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی تو ماریا بے اختیار مسکرا دی۔

"اوہ۔ ڈیئر کیپٹن حمید۔ میں تو صبح سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔

ہے۔..... ملیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "تم نکر نہ کرو۔ میں کیپٹن حمید سے کرنل فریدی کو مجبور کرادوں گی کہ وہ تمہارے حق میں فیصلہ کر دے۔ بس ہم ابھی چلتے ہیں۔ میں جا کر لباس بدل لوں۔..... ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ وہ آج اس طرح تیار ہو کر جانا چاہتی تھی کہ کیپٹن حمید کو کرنل فریدی کے خلاف اپنے ساتھ ملا لینے میں کامیاب ہو جائے چنانچہ جب وہ تیار ہو کر ڈریسنگ روم سے باہر آئی تو ملیکا بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ تم نے کیا لباس پہن لیا ہے ماریا..... ملیکا نے اس کے جسم پر موجود اہتائی بھڑکدار اور اہتائی نیم عریاں لباس دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔ آخر ہم مردوں کی طرف سے دی گئی دعوت میں جا رہی ہیں۔ اب کیا بوڑھوں والا لباس پہن کر جائیں۔ مردیچارے تو بور ہو جائیں گے۔..... ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو تمہارا خیال ہے کہ کیپٹن حمید اور کرنل فریدی تمہارا یہ لباس دیکھ کر خوش ہوں گے۔..... ملیکا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے وہ مرد ہیں اور نوجوان بھی۔ انہوں نے خوش تو ہونا ہی ہے۔..... ماریا نے کہا۔

"میں تمہیں کتنی بار بتاؤں کہ تم اس وقت گریٹ ملینڈیا ایکریما

ابھی ملیکا آئی ہے تو میں اس سے تمہارا ہی ذکر کر رہی تھی کب آ رہے ہو۔ میں تو شدت سے تمہاری منتظر ہوں۔..... ماریا نے اہتائی لگاؤٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"بے حد شکر ہے ماریا۔ وہ ہمارے زمانے کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ۔..... مجھ سے میرا ذکر بہتر ہے جو تمہاری محل میں تو ہے۔

بہر حال میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ میں اور کرنل فریدی خلاف توقع جلد کام ختم کر کے واپس آگئے ہیں۔ اس لئے وہ پہلے والی دعوت قائم ہے۔ اگر ملیکا تمہارے پاس آگئی ہے تو اس کے ساتھ آجاؤ۔ کیونکہ کرنل فریدی نے دعوت کے تمام انتظامات میرے ذمے لگا دیئے ہیں اور چونکہ دعوت میں تم بھی شریک ہو۔ اس لئے یہ کام کر کے مجھے اہتائی مسرت ہو رہی ہے۔ میں یہاں تمہارا استقبال کروں گا اور ہو سکتا ہے کہ آج کرنل فریدی کو مجبور کر دوں کہ وہ اپنے اور ملیکا کے متعلق اور میرے اور تمہارے متعلق کوئی حتمی فیصلہ کر دے۔" کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو ماریا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم پہنچ رہے ہیں۔..... ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کیپٹن حمید کے اوکے کہنے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا۔ کیا کہہ رہا تھا کیپٹن حمید..... ملیکا نے پوچھا تو ماریا نے کیپٹن حمید سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

"ویسے اگر کیپٹن حمید چاہے تو تم دونوں کا مسئلہ حل ہو سکتا

ملیکا کی کار موجود تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار ہوٹل کے کپاؤنڈ سے نکل کر تیزی سے کرنل فریدی کی رہائش گاہ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ختم شد

میں نہیں ہو۔ دماک میں ہو۔ ایک مشرقی اور اسلامی ملک میں اور کیپٹن حمید ہو یا کرنل فریدی دونوں مشرقی مرد ہیں۔ اس لئے تم یہ لباس اتارو اور سلیقہ کا کوئی لباس پہن لو..... ملیکا نے کہا۔

”سوری ملیکا۔ میں جہبازی طرح جیباقی طور پر بوڑھی نہیں ہوں۔“  
 ہو نہ۔ مرد اور عورت۔ مرد اور عورت ہی ہوتے ہیں چاہے مشرق کے ہوں یا مغرب کے۔ کیا فطرت کے تقاضے مشرق مغرب سے بدل جاتے ہیں۔ آؤ چلیں..... ماریا نے کہا تو ملیکا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

”میں ایک بار پھر تمہیں کہہ رہی ہوں کہ لباس تبدیل کر لو۔“ ملیکا نے آخری کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”آؤ آؤ۔ تم بس اپنی فکر کرو۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو“..... ماریا نے کہا اور ملیکا نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر نفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں پہنچ گئیں تو ہال میں موجود افراد حیرت سے ماریا کو دیکھنے لگے۔

”دیکھا مرد کیسے دیکھ رہے ہیں مجھے۔ تم خواہ مخواہ مردوں کو مشرق و مغرب کے خانوں میں تقسیم کر دیتی ہو۔ مرد صرف مرد ہوتا ہے اور بس.....“ ماریا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ملیکا خاموش رہی۔  
 ظاہر ہے خالصتاً مغربی ماحول میں پلٹی بڑھی ہوئی ماریا کو وہ اب کیسے سمجھاتی کہ مشرق کے تقاضے کیا ہوتے ہیں اور مغرب کے کیا ہوتے ہیں۔ ہوٹل سے باہر آکر وہ دونوں پارکنگ کی طرف بڑھ گئیں جہاں

عمران فریدی سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

## چیف ایجنٹ حصہ دوم

مصنف — منظر کلیم ایم اے

- چیف ایجنٹ ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو سکا — یا — نہیں — ؟
- کیا لارڈ برٹن نے عمران کے خاتمے کیلئے جن پیشہ ورانہ قوتوں کو بھیجا تھا وہ کامیاب ہو سکے — یا — ؟
- ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر میں چیف ایجنٹ پر کیا گزری — کیا وہ کامیاب بھی ہو سکا — یا — ؟
- وہ لحو — جب چیف ایجنٹ موت کے گرداب میں پھنس گیا اور اس کے زچ جانے کی کوئی صورت باقی نہ رہی — کیا وہ ہلاک ہو گیا — یا — ؟

— انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز، تیز رفتار لکیشن  
اور — بے پناہ سپنس سے بھرپور شاہکار

یوسف براؤن — پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول

## ایگروسان

مصنف — منظر کلیم ایم اے

- ایگروسان — کارمن کی ایک ایسی کجی جو نہ علمی تحقیقات چوری کرتی تھی۔
- ایگروسان — جس نے پاکیشا کے ایک زرعی ریسرچ سنٹر سے گندم کا بیج چوری کرنے کا منصوبہ بنایا۔
- ڈاکٹر آسیہ کمال — پاکیشا کی ایک زرعی سائنسدان جس نے بیس سال کی بے پناہ محنت سے گندم کا ایسا بیج تیار کر لیا جو نہ صرف پاکیشا بلکہ پوری دنیا کی غذائی قلت کو دور کر سکتا تھا۔
- ڈاکٹر آسیہ کمال — جس کے تیار کردہ بیج کو زرعی دنیا میں ناممکن سمجھا جاتا تھا لیکن پھر یہ ناممکن کو ممکن بنا دیا گیا۔ یہ کیسا بیج تھا۔
- ٹی اے — تنویر کی حقیقی کزن جو کارمن نژاد اور ایگروسان کی ایجنٹ تھی اس نے نہ صرف پاکیشا کی سروس بلکہ عمران کو بھی شکست دے کر اپنا مشن مکمل کر لیا۔
- انتہائی حیرت انگیز اور طعنی منفر د موضوع پر لکھا گیا ایک ایسا ناول جو جا سوسی ادب میں منفرد حیثیت کا حامل ہے۔

یوسف براؤن — پاک گیٹ ملتان



عراق سیریز

چیف ایجنٹ



# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنونہ! چیف ایجنٹ کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے سہیف ایجنٹ کی کارکردگی اس حصے میں تیزی سے اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ یہ ناول پڑھنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

ہری پور سے کامران محبوب لکھتے ہیں۔ ”آپ کا ناول ”ریڈ اتھارٹی بے حد پسند آیا ہے۔ میں آپ کا نیا قاری ہوں۔ میں نے ابھی تک آپ کے پچاس کے لگ بھگ ناول پڑھے ہیں۔ جو زف اور جوانا کے کردار مجھے بے حد پسند آئے ہیں۔ خاص طور پر جوانا کی فائنٹ تو انتہائی متاثر کن ہوتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ان دونوں کو زیادہ سے زیادہ کام کرنے کا موقع دیں گے۔“

محترم کامران محبوب صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ جو زف اور جوانا نے ٹائیگر کے ساتھ مل کر اب اپنی ایک علیحدہ تنظیم ”سنیک کھر“ بنالی ہے۔ یہ ناول آپ نے یقیناً پڑھا ہو گا۔ اس لئے آپ کی فرمائش پوری ہونے کا موقع خود بخود پیدا ہو گیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

شہر کا نام لکھے بغیر اصل احمد خان لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناول مجھے

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچے ٹیڈز قطعی فرض ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی ملاحظت منتقل انتہائی ہوگی جس کے لئے پہلے ضرور مسند۔ پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

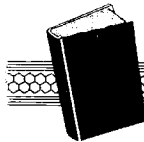
ناشران ----- اشرف قریشی

یوسف قریشی -----

پرنٹر ----- محمد یونس

طابع ----- ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ----- 60/- روپے



بے حد پسند آتے ہیں لیکن آپ کا ناول "ریڈ اتھارٹی" قطعی پسند نہیں آیا۔ اس لئے میرا مشورہ ہے کہ اب آپ آئندہ اسرائیل کے موضوع پر ناول لکھنا بند کر دیں۔ چونکہ اس مشورے کی وجہ سے میں آپ کے دوسرے قارئین سے خوفزدہ ہوں اس لئے شہر کا نام نہیں لکھ رہا۔ امید ہے آپ میرے مشورے پر ضرور عمل کریں گے۔"

محترم واصل احمد خان صاحب۔ خط لکھنے اور ریڈ اتھارٹی کے علاوہ دوسرے ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ریڈ اتھارٹی ناول پسند نہ آنے کا تعلق ہے تو آپ نے اس سلسلے میں کوئی وضاحت بھی نہیں کی کہ اس ناول میں آپ کو کیا پسند نہیں آیا۔ موضوع، کردار نگاری، ٹیمپو، کہانی، ٹریٹمنٹ۔ آخر ناپسندیدگی کی بھی تو کوئی وجہ ہوگی۔ البتہ آپ نے یہ لکھ کر کہ اس مشورے کی وجہ سے آپ دوسرے قارئین سے خوفزدہ ہیں۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپ کو ناول کی بجائے یہ بات پسند نہیں آئی کہ اسرائیل کے خلاف لکھا جائے۔ بہر حال اس کی بھی تو کوئی وجہ ہوگی۔ آپ برائے کرم آئندہ خط میں کھل کر لکھیں تاکہ آپ کی پسند ناپسند دونوں کا آئندہ ناولوں میں خیال رکھا جائے۔

تلد گنگ ضلع جکوال سے علی رضا عباس لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "شیڈلگ" انتہائی پسند آیا ہے۔ اس ناول کی تعریف کے لئے حقیقتاً ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آپ نے دوسرے کرداروں پر علیحدہ علیحدہ ناول لکھے ہیں۔ لیکن ہمارے پسندیدہ کردار خاور پر آپ نے کوئی

علیحدہ ناول نہیں لکھا۔ امید ہے آپ ضرور ہماری یہ فرمائش پوری کریں گے۔ آپ کے ناول ہمارے ساتھ ہمارے چچا جان اور دادا جان بھی انتہائی شوق سے پڑھتے ہیں اور ہمارے دادا جان کی بھی فرمائش ہے کہ آپ ملک میں ہونے والی دہشت گردی کے خلاف ضرور ناول لکھیں اور یہ کہیں خاور کو دے دیں۔ امید ہے آپ ہماری اور ہمارے دادا جان کی فرمائش کا ضرور خیال رکھیں گے۔"

محترم علی رضا عباس صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میں آپ کے محترم دادا جان کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ وہ بھی میرے ناول پسند کرتے ہیں۔ آپ اور آپ کے دادا جان کی فرمائش امر آنکھوں پر۔ انشاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد آپ دونوں کی فرمائش پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

سنڈی بزمیان سے عبدالحمید ثاقب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ جس طرح ہر بار نئے موضوع پر نئے کرداروں پر مشتمل ناول لکھتے ہیں۔ انہیں پڑھ کر مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ آپ نے سینما کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں اور وہ آپ کو سیرے وغیرہ سپلائی کرتا رہتا ہے۔ یقیناً ان عہدہ کی وجہ سے ہی آپ کا ذہن سپر سے سپر ہم ہوتا جا رہا ہے۔ البتہ آپ سے ایک شکایت ہے کہ آپ نے جو افسانے لکھے اور ٹیلی ویژن سے کام لینا بند کر دیا ہے۔ برائے کرم یہ شکایت دور کر دیجئے۔"

محترم عبدالوحید ثاقب صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک سلیمان کے حریروں کا تعلق ہے تو سلیمان یہ حریرے جب عمران کو چکھنے کے لئے بھی دینا گوارا نہیں کرتا تو وہ تجھے کب ان سے مستفید ہونے کا موقع دے سکتا ہے اور جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو تجھے یقین ہے "سٹیک کھرز" ناول پڑھنے کے بعد آپ کی یہ شکایت دور ہو چکی ہوگی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

وَالسَّلَامُ  
مظہر کلیم ایم اے

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ بلیک زیرو کی عدم موجودگی میں وہ جب جوانا کے ساتھ گریٹ لینڈ گیا تھا تو وہ سلیمان کو دانش منزل میں چھوڑ گیا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے ملک میں کوئی ایسا واقعہ پیش آسکتا تھا جسے ایکسٹو کو سنبھالنا پڑ سکتا تھا اور عمران نے سلیمان کو اس سلسلے میں خصوصی ٹریننگ دے رکھی تھی اور پھر یہ سلیمان کی اپنی ذہانت تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبران اس میں اور اصل ایکسٹو میں معمولی سا بھی فرق محسوس نہ کر سکتے تھے حتیٰ کہ سر سلطان کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ اس سے بات کرنے والا ظاہر ہے یا سلیمان اور ایسے موقعوں پر سلیمان ہمیشہ سر سلطان کو یہ تاثر دیتا تھا کہ وہ بلیک زیرو ہی ہے۔ عمران نے گریٹ لینڈ میں صرف تین روز گزارے تھے اور پھر وہ واپس آگیا تھا اور تب سے وہ مستقل طور پر دانش منزل میں ہی براہمان تھا۔ گو اس نے ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو سے

رابطہ کر کے اسے ہیڈ کوارٹر تہیابہ کرنے کا گرین سگنل دے دیا تھا حالانکہ اسے بھی معلوم تھا اور بلیک زرو کو بھی کہ ریڈ واٹر کا یہ ہیڈ کوارٹر بس صرف نام کا ہی ہیڈ کوارٹر ہے یہاں سوائے اسلحہ کے ذخیروں کے اور کچھ بھی نہیں ہے لیکن عمران نے جان بوجھ کر بلیک زرو کو بغیر اسے تہیابہ کئے واپس آجانے پر اصرار نہ کیا تھا کیونکہ بلیک زرو ہائے طویل عرصے بعد فیلڈ میں کام کر رہا تھا اور عمران نہیں چاہتا تھا کہ وہ دیا یو ای کے نام میں واپس آئے۔ لیکن آج زرو ورنے لگے تھے مگر نہ ہی بلیک زرو کی طرف سے کوئی اطلاع ملی تھی اور نہ ہی بلیک زرو کے ساتھ ٹرانسمیٹر رابطہ قائم ہو رہا تھا۔ عمران نے ایک دو بار اسے کالی کر۔ نے کی بھی کوشش کی تھی لیکن رابطہ نہ ہو سکا تھا اور عمران اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ بلیک زرو ہیڈ کوارٹر کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہو گا۔ مگر عمران جانتا تھا کہ بلیک زرو ہیڈ کوارٹر کی صیابی میں بالکل اکیلا کام کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود اس پر مکمل اعتماد تھا کیونکہ وہ بلیک زرو کی صلاحیتوں سے پوری طرح واقف تھا۔ وہ آپریشن روم میں اپنی خصوص کرسی پر بیٹھا ایک فاکس کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ بغیر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر سیدھا اٹھایا۔

”اسکسوسٹر۔۔۔ عمران نے مخصوص بجے میں کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”خیریت۔۔۔ کیسے فون کیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار اپنے اصل بجے میں کہا۔

”فلینٹ کی نگرانی ہو رہی ہے اور نگرانی کرنے والوں کے ارادے انتہائی خطرناک نظر آ رہے ہیں۔۔۔۔۔ سلیمان کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

”تھیں کچھ کچھ کچھ۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”میں مارکیٹ سے زوری سودا سنبھال کر واپس آیا تو ابھی میں سپریمیر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک آؤٹ۔ نے مجھے روک لیا۔ یہ غیر ملکی تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں اس فلیٹ میں رہتا ہوں۔ میرے بارے میں کچھ پتا ہے۔۔۔۔۔ پوچھا کہ کیا میں عمران کا بادرچی ہوں۔ میں نے اجابت میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ وہ عمران کا دوست ہے اور دیکر یہ بات سے لگے آیا ہے۔ عمران صاحب سے کب ملاقات ہو سکتی ہے تو میں نے اسے بتایا کہ صاحب اپنی مرضی کے دکان میں سائن کی دالسی کے بارے میں پتا لے چکے نہیں کہہ سکتا تو اس نے کہا کہ وہ پھر آئے گا اور آگے بڑھ گیا۔ میں فلیٹ پر آ گیا اور پھر میں نے باقاعدہ چینی گک کی تو میں نے اس غیر ملکی کو ایک اور غیر ملکی سے باتیں کرتے دیکھا۔ اس غیر ملکی کے ہاتھ میں ایک عجیب سا سب سا تھیلا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس تھیلا میں کوئی مداخلت وغیرہ ہوں۔ پھر میں نے مختلف سمتوں سے غیر ملکیوں کو فلیٹ کی نگرانی کرتے دیکھا اور ان سب کے پاس بھی ایسے ایسے تھیلا موجود تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے آپ کی یہاں آمد پر فلیٹ کو میزائلوں سے

”یس باس“..... جو لیا کا لہجہ مودبانہ ہو گیا تھا۔

”عمران کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی ہے۔ سلیمان نے اطلاع دی ہے کہ نگرانی کرنے والوں کی تعداد تین ہے اور وہ ایکری ہیں اور ان کے پاس مخصوص ساخت کے تھیلے ہیں جن میں میزائل گنیں بھی ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی تعداد تین سے زیادہ ہو۔ تم صفدر کو کہہ دو کہ وہ دوسرے ساتھیوں سمیت وہاں ریڈ کرے اور ان میں سے ایک کو زندہ پکڑ کر دانش منزل پہنچا دے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ میں ابھی بندوبست کرتی ہوں“..... دوسری طرف سے جو لیا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ نگرانی کرنے والے ایکری کون ہو سکتے ہیں۔ کیا ان کا تعلق ریڈ وائر سے ہے یا کسی اور تنظیم سے۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کمرے میں مخصوص سیٹی کی آواز گونج اٹھی تو عمران اٹھ کر ٹیبل کی دوسری سائیڈ پر گیا جہاں بلیک زیرو کی کرسی تھی اور جہاں میز کے کنارے پر سوچ لگے ہوئے تھے۔ ان میں سے عمران نے ایک سوچ دیا یا تو سامنے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی سکرین پر پھانک سے باہر کار کھڑی نظر آ رہی تھی جس میں صفدر موجود تھا۔ عمران نے دوسرا بٹن پریس کیا تو پھانک کھلنا شروع ہو گیا۔ پھر صفدر کار چلاتا ہوا اسے اندر مخصوص جگہ پر لے آیا۔ عمران نے ایک بٹن اور دیا۔

”صفدر۔ ان کی تعداد کیا تھی“..... عمران نے مخصوص لہجے میں

وہ اڑانا چاہتے ہیں“..... سلیمان نے تیز اور قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”تو کیا ہوا کم از کم تمہارے حساب کتاب سے تو فلیٹ کے ساتھ ہی جان چھوٹ جائے گی۔ تم اگر جانا چاہو تو عقبی رستے سے باہر چلے جاؤ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے سلیمان کی آواز میں خوف کا تاثر محسوس کر لیا تھا۔ شاید وہ ان عجیب ساخت کے تھیلوں کی وجہ سے گھبرا گیا تھا۔ اس لئے اس نے اسے نارمل کرنا ضروری سمجھا تھا۔

”فلیٹ نیا بنوانا پڑ سکتا ہے آپ کو سوچ لیں“..... دوسری طرف سے سلیمان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جس کا فلیٹ ہے وہ خود بنواتا پھرے گا۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے البتہ تمہارے حساب کتاب کی کاپیاں ظاہر ہے نئی نہیں بن سکتیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کاپیاں میں نے فلیٹ کی بجائے بینک لاکر میں رکھی ہوئی ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جو لیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جو لیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

کھولا اور اسے چپک کر ناشروع کر دیا اور پھر اس میگزین سیکشن کے اندر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے سنکر کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس پر ریڈ واٹر کے الفاظ درج تھے۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور گن بند کر کے اس نے اسے واپس تھیلے میں رکھ دیا اور پھر فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش غیر ملکی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اسے سیدھا کیا اور پھر اس کے لباس کی تفصیلی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس کے کوٹ کی ایک چھوٹی سی خفیہ جیب سے ایک کارڈ نکلا جس پر آر ڈیلیو کے الفاظ کے نیچے ایون اور تھری کے الفاظ موجود تھے۔ عمران نے کارڈ کو روشنی کی طرف کر کے غور سے دیکھا اور پھر اسے جیب میں رکھ کر اس نے اس آدمی کو اٹھا کر ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کا جسم کرسی پر دھلک گیا تھا۔ عمران واپس مڑا اور اس نے دروازے کے ساتھ دیوار پر ایک مخصوص جگہ پر ہاتھ مارا تو ایک سوچ پینل نمودار ہو گیا۔ عمران نے اس سوچ پینل کے مختلف سوچ پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سوچ پریس ہوتے ہی کمرے کے درمیان میں فرش سے چھت تک شفاف شیشے کی ایک دیوار نمودار ہو گئی۔ اب کمرہ دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ ایک حصے میں عمران موجود تھا جبکہ دوسرے حصے میں کرسی پر ابکری بیٹھ ہوئی کے عالم میں موجود تھا۔ عمران نے اپنے حصے کی سائیڈ میں موجود کرسی اٹھائی اور اسے دروازے کے ساتھ رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ سوچ پینل کی ایک سائیڈ کو پریس کرتے ہی پورا پینل سوچ دیوار سے باہر آگیا اور عمران نے اسے اپنی

کہا۔ اے معلوم تھا کہ اس کی آواز صفدر تک پہنچ رہی ہے اور صفدر جو جواب دے گا وہ بھی سامنے برآمدے میں نصب انتہائی طاقتور آلے کی مدد سے اس تک پہنچ جائے گا۔

یاد رکھو! اوتھے سر۔ ان چاروں کے پاس اجماعی جدید ترین مسائل  
تین کو ختم کر دیا گیا ہے۔ ایک کو بے ہوش کر  
دیا گیا ہے۔ اوتھوں کی لاشیں پیش کش اور بعد اتی رانا  
کے ہیں تاکہ انہیں برقی کھڑکی میں لٹا دیا جائے۔ عذر  
ہے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

[illegible]

"تم کون ہو اور یہ مجھے کہاں کیوں اس طرح باندھ کر رکھا گیا ہے۔ میں تو سیاح ہوں....." اس آدمی نے چونک کر جواب دیا۔  
 "میں نے جہارا نام پوچھا ہے....." عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
 "میرا نام مارٹی ہے....." اس آدمی نے جواب دیا۔  
 "ریڈ واٹر کے کس سیکشن سے جہارا تعلق ہے....." عمران نے پوچھا۔

"ریڈ واٹر۔ کون ریڈ واٹر۔ میں نے بتایا تو ہے کہ میں سیاح ہوں....." مارٹی نے جواب دیا۔ وہ اب اپنے آپ پر کنٹرول کر لینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

"جہارے تینوں ساتھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور جہاں صرف اس لئے زندہ بچایا گیا ہے کہ تم اگر میرے سوالوں کے درست جواب دے دو تو تمہیں ریڈ واٹر کو داپسی پیغام دے کر زندہ سلامت بھجوا دیا جائے۔ ورنہ دوسری صورت میں جہاری لاش بھی جہارے ساتھیوں کی لاشوں کی طرح برقی بھٹی میں ڈلوادی جائے گی۔ ویسے تمہیں یہ بتا دوں کہ جہاری جیب سے ریڈ واٹر کا کارڈ مل گیا ہے جس پر جہارے نمبر ایون تھری درج ہیں اور جہارے پھرے کے تاثرات سے بھی میں یہ بات سمجھ گیا ہوں کہ تم نے مجھے پہچان لیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے ہلاک کرنے کے مشن پر کہاں آئے تھے۔ اس لئے جہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم کھل کر میرے سوالوں کا جواب دے دو۔ اس

جھولی میں رکھ کر اس کے دو بن پریس کر دیئے تو اس ایکری می والے حصے میں ٹیگٹ سرخ رنگ کا دھواں سا بھر گیا۔ عمران خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد دھواں چھٹا تو عمران نے اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوتے دیکھ لئے۔ تھوری در بعد جیسے ہی اس کا ڈھیلا پڑا ہوا جسم سیدھا ہوا۔ عمران نے سوچ پینل پر موجود ایک سرخ رنگ کا بن پریس کر دیا اور بن پریس ہوتے ہی اس آدمی کے جسم کے گرد وہ بے کے راڈ نمودار ہو گئے۔ اب وہ کرسی پر راڈ میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ راڈ کی مخصوص آواز سننے ہی اس آدمی نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈ کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے چونک کر سامنے اور ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں عمران پر جمی گئیں۔ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا چند لمحوں بعد وہ آدمی بری طرح چونک پڑا اور عمران اس کے چہرے پر ابھرتے والے تاثرات اور آنکھوں میں ظاہر ہونے والی مخصوص کیفیات سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس آدمی نے اسے شناخت کر لیا ہے۔ شاید اسے عمران کی تصویر دکھائی گئی تھی اس لئے اسے پہچاننے میں کچھ دیر لگی تھی۔

"یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں۔ یہ کونسی جگہ ہے....." اس آدمی کے منہ سے رک رک کر نکلا۔ عمران نے سوچ پینل کا ایک بن پریس کر دیا۔  
 "جہارا نام کیا ہے....." عمران نے استہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ شخص چونک پڑا۔



گروپ کہا جاتا ہے۔ باس ایون ون کہلاتا ہے۔ ایون ون نے میننگ کال کی اور پھر نمبر نو۔ تھری۔ فور اور فائیو کی ڈیونٹی لگائی کہ ہم نے پاکیشیا جا کر ایک شخص علی عمران کو ہلاک کرنا ہے۔ نمبر نو ہمارے گروپ کا لیڈر تھا۔ اسے ایک فائل دی گئی جس میں جہارا فوٹو بھی موجود تھا اور جہارا پتہ اور ہمارے کو آف بھی۔ یہ ہمارے لئے معمولی کام تھا۔ کیونکہ ہمارے گروپ نے تو بڑے بڑے لوگوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ ایسے لوگ جن کی حفاظت فوجیں کرتی ہیں۔ اس لئے ہم سب مطمئن تھے کہ ایک عام سے آدمی کو ہلاک کرنا مشکل نہ ہوگا۔ ہم چاروں سیاحوں کے روپ میں یہاں پہنچے سبہاں ہم ہوٹل شیرٹن میں رہے تو ہمارے باس نو کو ٹرانسمیٹر پر ایون ون نے کال کیا اور اس نے بتایا ہے کہ ریڈ واٹر کے سپر چیف باس نے بتایا کہ شکار کو آسان نہ سمجھا جائے اس لئے ہم اسے براہ راست ختم کرنے کی بجائے اس کا فلیٹ اس وقت میزائلوں سے اڑا دیں جب وہ فلیٹ میں موجود ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے نو کو سبھاں کے ایک آدمی کی ٹپ دی جس سے ہم انتہائی جدید ترین میزائل گنیں لے سکتے تھے چنانچہ ہم نو کے ساتھ اس آدمی سے ملے جس نے ہمیں تھیلوں میں جدید میزائل گنیں دے دیں۔ ہم گنیں لے کر اس فلیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ پھر نو کو ایک آدمی شاپنگ بیگ اٹھائے اوپر جاتا ہوا ملا تو اس نے اس سے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ یہ ہمارے شکار کا باورچی ہے۔ ہم انتظار کرنے لگے۔ میں ایک بند گلی کی سائیڈ پر موجود تھا کہ اچانک میرے سر پر کسی

طرح جہازی زندگی بچ سکتی ہے ورنہ اس سوچ پینل پر موجود صرف ایک بین پریس ہوتے ہی جہارے والے حصے میں سائٹائیڈ بھرا دھواں پھیل جائے گا اور تم عبرتناک موت کا شکار ہو جاؤ گے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس آدمی کے چہرے پر پہلی بار خوف کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ اس کی آنکھیں خوف کی وجہ سے سکڑی گئی تھیں۔

”تم۔ تم علی عمران ہو۔۔۔۔۔ مارٹی نے رک رک کر کہا۔

”ہاں۔ میں علی عمران ہوں جس کا فلیٹ تم جدید ترین میزائل گنوں سے اڑانے آئے تھے لیکن تم نے انتہائی احمقانہ انداز میں یہ سب کارروائی کی ہے۔ اس لئے تم فوری طور پر مارک ہو گئے اور نتیجہ یہ کہ جہارے تین ساتھیوں کی لاشیں برقی بھٹی میں جل کر راکھ ہو چکی ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن ہمیں تو یہ بتایا گیا تھا کہ تم ایک احمق سے سمجھڑے سے نوجوان ہو اور اکیلے ایک باورچی کے ساتھ عام سے فلیٹ میں رہتے ہو۔ اس لئے ہم نے زیادہ خیال نہیں کیا تھا۔ مگر۔ مگر یہ کہہ تو بتا رہا ہے کہ تم کوئی خاص شخصیت ہو۔۔۔۔۔ مارٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کس نے تمہیں یہ سب کچھ بتایا تھا۔ اپنے متعلق اور اس کے متعلق پوری تفصیل بتا دو۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”میرا نام واقعی مارٹی ہے۔ ہمارا تعلق ریڈ واٹر سے ہے۔ ہمارا آٹھ افراد کا گروپ ہے اور ہم ہمیشہ ریڈ واٹر قاتل ہیں۔ اس گروپ کو ایون

کر کا دھسے پر لاوا اور اس کمرے سے نکل کر وہ ایک سائیڈ میں موجود دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ وہاں بستی بستی بستی بستی تھی۔ اس نے مارٹی کی لاش اس بستی میں ڈالی اور پھر اس کا بدن آن کر کے وہ مڑا اور اس کمرے سے نکل کر وہ سیدھا واپس آپریشن روم میں آگیا۔ فون کے نیچے والے حصے میں موجود باکس میں سرخ رنگ کی لائٹ جل رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ عمران کی عدم موجودگی میں کال آئی ہے اور پیغام ریکارڈ کر دیا گیا ہے۔ عمران نے بدن پر بس کیا تو فیپ چلنے لگی۔ یہ جو بیا کی طرف سے پیغام تھا۔ وہ ان تین آدمیوں کے بارے میں تفصیل بتا رہی تھی جنہیں صفدر اور اس کے ساتھیوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ جب پیغام ختم ہو گیا تو عمران نے بدن آف کیا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"راسٹر کارپوریشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سپیشل کال فار راسٹر فرام پاکیشیا..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ راسٹر وولنگٹن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتہائی اہم فارن ایجنٹ تھا۔ اس کے تعلقات اسرائیل میں انتہائی وسیع تھے اس لئے عمران اسے اسرائیل میں کسی اہم پوائنٹ کی دریافت کے لئے استعمال کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ساتھ پڑے ہوئے سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"ایکسٹنڈ..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

نے ضرب لگا دی اور پھر اس سے جسے کہ میں سنبھلتا۔ دوسری ضرب لگی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اب سب کچھ میری آنکھ کھلی ہے اور میں نے تمہیں پہچان لیا ہے کہ ہم تمہیں ہی شکار کرنے آئے تھے..... مارٹی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جہارا سپر حریف باس کون ہے..... عمران نے پوچھا۔

"لارڈ بوفمیں ہے۔ وہ اسرائیل میں رہتا ہے..... مارٹی نے جواب دیا۔

"ایون ون کون ہے۔ کہاں رہتا ہے اور اس کا پورا پتہ کیا ہے..... عمران نے پوچھا۔

"ایون ون کا نام گھبرٹ ہے۔ وہ وولنگٹن کے سب سے مشہور رائفل کلب کا مالک اور مینیجر ہے۔ وہیں رہتا ہے انتہائی مشہور پیشہ ور قاتل ہے..... مارٹی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم نے چونکہ سب کچھ سچ بتا دیا ہے۔ اس لئے تمہاری موت آسان کر دیتا ہوں..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سوچ پینل کے دو بدن پر بس کر دیے۔ پھر اس سے پہلے کہ مارٹی کچھ کہتا۔ کمرے کی چھت سے سرخ رنگ کی روشنی کی ایک تیز دھاوا مارٹی پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی مارٹی کا جسم ایک جھٹکے سے کرسی پر ڈھلکتا چلا گیا۔ عمران نے درمیانی دیوار ہٹائی اور سوچ پینل کو واپس دیوار میں اس کی مخصوص جگہ پر رکھ کر اس نے اسے اندر چھپا دیا۔ کرسی کے راڈز وہ پہلے ہی آف کر چکا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے مارٹی کی لاش کو اٹھا

”راسٹر بول رہا ہوں باس فرام ونٹکن..... دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ونٹکن میں ریڈ واٹر کا ایک پیشہ ور قاتلوں کا گروپ ہے جسے ایون گروپ کہا جاتا ہے۔ اس کا چیف جسے ایون ون کہا جاتا ہے رائل کلب کا مالک اور منیجر گلبرٹ ہے۔ اس گلبرٹ نے اسرائیل میں رہنے والے لارڈ بو فمین جسے ریڈ واٹر کا سر چیف کہا جاتا ہے کے حکم پر چار قاتلوں کا گروپ علی عمران کے خاتے کے لئے پاکیشیا بھجوا یا جنہیں کور کر لیا گیا ہے اور ان میں سے ایک آدمی سے یہ معلومات ملی ہیں۔ تم اسرائیل سے یہ معلوم کرو کہ لارڈ بو فمین کو ایسی کیا اطلاعات ملی ہیں جن کی وجہ سے اس نے انگریزوں کا یہ گروپ خصوصی طور پر پاکیشیا علی عمران کے خاتے کے لئے بھجوا یا ہے۔ اتنے بڑے اقدام کے پیچھے کیا خاص بات ہے..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ لارڈ بو فمین اسرائیل میں قومی سلامتی امور کا سربراہ بھی ہے۔ اس لحاظ سے اس کے رابطے حکومت اسرائیل سے رہتے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کب تک رپورٹ دے سکو گے..... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

”دو گھنٹوں کے اندر میں لارڈ بو فمین اور گلبرٹ دونوں کے بارے میں رپورٹ دے دوں گا..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسے یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر ایسی

کیا بات ہو گئی ہے کہ لارڈ بو فمین کو اس کی ہلاکت کے لئے اسرائیلیا سے گروپ بھجوانا پڑا ہے۔ اسی بات کے لئے اس نے راسٹر سے رابطہ کیا تھا کیونکہ یہ بات اس کے نقطہ نظر سے بے حد اہم تھی اور پھر دو گھنٹے اس نے مختلف فائلیں پڑھنے میں گزار دیئے لیکن راسٹر کی طرف سے کوئی کال نہ آئی تو اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور بلیک زیرو کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے کال دینا شروع کر دی کیونکہ اس حملے کے بعد اس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا تھا کہ کہیں بلیک زیرو ان کے ہاتھ نہ لگ گیا ہو اور بلیک زیرو سے ہونے والی پوچھ گچھ کی وجہ سے اس پر قاتلانہ حملہ نہ کر لیا گیا ہو۔ لیکن جب کافی دیر تک بلیک زیرو کی طرف سے کوئی کال موصول نہ ہوئی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا یہی تھا کہ سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”راسٹر بول رہا ہوں باس چیف۔ فرام ونٹکن..... دوسری طرف سے راسٹر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف۔ اسرائیل کے قومی سلامتی امور کے کرنل سلاگ کے آدمیوں نے دماک میں اسلامی سیکورٹی کونسل کے کرنل فریدی کو پاکیشیا سے کی جانی والی علی عمران کی فون کال کو انتہائی جدید ترین آلات سے ٹیپ کیا اور یہ ٹیپ اسرائیل بھجوا دی گئی۔ کرنل سلاگ نے

آخری حصے میں جس پاکیشیائی ایجنٹ کا ذکر کیا گیا تھا وہ بلیک زرو تھا اور بلیک زرو سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ نہ ہو رہا تھا لیکن عمران نے محسوس کیا تھا کہ راسٹر کی طرف سے یہ اطلاع ملنے کے باوجود اس کے اعصاب یا ذہن کو کسی قسم کا دھچکا نہ لگا تھا اور یہ عمران کا تجربہ تھا کہ جب ایسا ہو تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اطلاع غلط ہے اور بعد میں اس کا ثبوت بھی مل جاتا تھا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ کی ہلاکت کی رپورٹ کس نے دی ہے۔“  
 عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔  
 ”لارڈ بو فمین کو یہ اطلاع ہیڈ کوارٹر کے انچارج وائسٹ مائیکر نے خود دی ہے۔“..... راسٹر نے جواب دیا۔  
 ”کیا اس ایجنٹ کی لاش وغیرہ مل گئی ہے یا نہیں۔“..... عمران نے پوچھا۔

”اس کا تو علم نہیں ہو سکا۔ میں نے تو آپ کو وہی رپورٹ دی ہے جو میرے لوگوں نے وہاں سے حاصل کر کے تجھے دی ہے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔“..... تھینک یو..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ گو راسٹر نے جو کچھ بتایا تھا اس لحاظ سے تو بلیک زرو کی طرف سے کال اٹھ نہ کرنے کی وجہ سے تصدیق ہوتی تھی لیکن عمران کا دل کہہ رہا تھا کہ بلیک زرو اس قدر ترنوالہ نہیں ہے کہ اتنی آسانی سے ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر والے اسے زیر کر لیں گے۔ اسی لمحے اسے خیال آیا کہ اس کی

یہ ٹیپ اسرائیل کے صدر کو پیش کر دی اور اسرائیل کے صدر نے لارڈ بو فمین کو اپنے آفس میں کال کر کے اسے یہ ٹیپ دی اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ کرنل فریدی اور علی عمران دونوں کا خاتمہ ان کے اسرائیل میں داخل ہونے سے پہلے کر دیا جائے تاکہ اسرائیل کا کوئی خاص پراجیکٹ جیسے جیوش پیٹنل کہا جا رہا ہے۔ کون دونوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔ سچا سچ لارڈ بو فمین نے دماک میں کام کرنے والے ریڈ وائر کے دو گروپوں کو وہاں تیز ترین دہشت گردی اور تحریک کاری کرنے کی ہدایات دیں تاکہ کرنل فریدی بوکھلا جائے اور پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروپ بھی اس کی ہلاکت کے لئے تعینات کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے ایکریمیا کے ایک گروپ کو جو ریڈ وائر کا سب سے کامیاب پیشہ ور قاتلوں کا گروپ سمجھا جاتا ہے کو پاکیشیا میں علی عمران کی ہلاکت کا ماسک سوئپ دیا اور اپنے نائب اور ایکریمیا کے ٹاپ ایجنٹ کلیر کو یہ ڈیوٹی سوئپ دی کہ وہ اسرائیل میں ریڈ الرٹ کا اعلان کر دے تاکہ اگر یہ دونوں بچ جائیں اور اسرائیل آئیں تو ان کو روکا جاسکے اور کلیر نے اسرائیل میں تمام فلسطینی گروپس اور اپنے آدمیوں کو اس سلسلے میں الرٹ کر دیا ہے اور حیف ایک اور اہم اطلاع بھی ملی ہے کہ پاکیشیا کی سرکاری ایجنسی کا کوئی ایجنٹ ریڈ وائر کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کو متباہ کرنے کے لئے وہاں پہنچ گیا تھا لیکن اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔“  
 دوسری طرف سے تفصیلی رپورٹ دی گئی تو عمران رپورٹ کے آخری فقرے سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ صاف ظاہر تھا کہ رپورٹ کے

کرنل فریدی سے ہونے والی فون پر لگھو ٹیپ کر کے اسرائیل بھجوائی گئی ہے۔ اس لئے ایک تو اسے کرنل فریدی کو کال کر کے اس بارے میں اطلاع دینی چاہئے اور دوسری یہ بات بھی بتا دینی چاہئے کہ کرنل فریدی کے خلاف تین گروپ کام کرنے والے ہیں یا کر رہے ہیں چنانچہ اس نے ریسپور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ لیکن پھر وہ یقیناً رک گیا کیونکہ اسے خیال آگیا تھا کہ کہیں یہ کال بھی ٹیپ ہو کر اسرائیل نہ پہنچ جائے لیکن پھر اس نے سر جھٹک دیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے کیونکہ اسے یقین تھا کہ کرنل فریدی اس قدر غافل نہیں رہ سکتا۔ اس نے یقیناً اسے چیک کر لیا ہوگا۔

کرنل فریدی اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں سی پھیلی ہوئی تھیں کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

”کیا مطلب۔ سارا کام ہو جانے کے باوجود آپ اس طرح پریشان نظر آ رہے ہیں جیسے کچھ بھی نہ ہوا ہو“..... کیپٹن حمید نے اندر داخل ہوتے ہی کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا ہوا ہے“..... کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
 ”نہیں۔ کچھ نہیں ہوا۔ بس دہشت گردی اور تحریک کار کی دعوے گرد پس ہلاک ہو گئے ہیں۔ ایک پیشہ ور قاتلوں کا گروپ گرفتار کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ریڈ واٹر کی جہاں کی مین انجنٹ مریم بانو کا خاتمہ ہو چکا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ کیا ہوا ہے“..... کیپٹن حمید نے مزید کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے دراصل ایک ایسی اطلاع ملی ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"کونسی اطلاع۔ کیا ملیکا اور ماریا کی دعوت میں آنے کی اطلاع یا کوئی اور ہے۔" کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان کی بات مت کرو۔ یہ میرا نہیں جہارا شعبہ ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کوئی پاکیشیائی ایجنٹ ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے سلسلے میں ہلاک ہو گیا ہے۔" کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔ آپ کا مطلب علی عمران۔" کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا میں صرف علی عمران ہی نہیں رہتا اور لوگ بھی رہتے ہیں۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"تو کیا کوئی سیکرٹ سروس کا ممبر ہے۔ لیکن کیا وہ ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کر رہے ہیں۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کا ممبر بھی نہیں۔ یہ کوئی اور ہے۔ اکیلا آدمی ہے لیکن ہے پاکیشیائی ایجنٹ اور ظاہر ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف کسی اکیلے ایجنٹ کو ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کے لئے اگر بھجوا سکتا ہے تو وہ لازماً کوئی اہم ترین آدمی ہی ہو سکتا ہے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"تو یہ درد سرا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا ہے۔ آپ کیوں

اس قدر پریشان ہو رہے ہیں۔" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل فریدی نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"لیں۔" کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"سرایف تھر مین کی خصوصی کال ہے۔" دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"بات کراؤ۔" کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"ہیلو سر۔ میں ایف تھر مین بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

"کیا رپورٹ ہے ایف تھر مین۔" کرنل فریدی نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ایک کال کیج ہو گئی ہے سر۔ اس کے تحت ریڈ واٹر کے اس ٹاپو میں جہاں ان کا ٹرائسمیشن ٹاور ہے، پاکیشیائی ایجنٹ کی لاش نہیں ملی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم نے کال میپ کی ہے۔" کرنل فریدی نے پوچھا۔

"لیں سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو آؤ۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"ہیلو ہیلو۔ جبیک کالنگ فرام ٹاور ٹاپو۔ اور۔" ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

”یس۔ واسے نانیر انڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہلاک نہیں ہوا تھا صرف زخمی ہوا تھا اور پھر وہاں سے نکل کر ٹرانسمین روم میں آیا اور وہاں اس نے اپنے زخموں کی خود بینیج کی اور بھروہ کسی نامعلوم طریقے سے ٹاپو سے نکل گیا۔ وری سیڈ۔ میں تو سپر جف کو اس کی موت کی اطلاع بھی دے چکا ہوں۔ اوور۔.....“ اسٹوائیگر نے کہا۔

”اس نے بیٹیج کی ہے۔ کیا مطلب باس۔ کیا آپ کی وہاں بیٹیج نہیں کی گئی تھی۔ اور“..... اس بار جیکب کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”اس پاکیشیائی ایجنٹ کے ہاتھ میں مشین پشیل تھا۔ وہ جب گولیوں سے چھلنی ہو کر نیچے گرا تو مشین پشیل کے ٹریگر پر اتفاقاً دباؤ پڑ گیا تھا اور فائرنگ ہو گئی جس سے میں شدید زخمی ہو گیا تھا اور میرے ساتھی مجھے اٹھا کر فوراً وہاں سے ہیڈ کوارٹر لے آئے تھے۔ اگر وہ وہاں رک جاتے تو پھر مجھے بروقت طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے میں ہلاک ہو جاتا۔ اور“..... وائس مائیکر نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو باس وہ پاکیشیائی انجنت کسی نہ کسی طرح ناپو سے  
مکمل گیا ہے۔ اور... جیکب نے کہا۔

”اگر نکل بھی گیا ہے تو اب بچہ سکے کا کیونکہ وہ شدید زخمی تھا اور صرف ابتدائی طبی امداد کی بنیاد پر وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔“

تم بتاؤ کہ ٹرانسمیشن مشینری کی کیا پوزیشن ہے۔ اور....." وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

"وہ مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے باس۔ وہاں مکمل طور پر نئی مشینری نصب کرنا ہوگی۔ اور....." جینک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم دونوں واپس آجاؤ۔ میں اکیمریسا سے نئی مشینری منگوا لوں گا۔ اور اینڈ آف....." وائٹ ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"آپ نے ٹیپ سن لی ہے....." چند لمحوں بعد ایف ٹھرنین کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ اب تم نے اسے مسلسل چیک میں رکھنا ہے اور سنو۔ اگر اس پاکیشیائی کے بارے میں مزید کوئی معلومات ملیں تو مجھے فوراً اطلاع دینا....." کرنل فریدی نے اس بار انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ییس سر....." دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پچھانی پر موجود شخصیں اب غائب ہو چکی تھیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ زخمی ہونے کے باوجود زندہ بچ بھی گیا ہے اور وہاں سے نکل بھی گیا ہے....." کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ بھی لاؤڈر کی وجہ سے فون پر ہونے والی بات جیت سن رہا تھا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ اب وہ اس ہیڈ کوارٹر

کا خاتمہ بھی کر دے گا....." کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"لیکن حیرت ہے کہ پاکیشیائے آخر کیا سوچ کر ایک بین الاقوامی دہشت گرد تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے اکیلے آدمی کو بھیج دیا ہے۔ اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے۔ وہ کہا محاورہ ہے کہ اکیلا چٹا کیا بھاڑ جھونکے گا....." کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم بھی تو اکیلے بڑے بڑے کارنامے انجام دے چکے ہو پھر تمہیں اس بات پر کیوں حیرت ہو رہی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں اکیلا کیوں گیا ہے....." کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ تو پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ میں تو بہر حال کیپٹن حمید ہوں....." کیپٹن حمید نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ملازم اندر داخل ہوا۔

"جتاب۔ مس ماہ لقا اور مس ماریا تشریف لائی ہیں۔ میں نے انہیں ملاقات کے کمرے میں بٹھا دیا ہے....." ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"دعوت کے انتظامات مکمل ہیں....." کرنل فریدی نے کہا۔ "جی ہاں۔ آپ کی ہدایات کے مطابق تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ لیکن....." ملازم کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔

"لیکن کیا....." کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا اور کیپٹن حمید



”کیا مطلب۔ تو کیا آپ میری پرائیویٹ باتیں بھی سنتے ہیں۔“  
 کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔  
 ”تو تم نامحرم عورتوں سے پرائیویٹ باتیں بھی کرتے ہو۔“  
 کرنل فریدی کا لہجہ یکدم بدل گیا تھا۔

”وہ۔ وہ میرا مطلب تھا کہ وہ باتیں جو میں بس ویسے ہی وقت گزرانے کے لئے کرتا ہوں۔“..... کرنل فریدی کا لہجہ بدلتے ہی کیپٹن حمید نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 ”تو وہ پرائیویٹ باتیں کیسے ہو گئیں۔ وہ تو رٹے رٹائے جملے ہوتے ہیں۔“..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”خواہ مخواہ رٹے رٹائے ہوتے ہیں۔ وہ تو میرے دل کی آواز ہوتی ہے۔“..... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”بہر حال یہ محترمہ جہار اشکار کرنے اور تمہارے ذریعے مجھے ہلاک کرنے کی احمقانہ کوشش میں مصروف ہے اور شاید اسی لئے ایسا لباس پہن کر آئی ہے کہ ملازم کو بھی اس پر اعتراض ہو گیا ہے۔ تم جا کر اسے کہو کہ وہ مناسب لباس پہننے یا پھر چلی جائے۔“..... کرنل فریدی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر یکھٹ اہتنائی سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہے۔ کیا مارا کے ذہن میں یہ بات واقعی موجود ہے۔“..... کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے

بھی چونک کر ملازم کو دیکھنے لگا تھا۔  
 ”مس ماریا ایسے لباس میں ہیں کہ شاید آپ اسے پسند نہ کریں۔“  
 ملازم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہر۔ تو وہ اپنی اصلیت پر اتر آئی ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ اور دعوت کے انتظامات کرو۔“..... کرنل فریدی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو ملازم سر ملاتا ہوا مڑ کر باہر چلا گیا۔  
 ”اصلیت پر اتر آئی ہے کیا مطلب۔“..... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ ہمیں شکار کرنے کے لئے ایسا لباس پہن کر آئی ہے۔“ کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔  
 ”مجھے شکار کرنے کے لئے۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کو کس نے حق دیا ہے کہ آپ میری اس طرح توہین کریں۔“..... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس میں تو بہن کی کیا بات ہے۔ عورتیں مردوں کا شکار کرتی ہی رہتی ہیں۔“..... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
 ”آپ شکار ہو سکتے ہیں کیپٹن حمید نہیں۔“..... کیپٹن حمید نے منہ پھلاتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم جس انداز میں ان عورتوں سے باتیں کرتے ہو۔ انہیں اگر سن لیا جائے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ تم سے زیادہ آسان شکار اور کوئی ہے ہی نہیں۔“..... کرنل فریدی نے کہا۔

بچلے ہی نکال دیا ہے۔ اس لئے اب بے ضرر سانپ کو ہلاک کرنا اپنا ہی وقت ضائع کرنا ہے اور پھر وہ ماہ لقا کے ساتھ اس کی مہمان بن کر دماک آئی ہے۔ اس لئے یہاں اسے اگر کوئی نقصان پہنچا تو اس سے ماہ لقا کی عزت پر حرف آئے گا..... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کرنل فریدی کو دیکھنے لگا جیسے اچانک اس کی بینائی چلی گئی ہو یا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"یہ۔ یہ۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ تو کیا واقعی پتھر میں پھول آگ آیا ہے"..... کیپٹن حمید نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے۔ ماہ لقا نہ صرف میری عزیزہ ہے بلکہ دماک کی شہری بھی ہے۔ اگر میں اس کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہوں تو اس پر اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے"..... کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ماہ لقا کی عزت کو اپنی عزت۔ واہ۔ واللہ تعالیٰ تو واقعی قادر مطلق ہے۔ تو چاہے تو پتھر کو موم بنا دے"..... کیپٹن حمید نے آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہر حال آؤ دیکھیں کہ ماریا تم سے کیا فائدہ اٹھا سکتی ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ ہمیں یہ نہیں دیکھیں۔ میں پہلے ماریا کو لباس درست کرنے پر رخصتا مند کر سکوں۔ ورنہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کی طبیعت کا تکرار بچاری

کہا۔

"ہاں۔ تمہیں معصوم تو ہے کہ اس کے ساتھ والے کمرے میں ہمارے آدمیوں نے انتہائی طاقتور مشینری لگا رکھی ہے۔ اس لئے اس کی فون کال۔ ٹرانسمیٹر کال تو ایک طرف اس کی بڑبڑاہٹ بھی ریکارڈ ہو جاتی ہے اور اس رابرٹ کی فون کال کی بنا پر ہی تو ہمیں یہ اطلاع ملی تھی کہ میری اور عمران کی فون پر ہونے والی گفتگو ٹیپ ہو کر اسرائیل میں لارڈ بو فمین کو پہنچی اور پھر لارڈ بو فمین نے دو گروپوں کو یہاں تخریب کاری اور ایک گروپ کو میری ہلاکت پر مامور کیا اور اس سلسلے میں یہاں ان کی مین لمیٹڈ مریم بانو کا نام بھی سامنے آیا اور جس کے بعد ہم نے فوری کارروائی کرتے ہوئے مریم بانو کو پکڑا اور مریم بانو سے ان تینوں گروپس کا پتہ چلا کہ ان کا خاتمہ کر دیا اور ان لوگوں کو بھی ٹرپ کر لیا گیا جنہوں نے میری کال ٹیپ کی تھی۔ اس کے بعد ہی ماریا نے اپنے سامان میں موجود زہریلی سوتیاں پھینکنے والی مشین ضائع کر دی۔ اس کے بعد اس کی بڑبڑاہٹ ریکارڈ کی گئی۔ اس میں اس نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ وہ جہارے ذریعے مجھے ہلاک کرائے گی"..... کرنل فریدی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی جا کر اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں ٹانسنس۔ کیا انگریزیا کی انجنیسیوں میں اس جیسے احمق ناپ لمیٹڈ رکھے جاتے ہیں"۔ کیپٹن حمید نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسے اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ میں نے سانپ کا زہر

مس ماہ لقا کو عذاب کی صورت میں بھگتنا پڑے گا..... کیپٹن حمید نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور کرنل فریدی بے اختیار مسکراتا ہوا واپس کر سی پر بیٹھ گیا۔

بلیک زیرو نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو اس نے ان دونوں آدمیوں کو ایک لاش اٹھائے ساتھ والے کمرے سے نکل کر ساحل کی طرف جاتے دیکھا۔ وہ تیزی سے باہر آیا اور پھر درختوں کی اوٹ لیتا ہوا اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جہاں ان کی لانچ موجود تھی۔ اس کی نظریں مسلسل ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔ ان دونوں نے کنارے پر جا کر لاش کو اچھال کر سمندر میں پھینک دیا اور پھر وہ دونوں واپس مڑے تو بلیک زیرو ایک جھنڈی اوٹ میں ہو گیا۔ وہ دونوں ایک بار پھر اس کمرے میں داخل ہو گئے جہاں لاشیں موجود تھیں۔ بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا اور پھر وہ کنارے پر موجود بڑی سی لانچ میں داخل ہو گیا۔ اسی لمحے اس نے ان دونوں کو ایک اور لاش اٹھائے اسی طرف بڑھتے دیکھا جدھر وہ پہلے لاش سمندر میں اچھال چکے تھے۔ لانچ کافی بڑی تھی اور اس کے نیچے ایک کمرہ بھی تھا لیکن اس کمرے کے ایک کونے میں

اسلحے کی دس بارہ بڑی بڑی پیٹیاں دیکھ کر بلیک زرو چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ایک پتی کھولی تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ پتی میں مشین گنیں اور ان کے میگزین بھرے ہوئے تھے۔ بلیک زرو نے دوسری پتی کھولی تو اس میں مشین پٹل اور اس کے میگزین موجود تھے۔ اس نے ایک مشین پٹل اٹھایا۔ اس میں میگزین فٹ کیا اور ساتھ ہی دو فالتو میگزین اٹھا کر اس نے اپنی جیبوں میں ڈال لئے۔ اسی لمحے اسے اوپر سے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے جلدی سے پیٹیاں بند کیں اور پھر کسی سانپ کی سی تیزی سے رہنگتا ہوا پیٹیوں کے پیچھے دبک گیا۔ اس کی نظریں ایک سوراخ پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے لالچ کا یہ کرہ واضح طور پر نظر آ رہا تھا اور پھر وہ دونوں آدمی اس کمرے میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کا رخ کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف تھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے کمرے میں موجود میز پر رکھا اور خود میز کے گرد موجود کرسیوں پر وہ دونوں بیٹھ گئے۔ میز اور کرسیوں کے پائے فرش میں گڑے ہوئے تھے۔ یہ شاید ڈائننگ ٹیبل بنائی گئی تھی اور پھر ایک آدمی نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن پر پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ جیکب کالنگ فرام ٹاور ٹاور۔ اور۔۔۔۔۔“ ان میں سے ایک نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”ہیس۔ وائٹ ٹائیگر اسٹنڈنگ یو۔ اور۔۔۔۔۔“ تھوڑی دیر بعد

ٹرانسمیٹر سے وائٹ ٹائیگر کی مخصوص آواز سنائی دی اور پھر جیسے جیسے ان دونوں کے درمیان گفتگو آگے بڑھتی گئی۔ بلیک زرو کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ وہ اسی کے بارے میں ہی گفتگو کر رہے تھے۔ جیکب وائٹ ٹائیگر کو رپورٹ دے رہا تھا کہ ٹاور ٹاپو پر کسی پاکیشیائی کی لاش نہیں ملی اور وائٹ ٹائیگر کو جیکب کی اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا۔ بہر حال جب گفتگو ختم ہوئی تو وائٹ ٹائیگر نے یہی نتیجہ نکالا تھا کہ پاکیشیائی لیجنٹ اپنی پینڈنٹ کر کے فرار ہو گیا ہے اور اس نے جیکب اور اس کے ساتھی کو واپس آنے کا حکم دے دیا تھا۔

”حیرت ہے جیکب۔ وہ زخمی پاکیشیائی بغیر کسی سواری کے آخر کیسے یہاں سے نکلا ہوگا۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر آف ہوئے ہی جیکب کے ساتھی نے کہا۔

”اس نے یقیناً کہیں کوئی چھوٹی لالچ چھپائی ہوئی ہوگی ورنہ اب وہ پرندہ تو نہیں تھا کہ اڑ کر چلا جاتا۔۔۔۔۔ جیکب نے کہا اور دوسرے ساتھی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس جیکب نے ٹرانسمیٹر واپس الماری میں رکھا اور الماری بند کر کے وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے نکل کر اوپر لالچ کے عرشے پر چلے گئے تو بلیک زرو نے اطمینان کا سانس لیا۔ چند لمحوں بعد لالچ میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر لالچ تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ بلیک زرو کو خطرہ تھا کہ کہیں اچانک وہ دونوں کمرے میں نہ آجائیں اس لئے وہ بدستور پیٹیوں کے پیچھے ہی

چھپا رہا۔ ویسے تو اس کے پاس مشین پستل موجود تھا اور وہ آسانی سے ان دونوں کا خاتمہ کر سکتا تھا لیکن وہ اس وقت تک کوئی حرکت نہ کرنا چاہتا تھا جب تک کہ لالچ ہیڈ کو اثر پہنچ نہ جائے اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ناور ٹاپو سے ہیڈ کو اثر کا جزیرہ صرف دس منٹ کے فاصلہ پر ہے۔ اس لئے تیز رفتار لالچ جلد ہی ہیڈ کو اثر پہنچ جائے گی۔ چنانچہ وہ وہیں اسلحہ کی ان بڑی بڑی بیٹیوں کے پیچھے ہی چھپا رہا اور پھر واقعی تقریباً دس منٹ بعد لالچ کی رفتار آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد لالچ ایک جھٹکنے سے رک گئی۔ وہ دونوں آدمی بھی نیچے کود گئے تھے اور پھر لالچ کو رکے بھی کچھ دیر ہو گئی تھی اس لئے بلیک زرو بیٹیوں کے پیچھے سے نکلا اور کمرے سے نکل کر آہستہ سے عرشے پر آگیا تو اس نے دیکھا کہ لالچ جزیرے کی ایک کھاڑی کے درمیان رکی ہوئی ہے۔ اس نے مشین پستل ہاتھ میں پکڑا اور آہستہ سے لالچ سے اتر کر جزیرے پر چڑھ گیا اور پھر جتناوں کی اوٹ لیتا ہوا وہ آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ اس نے چار آدمیوں کو تیز تیز قدم اٹھاتے اس طرف آتے دیکھا تو وہ ایک جٹان کے پیچھے چھپ گیا۔ وہ چاروں آدمی اس کے قریب سے ہو کر آگے بڑھ گئے۔ ان کا رخ اس لالچ کی طرف ہی تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ چاروں لالچ میں اتر گئے۔ بلیک زرو سمجھ گیا کہ یہ چاروں آدمی اسلحہ کی بیٹیاں لالچ سے اٹھانے کے لئے گئے ہوں گے لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ یہ بیٹیاں کس مقصد کے لئے لالچ میں رکھی گئی تھیں کیونکہ بہر حال لالچ گئی بھی تو اس ہیڈ کو اثر سے ہی ہوگی۔

پھر اس نے سوچا کہ شاید ان کا پہلے مقصد ان بیٹیوں کو کسی اور جگہ پہنچانا تھا لیکن پھر اس وائٹ ٹائیگر نے ارادہ بدل کر انہیں واپس ہیڈ کو اثر تکال کر لیا ہو گا۔ اس لئے بیٹیاں بھی واپس آگئیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے وہ چاروں نمودار ہوئے تو واقعی ان کے کاندھوں پر اسلحہ کی بیٹیاں لدی ہوئی تھیں۔ وہ چاروں اس کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گئے تو بلیک زرو بھی آہستہ آہستہ اور انتہائی احتیاط سے جھاڑیوں اور پتھروں کی اوٹ لیتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اسے جزیرے کے تقریباً درمیان میں دو بڑی بڑی عمارتیں نظر آنے لگ گئیں جن میں سے ایک کے سامنے برآمدہ بنا ہوا تھا جبکہ دوسری بند تھی اور بیٹیاں اٹھائے ہوئے آدمیوں کا رخ اس بند عمارت کی طرف تھا۔ ان دونوں عمارتوں کے سامنے کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے بلیک زرو آگے بڑھتا رہا۔ وہ چاروں آدمی اس بند عمارت کے ایک بند دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ سجدہ لمحوں بعد دروازہ کھلا اور وہ چاروں ایک ایک کر کے اس دروازے میں غائب ہو گئے اور آخری آدمی کے اندر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا تو بلیک زرو تیزی سے آگے بڑھا اور پھر وہ اس عمارت کی طرف بڑھنے لگا جس کے سامنے برآمدہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ وائٹ ٹائیگر اس عمارت میں موجود ہو گا کیونکہ برآمدے کی موجودگی بتا رہی تھی کہ اس عمارت میں دفاتر ہوں گے جبکہ بند عمارت اسلحہ کا سنور ہو گا۔ وہ پہلے اس وائٹ ٹائیگر کو کور کرنا چاہتا تھا۔ بلیک زرو برآمدے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اس

تھا جبکہ بازو اور جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے بلیک زیرو نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وائٹ ٹائیگر کے سامنے بیٹھا ہوا آدمی بیچتا ہوا نیچے گر ا اور تڑپنے لگا۔

”خبردار۔ اگر معمولی سی حرکت کی تو گولی سے اڑا دوں گا۔“ بلیک زیرو نے وائٹ ٹائیگر سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرا لمحہ بلیک زیرو کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا جب وہ مخصوص ساخت کی کرسی یلخت ایک جھٹکنے سے وائٹ ٹائیگر سمیت فرش میں غائب ہو گئی۔ نبھانے اس وائٹ ٹائیگر نے کیا کیا تھا لیکن اس وقت بلیک زیرو کے پاس یہ بات سوچنے کی فرصت ہی نہ تھی۔ زخمی آدمی ختم ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے کمرے کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک بڑا سامیان تھا جس کے دوسرے سرے پر دو اور بڑی بڑی سی عمارتیں تھیں لیکن یہ دونوں نمازتیں چاروں طرف سے بند تھیں۔ دونوں عمارتوں کا ایک ایک دروازہ تھا لیکن یہ دروازہ لوہے کا تھا اور بند تھا۔ بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ باہر نکلا اور پھر اپنی پوری قوت سے دوڑتا ہوا ان عمارتوں کی طرف بڑھنے لگا۔ گو اس کا جسم زخمی تھا اور اسے دوڑنے میں بے حد تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ وائٹ ٹائیگر کے اس طرح نکل جانے سے وہ اب شکاری کتوں کے نرے میں آچکا ہے اور اب مستحکم طور پر اس کو تلاش کر کے اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ ان بند

نے برآمدے کے اندر دروازوں کی ایک قطار میں سے ایک دروازہ کھلتا ہوا دیکھا تو اس نے بے اختیار ایک لمبی جھلانگ لگائی اور برآمدے کے ایک ستون کے نیچے چمپ گیا لیکن اس طرح اچانک اور لمبی جھلانگ لگانے سے اس کے جسم میں درد کی انتہائی تیز لہر دوڑنے لگی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر تاریکی جھپٹنے لگی ہو لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اس میں سے نکل کر تیز قدم اٹھاتا برآمدے سے باہر آگیا تو بلیک زیرو تیزی سے ستون کی دوسری طرف اور برآمدے کے اندرونی حصے میں پہنچ گیا۔ جبکہ وہ نوجوان بغیر ادھر ادھر دیکھے تیز قدم اٹھاتا اس بند عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں وہ چاروں آدمی بیٹیاں اٹھائے اندر داخل ہوئے تھے جس دروازے سے یہ آدمی نکلا تھا وہ کھلا ہوا تھا اور اندر روشنی بھی ہو رہی تھی اور اندر کسی کے باتیں کرنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ بلیک زیرو نے اب ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے جیب سے مشین پستل نکالا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر وہ کمرے میں داخل ہوا تو یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا اور کمرے میں وائٹ ٹائیگر ایک آدمی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اندر داخل ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ تم..... وائٹ ٹائیگر نے بے اختیار اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی کرسی کافی اونچی بنائی گئی تھی جبکہ دوسرا آدمی حیرت سے بلیک زیرو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس کے ہاتھ میں مشین پستل

ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ایک جج اور پھر دھماکہ سنائی دیا۔ حالانکہ اس نے دیکھے بغیر فائر کیا تھا۔ اس کے ذہن میں اس دوڑتے ہوئے آدمی کا اینگل موجود تھا اور اس نے اسی اینگل کو ذہن میں رکھ کر فائر کیا تھا لیکن اس کا نشانہ درست ثابت ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے سر اٹھایا تو وہ آدمی زمین پر ہڈا بری طرح تپ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر گڑھے کے قریب آگری تھی۔ اب وہ دونوں عمارتیں کافی قریب نظر آ رہی تھیں۔ ہلیک زرو گڑھے سے باہر آیا تو ایک بار تو وہ لڑکھرا کر گر پڑا کیونکہ کولے میں لگی ہوئی گولی کی وجہ سے اس کی دائیں ٹانگ پوری طرح حرکت نہ کر رہی تھی لیکن دوسرے لمحے وہ تیزی سے اٹھا اس نے گڑھے کے قریب ہڈی ہوئی مشین گن اٹھائی اور ایک بار پھر عمارت کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اپنی دائیں ٹانگ پر زور کم دیتے ہوئے تھا اس لئے اس کا پورا جسم اس طرح درد سے بے حال ہو رہا تھا جیسے جسم نہ ہو بلکہ دکھتا ہوا پھوڑا ہو۔ اس کے ہونٹ بھٹے ہوئے تھے اور وہ مسلسل دوڑ رہا تھا۔ اسے حقیقتاً کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیا نہیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی مشین ہو۔ جو بس دوڑ رہی ہو۔ اس کا سانس بری طرح پھول چکا تھا۔ شاید یہ خون کی کمی کی وجہ سے تھا لیکن بہر حال وہ ان عمارتوں کے عقب میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا لیکن لاشعوری طور پر مسلسل دوڑنے کے بعد جیسے ہی اس نے اپنے جسم کو روکنے کی کوشش کی تو وہ بے اختیار لڑکھراتا ہوا ایک دھماکہ سے منہ کے بل زمین پر جا گر اور

عمارتوں کا ڈیزائن دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اسلحے کے شور ہیں۔ اس لئے وہ ان کی طرف بھاگا چلا جا رہا تھا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لئے اس کے ذہن میں ایک منصوبہ تریب پا چکا تھا اور اسے یقین تھا کہ اگر وہ اپنے منصوبے کو مکمل کر سکا تو یہ لوگ اسے ہاتھ بھی نہ لگا سکیں گے لیکن شدید زخمی ہونے کی وجہ سے اس کے دوڑنے کی نہ صرف رفتار خاصی کم تھی بلکہ اس کے ذہن پر بھی بار بار تاریکی نے جھپٹنا شروع کر دیا تھا۔ ابھی وہ میدان کے درمیان میں ہی پہنچا تھا کہ اچانک رست رست کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل کر نیچے گرا۔ باقی گولیاں تو اس کے جسم کی سائیڈ سے نکل گئیں جبکہ ایک گولی اس کے کولے کی سائیڈ میں لگی تھی اور اس کی وجہ سے وہ اچھل کر نیچے گرا تھا۔ اب یہ اس کی خوش قسمتی ہی تھی کہ جس جگہ وہ گرا تھا وہ ایک گڑھا سا تھا اور گڑھے میں گرنے کی وجہ سے باقی گولیاں اس کے جسم کے اوپر سے گزر گئی تھیں۔ نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے مڑا گرنے کے باوجود مشین پشیل اس کے ہاتھ میں تھا۔ کولے میں درد کی شدید لہریں دوڑ رہی تھیں اور اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کے زخم سے خون تیزی سے بہہ رہا ہے لیکن اس وقت اسے زخم کی پروا نہ تھی۔ اس نے تیزی سے ذرا سا سر اوپر اٹھایا تو تیز تڑاٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیوں کی بوچھاڑ اس کی طرف بڑھی اور اس نے جگمگ جھپٹنے میں سر نیچے کر لیا۔ لیکن وہ ایک آدمی کو ہاتھ میں مشین گن پکڑے اس گڑھے کی طرف اندھا دھند انداز میں بھاگتا دیکھ چکا تھا۔ اس نے ہاتھ اوپر کیا اور پھر

پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے اب وہ زندگی بھر حرکت ہی نہ کر سکے گا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پھیمیزوں ابھی ایک دھماکے سے چھٹ جائیں گے لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر وہ اسی طرح یہاں پڑا رہا تو پھر اسے موت سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ اس لئے ہونٹ بھیجنے لگا اور اپنی پوری قوت ارادی بروئے کار لا کر وہ اٹھا اور تیزی سے عمارت کی چھت تک جاتے ہوئے بارش کا پانی نیچے لے آنے والے پائپ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا منصوبہ یہی تھا کہ وہ اس عمارت کی چھت پر پہنچ کر محفوظ ہو جائے گا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق یہ عمارت اسلحہ خانہ تھی اس لئے وہ لوگ اس عمارت پر نہ کوئی میزائل مار سکیں گے اور نہ کوئی بم پھینک سکیں گے جبکہ وہ بلندی پر ہونے کی وجہ سے آسانی سے انہیں نشانہ بنا لے گا۔ اس نے مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اس پائپ پر اوپر چڑھنے لگا۔ گو کو بلے کے زخم کی وجہ سے بظاہر تو اس کا اس طرح اوپر چڑھنا ناممکن دکھائی دیتا تھا کیونکہ اوپر چڑھنے کے لئے لامحالہ اسے اپنی دائیں ٹانگ موڑنی پڑتی تھی جو زخمی ہونے کی وجہ سے پوری طرح مڑی نہ رہی تھی لیکن اس وقت جبکہ اس کی زندگی واٹر لگ چکی تھی۔ اس نے بہر حال اس پائپ پر چڑھنا تھا۔ اس لئے اسے زخم وغیرہ یاد ہی نہ رہا اور وہ انتہائی تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ اس کا انداز بالکل بندر جیسا تھا۔ گو اب بھی اس کا سانس پھولا ہوا تھا اور اس کے جسم میں درد کی لہریں دوڑ

رہی تھیں لیکن اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور وہ اس طرح اوپر چڑھا چلا جا رہا تھا جیسے اسے زندگی میں اس کے علاوہ اور کوئی کام آتا ہی نہ ہو۔ اس پر بس ایک ہی دھن سوار تھی کہ اس نے جلد از جلد چھت پر پہنچنا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ لوگ اس کے چھت پر پہنچنے سے پہلے یہاں پہنچ گئے تو اس حالت میں وہ اپنا دفاع بھی نہ کر سکے گا اور اسے آسانی سے ہٹ کر لیا جائے گا۔ اس لئے وہ ہر ممکن کوشش کر رہا تھا کہ جلد از جلد چھت پر پہنچ جائے اور پھر جیسے ہی اس کا ہاتھ منڈیر پر پڑا اس نے اپنی دونوں ٹانگیں پائپ سے لپٹائیں اور دوسرا ہاتھ بھی منڈیر پر رکھا اور دوسرے لمحے اس کے جسم نے ایک قلابازی کھائی اور وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل چھت پر جا گرا۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح پڑا رہا۔ پھر جب اس کے کانوں میں نیچے سے کچھ انسانی آوازیں بڑیں تو وہ تیزی سے اٹھا اور دیکھتا ہوا واپس منڈیر کی طرف آیا۔ اس نے منڈیر سے ذرا سا سر باہر نکال کر جھانکا تو اس نے چار افراد کو اوپر دیکھتے ہوئے پایا جبکہ پانچواں کسی بندر کی طرح اس پائپ سے اوپر چڑھ رہا تھا جبکہ وہ چاروں ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے اوپر دیکھ رہے تھے۔ چونکہ وہ بالکل دیوار کی چڑ میں کھڑے تھے اس لئے بلیک زیرو کا سر تو انہیں نظر نہ آیا البتہ بلیک زیرو نے پرنا لے کے سوراخ کی وجہ سے انہیں دیکھ لیا تھا۔ اس نے جیب سے مشین پشیل نکالا اور پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے منڈیر سے باہر رکھا اور پھر اس کا رخ نیچے کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ وہ پرنا لے کے سوراخ سے نیچے موجود افراد کو



دیں اور بیٹیوں میں موجود اسلحہ دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں چلی گئیں۔ یہ انتہائی جدید ترین اور انتہائی خاص اسلحہ تھا۔ پھر ایک بیٹی میں اسے انتہائی جدید ترین کلو گن میزائل گن نظر آگئی جس کے ساتھ اس کا خصوصی ریز کلو گن میزائل بھی موجود تھا۔ اس بیٹی میں ان میزائلوں کا جو بڑے سے کیسپول جتنے تھے ایک بڑا پیکیٹ موجود تھا۔ جس میں ایک سو کیسپول موجود تھے۔ بلیک زیرو جانتا تھا کہ کلو گن میزائل دنیا کا سب سے تباہ کن ہتھیار سمجھا جاتا ہے۔ ان کی طاقت کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا تھا کہ جو تباہی ایک سو عام میزائل پیدا کر سکتے تھے۔ اس سے زیادہ تباہی ایک کلو گن میزائل کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے میزائل گن اٹھائی اور میزائلوں کا ایک پیکیٹ اٹھا کر اس نے اس کا میگزین کھولا اور اس میں کیسپول ڈالنے شروع کر دیئے۔ اس گن میں آٹھ میزائل بیک وقت ڈالے جاسکتے تھے۔ آٹھ میزائل ڈال کر اس نے میگزین بند کیا اور پھر باقی پیکیٹ اٹھا کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر ایک اور بیٹی کی طرف بڑھ گیا۔ اس بیٹی میں سپر میگا ڈی چارجر بم موجود تھا۔ بلیک زیرو نے انتہائی بھرتی سے ایک سپر میگا بم کو ڈی چارج کرنا شروع کر دیا اور پھر اسے مخصوص انداز میں ڈی چارج کر کے اس نے اسے اس بیٹی میں ہی رہنے دیا اور اس کا ڈی چارجر اٹھا کر اس نے جیب میں ڈال لیا۔ اسے دراصل وسیع رینج کی زور اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کی تلاش تھی لیکن اس گیس کی بیٹی کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔ ابھی بلیک زیرو بیٹیاں کھول کر چیک کر رہا تھا کہ اسے

دیکھ رہا تھا اور پھر فائرنگ ہوتے ہی پلک جھپکنے میں یکے بعد دیگرے وہ چاروں نیچے کر کر چپنے لگے۔ اسی لمحے پائپ پر جھپٹنے والے نے بھی نیچے جھلانگ لگا دی۔ اس بار بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے مراگے بڑھایا اور پھر نیچے گر کر اٹھتے ہوئے اس آدمی پر فائر کھول دیا اور وہ بھی جیتتا ہوا نیچے گرا اور ترچپنے لگا۔ بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے انہیں دیکھا۔ پھر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے مشین گن اٹھائی اور جھکے جھکے انداز میں بھاگتا ہوا وہ چھت کے شمالی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے یہاں ایک دروازہ دیکھا تھا جو اس انداز میں لگا ہوا تھا جیسے نیچے سے اوپر سیڑھیاں آری ہوں۔ دروازہ دوسری طرف سے بند تھا لیکن بلیک زیرو نے پیچھے ہٹ کر کندھے سے اس پر زور سے نکر ماری تو ایک دھماکے سے دروازہ کھل گیا۔ اب سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ بلیک زیرو تیزی سے سیڑھیاں نیچے اترنے لگا۔ اس وقت وہ واقعی اس انداز میں کام کر رہا تھا جیسے وہ انسان نہ ہو بلکہ روبوٹ ہو۔ نہ صرف اس کے کولہے کے زخم سے مسلسل خون رس رہا تھا بلکہ اس کے پہلے والے زخموں میں سے بھی خون رسنے لگا تھا لیکن اسے کسی بات کی پروا تک نہ تھی۔ وہ میکا کی انداز میں کام کر رہا تھا۔ سیڑھیاں اترتے ہی وہ ایک ہال بنا کرے میں پہنچ گیا اور اسے سین دروازہ بھی نظر آنے لگ گیا۔ اس ہال بنا کرے میں ہر طرف اسلحے کی بڑی بڑی بیٹیاں چھت تک چلی گئی تھیں۔ بلیک زیرو نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر وہ دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر اس نے تیزی سے بیٹیاں کھولنا شروع کر

دور سے ہلکے سے کھٹکے کا احساس ہوا تو اس نے تیزی سے پیٹی بند کی اور پھر مشین پشل ہاتھ میں پکڑے وہ سڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ایک کاندھے سے مشین گن اور دوسرے کاندھے سے کلوگن میزائل گن لٹکی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں مشین پشل تھا۔ وہ زیادہ تر مشین پشل ہی استعمال کرنے کا عادی تھا۔ وہ محتاط انداز میں سڑھیاں چرھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے دروازے سے کان لگا دیئے

”وہ نیچے موجود ہے۔ باہر سے دروازہ کھول کر اندر بے ہوش کر دینے والی گیس پھینک دو۔ اور“..... ایک ہلکی سی آواز بلیک زیرو کے کانوں میں پڑی تو اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر سر باہر نکال کر جھانکا تو دروازے کی سائیڈ میں دو آدمی زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا جبکہ دوسرا عقبی طرف کو دیکھ رہا تھا جہاں ایک تیسرا آدمی اوپر چڑھ رہا تھا۔ عقبی سمت دیکھنے والے آدمی کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور اگر وہ عقبی طرف نہ دیکھ رہا ہوتا تو لامحالہ دروازہ کھلتے ہی وہ اس پر فائر کھول دیتا اور ایسی صورت میں بلیک زیرو کے پاس بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ رہتا اور اب بھی وہ کسی بھی لمحے صرف گردن موڑ کر اسے دیکھ سکتا تھا۔ سناچہ بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مشین پشل کی تزویرات کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر بات کرنے والے اور دوسرا آدمی جیتنے ہوئے پہلو کے بل الٹ کر گرے اسی لمحے منظر سے تیسرا آدمی جو آگے بڑھا ہی تھا بے

اختیار اچھل پڑا اور مرنے ہی لگا تھا کہ بلیک زیرو نے اس پر فائر کھول دیا اور وہ جھجھتا ہوا وہیں چھٹ پر گر گیا اور بری طرح تھپنے لگا۔ بلیک زیرو تیزی سے باہر نکلا اور پھر عمارت کے سامنے کے رخ پر پہنچ گیا۔ اس نے اوپر منڈیر کی سائیڈ میں بیٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے کاندھے سے کلوگن میزائل گن اتاری اور اس کا رخ سامنے موجود اس عمارت کی طرف کر دیا جو وائنٹ ٹائیگر کے دفاتر کی سائیڈ میں تھی اور جس میں وہ چاروں آدمی لالچ سے اسلحے کی بیٹیاں اتار کر اندر گئے تھے۔ اسے یقین تھا کہ یہ اسلحہ ڈپو ہے اور اس وقت اس کا نشانہ یہی اسلحہ ڈپو ہی تھا لیکن اس نے کلوگن میزائل گن سیدھی کی ہی تھی کہ اچانک اسے اپنے عقب میں آہٹ سی محسوس ہوئی اور بلیک زیرو بے اختیار مڑ کر دیکھنے ہی لگا تھا کہ ٹھٹھٹ اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف بلیک زیرو کے ہاتھ سے کلوگن میزائل گن نکل گئی بلکہ وہ خود بھی اچھل کر پہلے منڈیر سے سینے کے بل ٹکرایا اور پھر پلٹ کر منہ کے بل نیچے گر پڑا۔ اسے محسوس ہو کہ اس کا سانس اس کے سینے میں ہی اٹک گیا ہے۔ اس نے پوری قوت لگا کر سانس باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن بادیود کو کوشش کے وہ اٹکا ہوا سانس باہر نہ نکال سکا اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات پر موت کا سیاہ پردہ سا پھیلنا چلا گیا۔

کرنل فریدی نے اسے بتایا تھا کہ یہ پلیٹ ترکی کے ایک معروف خطاط کی طرف سے اسے تحفے کے طور پر پیش کی گئی تھی۔

”یہ تم بار بار اس پلیٹ کی طرف کیوں دیکھ رہی ہو۔ کیا اس میں کوئی خاص بات ہے۔“ ماریا سے نہ رہا گیا تو وہ آخر کار بول پڑی۔  
 ”ہاں۔ جو کچھ اس میں ہے۔ وہ تم سمجھ ہی نہیں سکتی۔“ ماہ لقا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید اندر داخل ہوا تو ماریا کہ چہرے پر یکتا انتہائی دلکش مسکراہٹ ابھرتی۔

”خوش آمدید۔“ اج کرنل فریدی کی رہائش گاہ میں چاند سورج کی جوڑی اتر آتی ہے۔ خوش آمدید۔“ کیپٹن حمید نے آگے بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو ماریا کا چہرہ یکتا گلاب کے تازہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔ کیونکہ یہ بات بھی اسے کیپٹن حمید نے ہی بتائی تھی کہ ملیکا کا اصل نام ماہ لقا ہے اور ماہ لقا کا مطلب چاند کے چہرے والی ہوتا ہے اور اب کیپٹن حمید نے جس طرح انہیں چاند سورج کی جوڑی کہا تھا اس کا مطلب واضح تھا کہ کیپٹن حمید نے ملیکا کو چاند اور اسے سورج قرار دیا تھا اور ایک لحاظ سے کیپٹن حمید نے اس کے حسن کی برتری کا اعلان کر دیا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ تم اپنے آپ کو چاند اور کرنل فریدی کو سورج کہہ رہے ہو۔“ ملیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”ارے ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیپٹن حمید جیسی وجاہت اور

ماریا ملیکا کے ساتھ کرنل فریدی کی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں موجود تھی۔ یہ کمرہ سادہ سے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن اس کی سجاوٹ میں بہر حال وقار اور خوبصورتی کا بے حد دخل تھا۔ نرمخبر سادہ ضرور تھا لیکن اس کا ذیبا عن بھی انتہائی خوبصورت اور باوقار تھا۔ ایک دیوار پر سفید رنگ کی ایک بہت بڑی منقش پلیٹ لگی ہوئی تھی جس کے درمیان انتہائی خوبصورت اور دلکش خطاطی میں لفظ اللہ پلیٹ سے باہر ابھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یہ پلیٹ اس قدر چمکدار اور خوبصورت تھی کہ اسے بار بار دیکھنے کو دل چاہتا تھا۔ ماہ لقا کی نظریں تو مسلسل اس پلیٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ وہ جب بھی یہاں آتی تھی۔ اس پلیٹ کو ہی دیکھتی رہتی تھی اس نے کرنل فریدی سے اس بارے میں معلوم کیا تھا کہ یہ پلیٹ اسے کہاں سے ملی ہے کیونکہ اس قدر دلکش اور خوبصورت پلیٹ اور خطاطی اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی تو

بیل بوئے بھی اسی رنگ میں بنائے گئے تھے جس رنگ کا کپڑا تھا۔  
 "اوہ۔ یہ تو انتہائی خوبصورت گاؤں ہے۔ انتہائی خوبصورت۔"  
 ماریا اور ملیکا دونوں نے بیک وقت گاؤں کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔  
 "یہ کافرستان سے طحّہ وادی مشبار کا خصوصی گاؤں ہے اسے  
 مشباری گاؤں کہتے ہیں۔"..... کیپٹن حمید نے جواب دیا تو ماریا نے  
 جلدی سے گاؤں لے کر اسے بہن لیا۔ وہ واقعی تعریف بھری نظروں سے  
 گاؤں کو دیکھ رہی تھی۔

"اس نیم عریاں لباس سے زیادہ تم اس گاؤں میں خوبصورت نظر  
 آرہی ہو۔ کیوں کیپٹن حمید..... ملیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "حسن ہر روپ میں حسن ہوتا ہے مس ماہ لقا..... کیپٹن حمید نے  
 جواب دیا تو ملیکا نے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔  
 "میں کرنل فریدی کو اطلاع دوں کہ حسن مستور ہو چکا ہے۔ اس  
 لئے اب وہ تشریف لے آئیں۔"..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا  
 'اور واپس مڑنے لگا۔

"کیا مطلب۔ کیا کرنل فریدی کو میرا لباس پسند نہیں تھا۔ انہیں  
 کس نے اطلاع دی ہے۔"..... ماریا نے ہنوک کر حیرت بھرے لہجے میں  
 کہا۔

"کرنل فریدی خالصاً مشرقی دہن کے آدمی ہیں۔ وہ کہتے ہی اسے  
 حسن ہیں جو چھپا ہوا ہو مطلب ہے مستور ہو اور ملازم نے انہیں سب  
 سے پہلے رپورٹ بھیجی دی تھی کہ تم عریاں لباس میں ہو۔ بہر حال

اس جیسا مردانہ حسن تو کرنل فریدی کو بھی نصیب نہیں ہے۔" ماریا  
 نے کہا تو ملیکا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم تو بالکل مشرقی لڑکی کے انداز میں کیپٹن حمید سے متاثر ہو گئی  
 ہو..... ملیکا نے ہنستے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار ہنس پڑا۔  
 "سنو ماریا۔ میں نہیں چاہتا کہ تم ہمارے ساتھ رفاقت کو کسی اور  
 کے ساتھ بھی شیر کروں۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ اس لباس پر گاؤں  
 بہن لو۔ میں لے آتا ہوں ہے تو مردانہ لیکن بہر حال تمہارا حسن مزید  
 بڑھ جائے گا۔"..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے  
 دروازے سے باہر نکل گیا۔

"حیرت ہے۔ کیپٹن حمید تو واقعی تم پر ریشہ خطنی ہو رہا ہے۔ مجھے  
 لگتا ہے کہ اس بار معاملہ صرف دوستی تک محدود نہیں رہے گا۔" ملیکا  
 نے کہا۔

"لیکن وہ تو میرے لباس کی تعریف کرنے کی بجائے گاؤں کا نا کر  
 اسے چھپانا چاہتا ہے۔"..... ماریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے شاید  
 کیپٹن حمید کی یہ بات پسند نہ آئی تھی۔

"بہی تو اس کی محبت کی نشانی ہے کہ وہ تمہارے حسن کو صرف  
 اپنے تک محدود رکھا چاہتا ہے۔"..... ملیکا نے مسکراتے ہوئے جواب  
 دیا تو ماریا کا سہا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید اندر  
 داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت گاؤں تھا جو نہ صرف  
 انتہائی قیمتی کپڑے کا بنا ہوا تھا بلکہ اس پر انتہائی خوبصورت انداز کے

کرنل فریدی کو جو کچھ پسند ہے یہ مس ماہ لٹکا کا مسئلہ ہے تمہارا نہیں۔ اس لئے تم بے فکر ہو..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن حمید خاص طور پر مجھے یہ گاؤں پہنانے آیا تھا..... ماریا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ بچی تو نہ تھی کہ اتنی سی بات نہ سمجھ سکتی۔

”ہاں۔ اور چونکہ تم مہمان تھی اس لئے تمہیں صرف گاؤں پہنانے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ ورنہ کرنل فریدی کے پاس دوسرا حل برقی بھٹی کی صورت میں ہی ہوتا ہے..... ملیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اس کے باوجود تم اس جیسے ظالم اور سرد مہر آدمی کا دم بھرتی ہو۔ تمہارا دماغ ٹھیک نہیں ہے شاید..... ماریا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ میں کرنل فریدی کا دم بھرتی ہوں۔ وہ میرا عزیز ہے اور میں صرف اس کی عزت کرتی ہوں..... ملیکا نے کہا۔

”تو اب تم مجھ سے بھی یہ بات چھپاؤ گی۔ نہیں۔ تم چاہے کچھ بھی کر لو۔ تم یہ بات نہیں چھپا سکتی..... ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کا موڈ بدل گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل فریدی اور اس کے پیچھے کیپٹن حمید اندر داخل ہوئے تو ماریا اور ملیکا دونوں بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ تشریف رکھیں۔ آپ کی آمد تو میرے لئے انتہائی

مسرت کا باعث ہے..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ میزبان تھا اور یہ دونوں مہمان۔ اس لئے کرنل فریدی کو چاہے رسمی انداز میں ہی ہوں۔ بہر حال یہ فقرے تو بولنے ہی تھے۔

”میری یا مس ملیکا کی آمد آپ کے لئے مسرت کا باعث بنی ہے۔“ ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس ملیکا میری عزیز ہیں۔ اس لحاظ سے تو یہ ان کا اپنا گھر ہے کیونکہ ہم مشرقی لوگ عزیزداری میں غیریت کا تصور نہیں رکھتے۔“ کرنل فریدی نے جواب دیا تو ملیکا کا سرخ و سفید چہرہ اور زیادہ سرخ پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی تھی کیونکہ ایک لحاظ سے کرنل فریدی نے یہ فقرہ کہہ کر اسے مخصوص انداز میں پیغام دے دیا تھا۔ اسی لمحے ملازم نے اندر آکر کھانا لگانا شروع کر دیا۔

”مس ماریا۔ آپ کی ایکریمین وینجی کس دائرے میں کام کرتی ہے..... کرنل فریدی نے اچانک ماریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ ہم بین الاقوامی سطح کے مجرموں کے خلاف کام کرتے ہیں..... ماریا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک اور ملازم اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کارڈ لیس فون پیس موجود تھا۔

”سرپا کیشیا سے کال ہے..... ملازم نے قریب آکر آہستہ سے کہا۔

”اوہ اچھا۔ دو مجھے.....“ کرنل فریدی نے جو تک کہ کہا اور پھر اس نے رسیور کو کان سے لگا کر اس کا بشن آن کر دیا۔

ماریا کا چہرہ یکثرت تارکس سا پڑ گیا جبکہ ماہ لقا کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”ہاں۔ یہ وہی مس ماریا ہیں لیکن اس وقت یہ میری مہمان ہیں اور بس.....“ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”لیکن یہ دعوت آخر کس خوشی میں ہو رہی ہے۔ کیا کوئی تاریخ وغیرہ مقرر ہوئی ہے.....“ عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

”پاکیشیا کا جو انجینٹ ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کی تنہائی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس کے بچے نکلتے کی خوشی میں.....“ کرنل فریدی نے کہا تو اس بار ماہ لقا کے ساتھ ساتھ ماریا بھی چونک پڑی تھی۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”اچھا۔ وری گڈ۔ پیر تو یہ واقعی بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کا رابطہ ہیڈ کوارٹر سے بھی ہے۔ اس لئے ماریا کی دعوت ہو رہی ہے.....“ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا کی کسی سرکاری وینجی کا اکیلا انجینٹ ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کی تنہائی کے سلسلے میں کام کر رہا تھا اور وہ مارا گیا ہے جس پر مجھے بے حد تشویش ہوئی۔ چنانچہ میں نے اپنے آدمیوں کے ذمے لگایا کہ وہ اس سلسلے میں مجھے حتمی اطلاع مہیا کریں چنانچہ ایک ٹرانسمیٹر کال ٹیپ کی گئی ہے جس سے پتہ چلا ہے کہ وہ آدمی زخمی ضرور ہو گیا تھا لیکن کسی پراسرار طریقے سے وہ نکل جانے میں

”یس کرنل فریدی انڈنگ یو.....“ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا پیر و مرشد دام ظلہ۔ ویسے آپ کا فقرہ انڈنگ سن کر تو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے آپ کوئی میسنگ یا کوئی دعوت انڈ کر رہے ہوں البتہ یہاں ہمارے ملازم کو بھی انڈ منٹ کہا جاتا ہے.....“ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”لاؤڈر کا بین آن کر دیں تاکہ ہم بھی اس احمق کی احمقانہ گفتگو سے محفوظ ہو سکیں۔ یہ دعوت سے زیادہ دلچسپ ہوگی.....“ کیپٹن حمید نے جو کرنل فریدی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ بولتے ہوئے کہا۔ گو اس کا انداز مذاق اڑانے والا تھا لیکن کرنل فریدی نے واقعی لاؤڈر کا بین آن کر دیا۔

”وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ویسے جہاں اندازہ درست ہے۔ اس وقت جہاں افون ایک دعوت کے درمیان سنا جا رہا ہے اور یہ دعوت مس ماہ لقا اور ایکریمین بلیک وینجی کی ٹاپ انجینٹ مس ماریا کے اعزاز میں دی گئی ہے.....“ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مس ماریا۔ بلیک وینجی کی ٹاپ انجینٹ۔ اوہ۔ تو یہ وہی مس ماریا ہیں جو پرائیویٹ طور پر ریڈ وائر کے لئے بھی کام کرتی ہیں اور ریوالور کے دھماکے سے شاید نفسیاتی طور پر ڈرتی ہیں اس لئے زیادہ تر زہریلی سونیاں استعمال کرتی ہیں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا تو

گروپ تخریب کاری کے لئے اور ایک گروپ پیشہ ور قاتلوں کا دماک  
 بھجوا یا ہے اور ہم جیسوں کو انہوں نے گھاس بھی نہیں ڈالی۔ ایک  
 چھوٹا سا احمقوں پر مبنی پیشہ ور قاتلوں کا گروپ بھجوا دیا جو بڑی بڑی  
 میزائل گئیں اٹھانے میرے فلیٹ کے گرد اس طرح مارچ پاسٹ  
 کرنے لگے جیسے فلیٹ تباہ کرنے کی بجائے سلامی دینا چاہتے ہوں۔“  
 عمران نے کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ  
 مسکراہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔

”تمہیں دماک میں بھیجے جانے والے گروپوں کے بارے میں کیسے  
 اطلاع ملی ہے۔“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”بالکل ویسے ہی جیسے آپ کو پاکیشیائی ایجنٹ کے بارے میں  
 اطلاع ملی ہے۔ بہر حال دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اور آپ جیسے پیرو  
 مرشد سے تو نہ صرف راہ بلکہ شاہراہ ہوتی ہے اس لئے مجھے تو یہ بھی  
 معلوم ہو گیا ہے کہ یہ سب کچھ آپ کی اور میری ٹیلیفون پر ہونے والی  
 گفتگو کی ویب اسرائیل میں لارڈ بو فین تک پہنچنے کے بعد ہوا ہے۔“  
 عمران نے کہا تو کرنل فریدی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تھے اور با واقعی درست اطلاع ملی ہے۔ مجھ سے واقعی کو تا ہی ہو گئی  
 تھی۔ میں نے ناک ٹرانسفر مشین کو چیک نہ کیا تھا۔ بہر حال اب وہ  
 نوگ نہ صرف چیک ہو چکے ہیں بلکہ وہ اپنے انجام کو بھی پہنچ چکے ہیں اور  
 ان تینوں گروپوں کا بھی یہی حشر ہوا ہے سہاں ریڈ واٹر کی مین ایجنٹ  
 ایک عورت مریم بانو تھی اس کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اب

کامیاب ہو گیا لیکن کیا اب جہار اچیف اس قدر کنجوس ہو گیا ہے کہ  
 اتنی بڑی بین الاقوامی تنظیم کے ہیڈ کو ارٹھرکی تباہی کے لئے مہیم بھیجنے  
 کی بجائے ایک آدمی کو بھیج دیتا ہے۔“..... کرنل فریدی نے کہا تو  
 دوسری طرف سے عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اب میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ آپ اسلامی سکورٹی کو نسل کے  
 چیف ہیں اس لئے چیف نائپ مخلوق کی نفسیات کو مجھ سے زیادہ بہتر  
 تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔ ویسے آپ کی یہ بات درست ہے۔ واقعی  
 چیف اس حد تک کنجوس ہو گیا ہے کہ اس لفظ سے جو س بھی خود ہی  
 پینا چاہتا ہے تاکہ باقی کے حصے میں صرف ”کن“ ہی آئے۔“..... دوسری  
 طرف سے عمران نے کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر حیرت کے  
 تاثرات ابھر آئے کیونکہ عمران نے اس فقرے میں اسے بتا دیا تھا کہ  
 خود چیف اکیلا مشن پر گیا ہوا ہے اور کرنل فریدی سارے سیٹ اپ  
 سے نہ صرف واقف تھا بلکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمران نے دانش منزل  
 میں اپنی جگہ ڈمی چیف طاہر عرف بلیک زہرو کو بنایا ہوا ہے اس طرح  
 اکیلے چیف کے جانے کا مطلب ہے کہ اس مشن پر اکیلا بلیک زہرو گیا  
 ہوا ہے۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ چیف بہر حال چیف ہی ہوتا  
 ہے۔“ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں۔ واقعی چیف بہر حال چیف ہی ہوتا ہے۔ اب آپ کو بھی تو  
 ریڈ واٹر والوں نے چیف سمجھ کر ہی اتنا لبا چوڑا انتظام کیا ہے کہ دو

مطلع صاف ہے۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ بہر حال پاکیشیائی ایجنٹ سے میرا رابطہ نہیں ہو رہا۔ اگر آپ کا وہاں کوئی سیٹ اپ ہے تو پلیز اس کا خیال رکھ لیجئے۔ خدا حافظ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا اور کرنل فریدی نے فون آف کر کے اسے ایک سائیڈ پر رکھ دیا۔

”یہ عمران کیا کہہ رہا تھا۔ کیا واقعی آپ کے خلاف یہاں ریڈ وائر کے گرد پس بھیجے گئے تھے۔۔۔۔۔ ماہ لقانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ لیکن ایسا تو ہوتا رہتا ہے۔ ہماری تو پوری زندگی ہی انہی گروپس سے بنتے ہوئے گزر رہی ہے۔ عمران کو اطلاع ملی تو اس نے سوچا کہ مجھے فون پر بتا دے لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ میں پہلے ہی ان پر کام کر چکا ہوں۔ بہر حال آپ لوگ۔ کھانا شروع کریں۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ عمران کون ہے اور میرے بارے میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔ ماریا نے کہا۔

”وہی ہے ایک احمق آدمی ہے۔ پاکیشیا سلیٹر سروس بڈ گیا کرتا ہے۔ اپنی برتری جتانے کے نفسیاتی مرض میں مبتلا ہے۔

کہیں سے تمہارے بارے میں کچھ سن رکھا ہوگا اس لئے بات کر دی۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے جواب دیا اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرایا۔ ملازم چونکہ اس دوران کھانا لگا چکا تھا۔ اس لئے وہ سب کھا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ سب میٹنگ

روم میں آگئے جہاں کافی سرو کر دی گئی تھی۔

”یہ ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیا بات ہو رہی تھی۔ کون اکیلا ایجنٹ اس کے خلاف کام کر رہا ہے۔۔۔۔۔ ماریا نے کہا۔

”ریڈ وائر نے ایک جہیز پر اپنا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے۔ چونکہ ریڈ وائر اسلامی کانفرنس کے انعقاد کے خلاف کام کر رہی ہے اور پاکیشیا اسلامی کانفرنس کے انعقاد کی کوشش کر رہا ہے اس لئے پاکیشیا ریڈ وائر کے خاتمے کے لئے کام کر رہا ہے اور اس نے اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے اکیلا ایک ایجنٹ بھیجا ہے جس کے بارے میں یہ اطلاع ملی تھی کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن پھر یہ اطلاع ملی کہ وہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اسی سلسلے میں بات ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنسے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”وہی یہ بات حیرت انگیز نہیں ہے کہ اتنی بڑی اور بین الاقوامی سطح پر تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف ایک ایجنٹ کو بھیجا جائے۔“ ماہ ۱۳۱۱ ارزہ کیا۔

عمران نے: ”پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اپنے آدمیوں پر اندھا اعتماد کرتا ہے اور یہاں: ہے بھی صحیح کہ اس کے آدمی ہمیشہ اس کے اعتماد پر پورا اترتے ہیں اور تم دیکھنا کہ اکیلا آدمی اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے ہی واپس آئے گا۔“ کرنل فریدی نے کہا تو اسی لمحے ملازم دوبارہ اندر داخل ہوا۔

”سرب کی ٹرانسمیٹر کال ہے۔۔۔۔۔ ملازم نے موبائل پر لہجے میں کہا۔



"اوہ۔ اچھا۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب تجھے اجازت دو مس ماریا اور مس ماہ لقا۔ آپ دونوں کا بے حد شکریہ کہ آپ دونوں نے مجھے عزت بخشی ہے لیکن مس ماریا میں آپ کو بتا دوں کہ اس بار تو میں مس ماہ لقا کی وجہ سے اسے آپ کو معاف کر رہا ہوں لیکن اگر آئندہ آپ نے میرے خلاف کوئی سازش کی تو پھر معافی نہیں ملے گی۔" کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ تو میری توہین ہے۔ میں اس طرح اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتی کیپٹن حمید کیا تم میری توہین برداشت کر لو گے۔" ماریا نے غصیلے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو جہار کیا خیال ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔" کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم ہنس رہے ہو جبکہ میرا خیال تھا کہ تم میری توہین کا انتقام کرنل فریدی سے لو گے۔" ماریا نے کہا۔

"مس ماریا۔ تم شاید دنیا کی سب سے احمق عورت ہو۔ اگر کیپٹن حمید اس طرح عورتوں کے کہنے پر کرنل فریدی کو ہلاک، کرنا شروع کر دیتا تو شاید اب تک کرنل فریدی ایک ہزار بار ہلاک ہو چکا ہوتا اور یہ بھی بتا دوں کہ کرنل فریدی کو بھی معلوم ہے کہ میں صرف ایک حد تک دوستی کرتا ہوں۔ اگر اسے ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ میں اس حد

سے گزر سکتا ہوں تو اب تک میں کرنل فریدی کے ہاتھوں کروڑوں بار قبر میں اتر چکا ہوتا اور اب بھی کرنل فریدی نے صرف اس لئے تمہیں معاف کر دیا ہے کہ تم نے یہاں آکر ابھی تک اس پر حملہ نہیں کیا۔ اگر تم حملہ کرنے کی حماقت کر لیتی تو پھر ماہ لقا کی موجودگی بھی تمہیں نہ بچا سکتی۔ اس لئے اس معافی کو غنیمت سمجھو اور خاموشی سے واپس اکیڑیا چلی جاؤ۔" کیپٹن حمید نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ۔ یہ۔ مرد بھی واقعی طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیتے ہیں نائنس۔" ماریا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر اس نے گاؤن ایک جھٹکے سے اتار کر ایک طرف پھینک دیا۔

"مجھے افسوس ہے ماریا کہ تم نے میرے اعتماد کو بھی دھوکہ دیا ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ تم یہ منصوبہ بنا کر یہاں آئی ہو۔ آئی ایم سوری۔ اب میں جہار مزید ساتھ نہیں دے سکتی۔ تم جا سکتی ہو۔" ماہ لقا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم بھی ہنہم میں جاؤ۔" ماریا نے پیر پختے ہوئے کہا اور تیزی سے مرکز بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

ٹائیگر نے جھپٹ کر سیور اٹھا لیا۔

”یہیں..... وائٹ ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

”باس۔ اس انجنت کو پکڑ لیا گیا ہے“..... دوسری طرف سے ایک مودیہ آواز سنائی دی تو وائٹ ٹائیگر نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔

”کیسے تفصیل بتاؤ.....“ وائٹ ٹائیگر نے اب کرسی پر بیٹھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ اسلحہ خانہ میں اتر گیا تھا۔ ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ وہ اچانک باہر آیا اور جھپٹ پر موجود آدمیوں کو اس نے ہلاک کر دیا۔ اسلحہ خانے سے وہ کلو گن میزائل گن لے آیا تھا وہ اس گن سے شاید آپ کا آفس اڑانا چاہتا تھا لیکن راجرہاں دوسری منڈیر کے نیچے موجود تھا اس کے پاس پشنگ پشپل بھی موجود تھا اس نے اس پر فائر کر دیا جس سے وہ نیچے گرا۔ گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی اور وہ وہیں جھپٹ پر گر کر ساکت ہو گیا ہم سمجھے کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے لیکن میں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ شدید زخمی ہونے کے باوجود بہر حال زندہ تھا اور پشنگ پشپل کا فائر اس کے دائیں کاندھے کے نیچے کیا گیا تھا لیکن وہ ہلاک نہیں ہوا تھا۔ ہم اسے وہاں سے اٹھا کر نیچے لے آئے ہیں۔ اس کی جیسوں میں سے کلو گن میزائل گن کے میگزین کا پورا پیکٹ نکلا ہے۔ اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اسے گولی ماری جائے یا.....“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

وائٹ ٹائیگر انتہائی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ایک کافی بڑے سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ پاکیشیائی انجنت جس طرح اچانک اس کے آفس میں داخل ہوا تھا اور اس نے جس طرح اس پر قابو پایا تھا اگر وائٹ ٹائیگر کرسی کے مخصوص سسٹم کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے نکل نہ جاتا تو یقیناً یہ پاکیشیائی انجنت اس کا خاتمہ کر دیتا اور اب بھی اس کے آدمی اس پاکیشیائی انجنت کے خاتمے کے لئے مسلسل کام کر رہے تھے۔ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ پاکیشیائی انجنت اسلحہ خانہ کی چھت پر چڑھ کر اس کے اندر اتر چکا ہے اور اب اس کے آدمی اسے گھسرنے اور ہلاک کرنے کی کارروائیوں میں مصروف تھے جبکہ وائٹ ٹائیگر ان کی طرف سے کامیابی کی خبر سننے کا انتہائی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور وائٹ

”چیف باس ناؤر اور ناؤ پر وہ گویوں سے چھلنی ہو گیا تھا اور وہاں وہ اکیلا تھا۔ وہاں کوئی لالچ بھی نہ تھی اور نہ ہی وہاں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ۔ اس کے باوجود جب وہاں سے لاشیں نکالی جانے لگیں تو معلوم ہوا کہ وہ پراسرار طور پر غائب ہو چکا ہے اس کے بعد وہ اچانک ہیڈ کوارٹر میں عین میرے آفس میں نمودار ہوا اور اس نے مجھ پر قابو پانے

کی کوشش کی۔ میں جبیک سسٹم کی وجہ سے بچ نکلا اور پھر اس نے جس انداز سے کارروائی کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکیلا نہیں ہے اکیلا آدمی اس طرح کی کارروائی کر ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اگر اس کے آدمی ہمارے آدمیوں میں شامل نہ بھی ہوں تب بھی اس کے ہمدرد ضرور موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان آدمیوں کو ٹریس کر لوں ورنہ اگر یہ لمبنت مر گیا تو پھر آدمی ٹریس نہ ہو سکیں گے اور پھر کسی بھی وقت ہیڈ کوارٹر کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ویسے بھی یہ مسلمان لمبنت بنانے کس طرح کے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کامیاب نہیں ہو رہی۔ اسلامی سیکورٹی کونسل کے کرنل فریدی کے خلاف تین گروپ بھیجے گئے لیکن تینوں ٹریس ہو کر مارے گئے حتیٰ کہ وہاں ہماری مین لمبنت بھی گرفتار کر کے ہلاک کر دی گئی۔ اسی طرح پاکیشیا میں اکیڑیمیا کانپ گروپ بھیجا گیا لیکن وہ سب بھی وہاں ٹریس ہو کر ہلاک کر دیئے گئے اور اب یہ اکیلا آدمی اس قدر حیرت انگیز کارروائیاں کرتا پھر رہا ہے تو اس سے پوچھ گچھ کرو اور پھر اسے جہاں اسرائیل بھیجو دو۔ میں اس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام سیٹ اپ کے بارے میں خود معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں اور..... لاارڈ نے جواب دیا۔

”آپ اجازت دیں تو میں خود اس سے اس سارے سیٹ اپ کے

بارے میں معلوم کر لوں۔ اور..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔  
”نہیں۔ تم اسے میرے پاس بھجوادینا۔ میں خود اس سے معلومات حاصل کروں گا کیونکہ مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ کسی بھی وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل میں ریڈ وائر کے سپر ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر سکتی ہے۔ اور..... لاارڈ بو فمین نے کہا۔  
”بس پاس۔ اور..... وائٹ ٹائیگر نے جواب دیا۔  
”خیال رکھنا۔ اسے فرنا بھی نہیں چاہئے اور فرار بھی نہیں ہونا چاہئے۔ اور..... لاارڈ بو فمین نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں پاس۔ اب اس کی روح بھی میری مرضی کے بغیر حرکت نہ کر سکے گی۔ اور..... وائٹ ٹائیگر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اور اینڈ آل کی آواز سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ چاہتا تو ماہ لقا کو جہاں اپنے خاص کمرے میں بلوا سکتا تھا لیکن ان معاملات میں وہ بے حد محتاط رہنے کا عادی تھا۔ اس لئے اس نے ملاقاتی کمرے میں ملاقات کو ترجیح دی تھی۔ ابھی وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیں..... کرنل فریدی نے کہا۔"

"ایف تھرٹی ون کی کال ہے جناب..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ ایف تھرٹی ون وہ فارن ایجنٹ تھا جو ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اطلاعات دے رہا تھا۔"

"بات کراؤ..... کرنل فریدی نے کہا۔"

"ہیلو سر۔ میں ایف تھرٹی ون بول رہا ہوں..... جلد لحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔"

"ہیں۔ کوئی نئی بات..... کرنل فریدی نے کہا۔"

"ہیں سر۔ ایک ٹرانسمیٹر کالج کی گئی ہے۔ یہ کال ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کے انچارج وائٹ مائیکر کی طرف سے اسرائیل میں لارڈ بو فین کو کی گئی تھی اور اس میں آپ کا بھی ذکر ہے اور اس پاکیشیائی ایجنٹ کا بھی۔ جو ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کر رہا ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔"

"کیا ہوا ہے اس ایجنٹ کا..... کرنل فریدی نے پوچھا۔"

"کرنل فریدی اپنے کمرے میں آرام کر رہی پر نیم دراز ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل فریدی چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے کتاب کو پلٹ کر میز پر رکھا اور پھر رسیور اٹھالیا۔"

"ہیں..... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔"

"مس ماہ لقا آپ سے ابھی ملاقات پر مصر ہیں سر..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔"

"کیپٹن حمید سے ملا رہا تھا..... کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔"

"وہ آپ سے فوری ملاقات چاہتی ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔"

"ٹھیک ہے اسے ملاقاتی کمرے میں بٹھاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔" کرنل

"اس کال سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ پکڑا گیا ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کال ٹیپ کی ہے تم نے"..... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ییس سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنوآؤ"..... کرنل فریدی نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک آواز سنائی دی۔

"وائٹ ٹائیگر کالنگ فرام ہیڈ کوارٹر۔ اور"..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ یہ آواز کرنل فریدی پہلے بھی سن چکا تھا جب ایف تھرٹی ون نے اسے اس وائٹ ٹائیگر اور اس کے آدمیوں میں ہونے والی ٹرانسمیٹر کال کی ٹیپ سنوائی تھی۔

"ییس لارڈ بو فمین اینڈنگ یو۔ اور"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی نے اس انداز میں سر ہلادیا جیسے وہ لارڈ بو فمین کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہو۔ پھر ان دونوں کے درمیان گفتگو کا آغاز ہو گیا۔ کرنل فریدی خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ جب اور اینڈ آف کے بعد کال ختم ہو گئی تو ایف تھرٹی ون کی آواز سنائی دی۔

"آپ نے کال کی ٹیپ سن لی ہے باس"..... ایف تھرٹی ون نے کہا۔

"ییس۔ کیا اس کے علاوہ کوئی اور رپورٹ بھی ہے"..... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ ہم صرف کالیں ہی کچ کر رہے ہیں۔ آپ نے مزید کچ کرنے کا حکم ہی نہیں دیا۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس پاکیشیائی ایجنٹ کی رہائی کے لئے کوئی اقدام کیا جائے"..... ایف تھرٹی ون نے کہا۔

"فوری طور پر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو میں تمہیں خصوصی احکامات دوں گا"..... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرنل ڈبا کر کال آف کی اور پھر فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کر دیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کے باورچی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں سلیمان۔ کیسے ہو"..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مہربانی۔ ٹھیک ہوں کرنل صاحب"..... دوسری طرف سے سلیمان کی مؤہبانہ آواز سنائی دی۔

"عمران کہاں ہے۔ میں نے اس سے بات کرنی ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ کا نمبر تو انہیں معلوم ہو گا۔ میں انہیں ٹریس کر کے آپ کا پیغام پہنچا دیتا ہوں۔ وہ آپ کو فون کر لیں گے"..... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا تو کرنل فریدی نے تھینک یو اور خدا حافظ کہہ کر سمبر رکھ دیا۔ چونکہ اس نے فون ڈائریکٹ کرنے والا بٹن پریس کیا

تھا اس لئے کرنل فریدی کو معلوم تھا کہ کال براہ راست آئے گی۔ اسے احساس تھا کہ ماہ تقاطعاتی کمرے میں بیٹھی بورہوری ہوگی لیکن فوری طور پر عمران سے وہ ضروری بات کرنا چاہتا تھا۔ ٹھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل فریدی نے رسیور اٹھالیا۔

”کرنل فریدی بول رہا ہوں“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی سی ایس (آکسن) بذبان خود بلکہ بدبان خود بول رہا ہوں“..... عمران کی حسب دستور شگفتہ اور چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ایسی آواز جسے سننے والے کا موڈ خواہ مخواہ خوشگوار ہو جاتا تھا۔

”ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر تم نے جس چیف ایجنٹ کو بھیجا ہے۔

اس سے جہار رابطہ نہیں ہوا شاید“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”اماں بی نے خفیہ رابطوں سے منع کر رکھا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ خفیہ رابطے شیطان کے ہتھکنڈے ہوتے ہیں اور کھلے رابطے کرنے سے ملکی قانون اور ڈیڈی کی عزت کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ ہی بتائیں کہ رابطے کیسے ہو سکتے ہیں ویسے آپ نے اس کا نام چیف ایجنٹ خوب منتخب کیا ہے“..... دوسری طرف سے عمران کی اسی طرح چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

”وہ وہاں گرفتار ہو چکا ہے اور انتہائی شدید زخمی ہے“۔ کرنل فریدی نے کہا۔

”اگر اللہ کی مرضی اسی طرح ہے تو کیا کیا جاسکتا ہے۔ ویسے اگر اس

کی موت واقع نہیں ہوئی تو وہ خود ہی سچویشن کو کنٹرول کر لے گا۔ عمران نے کہا۔

”گڈ۔ تم اپنے آدمیوں پر جس انداز کا اعتماد کرتے ہو۔ وہ واقعی قابل داد ہے۔ میرے آدمیوں نے کال کچ کی تھی جو ہیڈ کوارٹر کے انچارج وائٹ ٹائیگر نے اسرائیلی لارڈو فمین کو کی تھی۔ اس نے اس کال میں جہارے چیف ایجنٹ کی کارکردگی پر انتہائی حیرت کا اظہار کیا تھا۔ ویسے انہوں نے اسے زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اس کے ہمدر وہاں موجود ہیں اور لارڈو فمین نے وائٹ ٹائیگر سے کہا ہے کہ وہ اسے اسرائیل بھجوا دے تاکہ وہ اس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سیٹ اپ کے بارے میں معلوم کر سکے“۔ کرنل فریدی نے کہا۔

”کیا مطلب۔ انہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے“..... اس بار عمران کے لہجے میں تشویش تھی۔

”گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں معلوم نہیں ہوا۔ ان کا صرف اندازہ ہے۔ ویسے اگر تم پہلے فون پر ہونے والی گفتگو میں اشارہ نہ دیتے تو شاید مجھے بھی معلوم نہ ہوتا کہ وہاں تم نے کسے بھیجا ہے“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”اوہ۔ پھر ٹھیک ہے، بہر حال آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ میرے آدمیوں کا اس انداز میں خیال رکھتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”تم اور جہارے آدمی ہیں ہی اس قابل۔ لیکن اس بار تم نے ریڈ

کر رہا ہوں۔ اس کے بعد میں اس جیوش چینل کے خلاف کام کروں گا۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے بتا دینا۔ ہو سکتا ہے میرا بھی موڈ بن جائے۔.....“ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”آپ کا موڈ بنانے کے لئے مجھے ماہ لقا سے درخواست کرنی پڑے گی۔..... دوسری طرف سے عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم پھر پڑی سے اتر رہے ہو۔ اس لئے خدا حافظ۔.....“ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز قدم اٹھاتا اپنے خاص کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ملاقاتی کمرے میں داخل ہوا تو ماہ لقا وہاں موجود تھی۔

”آئی ایم ویری سوری ماہ لقا۔ دراصل اچانک انتہائی ضروری کالز انڈر کرنا پڑ گئی تھیں۔ اس لئے تمہیں انتظار کرنا پڑا۔.....“ کرنل فریدی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور سلسلے کر سی پر بیٹھ گیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ آپ بے حد مصروف رہتے ہیں۔ میں دراصل اس لئے آئی تھی کہ آپ سے ماریا کے بارے میں بات کر سکوں۔ مجھے دراصل یہ سن کر بے حد شرمندگی ہوئی ہے کہ ماریا آپ کے خلاف منصوبہ بنا کر کہاں آئی تھی اور اس نے اس سلسلے میں مجھے استعمال کیا ہے۔ آپ پلیز میرے بارے میں کوئی غلط رائے قائم نہ کر لیں۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ماریا کے ذہن میں ایسی کوئی بات ہو

وائر کے ہیڈ کوارٹر کو شاید کوئی اہمیت نہیں دی۔ ورنہ تو تم خود ٹیم لے کر وہاں جاتے۔.....“ کرنل فریدی نے کہا۔

”اس بار چیف ایجنٹ نے کہا کہ وہ اکیلا ہی کام کرنا چاہتا ہے اور میں اس کے صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ اکیلا ہی پوری سیکرٹ سروس سے زیادہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اس لئے میں نے اسے اجازت دے دی۔ پھر یہ تہہ جلا کہ ریڈ وائر کا ہیڈ کوارٹر دراصل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے بلکہ وہاں خاص قسم کے اسلحہ کے سنوور ہیں اور منصوبہ بندی کا کام ہوتا ہے تو اس کی اہمیت ویسے ہی ختم ہو گئی۔ ایک بار تو میں نے سوچا کہ اسے واپس بلالوں لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ ہیڈ کوارٹر کی سبائی نے کم از کم ریڈ وائر کی اسلامی ممالک کی حکومتوں پر چھائی ہوئی دہشت تو ختم ہو گئی۔ اس لئے میں نے چیف ایجنٹ کو اسے تباہ کرنے کی اجازت دے دی۔.....“ عمران نے کہا۔

”یہ ضروری تھا۔ ویسے یقیناً وہاں سے ایسا مواد بھی مل جائے گا جس سے ریڈ وائر کے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے سیٹ اپ کے بارے میں تفصیلی معلومات بھی مل جائیں گی اس طرح ان کا ہر جگہ خاتمہ آسان ہو جائے گا وہ گیا وہ لارڈ بو فین۔ تو وہ اسرائیل میں بیٹھ کر کیا کر سکے گا۔.....“ کرنل فریدی نے کہا۔

”لارڈ بو فین کے تحت وہاں جیوش چینل میں جو کچھ ہو رہا ہے مجھے اس میں دلچسپی ہے۔ ریڈ وائر تو ایک عام تنظیم ہے۔ ایسی تنظیمیں تو پوری دنیا میں لاتعداد ہوں گی۔ میں چیف ایجنٹ کی واپسی کا انتظار



ہوں۔ میں نے باس سے بات کر لی ہے۔ باس مجھے دماک میں سپیشل مہینسی کی خصوصی ایجنٹ تعینات کرنے پر تیار ہیں لیکن انہوں نے یہ شرط عائد کی ہے کہ آپ کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہ ہو۔" ماہ لقا نے جتدہ لکھے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جہاں آپ کیا فرائض سرانجام دیں گی؟" کرنل فریدی نے خنجریدہ لہجے میں کہا۔

"وہی جو ایک فارن ایجنٹ سرانجام دیتا ہے"۔ ماہ لقا نے کہا۔  
 "یعنی آپ گریٹ لینڈ کے مفادات کا جہاں خیال رکھیں گی۔"  
 کرنل فریدی نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں؟ کیا آپ کو اعتراض ہے؟"۔ ماہ لقا نے چونک کر کہا۔

"مس ماہ لقا۔ میں صاف بات کرنے کا عادی ہوں۔ میرا تعلق سلامی سیکورٹی کونسل ہے ہے اور اس لحاظ سے اسلامی ممالک کے خلاف کسی بھی ملک یا تنظیم کا کوئی ایسا اقدام جو اسلامی ممالک کی سلامتی یا ایڈیالوجی کے خلاف ہو مجھے اس کے خلاف کام کرنا پڑتا ہے۔" گریٹ لینڈ بہر حال غیر اسلامی ملک ہے اور ہو سکتا ہے کہ کل گریٹ لینڈ اور سلامی سیکورٹی کونسل کے درمیان کسی بھی سلسلے میں ٹکراؤ پیدا ہو جائے تو اس وقت آپ کا کیا رویہ ہوگا؟"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔"۔ ماہ لقا نے کہا۔

سکتی ہے اور مجھے اس بارے میں بھی ہرگز معلوم نہ تھا کہ ماریا کا تعلق مجرم تنظیم ریڈ واٹر سے بھی ہو سکتا ہے۔"۔ ماہ لقا نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ پریشان نہ ہو مس ماہ لقا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو صرف استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ویسے ماریا انتہائی احمق لڑکی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ آپ کے ساتھ مجھ سے ملے گی اور پھر مجھ پر فائر کھول دے گی حالانکہ اسے یہ نہیں معلوم کہ جیسے ہی وہ آپ کے ساتھ یہاں دماک پہنچی ہے میرے آدمیوں نے اس کی نگرانی شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی ایکریٹیا اور گریٹ لینڈ اور جہاں آنے سے پہلے اس کی مصروفیات کی رپورٹ بھی حاصل کر لی گئی جس سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ریڈ واٹر کے لئے بھی خفیہ طور پر کام کرتی ہے۔ سہتا نجد اس کا فون ٹیپ ہونا شروع ہو گیا۔ اس طرح ساری سازش کھل کر سامنے آگئی۔"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کے باوجود آپ نے اسے معاف کر دیا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔"۔ ماہ لقا نے حیران ہو کر کہا۔

"اس نے میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ اس لئے میں نے بھی اس کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا۔ ہاں اگر وہ کوئی اقدام کرتی تو پھر شاید صورت حال دوسری ہوتی۔"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔  
 "کرنل صاحب۔ میں آپ سے اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئی

”واہ۔ تو راز و نیاز ہو رہے ہیں.....“ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فصول باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مس ماہ لقا یہاں گریٹ لینڈ کی ڈورن ایجنٹ کے طور پر کام کرنا چاہتی ہیں اور میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ یہاں اگر ان کے مفادات ہم سے ٹکرائے تو پھر ان کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا.....“ کرنل فریدی نے کہا۔

”آپ کی تو عادت ہے کہ آپ دوسروں کو اسی طرح ڈرانا شروع کر دیتے ہیں۔ مس ماہ لقا آپ خوشی سے یہاں کام کریں۔ کرنل فریدی صرف زبانی طور پر ڈراتے ہیں۔ عملی طور پر کوئی اقدام نہیں کرتے۔ آپ نے خود دیکھ لیا ہے کہ ماریا کے خلاف انہوں نے صرف زبانی جمع خرچ تو کیا ہے عملی طور پر کوئی اقدام نہیں کیا۔ حالانکہ وہ انہیں ہلاک کرنے کا منصوبہ لے کر یہاں آئی تھی۔ کرنل صاحب اس مقولے پر عمل کرتے ہیں کہ جو گرہتے ہیں وہ برستے نہیں.....“ کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی صرف مسکرا دیا جبکہ ماہ لقا بے اختیار ہنس پڑی۔

”آپ برسنے کی بات کر رہے ہیں۔ مجھے تو ان کے گرہتنے کے تصور سے ہی خوف آتا ہے۔ ویسے کرنل فریدی نے جو کچھ کہا ہے وہ واقعی درست ہے۔ مجھے بھی اب احساس ہو رہا ہے کہ گریٹ لینڈ اسلامی ملک تو نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت ایسے مشن پر کام کرے جو کرنل فریدی کے کسی مشن کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں مفادات کا ٹکراؤ تو ہو سکتا ہے اصل میں اب والدہ صاحبہ کا بے حد

”بہر حال اگر ایسا ہو تو پھر آپ یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ آپ کو اس وقت صرف گریٹ لینڈ کا ایجنٹ سمجھا جائے گا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں.....“ کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”آپ نے تو ابھی سے ایسا رویہ اختیار کر لیا ہے کہ جیسے میں آپ کے خلاف کام کر رہی ہوں.....“ ماہ لقا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھ میں صبر و تحمل اور برداشت کا مادہ بھی ہے اور میں اس وقت تک کوئی اقدام نہیں کرتا جب تک اس کی خصوصی طور پر ضرورت نہ ہو۔ اس لئے جب تک آپ کے اور ہمارے مفادات کے درمیان ٹکراؤ پیدا نہیں ہو گا آپ کو مجھ سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوگی لیکن جب ٹکراؤ ہو تو اس وقت یقیناً ویسے ہی ہو گا جیسے میں نے بتایا ہے.....“ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو آپ یہ نہیں چاہتے کہ میں یہاں کام کروں.....“ ماہ لقا نے کہا۔

”مجھے آپ کے کام کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ شوق سے کام کریں البتہ میں نے واضح بات کر دی ہے کہ آپ کے ذہن میں کسی قسم کا کوئی غلط تصور قائم نہ ہو سکے۔ دوسری بات یہ کہ آپ یہاں کام کرتے ہوئے ہمارے کاموں میں مداخلت نہیں کریں گی.....“ کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

بڑھ گیا۔

”آپ پریشان نہ ہوں مس ماہ لقا۔ انہیں بس شوق ہے ہارڈ سنون نظر آنے کا۔ ورنہ دراصل یہ ہارڈ تو کیا سرے سے سنون ہی نہیں ہیں۔ آپ میری ذمہ داری پر مہاں مستقل طور پر آجائیں۔ میں سب سنبھال لوں گا۔“ کیپٹن حمید کی آواز کرئل فریدی کو سنائی دی لیکن کرئل فریدی رکا نہیں اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ ویسے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ خود ماہ لقا کے حریف سے بات کرے گا کہ وہ ماہ لقا کو مہاں نہ بھجوائے کیونکہ کرئل فریدی کو معلوم تھا کہ ماہ لقا نے مہاں رہ کر سوائے اس کے اور کوئی کام نہیں کرنا کہ سارا دن وہ دفتر میں بیٹھی اس کے کاموں میں مداخلت کرتی رہے گی اور یہی بات کرئل فریدی نہیں چاہتا تھا۔

اصرار ہے کہ میں ان کے پاس مہاں دماک میں آجاؤں لیکن ظاہر ہے میں مہاں آکر فارغ تو نہیں رہ سکتی۔ اس لئے میں نے اس انداز میں سوچا تھا..... ماہ لقا نے کہا۔

”آپ گریٹ لینڈ کی ملازمت چھوڑ دیں اور مہاں اسلامی سیکورٹی کونسل کے ساتھ منسلک ہو جائیں مہاں کسی تجربہ کار لیڈی ایجنٹ کی ضرورت تو ہے۔ کیوں کرئل صاحب۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں..... کیپٹن حمید نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہاری موجودگی کے بعد کسی لیڈی ایجنٹ کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے..... کرئل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار ہنسنے لگا۔

”کرئل فریدی۔ کیا واقعی ایسا ممکن ہے کہ میں آپ کی ٹیم میں شامل ہو جاؤں..... ماہ لقا نے بڑے امید بھرے لہجے میں کہا۔

”سوری مس ماہ لقا۔ ایسا ممکن نہیں ہے..... کرئل فریدی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں ممکن نہیں ہے آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ مس ماہ لقا میرے خیال میں اسلامی سیکورٹی کونسل کے لئے بے حد مفید رہیں گی..... کیپٹن حمید نے کہا۔

”میں اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں اور مس ماہ لقا۔ اب مجھے اجازت دیں۔ میں نے چند اہمائی ضروری کام کرنے ہیں۔“ کرئل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف

یونکہ اسے یاد تھا کہ اسکے کو لے میں گولی لگی تھی اور اس کی پشت پر بھی یقیناً گولی ہی لگی تھی جس کی وجہ سے اس کا سانس اس کے سینے میں اٹک گیا تھا لیکن اس کے باوجود زندہ تھا تو اسے یقیناً ایسی حیرت ہونی چاہئے تھی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سوائے اس کے سر اور گردن کے اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی حرکت نہ کر سکا تھا۔

”یہ کیا ہوا ہے۔ کیا مجھ پر فالج کا حملہ ہوا ہے.....“ بلیک زبرد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر اسے محسوس ہوا کہ اس کے بازو اور جسم میں ہلکی سی حرکت بہر حال موجود ہے اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد اسے احساس ہو گیا کہ اس کے بازوؤں اور جسم کو بیڑے کے ساتھ باقاعدہ کپ کیا گیا ہے اس لئے وہ حرکت نہیں کر پا رہا۔ ویسے اس کے جسم میں درد کی لہریں موجود نہ تھیں اور اس کے جسم پر باقاعدہ کسبل بھی موجود تھا جس سے اسے اندازہ ہو گیا کہ اس کا باقاعدہ علاج کیا گیا ہے۔ اس نے گردن گھمائی تو یہ وہ دیکھ کر باقاعدہ چونک پڑا کہ بیڑے کے ساتھ سیٹیز پر گلو کو زور خون کی خالی بوتلیں بھی موجود تھیں۔

”یہ میرے ہمدرد کہاں سے پیدا ہو گئے ہیں.....“ بلیک زبرد نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس سارے حیرت انگیز سیٹ اپ کے بارے میں مزید کچھ سوچتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ یہ ادھر عمر آدمی تھا اور اس کے جسم پر باقاعدہ سفید گون بھی تھا اور گئے میں شیٹھو سکوپ بھی لٹک رہا تھا۔

”تمہیں ہوش آگیا مسٹر.....“ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور

بلیک زبرد کی آنکھیں کھلیں تو پہلے کچھ دیر تک تو اس کے ذہن پر -ہند چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ دھند چھٹتی چلی گئی اور بلیک زبرد کو پہلی بار احساس ہوا کہ وہ کسی بیڈ پر لیٹا ہوا ہے اور اسے اوپر کمرے کی چھت بھی نظر آرہی تھی۔ اس کے ذہن میں وہ سارے مناظر کسی فلم کے سین کی طرح گھوم گئے جب وہ گلو گن میزائل گن سے وائٹ ٹائیگر کے آفس کی ساتھ والی عمارت کو اڑانے جا رہا تھا کہ اسے اپنے عقب میں آہٹ محسوس ہوئی اور اس نے مڑ کر دیکھنا ہی چاہا تھا کہ اس کی پشت پر دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے سینے میں اس کا سانس اٹک گیا تھا اور بلیک زبرد نے سانس نکلنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن بجائے اٹکا ہوا سانس باہر نکلنے کے اس کے ذہن پر موت کا سیاہ اندھیرا چھا گیا اور اب بھی ذہنی طور پر پوری طرح ہوش میں آنے کے باوجود اسے یقین نہ آرہا تھا کہ وہ زندہ بھی ہو سکتا ہے

مدافعت نے مجھے ششدر کر دیا۔ ہمارے اندر اس قدر قوت مدافعت موجود تھی کہ شاید اس قدر قوت مدافعت میں نے پہلے کبھی کسی میں نہیں دیکھی۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ "ڈاکٹر نے زکری گھسیٹ کر اس پر بیٹھے ہوئے کہا۔

"اللہ تعالیٰ پر ایمان اور بھروسہ۔ اور اپنے مقصد کے ساتھ خلوص۔" بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ڈاکٹر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم نے درست کہا ہے۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ اعتقاد ایمان اور بھروسہ۔ یہ تینوں قوت مدافعت کو طاقتور سے طاقتور بناتی ہیں۔ بہر حال مجھے تمہاری موت پر افسوس ہو گا۔ کاش میں تمہیں بچا سکتا۔" ڈاکٹر نے کہا اور پھر کرسی سے اٹھنے لگا۔

"ایک منٹ ڈاکٹر۔ میں تمہارے حد مشکور ہوں کہ تم نے میرا علاج کیا اور مجھ سے ہمدردانہ لہجے میں بات چیت بھی کی۔ مجھے تم اپنا نام بتاؤ تاکہ مزید بات چیت میں آسانی ہو سکے۔" بلیک زرو نے کہا۔ "میرا نام ڈاکٹر پھر ڈے۔ میرا تعلق ایک ریسیا سے ہے اور میں یہودی ہوں البتہ یہ دوسری بات ہے کہ حقیقت پسند ہوں۔" ڈاکٹر پھر ڈے نے جواب دیا۔

"میرا نام منصور ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ میرا علاج کیوں کرایا گیا ہے اور کس نے کرایا ہے۔" بلیک زرو نے کہا۔

قریب آکر اس نے سٹیٹھو سکوپ کو کانوں سے لگایا اور پھر بلیک زرو کا باقاعدہ معائنہ کرنا شروع کر دیا۔ اس کا انداز پیشہ ورانہ تھا۔ اس لئے بلیک زرو سمجھ گیا کہ وہ واقعی کسی ہسپتال میں ہے۔

"میں کہاں ہوں ڈاکٹر؟..... بلیک زرو نے کہا۔

"ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے ہسپتال میں۔" ڈاکٹر نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا اور بلیک زرو کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ ڈاکٹر کا جواب بہر حال اس کی توقع کے قطعی برعکس تھا۔

"کیا آپ درست کہہ رہے ہیں ڈاکٹر؟..... بلیک زرو نے کہا تو ڈاکٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں شاید اس لئے میری بات پر یقین نہیں آیا تم یہاں دوست نہیں بلکہ دشمن بن کر داخل ہوئے تھے اور دشمنوں کا علاج نہیں کیا جاتا بلکہ انہیں گولی مار دی جاتی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ دشمن ہونے کے باوجود تمہارا علاج کیا گیا ہے۔ ورنہ تم اس قدر شدید زخمی تھے کہ اگر تمہارا ہر وقت علاج نہ کیا جاتا تو شاید تمہارے بچنے کا ایک فیصد بھی امکان نہ رہتا۔ البتہ بحیثیت ڈاکٹر مجھے یہ اعتراف ہے کہ تم جیسا مرلین میں نے اپنی طویل طبی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تم جس قدر شدید زخمی تھے اور تمہارے جسم میں خون کی جس قدر کمی تھی اس لحاظ سے میں نے جب تمہیں دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ تم علاج کے باوجود بھی نہ بچ سکو گے لیکن تمہارے اندر موجود بے پناہ قوت

”جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ جریرہ چھوڑ کر نکل جاؤ۔ تم اچھے آدمی ہو۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اس جریرے کے ساتھ ساتھ تمہارے جسم کے ٹکڑے بھی اڑ جائیں۔“ بلیک زیرو نے بڑے پراسرار انداز میں کہا تو ڈاکٹر برجر دکھ چہرہ ایک لمحے کے لئے زرد سا پڑ گیا لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

”کیا تمہارے ذہن پر اثر تو نہیں ہو گیا۔ تم یہاں بندھے ہوئے پڑے ہو۔ شدید زخمی ہو۔ تمہیں وائٹ ٹانگیر جب چاہے ایک اشارے سے ہلاک کر دے اور تم مجھے کہہ رہے ہو کہ میں جریرہ چھوڑ کر نکل جاؤں۔“ ڈاکٹر برجر ڈٹے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے ڈاکٹر برجر ڈک میرا دماغ خراب تھا کہ میں اکیلا ریڈ وانڈر جیسی بین الاقوامی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے نکل کھڑا ہوا ہوں۔ تمہیں معلوم نہیں ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ یہاں اسلحے کے چار بڑے بڑے سٹور ہیں اور ان سٹورز میں خفیہ طور پر ایسے بم نصب کئے جا چکے ہیں جنہیں تم لوگ کسی صورت میں ٹریس نہیں کر سکتے اور میرا صرف ایک اشارہ ان بموں کو ڈی چارج کر دے گا۔ یہ وانڈر لیس وانڈر ڈی چارجر بم ہیں سمجھتے ہو وانڈر لیس وانڈر ڈی چارجر بم کیا ہوتے ہیں۔ مطلب ہے کہ میں اپنے منہ سے ایک خاص لفظ ایک خاص انداز سے ادا کروں گا اور جریرے کے ان اسلحہ سٹورز میں موجود بم ڈی چارج ہو کر پھٹ جائیں گے۔ پھر بتاؤ کیا ہو گا۔ کیا اس جریرے کا وجود باقی رہ جائے گا۔ نہیں یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سمندر میں غرق ہو

”وائٹ ٹانگیر نے تمہارے علاج کا حکم دیا ہے تاکہ تم سے یہ پوچھ گچھ کی جاسکے کہ یہاں تمہارے ہمدر اور ساتھی کون کون سے ہیں کیونکہ وائٹ ٹانگیر کو یقین ہے کہ تم اکیلے یہاں اتنی بڑی کارروائی نہیں کر سکتے۔“ ڈاکٹر برجر ڈٹے کہا۔

”اگر میرے یہاں ساتھی ہوتے تو کیا میں اس طرح ہٹ ہو سکتا تھا۔“ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیے مسٹر منصور۔ تم نے یہاں جو کچھ جس انداز میں کیا ہے وہ واقعی نہ صرف حیرت انگیز ہے بلکہ شاید ناقابل یقین بھی ہے لیکن تمہارا علاج کرنے کے بعد میں اس نیچے پر پہنچا ہوں کہ تم واقعی اکیلے ایک پوری فوج کے برابر ہو۔ تمہارے اندر جو قوت ارادی اور قوت مدافعت اور جدوجہد کرنے کا جو فطری مادہ موجود ہے وہ تمہارے علاج کے دوران مجھے مسلسل محسوس ہوتا رہا ہے لیکن ظاہر ہے نہ ہی یہاں وائٹ ٹانگیر نے میری بات پر یقین کرنا ہے اور نہ کسی اور نے۔ دوسری بات یہ کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ورنہ نہ صرف مجھے گولی مار دی جائے گی بلکہ میرا پورا خاندان بھی گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔“ ڈاکٹر برجر ڈٹے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں تمہارے خلوص کی قدر کرتے ہوئے تمہیں ایک پر خلوص مشورہ دینا چاہتا ہوں۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر برجر ڈچونک پڑا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیسا مشورہ۔“ ڈاکٹر برجر ڈٹے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جائے گا..... بلیک زرو نے کہا تو ڈاکٹر برجر ڈکے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

"کیا تم ٹھیک کہہ رہا ہو..... ڈاکٹر برجر نے کہا۔

"ہاں۔ اور ابھی تم لوگ قسمت کے دھنی ہو کہ تم زندہ ہو۔ کیونکہ میرے دل کی دھڑکن کے ساتھ ہی وائرلیس ڈی چارجر موجود ہے۔ جیسے ہی میرے دل کا دھڑکن بند ہوگا۔ یہ ہم ڈی چارج ہو جائیں گے۔ اگر تم مجھے ہلاک کر دیتے یا میں ویسے ہی ہلاک ہو جاتا تو اب تک اس ہیڈ کوارٹر کا وجود ہی صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہوتا۔ اس لئے میرا تمہیں مشورہ ہے کہ تم خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ اور اپنی جان بچا لو۔ میں کوشش کروں گا کہ اپنی جان بچا کر نکل جاؤں لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو سکا تو پھر مجھے اپنی جان کی بھی پروا نہیں رہے گی۔ میں نے بہر حال ان بموں کو ڈی چارج کرنا ہے..... بلیک زرو نے کہا تو ڈاکٹر برجر ڈچند لمحے اسے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ بلیک زرو کے چہرے پر پراسراسی مسکراہٹ رنگنے لگی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس نے جو کچھ ڈاکٹر برجر سے کہا ہے اس کا فوری رد عمل کیا ہوگا اور وہ یہی چاہتا تھا۔ پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ بونا وائٹ ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ڈاکٹر برجر ڈچھا اور ڈاکٹر برجر ڈکے پیچھے ایک مشین گن بردار تھا۔

"تو تم نے اب ہمیں دھمکیاں دینا شروع کر دی ہیں نانسنس۔

جہار کیا خیال ہے کہ ہم احمق ہیں۔ کیا بتایا ہے تم نے ڈاکٹر برجر کو..... وائٹ ٹائیگر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے جو کچھ ڈاکٹر برجر کو بتایا ہے تم اس کا بڑی آسانی سے تجربہ کر سکتے ہو۔ تم مجھے گولی مار دو۔ ابھی نتیجہ جہارے سامنے آجائے گا یہ کام تو تم آسانی سے کر سکتے ہو۔ میں تو ظاہر ہے بندھا ہوا ہوں اور بے بس ہوں..... بلیک زرو نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"جو کچھ تم نے بتایا ہے وہ ناممکن ہے..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

"جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ میں الحمد للہ مسلمان ہوں اور مسلمان خود کشی کو حرام سمجھتے ہیں اس لئے میں خود کشی نہیں کر سکتا۔ ورنہ میں ابھی وہ مخصوص لفظ بول دیتا اور نتیجہ جہارے سامنے آجاتا..... بلیک زرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں تو اتنا وقت بھی نہیں مل سکا کہ تم چاروں سنوریز میں جاسکتے۔ تم صرف ایک سنوریز میں گئے ہو اور وہاں تم نے جو بم چارج کر کے لگایا تھا وہ ہم نے ٹریس کر کے آف کر دیا ہے۔ تمہاری جیب میں اس کا ڈی چارجر موجود تھا سی ڈی چارجر کی مدد سے ہم نے آسانی سے اس بم کا سراغ لگالیا تھا..... وائٹ ٹائیگر نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب میں کیا کہوں۔ نہ جانے کیسے احمق لوگوں سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ یہی تو ڈاجنگ پوائنٹ تھا اور تم ڈاج کھا گئے تم ابھی تک یہی سمجھ رہے ہو کہ بس یہی کچھ ہوا ہے اگر ڈاکٹر برجر ڈچھ سے ہمدردانہ انداز

اتاری۔

”اوہ مطلب ہے کہ تم جریرے کی تباہی کا تجربہ کرنے لگے ہو۔  
ویری گڈ“..... بلیک زیرو نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں موت سے خوف نہیں آتا“..... جریر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر جریر ڈ۔ موت تو بہر حال آتی ہی ہے۔ آج نہیں تو کل۔ لیکن اگر موت سے ایک بہت بڑا مقصد پورا ہو رہا ہو تو پھر موت بری نہیں بلکہ اچھی لگتی ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ میں نے پوری زندگی میں تم جیسا نڈر اور بااعتماد آدمی نہیں دیکھا۔ بہر حال تمہیں زہر کا انجکشن نہیں لگایا جا رہا بلکہ بے ہوشی کا انجکشن لگایا جا رہا ہے کیونکہ وائٹ ٹانگیر نے معلوم کر لیا ہے وائرلیس وائٹ کنٹرول ڈی چارجر واقعی ہوتا ہے اور ہارٹ ٹکنگ کنٹرول ڈی چارجر بھی ہوتا ہے اس لئے وائٹ ٹانگیر نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں بے ہوش کر کے یہاں سے پچاس بحری میل دور ایک اور جریرے میں لے جایا جائے اور وہاں تمہارا بے ہوشی کے دوران ہی آپریشن کر کے تمہارے سینے میں موجود ہارٹ ٹکنگ ڈی چارجر نکال دیا جائے۔“ ڈاکٹر جریر نے سوئی بلیک زیرو کے بازو میں لگاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے ذہن کو بلیٹنگ کرنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بلیٹنگ ذہن کے دوران بے ہوش کر دینے والی دوا کے اثرات اعصاب پر اس قدر اثر

میں گھسکتا نہ کرتا تو میں کبھی بھی اس سے وہ بات نہ کرتا۔ جو میں نے کر دی ہے۔ بہر حال تم نہیں مان رہے ہو تو نہ مانو۔ میں نے تمہاری منت تو نہیں کی۔“ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا اور آنکھیں بند کر لیں

”ہو نہر۔ تو تم چاہتے ہو کہ اس طرح ہمیں چکر دے کر زندہ رہ سکو۔ لیکن یاد رکھو۔ اب تمہاری روح بھی ہمارے کنٹرول میں رہے گی۔“ وائٹ ٹانگیر نے تیز لہجے میں کہا اور تیز قدم اٹھاتا مڑ کر باہر چلا گیا۔ بلیک زیرو نے آنکھیں کھولیں تو کمرہ خالی تھا۔ وہ بے اختیار مسکرا دیا اسے معلوم تھا کہ اب یہ وائٹ ٹانگیر وائرلیس وائٹ کنٹرول ڈی چارجر کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا اور جب اسے معلوم ہو گا کہ ایسے ڈی چارجر واقعی لکھا دھوکے تو پھر وہ اس کی رینج معلوم کرے گا اور پھر بلیک زیرو کو بے ہوش کر کے لالچالہ اس جزیرے سے نکال کر اس رینج سے باہر لے جایا جائے گا اور اس طرف بلیک زیرو کو بہر حال موقع مل جائے گا کہ وہ مزید جدوجہد کر سکے اور پھر وہی ہوا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر جریر ڈاندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرخ کپڑی ہوئی تھی۔

”تم واقعی بے حد خطرناک آدمی ہو مسٹر منصور۔ تم نے تو وائٹ ٹانگیر کو بھی پریشان کر دیا ہے۔ حالانکہ وائٹ ٹانگیر ایسا آدمی ہے جو کبھی اور کسی حالت میں بھی پریشان نہیں ہوتا۔“ ڈاکٹر جریر نے قریب آکر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرخ کپڑی پر موجود کیس



کے کونے میں لکڑی کا ایک صندوق پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو اس صندوق کی طرف بڑھا۔ صندوق میں تالا وغیرہ نہ لگا ہوا تھا۔ اس نے صندوق کا ڈھکن اٹھایا تو اس کے چہرے پر بے اختیار اطمینان بخش مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ صندوق میں مشین پستل اور مشین گن کے ساتھ ساتھ اس قسم کا کافی اسلحہ موجود تھا۔ بلیک زیرو نے ایک مشین پستل اٹھایا۔ اس کا میگزین لگایا اور صندوق کا ڈھکن بند کر کے وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے دبا یا تو دروازہ کھلنے لگا۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے باہر سے لاگ نہ کیا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ ایک بے ہوش آدمی کے لئے انہیں اس قسم کے حفاظتی اقدامات کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ اوپر عرشے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جیسے ہی عرشے سے سروا پر کیا اس نے تیزی سے سر نیچے کر لیا اور پھر آہستہ سے اس نے کنارے سے سر تھوڑا سا اوپر کیا۔ لاچ کے عرشے پر قسڈ کر سیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک ڈاکٹر رہرڈ تھا جبکہ دوسرا ایک بھاری جسم والا آدمی تھا جس کے کاندھے پر مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے جبکہ لاچ کو پالٹ کرنے والا ایک نوجوان تھا۔ وہ بھی ایک سنول مٹا کر سی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پستل کو اوپر کیا اور پھر اس کی نال کا رخ پہلے اس نے ڈاکٹر رہرڈ کے ساتھ کر سی پر بیٹھے ہوئے مسلح آدمی کی طرف کیا اور ٹریگر

انداز نہیں ہوتے جس قدر عام ذہنی کیفیت کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان معمولی اثرات کو مخصوص ذہنی معشوق سے بہر حال دور کیا جاسکتا ہے۔ اسی لئے بلیک زیرو نے جان بوجھ کر زہریلے انجکشن کی بات کی تھی تاکہ اصل بات سامنے آجائے۔ چند لمحوں بعد اس کا ذہن بلیٹنگ ہو گیا اور تمام احساسات زیرو ہو گئے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے بلیٹنگ ذہن میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر کچھ دیر بعد اس کی آنکھیں کھل گئیں تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک لاچ کے نچلے حصے میں بستے ہوئے کمرے کے فرش پر پڑا ہوا ہے اس کمرے کا دروازہ بند تھا اور لاچ کی حرکت بتا رہی تھی کہ وہ پانی میں تیر رہی ہے۔ بلیک زیرو بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا اور یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر بے حد مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کہ اس کے جسم کو جکڑا نہ گیا تھا۔ شاید بے ہوشی کی وجہ سے انہوں نے اسے ضروری نہ سمجھا تھا۔ بلیک زیرو اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے دیکھا کہ اس کے جسم کے گرد باقاعدہ پٹیاں بندھی ہوئی ہیں لیکن اس کی ہڈیاں وغیرہ محفوظ تھیں۔ اب اسے کو لے پر کوئی تکلیف محسوس نہ ہو رہی تھی۔ اس نے آہستہ آہستہ قدم اٹھائے تو اسے کو لے میں ہلکے سی درد کا احساس تو ضرور ہوا لیکن بہر حال وہ آسانی سے چل پھر سکتا تھا اور اسے کچھ زیادہ تکلیف بھی نہ تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر رہرڈ نے واقعی بہترین انداز میں اس کا علاج کیا ہے اس نے جلدی سے اپنے لباس کی جیمیں ٹٹوٹنا شروع کر دیں لیکن تمام جیمیں خالی تھیں حتیٰ کہ اس کی کلائی گھڑی بھی اتار لی گئی تھی۔ کمرے

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کروڈا کٹرہرڈ۔ ورنہ ایک لمحے میں پھیلوس کے پیٹ میں غائب ہو جاؤ گے۔“..... بلیک زیرو نے انتہائی سر دلچے میں کہا تو ڈاکٹرہرڈ کے ہونٹ بھنج گئے اور پھر آکر وہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے ہی وہ بیٹھا بلیک زیرو جو اس کرسی کے قریب موجود تھا، کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ڈاکٹرہرڈ کنپنی پر زور دار ضرب کھا کر جیختا ہوا اچھل کر کرسی سے نیچے گرا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے اچھل کر اس کی کنپنی پر لات جمادی اور ڈاکٹرہرڈ دوبارہ جیختا ہوا اگر کر ساکت ہو گیا۔ بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پشٹل جیب میں ڈالا اور پھر جھک کر اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹرہرڈ کو اٹھا کر واپس کرسی پر ڈال دیا اور پھر وہ انجن سیکشن کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک راڈ کے ساتھ رسی لنک رہی تھی یہ رسی وقت پڑنے پر اس وقت توازن کو سنبھالنے کے کام آتی تھی جب لالچ کو انتہائی تیزی سے ٹرن دیا جاتا تھا۔ لالچ اب رک کر پانی کی لہروں پر لہروں کے ساتھ چل رہی تھی۔ بلیک زیرو نے رسی کھولی اور پھر واپس آکر اس نے ڈاکٹرہرڈ کے دونوں بازو اس کے عقب میں کر کے رسی سے ہاتھ باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے ڈاکٹرہرڈ کی جیسوں کی تلاشی لی لیکن اس کی جیسوں خالی تھیں بلیک زیرو نے ساتھ والی کرسی کے نیچے مردہ پڑے ہوئے مسلح آدمی کی جیسوں کی تلاشی لی لیکن اس کے پاس بھی کچھ نہ تھا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر لالچ چلانے والے کی تلاشی لی لیکن اس کی جیسوں سے بھی اسے اپنے مطلب

دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ آدمی جیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے مشین پشٹل کا رخ تیزی سے بدلا اور دوسرے لمحے لالچ چلانے والا بھی جیختا ہوا پہلے سیٹ پر گرا اور پھر پلٹ کر نیچے جا کر جبکہ ڈاکٹرہرڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہو۔

”خبردار ڈاکٹرہرڈ۔ دونوں ہاتھ سر پر رکھ لو۔ ورنہ ایک لمحے میں گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے۔“..... بلیک زیرو نے چھٹنے ہوئے کہا تو ڈاکٹرہرڈ نے بے اختیار دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے۔

”آگے بڑھو اور لالچ کو کنٹرول کر کے اس کا انجن بند کر دو۔ جلدی کرو۔ آگے بڑھو ورنہ فائر کھول دوں گا۔“ بلیک زیرو نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا تو ڈاکٹرہرڈ کسی روپوت کی طرح کنٹرول سیکشن کی طرف تیزی سے بڑھنے لگا تو بلیک زیرو تیزی سے سیزحیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گیا۔ ڈاکٹرہرڈ نے انجن آف کر دیا اور لالچ کی رفتار ایک جھٹکے سے کم ہوتی چلی گئی۔ بلیک زیرو نے ایک لمحے کے اندر چاروں طرف کا جائزہ لے لیا تھا۔ لالچ کے ارد گرد کوئی اور لالچ یا اسٹیر نہ تھا اور ہر طرف سمندر ہی سمندر تھا اور نزدیک کوئی جہیرہ یا ناپو نظر نہ آ رہا تھا۔

”اب ادھر آکر اپنی کرسی پر بیٹھ جاؤ ڈاکٹرہرڈ۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”تم۔ تم تو بے ہوش تھے۔ تمہیں میں نے خود انتہائی طاقتور انجنشن لگایا تھا۔ پھر تم خود بخود کیسے ہوش میں آ گئے۔“ ڈاکٹرہرڈ نے پہلی بار بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

بولنے کے لئے منہ کھولا لیکن دوسرے لمحے اس طرح منہ بند کر لیا جیسے اس نے اچانک بولنے کا فیصلہ بدل دیا ہو۔

"میں نے تمہیں مشورہ دیا تھا ڈاکٹر رچرڈ کہ تم اپنی جان بچا لو۔ لیکن تم نے اننا جا کر وائٹ ٹائیگر کو رپورٹ دے دی..... بلیک زیرو نے سر دلچے میں کہا۔

"میں مجبور تھا کیونکہ اس کمرے میں ایسے آلات موجود تھے جس کی وجہ سے جو الفاظ بھی وہاں بولے جاتے تھے وہ ٹیپ ہو جاتے تھے اور اگر میں جا کر وائٹ ٹائیگر کو رپورٹ نہ دیتا تو پھر مجھے بھی مشکوک سمجھ کر گولی ماری جاتی....." ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"نھیک ہے۔ اب سہاں لائچ میں تو ایسے آلات نہیں ہیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ سہاں نہیں ہیں۔ لیکن تم تو....." ڈاکٹر رچرڈ نے کہنا شروع کیا۔

"تم نے پہلے ہی بات پوچھی تھی۔ تم صرف طب کے ڈاکٹر ہو جبکہ ہمیں اپنی جان بھٹیلی پر رکھ کر کام کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کی نہ صرف باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے بلکہ ہمیں انتہائی جدید ترین طریقے بھی سکھائے جاتے ہیں جن کی مدد سے ہم دوسروں کو ڈانگ دے کر اپنی جانیں بچا سکتے ہیں اور ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ جب بے ہوش کرنے والی دوا کا محلول انجیکٹ کیا جائے۔ گئے تو ہم اپنے ذہن کو بلیک کر لیتے ہیں اور جب ذہن بلیک ہو

کی کوئی چیز نہ ملی تو اس نے لائچ چلانے والے کی لاش کو گھسیٹ کر سیرھیاں اتار کر نیچے کمرے میں لے جا کر ڈال دیا اور پھر اس صلیح آدمی کی لاش کو بھی گھسیٹ کر اس نے اسے بھی نیچے کمرے میں ڈال دیا۔ پہلے تو اس نے سوچا تھا کہ ان لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ جس علاقے میں وہ موجود ہے وہ ہینڈ کو آرٹر سے کتنے فاصلے پر ہے اور پھر اس علاقے میں گوشت خور پھلیاں بھی موجود ہیں یا نہیں ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ دونوں لاشیں تیریقی ہوئیں ہینڈ کو آرٹر والے جہیز پر پہنچ جاتیں اور اس طرح وہاں موجود لوگوں کو لائچ کی اصل صورت حال کا علم ہو جاتا۔ اس لئے بلیک زیرو نے دونوں لاشوں کو سمندر میں پھینکنے کی بجائے نیچے کمرے میں لے جا کر ڈال دیا تھا۔ پھر اس نے ڈاکٹر رچرڈ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھ سے بند کر دیئے۔ جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو بلیک زیرو نے ہاتھ ہٹائے اور پھر جیب سے مشین پسٹل نکال کر وہ ساتھ والی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر رچرڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر اس نے لاشخواری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عقب میں ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صحیح طور پر کھڑا نہ ہو سکا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب اگر اٹھنے کی کوشش کی تو ٹریگر با دوں گا....." بلیک زیرو نے کہا تو ڈاکٹر رچرڈ نے چونک کر اس طرح بلیک زیرو کی طرف دیکھا جیسے ہوش میں آنے کے بعد پہلی بار اسے دیکھ رہا ہو۔ پھر اس نے کچھ

”تم نے اپنا نام منصور بتایا تھا ناں..... ڈاکٹر رحڑ نے اچانک انتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں.....“ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ ویسے وہ اس کے یکتا  
سنجیدہ ہونے پر چونک پڑا تھا۔

”تو مسٹر منصور۔ تم وائٹ ٹائیگر کو تو چکر دے سکتے ہو لیکن ڈاکٹر  
پر ڈاکٹر نہیں دے سکتے۔ میں نے جہار علاج کیا ہے۔ میں نے جہار  
پریشن کیا ہے۔ میں نے جہارے جسم کے ہر حصے کا باقاعدہ ایکسے  
کیا ہے کیونکہ میں چیک کرنا چاہتا تھا کہ جہارے جسم کی کوئی ہڈی تو  
کریک نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں نے جہارے خون کے ٹیسٹ کئے  
ہیں اور بھی بہت کچھ کیا ہے کیونکہ جہار کی حالت بے حد غراب تھی اور  
تم صرف اپنی پراسرار قوت ارادی کے بل پر زندہ تھے۔ میں چونکہ ڈاکٹر  
ہوں اس لئے میرے لئے تم ایک ایسے مریض تھے جس نے مجھے حیران  
کر دیا تھا۔ اس لئے میں نے تمہیں بچانے کی انتہائی سرتوڑ کوشش کی  
اور تم بچ بھی گئے۔ بہر حال جب تم نے وائٹ ٹائیگر کو بتایا کہ  
جہارے جسم کے اندر کوئی ایسا آلہ موجود ہے جو جہارے دل کی  
دھڑکن سے کنٹرول ہوتا ہے تو میں سمجھ گیا تھا کہ تم یہ سب کچھ کیوں  
کر رہے ہو۔ بہر حال مجھے تو معلوم تھا کہ جہارے جسم میں ایسا کوئی  
آلہ موجود نہیں ہے۔ ورنہ اس کا علم جہارے علاج کے دوران سب  
سے پہلے مجھے ہوتا۔ اور یہ بھی سن لو کہ وائٹ ٹائیگر نے اس سلسلے میں  
جب مجھ سے بات کی تو میں نے صرف جہار کی زندگی بچانے کے لئے

تو انتہائی طاقتور سے طاقتور ہے ہوش کر دینے والی دوا کا اثر اعصاب پر  
طاقتور انداز میں نہیں کرتا اور اسے بعد میں ذہنی قوت کے سہارے  
آسانی سے دور کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ جب تم نے مجھے بتایا کہ تم مجھے  
بے ہوشی کا انجشن لگا رہے ہو تو میں نے اپنے ذہن کو بلیک کر لیا اور  
پھر مخصوص ذہنی مشقوں کی وجہ سے ایک خاص وقت گزرنے کے بعد  
ذہن دوبارہ نارمل ہو گیا اور اس کے بعد چند لمحوں میں اعصاب بھی کام  
کرنے لگ گئے۔ چونکہ تم لوگوں نے مجھے بے ہوش سمجھ کر نہ ہی بانڈھا  
تھا اور نہ ہی دروازہ بند کیا تھا اور نیچے کمرے کے ایک کونے میں موجود  
ایک صندوق میں اسلحہ بھی موجود تھا اس لئے میں نے مشین پشٹل  
اٹھایا اور باہر آگیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔  
تمہیں میں نے اس لئے ہلاک نہیں کیا کہ میرے ذہن کے مطابق تم  
بہر حال ایک ہمدرد اور سمجھدار آدمی ہو..... بلیک زیرو نے اس کی  
بات کاٹتے ہوئے خود ہی ساری تفصیل بتادی۔

”تم لوگ واقعی ہمارے تصور سے بھی زیادہ ہوشیار اور تربیت یافتہ ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو میرا مشورہ یہی ہے کہ اب تمہارے پاس موقع ہے تم لالچ لے کر ٹکل جاؤ۔“ ڈاکٹر چرڈنے کہا۔

”اگر میرا مقصد صرف اس طرح جان بچا کر ٹکل جانا ہوتا تو میں ہیڈ کوارٹر جاتا ہی کیوں۔ مجھے کوئی باندھ کر تو وہاں نہیں لے گیا تھا۔ اس لئے یہ بات تم ذہن سے نکال دو کہ میں اپنا مشن مکمل کئے بغیر واپس چلا جاؤں گا۔“..... بلیک زرو نے کہا۔

میں اس قدر فیاض ہے کہ بعض اوقات حیرت ہوتی ہے اس لئے میں یہاں موجود ہوں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں آٹھ دس سال تک یہاں کام کر کر پھر ایکریسیا چلا جاؤں گا اور اس کے بعد باقی عمر لارڈز کی طرح گزاریں گا اور دوسری بات جس کی وجہ سے میں نے یہ سب کچھ کیا ہے وہ جہاز پر اسرار طبی شخصیت ہے۔ میں نے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ایسے لوگوں کا علاج کیا جو تم جیسی بری حالت میں لائے گئے لیکن جس بے پناہ قوت ارادی اور جو قوت مزاحمت میں نے جہاز کے جسم میں دیکھی ہے وہ میں نے آج تک اور کسی کے جسم میں نہیں دیکھی۔ اس لئے میں چاہتا تھا کہ تم بچ جاؤ تو میں اس سلسلے میں تم سے تفصیلی بات کر کے اس پوائنٹ پر تحقیقی مقالہ لکھوں مجھے یقین ہے کہ ایسا مقالہ پوری دنیا کے طبی ماہرین کو چونکا دے گا اور اب بھی میں یہی چاہتا ہوں کہ تم واپس چلے جاؤ تاکہ تم زندہ رہو۔ میں جہاز کی موت اس وقت تک نہیں چاہتا جب تک تم سے اس معاملے میں تفصیلی بات چیت نہ ہو جائے۔..... ڈائریجور نے کہا تو بلیک زیرو اس کی صاف گوئی پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”جہاڑی اس صاف گوئی نے مجھے متاثر کیا ہے ڈاکٹر برہڑو۔ ویسے بھی تم میرے محسن ہو۔ تم نے میرا اس وقت علاج کیا جب میں دشمن کی حیثیت سے مکمل طور پر جہاڑے رحم و کرم پر تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ دشمنوں کا علاج اس تہدی سے نہیں کیا جاتا۔ جس تہدی سے تم نے میرا علاج کیا ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنا دشمن مکمل کئے

انہیں کہہ دیا کہ تمہارے جسم کے اندر دل کے ساتھ کوئی نہ کوئی ایسی چیز موجود ہے جو ایکسرے اور ٹیسٹ میں واضح نہیں آ رہی۔ اس لئے اسے چیک کرنے کے لئے تمہارے سینے کا آپریشن کرنا ہوگا اور پھر وائٹ ٹائنگز نہ تمہیں بے ہوش کر کے ہیڈ کوارٹر سے ولاسٹر جہیز پر لے جانے کا حکم دیا جہاں تک وائٹ کنٹرول ڈی چارج کا تعلق ہے ایسے ہم خصوصی ساخت کے ہوتے ہیں اور ایسا کوئی ہم ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میرا پروگرام ہی تھا کہ ولاسٹر لے جا کر تمہیں ہوش میں لا کر فرار کرادوں گا اور وائٹ ٹائنگز کو کہہ دوں گا کہ آپریشن کے دوران تم ہلاک ہو گئے ہو اور تمہارے سینے سے کوئی آلہ وغیرہ نہیں نکلا لیکن تمہیں راستے میں ہی ہوش آ گیا۔ اس لئے میں تمہیں اب بھی کہہ رہا ہوں کہ تم خود نکل جاؤ ورنہ اگر تم ہیڈ کوارٹر گئے تو پھر تمہارا زندہ بچ نکلنا ناممکن ہوگا کیونکہ اس بار وائٹ ٹائنگز نے جہیز کے حفاظت کے خصوصی انتظامات کیے ہیں۔" ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

لیکن تمہیں مجھ سے کیوں بھدردی ہے۔ ایک زیرونے کہا۔ پہلی بات تو یہ سن لو کہ میں یہودی نہیں ہوں۔ مجھے یہاں صرف میری بے پناہ مہارت کی وجہ سے لایا گیا ہے اور چونکہ یہاں رہنے کا معاوضہ اس قدر زیادہ دیا جاتا ہے کہ شاید میری سات نسلیں سینکڑوں سال تک محنت کر کے بھی اتنا معاوضہ حاصل نہ کر سکیں جتنا مجھے ایک سال کے دوران دیا جاتا ہے۔ ریڈ واٹر معاوضہ دینے کے سلسلے

بغیر کسی صورت بھی واپس نہیں جاسکتا اور تم جس پوائنٹ پر تحقیق مقالہ لکھنا چاہتے ہو اس کا بنیادی اور مرکزی نقطہ ہی یہی ہے کہ ہم اپنے مشن کی کامیابی پر اس قدر اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کی تکمیل میں اپنی جان دینا ہمارے نزدیک انتہائی حقیر سا نذرانہ ہوتا ہے۔" بلیک زرو نے کہا تو ڈاکٹر ہرڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہر حال میں نے تمہاری بھلائی کے لئے مشورہ دیا تھا۔ لیکن اگر تم واپس ہیڈ کوارٹر جانا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟" ڈاکٹر ہرڈ نے کہا۔

"تو تم اس لئے گھبرا رہے ہو کہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جانے سے تمہارا معاوضہ بند ہو جائے گا؟" بلیک زرو نے کہا۔

"یہ بات میرے ذہن میں اس وقت آتی جب مجھے یہ خیال ہوتا کہ تم ہیڈ کوارٹر تباہ کر سکتے ہو۔ جبکہ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تم ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کی بجائے خود ہلاک ہو جاؤ گے۔" ڈاکٹر ہرڈ نے اسی طرح صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ڈاکٹر ہرڈ اگر تم کہو تو میں تمہیں کسی جبرے پر ڈراپ کر سکتا ہوں تاکہ تم زندہ بچ جاؤ۔ میں نے تو بہر حال مشن مکمل کرنا ہے اور یہ بھی یقین کر لو کہ مشن مکمل ہو گا اور ہر صورت میں ہو گا۔ ریڈ واٹر کے اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی کو اس طرح یقینی سمجھو جس طرح رات گزرنے کے بعد سورج طلوع ہونا یقینی بات ہے۔" بلیک زرو نے کہا۔

"تم اکیلے وہاں کیا کر لو گے؟" ڈاکٹر ہرڈ نے کہا۔

"پہلے مجھے اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل نہ تھیں۔ اس لئے میں مار کھا گیا تھا لیکن اب مجھے اس بارے میں پہلے کی نسبت زیادہ معلومات ہیں اس لئے اب دیکھنا کہ میں اسے کس طرح تباہ کرتا ہوں۔" بلیک زرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کوشش کر دیکھو۔" ڈاکٹر ہرڈ نے کہا۔

"تم اپنے بارے میں بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے۔" بلیک زرو نے کہا تو ڈاکٹر ہرڈ ہنسنے اور سے بلیک زرو کو دیکھتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بلیک زرو کے اندر جھانک رہا ہو۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ مجھ سے ہمدردی کرو تو پھر مجھے ولاسٹر پہنچا دو۔" ڈاکٹر ہرڈ نے کہا۔

"سوری ڈاکٹر ہرڈ ایسا ممکن نہیں ہے۔" بلیک زرو نے کہا تو ڈاکٹر ہرڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں۔ اس میں کیا قیامت ہے۔ تم نے ابھی خود ہی تو کہا تھا کہ تم مجھے کسی قریبی جبرے یا ناپو پر پہنچا سکتے ہو۔" ڈاکٹر ہرڈ نے حیرت جبرے لئے میں کہا۔

"ولاسٹر میں تم دائیں ٹائیگر سے ٹرانسمیٹر رابطہ کر لو گے یا وہ خود تم سے رابطہ کرے گا اور اس طرح تم اسے میرے زندہ بچ جانے اور ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے کے بارے میں آگاہ کر دو گے جس سے ظاہر ہے مجھے مشن کے رستے میں رکاوٹیں پیدا ہوں گی جو میں نہیں

”یہاں سے قریب کوئی جریرہ ہے..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”قریب سے قریب جریرہ بھی یہاں سے چالیس پچاس بحری میل دور ہوگا..... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا تو بلیک زیرو سر ملاتا ہوا اٹھا اور ڈاکٹر رچرڈ کے قریب آکر وہ رکا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور ڈاکٹر رچرڈ کے حلق سے بے اختیار چمچ نکل گئی۔ بلیک زیرو نے دوسری ضرب لگائی تو ڈاکٹر رچرڈ کی گردن ڈھلک گئی اور جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

”سوری ڈاکٹر رچرڈ۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہیں کسی جریرے تک پہنچاتا چھوں..... بلیک زیرو نے اس کے دونوں ہاتھ کھولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر رچرڈ کو کاندھے پر لادا اور نچلے کمرے میں لے جا کر اس نے اسے فرش پر لٹا دیا۔ پھر اس نے وہاں موجود مسیح آدمی اور لالچ ڈرائیور دونوں کی لاشوں کو باری باری اٹھا کر باہر عرشے پر لے آیا اور ان لاشوں کو سمندر میں پھینک دیا کیونکہ اب چونکہ وہ خود ہیڈ کوارٹر واپس جا رہا تھا اس لئے اب اسے اس بات سے کوئی فرق نہ پڑتا تھا کہ ان دونوں کی لاشیں پھیلیں کھاتی ہیں یا پھر ترقی ہوئی ہیڈ کوارٹر پہنچ جاتی ہیں۔ پھر وہ تیز قدم اٹھاتا انجین سیکشن کی طرف بڑھ گیا تاکہ لالچ چلا کر وہاں موجود تفصیلی نقشے کی مدد سے ہیڈ کوارٹر پہنچ سکے۔

چاہتا..... بلیک زیرو نے کہا تو ڈاکٹر رچرڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم واقعی بہت دور کی بات سوچتے ہو۔ میں نے واقعی ایسا کرنا تھا۔ اوسکے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں تمہارے رتم و کرم پر ہوں جو تم چاہو اور جس طرح چاہو کرو..... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

”تم واپس جاؤ اور میرے ہیڈ کوارٹر میں داخلے کی راہ ہموار کرو..... بلیک زیرو نے کہا۔

”سوری مسٹر منصور۔ میں صاف بات کروں گا۔ میں نے یہاں سے بہت دولت کمائی ہے۔ وائٹ ٹائیگر اور اس کے عملے نے ہمیشہ میری بے پناہ عزت کی ہے اس لئے میں ان لوگوں کی ہلاکت اور ہیڈ کوارٹر کی تباہی میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ میری مجبوری ہے..... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم واقعی اچھے آدمی ہو۔ اس لئے صاف اور سچی بات کرتے ہو۔ بہر حال اگر تم وعدہ کرو کہ تم ولاسٹر جا کر میرے بارے میں رپورٹ نہیں کرو گے تو میں تمہیں ولاسٹر پہنچا سکتا ہوں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ وہاں ریڈیو ایٹر کا انتہائی طاقتور کروب موجود ہے اور وہ ہمارا منتظر ہوگا۔ اب تک ہمیں وہاں پہنچ جانا چاہیے تھا۔ تم وہاں پہنچ کر آسانی سے واپس نہ آسکو گے۔ اس لئے تم مجھے کسی قریبی ٹاپو یا جھونے جریرے پر اتار دو..... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

"یس سر۔ آپ اکیڑیسی کی بلیک ہجسنی کی ٹاپ ایجنٹ ماریا کو تو جانتے ہیں..... ملیکانے کہا۔

"ہاں۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ جہاری بہت اچھی دوست ہے اور وہ بھی تمہارے ساتھ چھٹیاں گزارنے لگی ہوئی تھی۔" ہیرس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ دراصل چھٹیاں گزارنے نہیں گئی تھی بلکہ مجھے استعمال کرتے ہوئے کرنل فریدی کو ہلاک کرنے لگی تھی..... ملیکانے کہا تو ہیرس بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہی ہو مس ملیکا۔ یہ کیسے ممکن ہے..... ہیرس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے ملیکا کی بات پر قطعاً یقین نہیں آیا۔

"میں درست کہہ رہی ہوں باس۔ مجھے تو خود اس وقت تک اس سارے کھیل کا علم نہ ہو سکا جب تک میرے سامنے کرنل فریدی نے تفصیل نہیں بتائی اور کرنل فریدی نے یہ تفصیل بھی دراصل فون پر پاکیشیا کے علی عمران کو بتائی تھی کیونکہ علی عمران کو بھی معلوم تھا کہ ماریا مجھے ساتھ لے کر کسی مقصد سے داک آئی ہے جبکہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ یقین کریں باس کہ میں شرمندگی سے زمین میں گڑ گئی تھی کہ پاکیشیا میں بیٹھے ہوئے آدمی کو تو سب کچھ معلوم ہے اور میں جو سپیشل ایجنسی کی ٹاپ ایجنٹ ہوں مجھے اس کا علم ہی نہیں ہے۔" ملیکا نے کہا تو ہیرس بے اختیار مسکرا دیا۔

ملیکا نے کار آفس کے گیراج میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز قدم اٹھاتی بلڈنگ کے اندرونی مین دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ سپیشل ایجنسی کا آفس تھا اور ملیکا داک میں چھٹیاں گزار کر آج ہی واپس گریٹ لینڈ پہنچی تھی اور اب چیف ہیرس سے ملنے آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیرس کے آفس میں داخل ہوئی تو میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھر دھر ہیرس اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

"ویل کم مس ملیکا۔ امید ہے تمہاری چھٹیاں اچھی گزری ہوں گی۔" ہیرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔ ویسے تو چھٹیاں بہت اچھی گزری ہیں لیکن۔" ملیکا نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ہیرس بے اختیار چونک پڑا۔

"لیکن کیا مطلب۔ کیا کوئی جکڑ ہو گیا ہے..... ہیرس نے کہا۔



کہا۔

”اس پاکیشیائی ایجنٹ کے بارے میں جہادری پہلی بات درست ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ آسانی سے قابو میں آنے والے نہیں ہوتے ان کی تربیت اس انداز میں کی جاتی ہے کہ عام حالات میں انہیں ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے نہ ہی کرنل فریدی کو اس کی کوئی فکر ہے اور نہ ہی اس علی عمران کو۔ جہاں تک جہادری دوسری بات کا تعلق ہے کہ کرنل فریدی کیوں ریڈ وائر کے خلاف کام نہیں کر رہا تو اس کی بھی ایک وجہ ہے اور وہ یہ کہ کرنل فریدی کا تعلق اسلامی سیکورٹی کونسل سے ہے اور اسلامی سیکورٹی کونسل کسی ملک کی سرکاری ایجنسی نہیں ہے بلکہ تمام اسلامی ممالک کی طرف سے بنائی گئی ایک تنظیم ہے جس کا سیٹ اپ بہر حال غیر سرکاری ہے اور ریڈ وائر نے یہ چکر چلا رکھا ہے کہ ہر بڑے ملک میں انہوں نے خفیہ طور پر سرکاری سرپرستی حاصل کر رکھی ہے اس لئے اگر اسلامی سیکورٹی کونسل کھل کر اس کے خلاف کام کرے تو اس سے اسلامی سیکورٹی کونسل کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور اقوام متحدہ کے تحت اس پر پابندیاں عائد کی جا سکتی ہیں جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سرکاری تنظیم ہے اور اس کو ملک کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس لئے وہ اگر کوئی کارروائی کرے گی تو پھر اس کا ملک ان کے پیچھے ہوگا اور اصل بات یہ ہے کہ جس ہیڈ کوارٹر کی بات تم کر رہی ہو اور جہاں صرف ایک ایجنٹ بھیجا گیا ہے۔ وہ اصل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے اصل ہیڈ کوارٹر تو اسرائیل میں ہے اور لارڈ

”اس میں شرمندہ ہونے والی کوئی بات ہے مس ملیکا۔ کرنل فریدی اور علی عمران یہ دونوں آدمی ایسے ہیں جن کی کارکردگی کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن تم مجھے پوری تفصیل بتاؤ..... میرس نے کہا تو ملیکا نے کرنل فریدی کے خلاف ریڈ وائر کی سازش اور ماریا کی سازش۔ عمران کی فون کال اور کرنل فریدی کی ماریا سے گفتگو کے ساتھ ساتھ اپنی کرنل فریدی سے ہونے والی تمام بات چیت بھی دوہرا دی۔

”ہونہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ریڈ وائر کے خاتمے کا وقت آگیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے خلاف کام کر رہی ہے۔ دوسری گڈ..... میرس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن باس۔ دو باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں کہ ریڈ وائر کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا والوں نے اپنا صرف ایک ایجنٹ بھیجا ہے اور پھر وہ بھی پکڑا گیا۔ پھر فرار ہو گیا۔ کرنل فریدی کو اس کی اطلاع بھی مل گئی لیکن نہ ہی کرنل فریدی نے کوئی ایکشن لیا اور نہ ہی اس عمران نے اس بارے میں کوئی توجہ دی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ یا تو ان دونوں کو اس ایجنٹ کے بارے میں مکمل اعتماد ہے کہ وہ مارا نہیں جا سکتا یا پھر وہ ان دونوں کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور دوسری بات یہ کہ کرنل فریدی تو ریڈ وائر کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے رہا جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے خلاف کام کر رہی ہے۔ یہ دونوں باتیں ہی عجیب ہیں اور کچھ میں نہ آنے والی ہیں..... ملیکا نے

کے ساتھ کام کرو۔ وہ بھی کسی طرح کرنل فریدی سے کم نہیں ہے۔..... ہمیں نے کہا۔

"نہیں میں تو صرف کرنل فریدی کے ساتھ کام کرنے کی خواہشمند تھی۔" ملیکا نے جواب دیا تو ہمیں بے اختیار اس انداز میں مسکرا دیا جیسے وہ جانتا ہو کہ ملیکا کیوں کرنل فریدی کے ساتھ کام کرنے کی خواہشمند ہے اور ملیکا اس مخصوص انداز میں مسکراتے دیکھ کر بے اختیار مسکرا دی۔ ہمیں نے فون کار سیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگا ہوا بین پریس کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"یہ اسلامی سیکورٹی کو نسل..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں گریٹ لینڈ سے سپیشل ایجنسی کا چیف ہمیں بول رہا ہوں۔ کرنل صاحب سے بات کرائیں..... ہمیں نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل فریدی سپیکنگ..... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی باوقار آواز سنائی دی۔

"ہمیں بول رہا ہوں کرنل صاحب گریٹ لینڈ سے..... ہمیں نے قدر سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"خیریت۔ کیسے کال کی ہے۔ کوئی خاص بات..... کرنل فریدی کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

"جی ہاں۔ خاص الخاص بات ہے۔ مس ملیکا نے گریٹ لینڈ پہنچ کر

یو فیمین اس کا سراو ہے۔ اسے صرف دہشت قائم رکھنے کے لئے ہیڈ کوارٹر ظاہر کیا جاتا ہے اور پاکیشیا اسرائیل کو سرکاری طور پر ملک ہی تسلیم نہیں کرتا۔ اس لئے پاکیشیائی ایجنٹ وہاں کھلے عام کام کر سکتے ہیں جبکہ اسلامی سیکورٹی کو نسل میں جو اسلامی ممالک شامل ہیں ان میں سے کئی درپردہ اسرائیل سے تعلقات رکھتے ہیں۔ کرنل فریدی کھل کر وہاں کام نہیں کر سکتا۔" ہمیں نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو ملیکا نے اثبات میں سر ملادیا۔

"آپ نے واقعی مجھے مطمئن کر دیا ہے ہاں۔ اب ساری بات میری سمجھ میں آنے لگ گئی ہے..... ملیکا نے کہا۔

"تم نے بتایا ہے کہ تم نے دماک میں گریٹ لینڈ کی فارن ایجنٹ کے طور پر کام کرنے کی بات کی تو کرنل فریدی نے تمہیں اس حیثیت میں وہاں کام کرنے سے منع کر دیا ہے..... ہمیں نے کہا۔

"منع تو نہیں کیا تھا لیکن حوصلہ افزائی بھی نہیں کی بلکہ دھمکی دی کہ اگر کبھی مفادات کا ٹکراؤ ہو گیا تو وہ میرا لحاظ نہیں کرے گا۔ میں تو اس خیال سے وہاں کام کرنا چاہتی تھی کہ اس طرح کرنل فریدی کے ساتھ بھی کام کرنے کا موقع مل جائے گا۔ لیکن جب کرنل فریدی ہی ایسا نہیں چاہتا تو ٹھیک ہے۔ اب میں زبردستی تو نہیں کر سکتی۔" ملیکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں خود کرنل فریدی سے بات کر لوں یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ میں تمہیں پاکیشیا بھجوا دوں۔ تم عمران

”لیکن مس ملیکا آپ کی عزیزہ بھی ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ بہر حال ابھی انہیں تجربے کی اشد ضرورت ہے“..... ہیرس نے جواب دیا۔

”تو جو فیصلہ کیا گیا ہے اس پر عمل کر ڈالو۔ اس کے لئے یہی تجربہ کافی ہوگا“..... کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا۔

”یہ آپ کہہ رہے ہیں“..... ہیرس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے ملیکا نے جب گریٹ لینڈ کی سپیشل ایجنسی جان کی ہو گی تو اسے معلوم ہوگا کہ اس کے اصول و ضوابط کیا ہیں اور اب اگر ان اصول و ضوابط پر عمل ہو رہا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں“..... کرنل فریدی نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

”یہ آپ کا دل گردہ ہے کرنل صاحب۔ کم از کم میں تو ایسا نہیں کر سکتا“..... ہیرس نے جواب دیا۔

”تو پھر تمہارے خلاف بھی اصول و ضوابط عمل میں لائے جا سکتے ہیں“..... کرنل فریدی نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں تو سمجھا تھا کہ آپ اپنی عزیزہ مس ملیکا سے اس بارے میں کوئی ہمدردی کریں گے اور نجات کا کوئی طریقہ بتائیں گے لیکن آپ تو نیچے بھی قواعد و ضوابط کی صلیب پر چڑھانے کے لئے تیار ہیں“۔

ہیرس نے گلہ کرتے ہوئے کہا۔

ماریا کے ساتھ دباک جانے اور پھر وہاں ہونے والی ساری کارروائی کی تحریری رپورٹ آفس میں داخل کر دی تھی۔ لیکن میں اس روز ملک سے باہر تھا۔ اس لئے یہ تحریری رپورٹ میرے نائب نے اعلیٰ حکام کو ضابطے کے مطابق ریفر کر دی۔ وہاں اس رپورٹ کا سختی سے نوٹس لیا گیا کیونکہ اس رپورٹ کے مطابق مس ملیکا کی نااہلی قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے اور پھر میری واپسی پر مجھ سے یہ معاملہ ڈسکس کیا گیا۔ میں نے مس ملیکا کے دفاع کی بے حد کوشش کی لیکن آپ جانتے ہیں کہ گریٹ لینڈ میں حکام کس انداز میں کارروائی کرتے ہیں چنانچہ ڈیفنس سیکورٹی نے اس معاملے پر سپیشل میننگ کال کر لی اور پھر اس میننگ کے دوران یہ حتمی فیصلہ کیا گیا کہ مس ملیکا کو اس کی نااہلی کی بنا پر سپیشل ایجنسی سے فارغ کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ آرڈر میرے پاس پہنچ چکے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ سپیشل ایجنسی سے فراغت کا کیا مطلب ہوتا ہے۔“ ہیرس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھی ہوئی ملیکا کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش رہی تھی۔ اسی لمحے ہیرس نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ گریٹ لینڈ کی سپیشل ایجنسی سے فراغت کا مطلب موت ہوتا ہے“..... کرنل فریدی نے سادہ سے لہجے میں کہا تو ملیکا جو اب کرنل فریدی کی آواز بخوبی سن رہی تھی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

نالٹی پر اسے اس انداز میں فارغ نہیں کیا جاسکتا جس طرح تم کہہ رہے ہو۔ موت کی سزا والی فراغت اس وقت دی جاتی ہے جب کوئی ایجنٹ ملک سے غداری کرے اور ملیکانے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ میں تو صرف یہ جانتا چاہتا تھا کہ تم نے ایسی غلط بات کس لئے میرے ساتھ کی ہے اور اب جہاد کی آخری بات سن کر مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم نے یہ سب باتیں کیوں کی ہیں..... کرنل فریدی نے جواب دیا تو ہمیں بے اختیار شرمندہ سے ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

”آپ صرف نام کے ہی کرنل فریدی نہیں ہیں بلکہ واقعی کرنل فریدی ہیں۔ آپ کو کسی طرح بھی جکڑ نہیں دیا جاسکتا۔ بہر حال آئی ایم سوری۔ میں نے واقعی آپ سے غلط بات کی ہے۔ اصل بات وہی ہے جس کا اندازہ آپ نے خود ہی لگایا ہے۔ اب میری درخواست ہے کہ آپ ملیکا کو اپنی ٹیم میں شامل کر لیں..... ہمیں نے کہا۔“

”سوری چیف۔ اب میں کرنل فریدی کے ساتھ کام نہیں کر سکتی۔“ خاموش بیٹھی ہوئی ماہ لقا نے یلقت غصے سے جھنجھٹے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا اس انداز میں جج کر بولنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اس کی آواز کرنل فریدی تک پہنچ جائے کیونکہ اسے واقعی کرنل فریدی کی سردمہری پر بے پناہ غصہ آگیا تھا۔

”کیا ماہ لقا بھی جہاد کے پاس موجود ہے..... کرنل فریدی نے پوچھا۔“

”جی ہاں اور آپ ان کا چہرہ دیکھ لیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اسے

”میں کیا کر سکتا ہوں..... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔“

”اگر آپ اجازت دیں تو میں اعلیٰ حکام کے نوٹس میں یہ بات لے آؤں کہ آپ نے مس ملیکا کی سفارش کی ہے اور ساتھ ہی وعدہ کیا ہے کہ آپ مس ملیکا کی مزید تربیت کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اعلیٰ حکام فوراً رضامند ہو جائیں گے..... ہمیں نے کہا۔“

”تو یہ سارا ڈرامہ تم نے اس لئے کیا ہے کہ ملیکانے جا کر تمہیں شکایت کی ہے کہ میں نے اسے کہا ہے کہ اگر وہ دماک میں گریٹ لینڈ کی فارن ایجنٹ کے طور پر کام کرے گی تو مفادات کے ٹکراؤ کی صورت میں اس کا لحاظ نہیں کیا جائے گا اور اب تم چاہتے ہو کہ میں اس کی موت کو ٹالنے کے لئے اسے براہ راست اپنی ٹیم میں شامل کر لوں..... کرنل فریدی نے کہا تو ہمیں چونک پڑا۔“

”آپ نے یہ اندازہ کیسے لگایا کہ کرنل صاحب..... ہمیں کے لہجے میں حیرت تھی۔“

”ہمیں۔ تم صرف سپیشل ایجنسی کے چیف ہو لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں کہ جب گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری لارڈ ہارنڈ نے سپیشل ایجنسی قائم کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو انہوں نے اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کیا تھا۔ وہ میرے بہترین دوست تھے اور سپیشل ایجنسی کے تمام قواعد و ضوابط میں نے انہیں تیار کر کے دیئے تھے۔ میں اس وقت کافرستان میں تھا۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ کسی ایجنٹ کی

فریدی تمہیں گولی مارنے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہچکچائے گا۔ تم اگر اس سے انتقام لینا چاہتی ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم اسے مجبور کر دو کہ وہ تمہاری منت کرے اور تمہیں اپنی ساتھی بنائے۔..... ہمیں نے کہا۔

”وہ مرجائے گا لیکن منت نہیں کرے گا۔..... ملیکا نے فوراً ہی کہا۔  
 ”سنو ملیکا۔ ویسے تم میری بہترین ایجنٹ ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تم سپیشل ایجنسی چھوڑ دو۔ لیکن اگر تم ناراض نہ ہو تو میں بتاؤں کہ میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ تم کرنل فریدی سے محبت کرتی ہو۔ ورنہ تمہیں کرنل فریدی پر اس قدر غصہ نہ آتا اور میں تمہارے جذبات کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتا۔ اگر تم واقعی یہ چاہتی ہو کہ کرنل فریدی کے دل میں اپنے لئے کوئی نرم گوشہ پیدا کر سکو تو اس کے لئے تمہیں دو اقدام کرنے ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ تم زیادہ سے زیادہ کرنل فریدی کے ساتھ رہو اور دوسرا اس پر بھخت کرو۔ اسے مجبور کر دو کہ وہ بھی تمہارے جذبات کا احترام کرے۔ اس کے لئے میں تمہاری یہ مدد کر سکتا ہوں کہ تمہیں ایک ایسی شخصیت کا پتہ بتا سکتا ہوں جو اگر کرنل فریدی کو حکم دے دے تو کرنل فریدی تمہاری منت کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔..... ہمیں نے کہا تو ملیکا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔  
 ”ایسی کونسی شخصیت ہے؟..... ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

آپ کی سخت اور سرد باتیں سن کر کس قدر غصہ آ رہا ہے۔..... ہمیں نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب تو مستند ختم ہو گیا۔ جب ملیکا خود میرے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتی تو تم کیوں اس معاملے پر اصرار کر رہے ہو۔ ویسے میرا مشورہ ہے کہ تم ملیکا سے فیلڈ ڈیوٹی لے کر آفس میں ٹھہر کر کام کی جاب دیے دو۔ یہ اس کے حق میں بہتر رہے گا۔ کیونکہ اس قسم کی جذباتی لڑکیاں کبھی اچھی فیلڈ ایجنٹ ثابت نہیں ہو سکتیں۔ خدا حافظ“  
 دوسری طرف سے اسی طرح سرد اور ساٹ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہمیں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ لیکن رسیور رکھ کر اس نے جیسے ہی سامنے بیٹھی ہوئی ملیکا کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ ملیکا کا چہرہ غصے کی شدت سے نہ صرف عنابی ہو گیا تھا بلکہ بگڑ سا گیا تھا۔

”ارے ارے۔ اس قدر غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کرنل فریدی کا مزاج ہی ایسا ہے۔ ورنہ وہ انتہائی پر غلوص آدمی ہیں۔..... ہمیں نے کہا۔

”اس نے میری توہین کی ہے چیف۔ اب میں کرنل فریدی کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ اب میں اسے بتاؤں گی کہ میں کیا ہوں اور کیا کر سکتی ہوں۔..... ملیکا نے ہونٹ چباتے ہوئے رک رک کر لیکن انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو ہمیں بے اختیار ہنس پڑا۔  
 ”کوئی احمقانہ اقدام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ کرنل

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کرنل فریدی نے جن لارڈ برنارڈ کا ذکر کیا ہے اور جو گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری تھے انہوں نے یہ سپیشل بجنسی بنائی تھی وہ نواب سلطان کے بڑے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ ویسے بھی وہ انتہائی اصول پسند آدمی تھے۔ میں نے جب سپیشل بجنسی جانن کی تو ایک موقع پر مجھ سے ایسی غلطی ہو گئی جس میں میرا ذاتی طور پر کوئی قصور نہ تھا لیکن لارڈ برنارڈ کی اصول پسندی اس قدر سخت تھی کہ انہوں نے میرے خلاف انتہائی سخت ایکشن لے لیا۔ میں بے حد پریشان ہوا تو مجھے میرے ایک ہمدرد نے بتایا کہ اگر میں نواب سلطان کو رضا مند کر لوں تو میرا کام ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اب یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میرے والد کے بھی ان سے تعلقات رہے تھے جن کا مجھے علم نہ تھا۔ چنانچہ جب میں نواب سلطان سے ملا تو انہوں نے مجھے میری شکل سے ہی پہچان لیا اور جب انہوں نے میرے والد کے متعلق پوچھا تو میں نے انہیں بتا دیا۔ تب انہوں نے بتایا کہ میرے والد ان کے دوست تھے۔ میں نے ساری بات بلا کم و کاست انہیں بتا دی تو وہ اس بات کے قائل ہو گئے کہ اس میں میری ذاتی غلطی نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے لارڈ برنارڈ سے بات کی اور لارڈ برنارڈ کو سمجھایا تو میری جان بخشی ہوئی۔ میں ان سے اس قدر متاثر ہوا کہ میں انہیں اکثر سلام کرنے چلا جاتا تھا اور پھر وہیں کرنل فریدی سے ملاقات ہوئی اور اس کے بعد کرنل فریدی اور میری دوستی ہو گئی۔ تب مجھے ان ساری

”ایک صاحب ایسے ہیں جن کے سامنے کرنل فریدی بھی سر نہیں اٹھا سکتے اور وہ جیسے بھی گریٹ لینڈ میں ہی ہیں۔ ان کا نام نواب احمد سمن صدیقی ہے۔ ویسے انہیں سب نواب سلطان کہتے ہیں۔ وہ مشہور شکاری ہیں۔ اب تو وہ خیر کافی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ وہ کرنل فریدی کے والد نواب مصطفیٰ کمال فریدی کے نہ صرف دوست رہے ہیں بلکہ ان کے شکاری گروپ میں بھی شامل رہے ہیں اور کرنل فریدی کے والد کی وفات کے بعد ان کے کرنل فریدی کے ساتھ تعلقات انتہائی گہرے رہے ہیں۔ جب کرنل فریدی کے والد کی وفات ہوئی تو اس وقت کرنل فریدی کافی چھوٹے تھے اور ان کی والدہ پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اور کرنل فریدی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہیں۔ نہ ان کا کوئی بھائی اور نہ کوئی بہن۔ اس وقت نواب سلطان نے جو کافرستان میں رہتے تھے۔ کرنل فریدی کی سرپرستی کی۔ پھر جب کرنل فریدی خود اس قابل ہو گئے کہ اپنی جائیداد اور اپنے آپ کو سنبھال سکیں تو نواب سلطان مستقل طور پر گریٹ لینڈ شفٹ ہو گئے اب بھی کرنل فریدی جب بھی گریٹ لینڈ آتے ہیں تو نواب سلطان کی خدمت میں ضرور حاضری دیتے ہیں اور انہیں اپنے والد کی جگہ سمجھتے ہیں۔“..... میرس نے کہا تو ملیکا انتہائی حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ سنتی رہی۔

”مجھے میری والدہ نے بھی اس بارے میں بتایا تو تھا لیکن اتنی تفصیل کا علم تو انہیں بھی نہ تھا۔ آپ کو کیسے علم ہوا ہے۔“..... ملیکا

باتوں کا علم ہوا جو میں نے تمہیں بتائی ہیں..... ہمیں نے کہا۔  
 "کرنل فریدی کا پورا نام احمد کمال فریدی ہے ناں..... ملیکا نے  
 کہا۔

"ہاں۔ لیکن ان کے اصل نام کا علم تو شاید بہت کم لوگوں کو  
 ہے۔ سب انہیں کرنل فریدی ہی کہتے ہیں۔ تمہیں کیسے علم ہوا۔"  
 ہمیں نے کہا۔

"اپنی والدہ سے پوچھا تھا۔ انہوں نے بتایا تھا..... ملیکا نے کہا اور  
 ہمیں نے اثبات میں سر ملادیا۔

"اب تم بتاؤ کہ تم کیا کرنا چاہتی ہو..... ہمیں نے کہا۔  
 "میں نواب سلطان صاحب سے ضرور ملوں گی اور کرنل فریدی کی  
 شکایت کروں گی..... ملیکا نے کہا تو ہمیں بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہی گڈ۔ یہ اچھا سوچا ہے تم نے۔ بڑا لطف آئے گا جب نواب  
 سلطان کرنل فریدی کو ڈانٹیں گے اور کرنل فریدی سر جھکائے بیٹھے  
 رہیں گے..... ہمیں نے ہنستے ہوئے کہا اور ملیکا بھی بے اختیار ہنس  
 پڑی۔

وائٹ ٹائیگر اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں  
 مصروف تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ  
 بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس وائٹ ٹائیگر بول رہا ہوں..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔  
 "ولاسٹر سے جوزف بول رہا ہوں چیف..... دوسری طرف سے  
 ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں۔ کیا ہوا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ پہنچ گیا ہے تمہارے  
 پاس۔" وائٹ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"نہیں چیف۔ اسی لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ آپ نے مجھے  
 بتایا تھا کہ لاچ ہیز کو ارثر سے روانہ کر دی گئی ہے۔ اس لحاظ سے تو  
 اسے ہر صورت میں اب تک ولاسٹر پہنچ جانا چاہئے تھا لیکن وہ نہیں  
 پہنچی..... دوسری طرف سے کہا گیا تو وائٹ ٹائیگر چونک پڑا۔

نہیں پہنچی۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ ڈاکٹر رچرڈ اس پاکیشیائی ایجنٹ کا آپریشن کرنے کے بعد مجھے کال کر کے رپورٹ دے گا اور تم کہہ رہے ہو کہ لالچ پہنچی ہی نہیں..... واٹس ٹائیگر نے استہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ لالچ ابھی تک نہیں پہنچی..... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ راستے میں کوئی خرابی ہو گئی ہو۔ تم بہر حال ان کا انتظار کرو..... واٹس ٹائیگر نے کہا اور فون کار سیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک جھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بیٹن پریس کر کے کال دینا شروع کر دی لیکن مسلسل کال دینے کے باوجود جب دوسری طرف سے کال رسیو نہ کی گئی تو اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ درشتی کے تاثرات بھی ابھر آئے۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس دراز میں رکھ دیا اور انٹرکام کار سیور اٹھا کر اس نے دھنیر پریس کر دیئے۔

”یس جاگر سپیکنگ..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔

”واٹس ٹائیگر سپیکنگ..... واٹس ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس چیف..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکھت

مؤدبانہ ہو گیا۔

”ڈاکٹر رچرڈ کے ساتھ پاکیشیائی ایجنٹ کو لے کر لالچ دلاسٹر بھجوائی

گئی تھی لیکن ابھی وہاں سے جوزف کی کال آئی ہے کہ اتنا زیادہ وقت گزرنے کے باوجود ابھی تک وہ لالچ وہاں تک نہیں پہنچی اور لالچ کا ڈرائیور ٹرانسمیٹر کال بھی انڈ نہیں کر رہا۔ اس لئے ضرور کوئی گڑبڑ ہے تم ایسا کرو کہ خصوصی لالچ بھجواؤ تاکہ وہ معلوم کر سکے کہ کیا مسئلہ ہے..... واٹس ٹائیگر نے کہا۔

”اس پاکیشیائی ایجنٹ نے کوئی گڑبڑ نہ کر دی ہو چیف۔ دوسری طرف سے تشویش بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اوہ نہیں۔ اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگایا گیا تھا اور میں نے اسے بھجواتے وقت خود چیک کیا تھا۔ وہ اب بغیر انجکشن لگے کسی صورت بھی ہوش میں نہیں آسکتا۔ اس لئے وہ تو کسی صورت بھی کوئی گڑبڑ نہیں کر سکتا۔ کوئی اور مسئلہ پیدا ہو گیا ہوگا..... واٹس ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے چیف۔ میں سپیشل لالچ بھجوا دیتا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”انہیں کہہ دینا کہ وہ مجھے براہ راست ٹرانسمیٹر کال کر کے بتائیں کہ کیا مسئلہ ہے..... واٹس ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر دوبارہ فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور واٹس ٹائیگر نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ واٹس ٹائیگر انڈنگ..... واٹس ٹائیگر نے کہا۔

”لارڈ بو فمین فرام سپر ہیڈ کوارٹر..... دوسری طرف سے لارڈ



نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ ڈاکٹر رچرڈ نے باقاعدہ اس کی تصدیق کی ہے۔“  
وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

”حیرت ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ جیسے ہی اس سے معلومات حاصل ہوں۔ مجھے ضرور اطلاع کرنا۔“ لارڈ نے کہا۔

”یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔“ وائٹ ٹائیگر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور وائٹ ٹائیگر نے بھی رسیور رکھا اور ایک بار پھر فائل پر نظریں جمادیں۔

بوفمن کی بھاری آواز سنائی دی تو وائٹ ٹائیگر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”یس لارڈ۔ حکم سر۔۔۔۔۔ وائٹ ٹائیگر نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اس باکیثباتی ایجنٹ سے کیا معلومات ملی ہیں۔ تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی۔“ لارڈ بوفمن نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”اے میں نے ہیڈ کوارٹر کو ممکنہ خطرے سے بچانے کے لئے ولاسٹر بھجوا دیا ہے لارڈ۔ وہاں اس کا آپریشن ہوگا۔ اس کے بعد ہی اس سے معلومات حاصل کی جاسکیں گی۔“ وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

”کیا مطلب۔ میں تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا۔“ لارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لارڈ۔ اس ایجنٹ نے اپنے جسم میں ایک ایسا آلہ رکھوایا ہوا ہے جس کا تعلق دل کی دھڑکنوں سے ہے۔ جیسے ہی دل کی دھڑکن بند ہو گی اور یہ شخص ہلاک ہو جائے گا۔ ویسے بھی ہیڈ کوارٹر میں موجود انتہائی حساس اسلحہ ڈی چارج ہو کر تباہ ہو جاتا۔ اس طرح پورا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جاتا اور اس آدمی پر معلومات حاصل کرنے کے لئے انتہائی تشدد و ناگزیر تھا اس لئے میں نے رسک سے بچنے کے لئے اسے ڈاکٹر رچرڈ کے ساتھ ایک لانچ میں بے ہوش کر کے ولاسٹر بھجوا دیا تھا۔ ولاسٹر پہنچ کر ڈاکٹر رچرڈ اس کا آپریشن کر کے یہ آلہ نکال لے گا۔ پھر اس سے معلومات حاصل کی جاسکیں گی۔“ وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

”کیا یہ بات چیک کر لی گئی تھی کہ ایسا آلہ واقعی موجود ہے۔“ لارڈ

ایک جہیزے کے آثار نظر آنے لگ گئے۔ اس نے سائیڈ پر پڑی ہوئی دور بین اٹھائی اور اسے آنکھوں سے لگایا۔ لانچ خاصی تیز رفتاری سے اس جہیزے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس لئے آہستہ آہستہ جہیزہ نہ صرف واضح ہوتا چلا جا رہا تھا بلکہ دور بین کی وجہ سے وہ اب صاف نظر آنے لگ گیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے کیونکہ اس جہیزے کی ساخت دیکھ کر وہ بہر حال اس نتیجے تک تو پہنچ گیا تھا کہ یہ ہیڈ کوارٹر والا جہیزہ نہیں ہے۔ یہ کوئی چھوٹا سا ناؤ جہیزہ تھا۔ جس میں گھنے درختوں کی بہتات تھی اور وہاں کسی قسم کی کوئی سرگرمی بھی نظر نہ آرہی تھی اور نہ کوئی آدمی نظر آ رہا تھا۔ اس نے دور بین آنکھوں سے اتار کر اسے واپس سائیڈ پر رکھا اور لانچ کا رخ جہیزے کی طرف کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جہیزے کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے لانچ کی رفتار آہستہ کر دی اور جہیزے کے گرد چکر لگانا شروع کر دیا۔ پھر ایک جگہ اسے کھاڑی نظر آئی تو وہ لانچ اس کھاڑی میں لے گیا اور اسے ایک مضبوط چٹان کے ساتھ ہک کر کے وہ جہیزے پر چڑھ گیا۔ ابھی اس نے تھوڑے سے قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ اسے دور سے کسی کے کرہننے کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ آواز نسوانی لگتی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر درختوں کے درمیان اسے ایک بڑا سا کینہ نظر آیا۔ گراہنے کی آواز اس کینہ سے ہی آرہی تھی لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ محتاط انداز میں آگے بڑھا۔ اس نے ایک بار تو اس کینہ کے گرد چکر لگایا

بلیک زیرو کا خیال تھا کہ انجین سیشن میں اس سارے علاقے کا تفصیلی نقشہ موجود ہوگا۔ اس لئے وہ اس کی مدد سے سمت کا تعین کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جانے کا لین اسے یہ دیکھ کر بے حد مایوسی ہوئی کہ وہاں کسی قسم کا کوئی نقشہ موجود نہ تھا۔ اب بلیک زیرو پریشان ہو گیا کہ وہ لانچ کو کس سمت میں لے جائے کہ ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے۔ دور دور تک صرف پانی اور سمندری لہریں ہی نظر آرہی تھیں۔ ایک بار تو اس نے سوچا کہ ڈاکٹر ہرڈ کو ہوش میں لا کر اس سے معلوم کرے لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر خیال بدل دیا کہ وہ صرف ڈاکٹر ہے۔ اسے سموتوں کا علم ہی نہ ہوگا البتہ وہ ڈرائیور زندہ رہ جاتا تو پھر یہ مسئلہ حل ہو سکتا تھا۔ لیکن اب ظاہر ہے وہ یہاں ساری عمر تو نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے لانچ سنارٹ کی اور پھر اندازے کے مطابق ایک سمت پر اسے بڑھاتا چلا گیا۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد اسے دور سے

لیکن وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ وہ اب دروازے کی طرف آیا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے اندر بھاگنا اور یہ دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا کے کہیں کے فرش پر ایک نوجوان لڑکی میڑھے میڑھے انداز میں پڑی ہوئی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں ایک سیاہ رنگ کا خاصا بڑا اور طاقتور ناگ تھا جس کا سر کھلا ہوا تھا لیکن لڑکی کا پورا جسم نیلا پڑ گیا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے لباس میں سے بھی نیلا رنگ ہی باہر کو نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور لڑکی ہستہ ہستہ کراہی تھی۔ بلیک زیرو دیکھتے ہی ساری صورت حال سمجھ گیا کہ یہ سیاہ رنگ کا اہتہائی زہر ملا ناگ کہیں میں داخل ہوا اور اس نے لڑکی کو کاٹ لیا لیکن لڑکی نے اسے پکڑ کر اہتہائی جدوجہد کر کے اس کا سر کچل دیا۔ لیکن اس کی حالت زہر کی وجہ سے خراب ہو رہی تھی۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر لڑکی کو سیدھا کیا۔ اس کی ناک اور منہ سے بھی نیلے رنگ کے مٹیلے سے نکل رہے تھے لیکن بہر حال وہ زندہ تھی۔ بلیک زیرو نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے ایک طرف ریک میں پڑا ہوا ابراہام سائیکل باکس نظر آیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اس باکس کی طرف بڑھا۔ اس نے باکس اٹھا کر اسے کھولا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ اس باکس میں زہریلے سانپوں کے تریاق کے انجکشن کافی تعداد میں موجود تھے۔ شاید اس جزیرے پر زہریلے سانپوں کی کثرت تھی۔ اس لئے یہاں ایسے انجکشن رکھے گئے تھے۔ بلیک زیرو نے باکس لا کر لڑکی کے قریب رکھا اور پھر اس نے یکے بعد دیگرے دو تین انجکشن لڑکی کو لگا دیئے۔ انجکشن

”ڈاکٹر رچرڈ۔ ڈاکٹر رچرڈ۔ جلدی میں آؤ۔ اس لڑکی کو اہتہائی زہریلے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ اسے بچاؤ۔“ بلیک زیرو نے ڈاکٹر رچرڈ کو بھنھوڑتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا۔ لڑکی۔ کون لڑکی۔“ ڈاکٹر رچرڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ

”اوہ۔ اوہ۔ اس کی حالت تیزی سے ٹھیک ہو رہی ہے۔ حیرت ہے۔ یہ بھی تمہاری قبیل کی گنتی ہے۔ اس میں بھی بے پناہ قوت ارادی ہے۔ ورنہ اس حالت میں یہ پچاس دفعہ مر چکی ہوتی۔“ ڈاکٹر رہرڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”وہیے حیرت تو مجھے بھی ہے کہ سانپ نے اسے کاٹا لیکن اس نے اس حالت میں بھی اس سانپ کو پکڑ کر اس کا سر کچل ڈالا۔“ بلیک زیرو نے کہا تو ڈاکٹر رہرڈ نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہو چکی ہے۔ یہ تھوڑی دیر میں ہوش میں آجائے گی تو اسے خوب پانی پلانا ہو گا۔ جتنا بھی پانی پیئے گی اتنا ہی اس کے جسم میں موجود باقی ماندہ زہر باہر نکل جائے گا۔ یہ لڑکی کون ہے اور یہ ہم کہاں ہیں اور تم نے مجھے کیوں بے ہوش کر دیا تھا۔“ ڈاکٹر رہرڈ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہیں اس لئے بے ہوش کر دیا تھا تاکہ اگر میں پکڑا جاؤں تو تم پر کوئی عرف نہ آئے لیکن لانچ میں کوئی نقشہ ہی نہ تھا جس کی مدد سے میں لانچ کو ہیڈ کو آرٹری لے جاتا۔ اس لئے میں اندازے سے چل پڑا اور اس چھوٹے سے جہیز پر پہنچ گیا۔ جب میں جہیز پر پہنچا تو مجھے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ میں آگے بڑھا تو یہ کسین نظر آیا۔ اس میں یہ لڑکی فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں اس خوفناک سیاہ سانپ کی گردن تھی اور اس سانپ کا سر کچلا ہوا تھا۔ لڑکی کی حالت بے حد غراب تھی۔ اس کا رنگ گہرا نیلا پڑ چکا تھا اور

اب حیرت سے اوپر اوجر دیکھ رہا تھا۔

”ڈاکٹر رہرڈ۔ ہوش میں آؤ۔ لڑکی مر رہی ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا تو ڈاکٹر رہرڈ نے ایک جھٹکے سے گردن موڑی اور ساتھ پڑی ہوئی لڑکی کو دیکھا اور پھر اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو آخری سانس لے رہی ہے۔ کیا ہوا ہے اسے۔“ ڈاکٹر رہرڈ نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اسے سیاہ زہریلے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ میں نے اسے سانپ کے زہر کے تریاق کے انجکشن لگائے ہیں لیکن۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا اور انجکشن نہیں ہیں۔“ ڈاکٹر رہرڈ نے چونک کر کہا۔ وہ اب پوری طرح ہوش میں آچکا تھا۔

”اس میڈیکل باکس میں ہیں۔“ بلیک زیرو نے کہا تو ڈاکٹر رہرڈ اس باکس پر تھک گیا۔

”اوہ۔ اس میں تو ہر طرح کی ادویات موجود ہیں۔ گڈ۔“ ڈاکٹر رہرڈ نے کہا اور پھر اس نے باکس میں سے مختلف انجکشن نکال نکال کر لڑکی کو لگانے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے ایک شیشی نکالی۔ اس کا ڈھکن ہٹایا اور اس لڑکی کے جہیزے بھیج کر اس نے اس شیشی میں موجود محلول کے دس قطرے اس کے حلق میں پکا دیئے اور پھر شیشی کا ڈھکن بند کر کے اس نے واپس اسے باکس میں رکھ دیا اور لڑکی کی نبض پکڑ لی۔ بلیک زیرو خاموش کھڑا تھا۔

بڑھاتے ہوئے کہا۔

”لاؤڈ لافٹر۔ یعنی اونچا جھپٹہ۔ انتہائی دلچسپ اور نیا نام ہے کسی مجرم تنظیم کا..... بلیک زیرو نے کہا اور ڈاکٹر رچرڈ نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”لیکن یہ کیسا اڈا ہے کہ یہاں سوائے اس ایک لڑکی کے اور کوئی آدمی ہی موجود نہیں ہے..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ ہے تو واقعی انتہائی عجیب بات۔ بہر حال اب یہ لڑکی ہوش میں آئے گی تو مزید صورتحال معلوم ہوگی..... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔ اسی لمحے لڑکی کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر رچرڈ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”پانی کی بوتلیں موجود ہیں۔ یہاں لے آؤ..... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور میڈیکل باکس سے ایک انجکشن نکال کر اس نے لڑکی کو لگانا شروع کر دیا۔ بلیک زیرو نے ایک طرف ریک میں موجود پانی کی تین چار بوتلیں اٹھائیں اور لا کر لڑکی کے قریب رکھ دیں۔ اب لڑکی کے چہرے پر سے نیلارنگ غائب ہو چکا تھا۔ اس کا سرخ و سفید رنگ عود کر آیا تھا البتہ بلکی سی نیلاہٹ پس منظر میں جھلکتی تھی۔

”انتہائی خوفناک زہریلا سانپ تھا..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ یہ لڑکی کی بے پناہ قوت مدافعت تھی کہ یہ زندہ بچ گئی ہے ورنہ ایسا طبی طور پر ممکن ہی نہیں تھا..... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔ اسی لمحے لڑکی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں تو ڈاکٹر رچرڈ نے پانی کی

لباس سے بھی نیلا رنگ نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے میڈیکل باکس دیکھا۔ اس میں زہر کے تریاق کے انجکشن موجود تھے۔ میں نے اسے دو تین انجکشن لگائے لیکن اس کی حالت میں کوئی فرق نظر نہ آیا تو مجھے اچانک جہار اخیال آگیا۔ میں جا کر تمہیں لانچ سے اٹھا کر یہاں لے آیا۔ پھر تمہیں ہوش دلایا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا تو ڈاکٹر رچرڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ پھر وہ ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک فائل اٹھا کر اس نے اسے کھولا تو دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ لاؤڈ لافٹر کا اڈہ ہے۔“ ڈاکٹر رچرڈ نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

”لاؤڈ لافٹر۔ کیا مطلب..... بلیک زیرو نے جبران ہو کر کہا۔

”وائٹ ٹائیگر کی زبانی میں نے کئی بار اس تنظیم کا ذکر سنا ہے۔ یہ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اس کا دھندہ جبری سفلنگ ہے۔ بہت باوسائل اور منظم مجرم تنظیم ہے۔ ریڈ وائر کے ساتھ اس کا باقاعدہ معاہدہ ہے کہ ریڈ وائر اس کے معاملات میں دخل نہ دے گی اور لاؤڈ لافٹر، ریڈ وائر کے معاملات میں دخل نہ دے گا۔ اس لاؤڈ لافٹر کے خفیہ اڈے پوری دنیا کے سمندروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس فائل پر لاؤڈ لافٹر کا مخصوص نشان موجود ہے۔ یہ دیکھو منہ پھاڑ کر قہقہہ مارتے ہوئے آدمی کا کارٹون..... ڈاکٹر رچرڈ نے فائل بلیک زیرو کی طرف

میں اس قدر قوت مدافعت بھی ہو سکتی ہے..... ڈاکٹر ہر ڈنے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کون ہیں اور کہاں کیسے پہنچے ہیں..... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا نام منصور ہے۔ میں پاکستانی ہوں اور یہ ڈاکٹر ہر ڈ ہیں۔ ان کا تعلق ریڈ واٹر سے ہے۔ ہم کہاں اتفاقاً آئے تو تم کہاں فرش پر پڑی کراہ رہی تھی۔ ہم نے تمہارا علاج کیا اور تم ٹھیک ہو گئی ہو۔“ بلیک زیرو نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو لڑکی اس طرح غور سے بلیک زیرو کو دیکھنے لگی جیسے اسے پہچانتے کی کوشش کر رہی ہو۔

”تمہیں اس نوجوان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے محترمہ۔ اگر یہ ہمت نہ کرتا تو تمہاری زندگی نہ بچ سکتی..... ڈاکٹر ہر ڈ نے کہا۔

”تم وہی پاکستانی انسٹنٹ ہسپتال جو ریڈ واٹر کا ہیڈ کوارٹر تھا کرنے گیا تھا..... لڑکی نے کہا تو بلیک زیرو اور ڈاکٹر ہر ڈ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ بلیک زیرو کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”تم یہ سب کچھ کیسے جانتی ہو..... بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پہلے تم بتاؤ کہ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ درست ہے یا نہیں..... لڑکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ درست ہے.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

بوٹل کا ڈھکن بنایا اور بوتل مڑی کے منہ سے لگادی۔ لڑکی نے واقعی اس طرح غنا غٹ پانی پینا شروع کر دیا جیسے صدیوں سے پیاسی ہو اور جیسے جیسے پانی اس کے حلق سے نیچے اترتا جا رہا تھا۔ اس کے جسم سے پسینہ بھی پانی کی طرح نکلتا شروع ہو گیا تھا اور یہ پسینہ ہلکے نیلے رنگ کا تھا اور نہ صرف اس کا چہرہ بلکہ اس کا لباس بھی پہلے سے زیادہ بھگیگ گیا تھا۔ ایک بوتل ختم ہونے کے بعد ڈاکٹر ہر ڈ نے دوسری بوتل اس کے منہ سے لگادی اور پھر تیسری بوتل کے بعد اس نے ہاتھ روک لیا۔

”اب یہ بالکل ٹھیک ہو چکی ہے..... ڈاکٹر ہر ڈ نے اٹھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے لڑکی نے حیرت سے انہیں دیکھا اور پھر وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گئی اس نے اپنے آپ کو دیکھا۔ پھر ایک طرف فرش پر پڑے ہوئے اس سیاہ ناگ کو اور پھر بلیک زیرو کو اور ڈاکٹر ہر ڈ کو۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات تھے۔

”میں بچ گئی۔ کیسے۔ یہ شو کا تھا۔ اس کے زہر سے تو کوئی نہیں بچ سکتا۔ اور آپ کون ہیں..... لڑکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی لیکن کھڑے ہوتے ہوئے وہ لڑکھو کر گرنے لگی تو ڈاکٹر ہر ڈ نے اسے سنبھال کر ساتھ پڑی ہوئی کر سی پر بٹھا دیا۔

”ابھی کمزوری موجود ہے۔ ویسے تم نے جس طرح زندگی کے لئے جدوجہد کی ہے اس نے مجھے حیران کر دیا ہے پہلے یہ منصور کا کیس میرے پاس آیا اور اب تمہارا۔ مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ کیا انسانوں

دروازے کی دوسری سائیڈ میں دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑے ہو گئے  
 "کین تو شاید خالی ہے۔ اوہ۔ یہ کچلا ہوا سانپ۔ یہ میڈیکل  
 باکس۔ یہ۔ یہ۔..... اچانک کھلے دروازے کے باہر سے ایک مردانہ  
 آواز سنائی دی۔

"لیکن یہاں لاٹچ تو ہمارے والی موجود ہے۔..... دوسری آواز سنائی  
 دی تو پھر کیے بعد دیگرے دو آدمی اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ بلیک  
 بلیک زبردان پر چھینٹا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے نکرا کر چچھتے  
 ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ بلیک زبرد کی لات حرکت میں آئی اور ان  
 میں سے ایک جھجھتا ہوا دوبارہ نیچے گرا۔ اسی لمحے میری نے دوسرے اٹھتے  
 ہوئے آدمی کی کنپٹی پر لات جمادی جبکہ ڈاکٹر رچرڈ اسی طرح دیوار کے  
 ساتھ لگ کر خاموش کھڑا ہوا تھا۔ جلد لمحوں بعد ہی دونوں بے حس  
 و حرکت ہو گئے۔ میری اور بلیک زبرد دونوں نے انہیں اٹھنے ہی نہ دیا  
 تھا۔

"تم ان کا خیال رکھو میری۔ میں باہر دیکھتا ہوں۔..... بلیک زبرد  
 نے ایک کے ہاتھ سے گر جانے والی مشین گن چھپائی اور بجلی کی سی  
 تیزی سے کین سے باہر آگیا۔ اس نے جہیزے کا راؤنڈ لگایا اور پھر یہ  
 دیکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کہ کھاڑی میں ان کی  
 لاٹچ کے ساتھ ایک اور بڑی اور جدید ساخت کی لاٹچ موجود تھی۔ وہ  
 اس لاٹچ میں گیا۔ لاٹچ خالی تھی لیکن اس لاٹچ میں نہ صرف اس کا  
 مطلوبہ نقشہ بھی موجود تھا بلکہ ضرورت کا ہر وہ سامان بھی موجود تھا

"تو پھر یہ ریڈ وائر کا آدمی جہارے ساتھ کیسے ہے۔ کیا تم نے اپنے  
 مشن سے غداری کی ہے..... لڑکی کا بچہ بلیکٹ سر ہو گیا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے مشن سے غداری  
 کروں۔ آئندہ ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالنا ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ  
 دوں گا۔ سمجھی۔ یہ ڈاکٹر رچرڈ ہے۔ اسی لئے اب تک زندہ ہے کہ یہ میرا  
 محسن ہے۔ جب میں ابتدائی زخمی تھا تو اس نے میرا علاج کیا۔ بلیک  
 زبرد نے غراتے ہوئے لمحے میں کہا تو لڑکی بے اختیار مسکرا دی۔

"اب یہ میرا بھی محسن ہے کیونکہ اس نے میرا علاج بھی کیا ہے  
 لیکن کیا یہ ریڈ وائر سے غداری کرے گا..... لڑکی نے کہا۔  
 "تم پر یہ غداری کا کیا بھوت سوار ہو گیا ہے۔ تم اپنے متعلق بتاؤ۔  
 کون جو تم۔ کیا نام ہے جہار اور تم یہاں اکیلی کیوں ہو۔ جہار سے  
 باقی ساقھی کہاں ہیں..... بلیک زبرد نے کہا۔

"میرا نام میری ہے اور میرا تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم سے  
 ہے..... لڑکی نے جواب دیا۔

"لاؤڈ لافٹر سے جہار تعلق ہے..... بلیک زبرد نے کہا۔

"اوہ۔ تو تمہیں معلوم ہو گیا۔ ہاں۔ میرا تعلق لاؤڈ لافٹر سے  
 ہے..... میری نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان  
 مزید کوئی بات ہوتی اچانک باہر سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو  
 بلیک زبرد بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا  
 جبکہ ڈاکٹر رچرڈ اور میری دونوں نے بھی تیزی سے حرکت کی اور وہ بھی

جس کی ضرورت بلیک زبرد کو پڑ سکتی تھی وہ اب سمجھ گیا تھا کہ یہ لانچ بھی ریڈ وائر کی طرف سے بھیجی گئی تھی اور وہ انہیں تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے ہوں گے۔ کیونکہ اگر یہ میری کے ساتھی ہوتے تو پھر میری اس طرح ان پر حملہ نہ کرتی اور انہوں نے کیمین میں داخل ہونے سے پہلے جو گفتگو کی تھی اس سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ ان کا تعلق ریڈ وائر سے ہے۔ وہ تیزی سے واپس پلٹا اور پھر ابھی وہ جہز پر چڑھ کر آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک اسے کیمین کی طرف سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دی اور انسانی چیخیں بھی اور ان میں نسوانی چیخ بھی شامل تھی اور مردانہ بھی۔ وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر جب وہ کیمین کے سامنے پہنچا تو اس نے کیمین کے باہر ڈاکٹر رچرڈ کو اوندھے منہ پڑے ہوئے دیکھا۔ ڈاکٹر رچرڈ کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ وہ تیزی سے کیمین میں داخل ہوا تو اس نے وہاں میری کو بھی وہیلز کے قریب پڑے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پستل تھا اور اس کے جسم سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ وہ شدید زخمی تھی جبکہ وہ دونوں آدمی ویسے ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے بلیک زبرد نے بجلی کی سی تیزی سے میری کو سیدھا کیا۔ اس کے ہاتھوں میں دو گولیاں لگی تھیں اور زخموں سے خون نکل رہا تھا اور وہ اس طرح سانس لے رہی تھی جیسے ابھی اس کا سانس رک جائے گا۔ بلیک زبرد نے اسے گھسیٹ کر میڈیکل باکس کے قریب کیا اور پھر اس نے باکس میں سے طاقت کا ایک انجکشن نکال کر میری کو لگایا۔ پھر اس نے پانی کی مدد سے اس کے

زخم صاف کئے اور پھر میڈیکل باکس میں سے نشتر نکال کر اس نے میری کے ہاتھوں میں موجود دونوں گولیاں باہر نکالیں اور پھر زخموں پر پینڈنٹج کر دی۔ اس کے بعد اس نے ایک بار پھر اسے طاقت کا انجکشن لگایا اور چند لمحوں بعد میری کو ہوش آگیا تو اس نے پانی کی بوتل اٹھا کر اس کے منہ سے لگا دی۔ جب آدمی بوتل میری کے حلق سے نیچے اتر گئی تو میری کی بگڑتی ہوئی حالت نارمل ہونے لگ گئی۔ بلیک زبرد نے بوتل ہٹا کر ایک طرف رکھ دی۔

"تم۔ تم بچ گئے منصور۔ قہقہہ گاؤ..... میری نے آنکھیں کھول کر اپنے اوپر جھکے ہوئے بلیک زبرد کو دیکھ کر انتہائی شکر ادا کیجے میں کہا تو بلیک زبرد اس کے اس انداز پر حیران رہ گیا۔

"یہ کیا ہوا ہے۔ تم نے تو ڈاکٹر رچرڈ کو ہلاک کیا ہے لیکن تمہیں کس نے زخمی کیا ہے۔ یہ سب کیا ہوا ہے..... بلیک زبرد نے اسے سہارا دے کر اٹھ کر بیٹھنے میں مدد دیتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں افراد میں سے ایک جسے تم نے بے ہوش کیا تھا وہ ڈاکٹر رچرڈ کا گہرا دوست تھا۔ جب تم باہر چلے گئے تو ڈاکٹر رچرڈ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اس کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ میں نے اسے منع کیا تو اس نے مجھے ایک طرف دھکیل دیا اور کہا کہ تم دونوں ظالم ہو۔ دشمن ہو۔ تم اس کے دوست کو مار دو گے۔ میں اسے روکنے کی کوشش کرتی رہی لیکن پھر اس نے اچانک ایک سائیڈ پر ہڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر مجھ پر فائر کھول دیا میں نیچے گری تو وہ



"ہاں۔ اب تم سے کھل کر بات ہو سکتی ہے کیونکہ اب ڈاکٹر رچرڈ جو ریڈ وائر کا آدمی تھلہاں موجود نہیں ہے۔ لیکن ان افراد کو تو باندھ دو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ اچانک ہوش میں آجائیں....." میری نے کہا۔

"تم مجھے تفصیل بتاؤ۔ تم سے تفصیل سننے کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ ان سے پوچھ گچھ کی جائے یا ان کا خاتمہ کر دیا جائے اور فوری طور پر ان کے ہوش میں آنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے....." بلیک زیرو نے کہا۔

"جیسا کہ میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ میرا نام میری ہے اور میں کارمن نژاد ہوں لیکن طویل عرصے سے ایگریسیا میں رہائش پذیر ہوں میں لاؤڈ لافز سے ایچ ہوں لیکن میرا تعلق ایک آدمی آسکر سے بھی ہے۔ آسکر وگاں میں کرنل فریدی کا فارن ایجنٹ ہے۔ اس کا نمبر ایف تھرٹی ون ہے۔ کرنل فریدی نے آسکر سے کہا کہ ایک پاکیشیانی ایجنٹ ریڈ وائر کے ہیڈ کو رائٹر کو تباہ کرنے کے مشن پر کام کر رہا ہے۔ اس کے بارے میں معلومات چاہئیں تو آسکر نے مجھ سے بات کی۔ میں یہاں اس پوائنٹ کی انچارج ہوں۔ یہاں میرے ساتھ چار آدمی اور بھی ہیں۔ اس پوائنٹ پر ایسی مشینری نصب ہے کہ جب لاؤڈ لافز کا کوئی مشن اس علاقے میں کام کر رہا ہوتا ہے تو اس پوائنٹ کی مدد سے معلومات کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے اور اگر کوئی دشمن پارٹی یا حکومتی پارٹی کے افراد ہمارے مخصوص علاقے میں موجود ہوں تو ہم اپنے آدمیوں کو اطلاع دے دیتے ہیں۔ آسکر کے کہنے پر میں نے ریڈ وائر کے ہیڈ کو رائٹر

تمہیں ہلاک کرنے کا کہہ کر دوڑتا ہوا کہیں سے باہر نکلا تو میرے ہاتھ میں = مشین پستل آگیا۔ میں نے اس کے عقب میں فائر کھول دیا۔ میں نہیں جانتی تھی کہ وہ تمہیں ہلاک کرے اور پھر میں بے ہوش ہو گئی..... میری نے آہستہ آہستہ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہو نہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر رچرڈ صرف موقع کی تلاش میں تھا۔ میرے باہر جاتے ہی اسے موقع مل گیا اور اس نے اٹا تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی اور پھر وہ مجھے ہلاک کرنے کہیں سے باہر نکلا۔ اگر میں فائرنگ کی آوازیں نہ سن لیتا تو مجھے کبھی خیال ہی نہ تھا کہ ڈاکٹر رچرڈ بھی اس طرح مجھ پر حملہ کر سکتا ہے۔ اس لئے یقیناً میں بھی مارا جاتا اور پھر وہ ان دونوں کو ہوش میں لا کر واپس چلا جاتا۔ بہر حال وہ میرا محسن تھا۔ مجھے اس کی موت پر افسوس ہے....." بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہ میرا بھی محسن تھا لیکن گتا تھا کہ جیسے اچانک اس پر پاگل پن کا دورہ سا پڑ گیا ہو....." میری نے کہا۔

"اکثر ایسا ہوتا ہے۔ بظاہر خاموش اور بے ضرر افراد اچانک وہ کچھ کر گزرتے ہیں جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بہر حال اب تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم مجھے کیسے جانتی ہو۔ یہاں تم اکیلی کیوں ہو....." بلیک زیرو نے میری کو بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اسے ایک کرسی پر بٹھا کر وہ خود بھی اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

میں ہونے والی یادہاں سے رسوا ہونے والی ٹرانسمیٹر کالز کو پیپ کرنا شروع کر دیا اور جس کال میں پاکیشیائی ایجنٹ کا ذکر آتا ہے۔ میں وہ پیپ آسکر کو بھجوا دیتی ہوں جو وہ آگے کرئل فریدی کو بھجوا دیتا ہے۔ پہلے ایک کال سے پتہ چلا کہ تم ناور ناپو پر مارے جا چکے ہو لیکن پھر ایک اور کال سے پتہ چلا کہ تم وہاں سے پراسرار طور پر فرار ہو گئے ہو۔ اس کے بعد ایک اور کال سے پتہ چلا کہ تم ہیڈ کو آئرٹریں پکڑے جا چکے ہو اور شدید زخمی ہو۔ اس کے بعد اب تک کوئی ایسی کال کچ نہیں ہو سکی جس میں جہاز کا ذکر ہوتا۔ اس لئے اب اچانک جب میں نے تمہیں دیکھا۔ تم ایٹشیاٹی تھے تو میں سمجھ گئی کہ تم ہی وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ میری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جہاز آئی کہاں ہیں"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ مورس گئے ہوئے ہیں۔ شام کو واپس آجائیں گے۔ وہ ہر ہفتے جاتے ہیں اور سہلائی لے کر آتے ہیں۔ میں نے چونکہ آسکر کے لئے کام کرنا تھا۔ اس لئے میں ساتھ نہیں گئی ورنہ پہلے میں ایک آدمی کو یہاں جھوڑ کر خود جایا کرتی تھی۔" میری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جہاز آدمیوں کا تو تعلق بہر حال آسکر سے نہیں ہوگا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ان کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن وہ صرف سیکورٹی کا کام کرتے ہیں۔ مشینری کا سارا کنٹرول میرے پاس ہے۔" میری نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جہاز آدمیوں کے یہاں آنے سے پہلے مجھے یہاں سے چلا جانا چاہئے۔"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم کہاں جاؤ گے اور تم نے مجھے اپنے متعلق کچھ نہیں بتایا۔" میری نے کہا۔

"لانگ ریج ٹرانسمیٹر جہاز کے پاس موجود ہوگا۔ میں پاکیشیا کال کرنا چاہتا ہوں۔"..... بلیک زیرو نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس سے سوال کر دیا۔

"ہاں۔ وہ سامنے الماری میں ہے۔" میری نے جواب دیا۔

"لیکن یہاں سے ہونے والی کال ہیڈ کو آئرٹریں بھی تو اسی طرح کچھ ہو جاتی ہوگی جس طرح تم یہاں ان کی کال کچھ کرتی ہو۔"..... بلیک زیرو نے اٹھ کر الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم نے ان کا ٹرانسمیشن سسٹم تباہ کر دیا ہے۔ اس لئے اب وہ ٹرانسمیٹر کال کچھ نہیں کر سکتے البتہ اب ان کا امیرجنسی طور پر وائرلیس سسٹم ہی کام کر رہا ہے۔ اس لئے اب وہ ٹرانسمیٹر کال ہی کر سکتے ہیں۔ ویسے کال وہاں کچھ نہیں ہوگی۔ اس کی تم فکر مت کرو۔" میری نے کہا تو بلیک زیرو نے الماری میں سے ایک جدید ساخت کا لانگ ریج ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے لاکر میز پر رکھا اور پھر اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ طاہر کانگ۔ اوور۔"..... بلیک زیرو نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا اور سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی میری چونک کر اسے

دیکھنے لگی۔

نہیں ہو سکتا تو واپس آجاؤ۔ میں اس معمولی سے مشن کے لئے اتنا زیادہ وقت تمہیں نہیں دے سکتا۔ اور..... عمران کا لہجہ واقعی بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

”مشن مکمل ہو گا اور ہر صورت میں مکمل ہو گا۔ اور.....“ بلیک زیرو نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

”مزید کتنا وقت لو گے۔ اور.....“ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

”صرف چند گھنٹے۔ اور.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”تم چند گھنٹے کہہ رہے ہو۔ میں تمہیں ایک ہفتہ دے رہا ہوں۔ اگر ایک ہفتہ کے اندر مشن مکمل نہ ہو سکے تو واپس آجانا۔ خدا حافظ۔“

اور اینڈ آف..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”یہ علی عمران تمہارا باپ ہے.....“ میری نے کہا۔

”ہاں یہی سمجھ لو.....“ بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کہاں جا رہے ہو.....“ میری نے اسے دروازے کی طرف بڑھتے

دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مشن مکمل کرنے سے یہ دونوں بے ہوش افراد یہاں ہیں اور اب

جہاز مرضی انہیں ہلاک کر دیا نہ کرو۔ میں بہر حال جا رہا ہوں۔ گڈ

بائی.....“ بلیک زیرو نے کہا اور تیزی سے دروازہ کراس کر کے کبین

سے باہر آگیا۔

”میرا پورا نام حابر منصور ہے.....“ بلیک زیرو نے اس کی حیرت کو سمجھتے ہوئے کہا تو میری نے مسکرا کر اشتباہ میں سر ہلادیا۔

”ہیلو ہیس۔“ حابر کانٹک۔ اور.....“ بلیک زیرو نے دوبارہ کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ علی عمران اینڈنگ یو۔ اور.....“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر

سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی اور علی عمران کا نام سن کر میری

اس طرح چونک پڑی جیسے وہ علی عمران کے نام سے اچھی طرح واقف

ہو۔

”میں ہیڈ کوارٹر پر کام کر رہا ہوں۔ کچھ حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے

کہ نہ میں آپ سے رابطہ کر سکتا تھا اور نہ آپ کی کال اینڈ کر سکتا تھا۔

اب موقع ملا ہے تو میں نے سوچا کہ آپ سے رابطہ کر لوں۔ اور.....“

بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے تمہارے حالات کی رپورٹس کرنل فریدی کے ایک منبر کے

ذریعے ملتی رہی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ واقعی جہاز صلاحتیں

زنگ آلود ہو گئی ہیں اور تم جلتے ہو کہ زنگ کس طرح دور کیا جاتا

ہے۔ اور.....“ عمران کے لہجے میں غصے کا عنصر ابھر آیا تھا۔

”میں آپ کو تفصیل سے حالات بتا دیتا ہوں۔ اور.....“ بلیک

زیرو نے کہا۔

”تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم سے یہ مشن مکمل

”رک جاؤ۔ پیرک جاؤ۔ ایک منٹ رک جاؤ.....“ اندر سے میری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن بلیک زیرو کے دماغ میں تو عمران کے فقرے دھواں دے رہے تھے۔ اس نے میری کی ایک نہ سنی اور تیز قدم اٹھاتا اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں دونوں لائیں موجود تھیں۔ اس نے دوسری لائن پر جانے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ اس میں اسلحہ بھی موجود تھا۔ غوطہ خوری کا جدید لباس بھی اور نقشے کے علاوہ ضرورت کا دوسرا سامان بھی۔

سیاہ رنگ کی کار ایک وسیع و عریض کوٹھی کے جہازی سائے کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر میرس خود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ملیکا بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ نواب سلطان سے ملنے جا رہے تھے اور یہ کوٹھی نواب سلطان کی تھی۔ جیسے ہی کار کی سائیڈ گیٹ کھلا اور ایک مسلح آدمی باہر آگیا۔ اس نے کار کے قریب آکر میرس کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”نواب صاحب سے ہماری ملاقات طے ہے.....“ میرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ میں پچانک کھولتا ہوں سر.....“ ملازم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پچانک کھلا اور میرس کار اندر لے گیا۔ پارک وے سے گزر کر وہ ایک وسیع و عریض گیراج میں پہنچ گئے جہاں پہلے سے دو جدید ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔ کار گیراج میں

روک کر ہیرس اور ملیکا دونوں کا رے نیچے اترے تو برآمدے سے ایک اوصیر عمر آدمی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ہیرس اور ملیکا کو سلام کیا۔ یہ نواب سلطان کا شیجر مارٹن تھا۔ چونکہ ہیرس اکثر مہماں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے یہاں کے سب ملازمین اسے اچھی طرح جانتے تھے۔

"کیسے ہو مارٹن....." ہیرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہوں صاحب۔ آئیے تشریف لائیے....." مارٹن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ان دونوں کو ایک وسیع و عریض ڈرائیونگ روم میں لے آیا۔ جیسے انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔

"تشریف رکھیں۔ نواب صاحب کو میں اطلاع کرتا ہوں۔" مارٹن نے کہا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ملازم ٹرے میں دو گلاس اٹھائے اندر داخل ہوا۔ گلاسوں میں سنہری رنگ کا مشروب تھا۔ ملازم نے ایک ایک گلاس ان دونوں کے سامنے رکھا اور واپس چلا گیا۔

"یہ شراب ہوگی اور آپ جانتے ہیں کہ میں شراب نہیں پیتی۔" ملیکا نے کہا۔

"یہ شراب نہیں ہے۔ مشروب ہے۔ نواب سلطان اپنی کوٹھی میں شراب پینا یا پلانا پسند ہی نہیں کرتے....." ہیرس نے کہا تو ملیکا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے گلاس اٹھا لیا اور پھر ایک گھونٹ لیا۔ یہ واقعی انتہائی لذیذ اور فرحت بخش مشروب تھا۔ ابھی انہوں نے

مشروب ختم ہی کیا تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ایک کافی بوڑھا آدمی چھڑی کے سہارے اندر داخل ہوا۔ ان کے جسم پر سادہ لیکن انتہائی قیمتی کپڑے کا لباس تھا۔ سفید رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں اور سفید رنگ کی داڑھی میں ان کا سرخ و سفید اور بھرا ہوا چہرہ کافی بادقار تھا۔ آنکھوں پر نفیس فریم کا چشمہ تھا۔ سر پر وقار اور جلال جیسے ثبت نظر آ رہا تھا۔ سر کے بال چھوٹے اور قدرے بھورے سے تھے۔ پھر تھوڑی دیر تک تو ان کے درمیان رسمی باتیں ہوتی رہیں پھر جب ہیرس نے ملیکا کا تفصیل سے تعارف کرایا تو نواب سلطان چونک پڑے اور انہوں نے براہ راست ملیکا سے ان کے والد اور خاندان کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو تم ہماری بیٹی ہو۔ تمہارے والد میرے بھی دور کے عزیز تھے اور ان سے اکثر ملاقات رہتی تھی لیکن تم لوگ تو دمک میں تھے۔ یہاں کیسے لگے....." نواب سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہیرس نے انہیں بتایا کہ ملیکا نے گریٹ لینڈ میں کمرنولوجی کی تعلیم حاصل کی اور پھر سپیشل رجینسٹری جان کر لی ہے۔

"اوہ اچھا۔ پھر تو بیٹی تم سے وقتاً فوقتاً ملاقات ہو سکتی ہے۔ آجایا کرو....." نواب سلطان نے انتہائی مشتاقانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا شکریہ نواب صاحب۔ اب میں خود ہی حاضر ہوتی رہوں گی....." ملیکا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"نواب صاحب۔ آج ملیکا ایک خاص کام کے لئے حاضر ہوئی ہے

حاضر ہوا تھا کہ آپ کرنل فریدی سے کہہ کر مس ملیکا کو ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع دلوا دیں..... ہمیں نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا تو نواب سلطان بے اختیار مسکرا دیئے۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ میں بھی اکثر سوچتا رہتا تھا کہ کرنل فریدی کی عمر کافی ہو گئی ہے لیکن اس نے ابھی تک شادی نہیں کی لیکن پھر اس کے کام کی نوعیت دیکھ کر میں خاموش ہو جاتا تھا مگر اب تم نے یہ بات کر کے میری بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے۔ لیکن کرنل فریدی پر اس معاملے میں جبر کرنا تو اچھی بات نہیں ہے.....“ نواب سلطان نے کہا۔

”انکل۔ حجاب، ہمیں میرے چیف ہیں۔ اس لئے انہیں حق ہے کہ یہ جو چاہیں کہتے رہیں۔ میں ان کی بات کا برا انہیں منافی البتہ میں یہ وضاحت کر دوں کہ میں خود کسی کے گئے زبردستی نہیں پڑنا چاہتی اور نہ میری کرنل فریدی سے شادی کی کوئی خواہش ہے۔ مجھے دراصل مجرموں کے خلاف کام کرنے کا جنون کی حد تک شوق ہے اور اس شوق کی خاطر میں کرنل فریدی کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتی ہوں اور بس.....“ ملیکا نے ایسے لہجے میں کہا کہ نواب سلطان نے معنی خیز نظروں سے ہمیں کی طرف دیکھا اور ہمیں کے مسکرا نے پر وہ خود بھی مسکرا دیئے۔ ظاہر ہے وہ تجربہ کار آدمی تھے اور ملیکا نے جس لہجے اور جس انداز میں بات کی تھی اس سے وہ ساری بات سمجھ گئے تھے کہ ملیکا کے دل میں کرنل فریدی کے لئے نرم گوشہ موجود ہے لیکن کرنل

اور میں اس کے ساتھ اس سے حاضر ہوا ہوں تاکہ ایک تو آپ سے اس کا تفصیلی تعارف کرا دوں اور دوسری بات یہ کہ آپ سے ایک سفارش کرا دوں.....“ ہمیں نے کہا تو نواب سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

”سفارش.....“ سیسی سفارش..... تمہیں معلوم ہے کہ میں.....“ نواب صاحب نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

”آپ کی بات کاٹنے کی گستاخی کر رہا ہوں نواب صاحب۔ لیکن مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کے اصولوں سے اچھی طرح واقف ہوں اور نہ صرف واقف ہوں بلکہ خود بھی ان اصولوں پر عمل کرتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ مس ملیکا کرنل فریدی سے بے حد متاثر ہے۔ ایک مشن کے دوران وہ کرنل فریدی کے ساتھ مل کر کام بھی کر چکی ہے۔ کرنل فریدی بھی اس کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ کرنل فریدی کا مزاج کیسا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ملیکا کرنل فریدی کے گروپ میں شامل ہو کر زیادہ سے زیادہ تجربہ حاصل کرے۔ میں نے سوچا کہ ملیکا کو گریٹ لینڈ کی طرف سے دماک میں فارن ایجنٹ تعینات کر دوں لیکن کرنل فریدی نے اس پر ناراضگی کا اظہار کر دیا اور نہ صرف ناراضگی کا اظہار کیا بلکہ انہوں نے اپنے مخصوص مزاج کی بنا پر ملیکا کی انا کو زخمی اور مجروح کر دیا۔ اس لئے اب ملیکا ہر صورت میں کرنل فریدی کے ساتھ شامل ہونا چاہتی ہے اور نواب صاحب۔ بہر حال کرنل فریدی نے شادی تو کرنی ہے اور ملیکا سے زیادہ اچھا اور بہتر رشتہ انہیں اور نہیں مل سکتا۔ اس لئے میں

”وعلیکم السلام۔ سب خیریت ہے۔ مجھے تمہاری شکایت ملی ہے فریدی بیٹے اور یقین کرو کہ مجھے دلی طور پر بے حد تکلیف پہنچی ہے۔“ نواب سلطان نے کہا۔

”اوہ۔ انکل ایسی کیا غلطی مجھ سے ہو گئی ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں لیکن اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو وہ کم از کم دانستہ نہیں ہو سکتی۔“..... کرنل فریدی نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”شکایت کرنے والی مس ملیکا میرے سامنے بیٹھی ہے اور اس نے جو کچھ بتایا ہے اس سے مجھے بے حد افسوس ہوا ہے کہ تمہیں اب خواتین کے ساتھ ذیل کرنے کا سلیقہ بھی مجھے ہی سکھانا پڑے گا۔ تم نے جس بیدردی سے ملیکا کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے اور جس طرح اس کی انا کو مجروح کیا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ یہ درست ہے کہ مجھے تمہارے مزاج کا علم ہے کہ تم دل کے برے نہیں ہو۔ لیکن اس کے باوجود تمہیں اس انداز میں دوسروں سے ہمیش نہیں آنا چاہئے۔“..... نواب سلطان نے کہا۔

”اوہ۔ آئی ایم سوری انکل۔ اصل بات یہ ہے کہ مس ماہ لقا بے حد جذباتی خاتون ہیں اور ہمارے کام میں جذباتیت کا مطلب صرف موت ہوتا ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ مس ماہ لقا اپنی جذباتیت کے بہ قہوں نقصان اٹھائیں۔ مس ماہ لقا آپ تک کیسے پہنچ گئیں۔“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”ہمیں اس کا حقیق ہے اور تمہاری طرح وہ بھی میرا بیٹا ہے اور ماہ

فریدی کے مخصوص سر و مزاج کی وجہ سے اس کی انا مجروح ہوتی ہے اس لئے اس نے ایسی بات کی ہے البتہ اگر یہ دونوں اکٹھے کام کرتے رہے تو پھر ہو سکتا ہے کہ معاملات درست سمت اختیار کر جائیں۔

”نھیک ہے۔ تمہیں ضرور کام کرنا چاہئے۔ شادی تو مقدر کا کھیل ہوتا ہے۔ اگر مقدر میں ہوگی تو ہو جائے گی۔ نہیں تو نہیں ہوگی۔“..... نواب سلطان نے کہا اور پھر سامنے رکھے ہوئے فون پیس کو اٹھا کر انہوں نے بٹن پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں جب انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

”یہ اسلامی سکورٹی کونسل آفس۔“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”گمرٹ لینڈ سے نواب سلطان بول رہا ہوں۔ کرنل فریدی سے بات کراؤ۔“..... نواب سلطان نے باوقار لہجے میں کہا۔

”یس سر۔“..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔  
”ہیلو۔“..... کرنل فریدی بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

”نواب سلطان بول رہا ہوں کرنل فریدی۔“..... نواب سلطان نے کہا۔

”اوہ۔ انکل آپ۔ السلام علیکم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا آپ نے۔“..... کرنل فریدی کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

لقا کے والد بھی میرے دوست تھے اور میرس نے اچھا کیا کہ ماہ لقا کو مجھ سے ملوایا۔ اب ماہ لقا بھی میری بیٹی ہے اور سنو۔ یہ میرا حکم ہے کہ ماہ لقا اب جہار سے ساتھ کام کرے گی۔..... نواب سلطان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”آپ کا حکم سر آنکھوں پر اٹکل۔ لیکن..... کرنل فریدی نے ہنکچاتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو اب تم میں یہ جرأت بھی ہو گئی ہے تم میرے حکم کے بعد لفظ لیکن بھی کہہ سکو۔..... نواب سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں نے اس لئے لیکن نہیں کہا تھا۔ میں تو ماہ لقا کی حفاظت کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا تھا۔..... کرنل فریدی نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کوئی کسی کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اپنی حفاظت خود کر سکتے ہو۔..... نواب سلطان نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے اٹکل۔ اب میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔ مس ماہ لقا جیسا چاہیں گی ویسے ہی ہو گا۔..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”گڈ۔ سعادت مندی اسے کہتے ہیں۔ ویسے تم فکر نہ کرو۔ چونکہ جہاری تربیت میں شروع سے کسی عورت کا ہاتھ نہیں رہا اس لئے تم اس مخلوق کے جذبات سے واقف نہیں ہو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ

جہاری یہ کمی اب ماہ لقا دور کر دے گی۔ خدا حافظ۔..... نواب سلطان نے کہا اور فون آف کر کے انہوں نے اسے مزید رکھ دیا۔

”ویسے میں اکثر سوچتی تھی کہ دنیا میں کوئی ایسا شخص بھی ہو گا جس کے سامنے کرنل فریدی سرنہ اٹھا سکیں لیکن مجھے کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا مگر آج مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ ہی اس دنیا میں واحد ایسے شخص ہیں۔..... ماہ لقا نے مسکراتے ہوئے کہا تو نواب سلطان بے اختیار مسکرا دیئے۔

”یہ کرنل فریدی کی سعادت مندی ہے بیٹی۔ درنہ آجکل تو حقیقی والدین کی بات نال دی جاتی ہے۔ بہر حال میں تمہیں بھی ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ تم کرنل فریدی کے ساتھ رہتے ہوئے اس کے جذبات کا بھی خیال رکھنا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کی ماں اس کے بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی۔ اس کی کوئی بہن بھی نہیں تھی اور پھر حب سے اب تک کسی عورت کا ہاتھ اس کی تربیت میں شامل نہیں ہوا۔ اس لئے اس سلسلے میں اس کے جذبات انتہائی سرد ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ تم بھی اسے شکایت کا موقع نہ دو گی۔..... نواب سلطان نے کہا۔

آپ بے فکر ہیں اٹکل۔ آپ تک میری شکایت نہیں پہنچے گی۔ ماہ لقا نے کہا اور نواب سلطان اسے دعائیں دینے لگے۔

”اب ہمیں اجازت دیں نواب صاحب۔..... میرس نے کہا اور پھر رسمی فقرات ادا کرنے کے بعد وہ کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے باہر آگئے۔



ماہ لقا کا چہرہ مسرت کی شدت سے جھمک سا رہا تھا۔

”میں آپ کی بھی مشکور ہوں چیف۔ آپ نے میرے لئے وہ کچھ کیا ہے جو شاید کوئی کسی کے لئے نہیں کر سکتا“..... ماہ لقا نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ملے گی۔ تمہارا شوق دیکھ کر میں نے یہ کوشش کی ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ اگر تمہیں تھوڑا سا بھی مزید تجربہ ہو گیا تو تم بہت اچھی ایجنٹ ثابت ہو گی اور میں تمہاری صلاحیتیں ضائع ہوتے نہیں دیکھنا چاہتا“..... ہیرس نے کہا تو ملیکانے اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ وہ تصور ہی تصور میں خوش ہو رہی تھی کہ اب وہ نہ صرف کرنل فریدی کے ساتھ مل کر کام کرے گی بلکہ اب کرنل فریدی اسے ڈانٹ بھی نہ سکے گا اور اب وہ خوب دل بھر کر اسے تنگ کیا کرے گی اور اس کا تماشہ دیکھا کرے گی۔

بلیک زبرد تیز قدم اٹھاتا اس کھاڑی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جہاں دونوں لائیں موجود تھیں۔ عمران کے فقروں نے واقعی اس کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔ اسے غصہ اس بات پر آ رہا تھا کہ عمران نے اس سے کوئی تفصیل سننا بھی گوارا نہ کی تھی حالانکہ وہ کئی بار قیمتی موت کے منہ سے بچ نکلا تھا۔ لیکن عمران نے اسے اس طرح ذیل کیا تھا جیسے وہ انسان نہ ہو۔ کوئی مشین ہو۔ جس نے یہ مشن اُھل کر نا ہے اور اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس مشن کو اس تھر جلد مکمل کرے گا کہ عمران بھی حیران رہ جائے۔

”رک جاؤ منصور۔ ورنہ گولی مار دوں گی“..... اچانک اسے اپنے عقب میں میری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یہ عورت تو عذاب بن گئی ہے۔ خواہ مخواہ اس کا علاج کیا۔“  
 عیسیٰ زبرد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑا تو اس نے کینن کے

حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔ پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب ایسی صورت میں وہ میری کو کیا کہتا۔  
 ”تم میری کچھ میں نہیں آرہی ہو میری۔ تمہیں مجھ سے آخر کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے“..... بلیک زرو نے قدرے جھلجھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو میری بے اختیار ہنس پڑی۔

”آؤ اندر آ جاؤ۔ پھر بات کرو“..... میری نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور بلیک زرو ایک طویل سانس لیتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ دوسری لاٹچ میں آنے والے دونوں بے ہوش آدمی اب ہوش میں آ رہے تھے۔ بلیک زرو نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو گھما کر نال سے پکڑا اور پوری قوت سے مشین گن کا دستہ اس نے ایک آدمی کے سر پر رسید کر دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور حرکت کرتا ہوا آدمی دوبارہ ساکت ہو گیا۔

”یہاں رہی تو ہوگی“..... بلیک زرو نے میری سے پوچھا۔

”ہاں ہے۔ کیوں“..... میری نے چونک کر پوچھا۔

”میں اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں۔ اب جب یہ ہوش میں آ رہا ہے تو اس سے پوچھ گچھ کر لینی چاہئے“..... بلیک زرو نے کہا۔

”خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا قاعدہ۔ میں جانتی ہوں کہ یہ کیا بتائے گا“..... میری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پشٹ نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زرو اسے روکتا۔ اس نے اس کا رخ ان دونوں کی طرف کر کے ٹریگر دبایا اور وہ دونوں

دروازے میں میری کو کھڑے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور ظاہر ہے مشین گن کا رخ اس کی طرف ہی تھا۔ بلیک زرو کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا اور اس نے کہیں سے کوئی ہتھیار اٹھانے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی کیونکہ وہ پہلے دیکھ چکا تھا کہ لاٹچ میں خاصے ہتھیار موجود ہیں۔

”کیا چاہتی ہو۔ تمہارا علاج ہو گیا ہے۔ اب تم ٹھیک ہو۔ اس لئے اپنا یہ پوائنٹ چلاتی رہو۔ مجھے کیوں روک رہی ہو“..... بلیک زرو نے انتہائی سخت اور تلخ لہجے میں کہا۔

”میں تمہارے فائدے کے لئے تمہیں روک رہی ہوں، احتیاط آدمی۔ ورنہ تمہاری شکل اب اتنی بھی خوبصورت نہیں ہے کہ میں تم پر مرمئی ہوں“..... میری نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زرو کا چہرہ آگ کے شعلے کی طرح تپ اٹھا۔ اسے اس عورت کے الفاظ پر بے غصہ آیا تھا اور اس غصے سے اس کا ذہن گھوم گیا۔ وہ اب خود ہی کہیں کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ یہاں سے جانے سے پہلے اس عورت کا خاتمہ ضروری ہے۔ ورنہ یہ تمہاؤں کے کانٹے کی طرح بیچے پڑی رہے گی۔

”تمہارا جارحانہ انداز بتا رہا ہے کہ تم غصے سے جلتے بھٹتے واپس رہے ہو۔ یہ لو مشین گن اور مجھے گولی مار دو تاکہ تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو جائے“..... میری نے اچانک مشین گن بلیک زرو کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا اور بلیک زرو نے مشین گن پکڑ لی۔ اس کے چہرے پر

"ٹھیک ہے مادام۔ جیسے آپ کا حکم۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور میری نے اور اینڈ آل کہہ کر مشین آف کی اور پھر سر پر صفا ہوا ہیڈ فون اتار کر بک میں لٹکا دیا۔

"میرے ساتھی تھے۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ وہ دو روز بعد آئیں۔۔۔۔۔ میری نے مڑ کر اس طرح مسکراتے ہوئے کہا جیسے اس نے یہ مہلت دے کر بلیک زیرو پر کوئی بڑا احسان کر دیا ہو۔

"ٹھیک ہے۔ وہ تمہارے ساتھی ہیں اس لئے تم جو چاہے انہیں حکم دے سکتی ہو۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں چاہتی ہوں کہ تمہارا مشن کامیاب رہے اور تم بھی زندہ بچ جاؤ۔۔۔۔۔ ہمیری نے کہا۔

"شکریہ۔ لیکن کیا یہ مشن یہاں بیٹھے بٹھائے کامیاب ہو جائے گا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے میری زندگی بچانی ہے اس لئے میں بھی تمہاری زندگی بچانا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ میری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری زندگی کو کیا خطرہ لاحق ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس وقت اگر تم ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر گئے تو وہاں تمہارا استقبال گولیوں سے کیا جائے گا جبکہ تمہیں رات کو وہاں جانا چاہیے اور میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔ میں کئی بار وہاں ہو آئی ہوں۔ اس

گولیاں کھا کر چند لمحوں میں لاشوں میں تبدیل ہو گئے۔

"اب انہیں گھسیٹ کر باہر پھینک دو۔۔۔۔۔ میری نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے تھک کر ان دونوں کا ایک ایک بازو پکڑا اور انہیں گھسیٹتا ہوا کین سے باہر لے گیا اور ایک طرف اچھال دیا۔ اس نے ڈاکٹر ریز کی لاش کو جو ابھی تک کین کے سامنے پڑی ہوئی تھی اٹھا کر ان دونوں کے ساتھ ڈال دی اور پھر وہ کین کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ کین میں داخل ہوا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ میری سنول پر بیٹھی ایک مشین آپریٹ کر رہی تھی۔ اس کے کانوں پر ہیڈ فون چڑھایا ہوا تھا۔

"یس۔ میری بول رہی ہوں پوائنٹ سکس تھری سے۔ اور۔۔۔۔۔ میری نے ایک ٹپن دباتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ ڈارک ہارس مارکیٹ میں نہیں مل رہی۔ ان کا کہنا ہے کہ دو روز بعد آئے گی۔ اب آپ جیسے کہیں۔ اور۔۔۔۔۔ ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تو کیا ہوا۔ دو روز بعد لے کر آجانا۔ اور۔۔۔۔۔ میری نے جواب دیا۔

"لیکن کیا تب تک آپ وہاں اکیلی رہیں گی۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں حریت تھی۔

"تو کیا ہوا سہاں کیا مجھے کئے چڑ جائیں گے نائنسن۔ ڈارک ہارس لئے بغیر مت آنا۔ مجھے۔ اور۔۔۔۔۔ میری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

احتمالاً باتوں سے واقعی کو فت ہو رہی تھی۔

"وجہ یہ ہے کہ اس طرح میری آؤٹنگ ہو جاتی ہے اور پھر وہاں میرے چند دوست بھی ہیں ان سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے"..... میری نے کہا۔

"اب میری بات سنو۔ مجھے وہاں سے لانچ پر بے ہوشی کے عالم میں ڈاکٹر رچرڈ کے ساتھ بھجوا یا گیا تھا۔ لانچ نے ولاسٹر جانا تھا لیکن مجھے رستے میں ہوش آگیا اور میں نے سوائے ڈاکٹر رچرڈ کے اس کے باقی ساتھیوں کو ہلاک کر کے لانچ پر قبضہ کر لیا لیکن لانچ میں کوئی نقشہ نہ تھا۔ اس لئے میں براہ راست ہیڈ کوارٹر واپس جانے کی بجائے ادھر چہارے جزیرے کی طرف آنکلا اور تم نے دیکھا کہ جب ہماری لانچ ولاسٹر نہیں پہنچی تو انہوں نے مجھے تلاش کرنے کے لئے دوسری لانچ بھیجی جو یہاں پہنچ گئی تو اب تمہارا کیا خیال ہے کہ جب دوسری لانچ بھی غائب ہو جائے گی تو کیا وہ مجھے تلاش نہیں کریں گے اور اس بار یقیناً وہ ایک دو نہیں دس بارہ آدمی بھیجیں گے اور پھر ہمیں یہاں اس چھوٹے سے ناؤ میں آکر گھیر لیا گیا تو پھر کیسا ہیڈ کوارٹر اور کیسا مشن۔ ہم دونوں کی لاشیں یہاں پڑی ہوں گی"..... بلیک زیرو نے کہا تو میری کی آنکھیں پھیلیں چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ میرے ذہن میں تو یہ اینگل ہی نہ تھا۔ اوہ۔ لیکن اس وقت اگر تم لانچ پر بیٹھ کر وہاں جاؤ گے تو وہ تمہیں دور سے ہی چیک کر لیں گے اور پھر تمہاری لانچ کو

لئے مجھے وہاں کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے"..... میری نے کہا۔  
"تم وہاں کیا کرنے گئی تھی"..... بلیک زیرو نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لاؤڈ لانفر کے سیکشن چیف کا پیغام مجھے خود وہاں جا کر پہنچانا پڑتا ہے کیونکہ یہ ہمارے درمیان معاہدہ ہے کہ جب بھی اس علاقے میں ہمارا مشن ہو گا۔ ہم ریڈ واٹر کو اس کی اطلاع دیں گے۔ اسی طرح جب ریڈ واٹر کا کوئی مشن ہو گا تو وہ ہمیں اطلاع دینے کے پابند ہیں"۔ میری نے کہا۔

"لیکن تم ٹرانسمیٹیا فون پر بھی تو اطلاع دے سکتی ہو۔ وہاں جا کر اطلاع دینے کی کیا تک ہے"..... بلیک زیرو نے کہا تو میری بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم تو اس طرح مجھ پر جرح کر رہے ہو جس طرح تم میرے شوہر ہو اور تمہیں خطرہ ہو کہ وہاں جا کر میری عزت پر کوئی حرف آجائے گا۔ بہر حال اس کا مطلب ہے کہ صرف میں ہی تم میں دلچسپی نہیں لے رہی تم بھی مجھ میں دلچسپی لے رہے ہو۔ لیکن یہ بتا دوں کہ یہ دلچسپی صرف دلچسپی ہی ہے۔ اسے آگے مزید بڑھانے کی کوشش نہ کرنا"..... میری نے کہا۔

"مجھے تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ وہ خاص وجہ معلوم کر سکوں جس کی وجہ سے تمہیں وہاں خود جانا پڑتا ہے"..... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے میری کی

سمندر میں ہی تباہ کر دیا جائے گا"..... میری نے کہا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے۔ میرے ذہن میں یہ پلان تھا کہ میں لالچ لے کر ہیز کو اور نرجاؤں گا اور ہیز کو اور نرجاؤں سے پہلے سمندر میں اتر جاؤں گا اور پھر میرے پر پہنچ جاؤں گا۔ پھر وہاں جو ہو گا دیکھا جائے گا"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کے پاس ایک مخصوص چیکنگ ٹاور ہے جس کی مدد سے وہ کم از کم دو میل سے لالچ کو چیک کر لیں گے جبکہ دو میل دور سے تمہیں جہیزہ بھی نظر نہ آ رہا ہو گا۔ اس لئے ایک کام ہو سکتا ہے کہ میں لالچ میں بیٹھ کر وہاں جاؤں جبکہ تم لالچ کے نیچے والے کمرے میں چھپے رہو۔ اس طرح وہ تمہیں نہ دیکھ سکیں گے۔ میں وہاں پر جب جا کر رکوں تو تم خاموشی سے جہیزے پر چڑھ جاؤ۔ میں انہیں کہہ دوں گی کہ وہاں ان کے دو آدمی چپکے اور انہوں نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تو میں نے انہیں ہلاک کر دیا۔ اس طرح کا کوئی بہانہ بنا دوں گی۔ مجھ پر بہر حال وہ شک نہ کریں گے"..... میری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں"..... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس بار میری بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

کرئل فریدی اپنے آفس میں موجود تھا کہ کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔ مگر دوسرے لئے وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔ خیریت۔ کیا کوئی غمناک اعلان ملی ہے"..... کیپٹن حمید نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"غمناک اعلان۔ کیا مطلب"..... کرئل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کے پھرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں ہیں اور یہ تاثرات اس وقت ابھرتے ہیں جب آپ کو کوئی انتہائی غمناک قسم کی خبر ملتی ہے"..... کیپٹن حمید نے مزید دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور کرئل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"غمناک تو نہیں البتہ پریشان کن اطلاع ضرور ملی ہے"..... کرئل

لیں..... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ماہ اتفاقاً گروپ میں شامل کر لیں۔ کیا مطلب۔ کس گروپ کی بات کر رہے ہیں آپ..... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اسلامی سیکورٹی کونسل کا گروپ۔ میرا مطلب ہے ہم دونوں جس گروپ میں شامل ہیں..... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"میں نہیں مانتا۔ یہ کام اصل نواب سلطان کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ یہ یقیناً کوئی نقلی آدمی بات کر رہا ہوگا..... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی کے ہجرے پر حریت کے تاثرات ابھرائے۔

"کیا مطلب..... کرنل فریدی نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں مان ہی نہیں سکتا کہ نواب سلطان جیسے وضع دار۔ خاندانی اور انتہائی شرف بزرگ ایسی بات کریں..... کیپٹن حمید نے کہا۔

"کیسی بات..... کرنل فریدی کے لہجے میں حریت تھی۔ اسے واقعی کیپٹن حمید کی بات سمجھ نہ آئی تھی۔

"یہی گروپ میں شامل کرنے والی بات۔ لاحول ولاقوۃ۔ بھلا کوئی شرف آدمی ایسا سوچ بھی سکتا ہے۔ نہیں۔ لاحول ولاقوۃ۔ کیپٹن حمید نے کہا اور ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اس طرح کان پکڑنے شروع کر دیئے جیسے وہ کسی بہت بڑے گناہ کے تصور سے ہی توبہ کر رہا ہو۔

فریدی نے جواب دیا اور اس بار کیپٹن حمید چونک پڑا۔

"پریشان کن اطلاع۔ کیا مطلب۔ کونسی اطلاع۔ کیا کوئی بڑا شہاب ثاقب دنیا پر گرنے والا ہے یا کرہ ارض کا توازن خراب ہو رہا ہے..... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس سے بھی زیادہ پریشان کن خبر ہے۔ گریٹ لینڈ سے نواب سلطان کا فون آیا تھا..... کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا انہوں نے اپنی موت کی خبر دی ہے..... کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ناسنس۔ بغیر سوچے سمجھے منہ سے الفاظ مت نکالا کرو۔ وہ میرے والد کی جگہ پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا سایہ مجھ پر قائم رکھے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"تو پھر کیا ان کا سایہ زیادہ گہرا ہو گیا ہے..... کیپٹن حمید بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"ہاں۔ جہاں یہ بات درست ہے۔ ان کا سایہ واقعی گہرا ہو گیا ہے..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"بات تو دی رہی موت والی۔ سایہ کشیف چیز کا گہرا ہوتا ہے جبکہ روح جسم میں ہو تو جسم کشیف کی بجائے لطیف ہوتا ہے..... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی اس کے اس عجیب و غریب فلسفے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"انہوں نے حکم دیا ہے کہ ماہ اتفاقاً کو ہم اپنے گروپ میں شامل کر

”اس میں اس طرح لاجول ولا قوۃ پڑھنے کا کیا مطلب ہوا“۔ کرنل فریدی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو آپ بھی تیار ہو گئے ہیں۔ نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ لاجول ولا قوۃ۔ گروپ میرج۔ یہ کیسے ممکن ہے“..... کیپٹن حمید نے کہا اور کرنل فریدی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ کیپٹن حمید کیوں اس انداز میں بات کر رہا ہے۔ وہ گروپ میں شمولیت کو گروپ میرج کی طرف لے جا رہا تھا جس کا ان دنوں یورپ اور افریقہ کے انتہائی گھنٹیا لوگوں میں رواج پڑتا جا رہا تھا کہ چند لڑکیاں چند لڑکوں کے ساتھ مل کر گروپ میرج کر لیتی ہیں اور وہ سب اکٹھے میاں بیوی کے طور پر رہتے تھے۔ یہ ایسی بات تھی جسے یورپ اور افریقہ میں بھی اچھی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا تھا اس لئے ایسا خال خال ہی ہوتا تھا لیکن بہر حال وہاں یہ لعنت موجود تھی۔

”تو تمہارا ذہن اس قدر گھنٹیا ہو چکا ہے۔ کیوں“..... کرنل فریدی نے یکفخت غراتے ہوئے کہا۔

”میرا ذہن۔ ارے میں تو گھنٹہ بھر سے بیٹھا لاجول ولا قوۃ پڑھ رہا ہوں۔ مجھے تو اس تصور سے ہی گھن آتی ہے۔ بات تو آپ کر رہے ہیں“..... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آئندہ اس قدر گھنٹیا سوچ تمہارے ذہن میں نہیں آتی چاہئے۔ ورنہ تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے“..... کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آئی ایم سوری۔ وہ دراصل میں واقعی یہ سمجھا تھا کہ آپ اس لئے پریشان ہیں لیکن اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں۔ نواب سلطان صاحب نے صرف ماہ لتقا کی ہمارے ساتھ کام میں شمولیت کا ہی حکم دیا ہو گا تو اس سے کیا ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ تو نہیں کہا ہو گا کہ آپ ماہ لتقا سے شادی بھی کر لیں جو آپ اس قدر پریشان ہو رہے ہیں“..... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کو غصہ کرتے دیکھ کر بیٹھنے کرتے ہوئے کہا۔

”یہ عورتیں کام کم کرتی ہیں اور جذبہ باتیت کا مظاہرہ زیادہ کرتی ہیں اور میں ایسی جذبہ باتیت سے الگ ہو“..... کرنل فریدی نے اپنی پریشانی کی اصل وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ مس ماہ لتقا کو میں خود ذیل کر لوں گا۔ وہ آپ کو پریشان نہ کریں گی“..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ تو کیا اب تم ماہ لتقا کے ساتھ بھی وہی کھیل کھیل گئے جو تم ماریا جیسی لڑکیوں سے کھیلتے رہتے ہو“..... کرنل فریدی نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اس کا مطلب ہے کہ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔ دیری گڈ۔ نواب سلطان زندہ باد۔ اب لطف آئے گا“..... کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم پھر کو اس پر اترا آئے نانسنس“..... کرنل فریدی نے مصنوعی

”السلام علیکم“..... ماہ لقا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

”وعلیکم السلام۔ صبحی رہو۔ اللہ کرے دودھوں نہاؤ۔ پوتوں پھلو۔ اوہ سوری۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ پوتوں کھلاؤ۔ وہ۔ وہ کیا کہنا چاہتے۔ بہر حال اب کیا کہوں۔ اللہ کرے گا وہ وقت بھی آبی جائے گا۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ بات چل نکلی ہے تو پتہ دیکھیں کہاں تک پہنچے۔“ کیپٹن حمید نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو ماہ لقا کا چہرہ مزید سرخ ہو گیا۔

”وعلیکم السلام۔ آؤ ماہ لقا بیٹھو۔ تمہیں آخر کیا سوچھی کہ تم انکل نواب سلطان تک جا پہنچی۔ میں تو صرف اس لئے تمہیں اوایڈ کر رہا تھا کہ ہمارے کام کرنے کا طریقہ اور ہے اور تم یقیناً پور ہو گئی۔“ کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کی باتوں پر توجہ دیتے بغیر ماہ لقا سے مخاطب ہو کر نرم لہجے میں کہا۔

”میں تو آپ کے ساتھ کام کر کے صرف تجربہ حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے اور یہ بھی بتا دوں اور خاص طور پر کیپٹن حمید کو بتا دوں کہ میری مشکلی ہو چکی ہے۔ میرے ایک دور کے عزیز ہیں۔ نواب زادہ، جمل حسین خان۔ گریٹ لینڈ میں بزنس کرتے ہیں ان سے۔ اس لئے کسی غلط فہمی کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“ ماہ لقا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر تو مسکراہٹ ریٹنگ گئی جبکہ کیپٹن حمید کے چہرے پر حیرت

غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔

”یس۔“ کرنل فریدی نے کہا۔

”سر مس ملیکا آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائی ہیں۔“ دوسری طرف سے کرنل فریدی کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”بیجھ دوا نہیں۔“ کرنل فریدی نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

”کون آرہا ہے۔“ کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

”ماہ لقا۔“ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”ارے اتنی جلدی۔ یعنی اس قدر کشش کہ ادھر ذکر آیا ادھر حاضر۔“ کیپٹن حمید نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”کوئی بکواس نہیں چلے گی۔“ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

”بالکل نہیں چلے گی۔ چل ہی نہیں سکتی۔ مکاری کے جالے یہ پھنسنے کے بعد کیسے چل سکتی ہے۔“ کیپٹن حمید بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔ اس نے کرنل فریدی کو مکاری کا جالا اور ماہ لقا کو اس جا میں پھنس جانے والی مکھی سے تشبیہ دیتے ہوئے طنز کیا تھا اور کرنل فریدی اسے صرف گھورتا ہی رہ گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ماہ لقا داخل ہوئی۔ اس نے جینز کی چٹون اور چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی اس کا سرخ و سفید چہرہ مسرت کی شدت سے چمک رہا تھا۔



”جمل حسین خان کی۔ جن کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ بنا ہے عیش جمل حسین خان کے لئے پہلے تو مجھے اس مصرعے پر یقین ہی نہ آتا تھا لیکن اب جب آپ نے اپنی منگنی کی بات کی ہے تو اب مجھے یقین آگیا ہے کہ واقعی عیش اللہ تعالیٰ نے جمل حسین خان کے لئے ہی بنایا ہے۔“ کیپٹن حمید نے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”مس ماہ لقا۔ اس کی باتوں پر دھیان نہ دیا کریں۔ اس کی تو عادت ہے ایسی باتیں کرنے کی۔ آپ کی پرسنل فائل آپ کے سابقہ چیف، میرس کی طرف سے مجھے موصول ہو گئی ہے اور میں نے آپ کو باقاعدہ طور پر اسلامی سکورٹی کو نسل میں شامل کر لیا ہے۔ اس لئے اب آپ ہماری ساتھی ہیں اور ہمارے گروپ میں شامل ہیں۔ آپ کا آفس علیحدہ الاٹ کر دیا گیا ہے۔ آپ کی رہائش کا بھی بندوبست کر دیا گیا ہے۔ فون اور گاڑی بھی آپ کی علیحدہ ہوگی اور اب آپ پر ہر وہ ذمہ داری عائد ہوگی جو ہم پر عائد ہوتی ہے۔“ کرنل فریدی نے یکجہت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بے حد شکریہ۔ مجھے آپ کے ساتھ کام کر کے فخر ہوگا کرنل فریدی اور میری گزارش ہے کہ اب آپ مجھے مس ماہ لقا نہ کہیں۔ صرف ماہ لقا یا ملیکا جو چاہے کہیں اور دوسری بات یہ کہ اب آپ میرے پاس ہیں۔ اس لئے میں آپ کو پاس ہی کہوں گی اور آپ بھی برائے مہربانی اب میرے ساتھ تکلف نہ برتیں گے۔ مجھے آپ اس طرح ذیل کریں جس

”کیا واقعی؟“ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”ہاں۔ کیوں۔ کیا لڑکیوں کی منگنیاں نہیں ہوا کرتیں۔ جو آپ حیران ہو رہے ہیں۔“ ماہ لقا نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ غلط سمجھی ہیں مس ماہ لقا۔ میں منگنی پر حیران نہیں ہو رہا بلکہ نواب زادہ جمل حسین خان پر حیران ہو رہا ہوں۔“ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”کیا مطلب۔ کیا آپ جانتے ہیں انہیں۔“ ماہ لقا نے چونک کر کہا۔ اس بار اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ ماہ لقا کے بات کرنے کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ ماہ لقا نے فرضی نام لے کر ماحول کو غیبی جانبدارانہ بنانے کی کوشش کی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اب اس نے ان کے ساتھ مستقل طور پر کام کرنا تھا۔

”اچھی طرح جانتا ہوں بلکہ میں ہی کیا۔ پوری دنیا جانتی ہے انہیں بلکہ ایک مشہور شاعر تو ان پر باقاعدہ شعر بھی کہہ رکھا ہے جو اب ضرب المثل بن چکا ہے۔“ کیپٹن حمید نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ماہ لقا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات مزید پھیلنے لگے۔

”کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کس کی بات کر رہے ہیں۔“ ماہ لقا نے بری طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

طرح کیپٹن حمید کو ذیل کرتے ہیں۔..... ماہ لقانے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود بھی یہی چاہتا تھا ادا کے۔ کیپٹن حمید آپ کو آپ کا آفس بھی دکھا دے گا اور آپ کی رہائش گاہ بھی..... کرنل فریدی نے کہا۔

"ییس باس۔ آؤ کیپٹن..... ماہ لقانے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ یہ کیا بات ہوئی۔ آؤ کیپٹن۔ میں تم سے سینہ ہوں اس لئے ایسے نہیں بلکہ ایسے کہو ایسے جناب کیپٹن صاحب۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اٹھتے ہو یا کان سے پکڑ کر لے جاؤں تمہیں..... ماہ لقانے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ۔ کیا رہبرسل کے لئے کیپٹن حمید ہی رہ گیا ہے۔" کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے درد بھرے لہجے میں کہا اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"رہبرسل۔ کیسی رہبرسل..... ماہ لقانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو کچھ اس نواب زادہ جمل حسین خان کے ساتھ ہونا ہے اس کو رہبرسل تم نے مجھ پر شروع کر دی ہے..... کیپٹن حمید نے کہا تو اس بار ماہ لقانے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے۔

کے پیچھے چلتے ہوئے آفس سے باہر نکل گئے تو کرنل فریدی نے رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر ریس کر دیا۔

"ییس سر..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"لارڈ بو فمین کی فائل ایکری میا سے پہنچ گئی ہے یا نہیں..... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ییس سر۔ پہنچ گئی ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے مجھو ادا..... کرنل فریدی نے کہا اور رسیور کھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

خالی ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ پوائنٹ پر جا کر وہاں چھیک کریں۔ اس کے بعد ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ میں نے ٹرانسمیٹر پر انہیں کال بھی کیا لیکن کال رسیو ہی نہ کی گئی۔ پھر میں نے لاؤڈالافٹر کے اس پوائنٹ کی انچارج مہری کو ٹرانسمیٹر کال کیا لیکن یہ کال بھی رسیو نہ کی گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس پوائنٹ پر کوئی زندہ انسان موجود ہی نہ ہو۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اب اس بارے میں مزید کیا اقدام کیا جائے کہ ہماری لانگ رینج سکریں پر ہماری خصوصی لانچ ہیڈ کو آرٹر کی طرف آتی ہوئی چھیک کر لی گئی اور چیف۔ میں نے چیکنگ کی تو معلوم ہوا کہ لانچ لاؤڈالافٹر کی مہری چلا رہی ہے اور وہ لانچ پراکٹیل ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر کے اس سے معلومات کروں لیکن پھر میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں۔ اس کے بعد آپ جیسے حکم دیں..... دوسری طرف سے تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔

”پھر میں خود آپریشن روم میں آ رہا ہوں..... وائٹ مانیٹر نے بوٹ چباتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ کیا جکر چل گیا ہے..... اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔ یہاں ایک دیوار کے ساتھ ایک کافی بڑی مشین نصب تھی۔ اس مشین کے ذریعے اس پورے علاقے کو نہ صرف چھیک کیا جاتا تھا بلکہ

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی وائٹ مانیٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھ لیا۔

”ہیں..... وائٹ مانیٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”جاگر بول رہا ہوں چیف..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”اوہ ہاں۔ تم نے وہ خصوصی لانچ بھجوائی تھی۔ اس کے بارے میں بھی کوئی رپورٹ نہیں دی۔ کیا ہوا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ والی لانچ کا کیا ہوا..... وائٹ مانیٹر نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ خصوصی لانچ میں نے ٹونی کی سربراہی میں بھجوائی تھی۔ ٹونی نے پاکیشیائی ایجنٹ والی لانچ کو ہر طرف تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہ ملی۔ پھر اس کی طرف سے آخری اطلاع آئی کہ پاکیشیا ایجنٹ نے لانچ لاؤڈالافٹر کے سیٹیل پوائنٹ کی ایک کھاڑی میں موجود ہے۔

نے کہا تو جاگرنے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیے  
پھر اس نے ایک ہک سے لنکا ہوا مائیک اتار اور اس کی سائڈ پر موجود  
بٹن پریس کر کے کال دینا شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو۔ جاگرا کالنگ فرام ریڈ وائر ہیڈ کوارٹر۔ اور..... جاگرا  
نے کال دیتے ہوئے کہا اور پھر سکرین پر انہوں نے میری کو چوٹکتے  
ہوئے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی میری نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا  
اور پھر سر پر باقاعدہ ہیڈ فون چڑھالیا۔

”ہیں۔ میری انچارج آف لاؤڈ لافٹر سپیشل پوائنٹ امیڈنگ یو۔  
اور..... میری کی آواز مشین سے سنائی دی۔

”میری تم ہماری لانچ پر ہیڈ کوارٹر آرہی ہو۔ ہم تمہیں سکرین پر  
چیک کر رہے ہیں۔ یہ لانچ جہازے ہاتھ کیسے لگی اور ہمارے آدمی  
کہاں ہیں۔ اور..... جاگرنے کہا۔

”میں وائٹ ٹائیگر سے بات کرنے آرہی ہوں۔ اس نے لاؤڈ لافٹر  
کو کیا اس قدر کمزور سمجھ لیا ہے کہ اس کے آدمی جب چاہیں لانچ پر سوار  
ہو کر پوائنٹ پر آجائیں اور نہ صرف وہاں کی تلاشی میں بلکہ مجھے وہاں  
اکیلی دیکھ کر تشدد پر اترائیں کہ میں نے ان کے دشمنوں کو یہاں چھپا  
رکھا ہے۔ اور..... میری کی غصے سے بھری چیختی ہوئی آواز سنائی  
دی۔

”میری بات کراؤ..... وائٹ ٹائیگر نے کہا تو جاگرا نے مائیک  
وائٹ ٹائیگر کے ہاتھ میں دے دیا۔

اس کی مدد سے وہاں سے گزرنے والی لائچوں اور اسٹیمروں حتیٰ کہ  
جہازوں تک کو تباہ بھی کیا جاسکتا تھا لیکن اس کی ضرورت شاید نادر  
ہی پڑتی تھی کیونکہ اس علاقے سے اکثر لاؤڈ لافٹر کی لائچیں اور اسٹیمر بھی  
گزرتے رہتے تھے اور معاہدے کے تحت انہیں ان کے جہاں سے  
گزرنے کی پیشگی اطلاع مل جایا کرتی تھی۔ مشین کے سامنے ایک  
طویل القامت لیکن دبلا پتلا جاگرا موجود تھا۔ یہ آپریشن روم کا انچارج  
تھا۔ مشین پر ایک بڑی سکرین روشن تھی۔ وائٹ ٹائیگر قریب جا کر  
کھڑا ہو گیا۔ اس کا قد چونکہ چھوٹا تھا اس لئے اسے سکرین کو سر اٹھا کر  
دیکھنا پڑتا تھا۔ اسی لمحے ایک آدمی ایک کرسی اٹھائے وہاں آ گیا۔ اس  
کرسی کی ٹانگیں کافی لمبی تھیں۔ یہ کرسی وائٹ ٹائیگر کے لئے مخصوص  
تھی۔ وائٹ ٹائیگر اچھل کر اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب وہ اطمینان سے  
سکرین کو سامنے سے دیکھ رہا تھا۔ سکرین پر ایک لانچ تیزی سے سفر  
کرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جیسے ایک لڑکی چلا رہی تھی۔

”کتنے فاصلے پر ہے یہ..... وائٹ ٹائیگر نے پوچھا۔

”تین میل دور ہے ابھی..... جاگرا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب  
دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے چیک کر لیا ہے کہ یہ واقعی میری ہی ہے اور لانچ بھی  
ہماری ہی ہے..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

”ہیں ہاں..... جاگرا نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اس سے رابطہ کرو اور میری بات کراؤ..... وائٹ ٹائیگر

"ہیلو میری۔ میں وائٹ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ تفصیل بتاؤ کیا ہوا ہے۔ اور....." وائٹ ٹائیگر نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔  
 "تفصیل وہیں آکر بتاؤں گی۔ آپ نے لاؤڈلائفر کو حقیر سمجھ لیا ہے شاید۔ میں نے ابھی اپنے چیف سے بات نہیں کی تاکہ پہلے آپ سے بات کر لوں۔ اور....." میری نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک غصہ موجود تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آجاؤ۔ پھر بات ہوگی۔ اور اینڈ آئل....." وائٹ ٹائیگر نے کہا اور ٹائیک آف کر کے اس نے جاگڑ کی طرف بڑھا دیا۔  
 "میری جب پہنچے تو اسے میرے دفتر بھجوا دینا۔ جس طرح وہ غصے میں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آدمیوں نے وہاں کوئی خاص زیادتی کی ہے اور ان حالات میں ہم لاؤڈلائفر سے کوئی نیا جھگڑا مول نہیں لینا چاہتے....." وائٹ ٹائیگر نے اچھل کر کرسی سے اترتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ ہمارے جو آدمی لالچ لے کر وہاں پہنچے تھے تو انہوں نے آخری کال میں یہی بتایا تھا کہ ڈاکٹر رچرڈ اور پاکیشیانی ایجنٹ والی لالچ وہاں کھاڑی میں موجود ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ وہاں گئے ضرور ہیں....." جاگڑ نے کہا۔

"اب میری سے بات ہوگی تب ہی اصل صورتحال سامنے آئے گی....." وائٹ ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو غوطہ خوری کا لباس پہننے اور پشت پر ایک بڑا سا واٹر پروف تھیلہ باندھے لالچ کے آخری حصے میں عرثے پر بیٹھا ہوا تھا۔  
 حمیرہ وگاس جو ریڈ واٹر کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ تیزی سے قریب آتا جا رہا تھا۔  
 میری لالچ ڈرائیو کر رہی تھی لیکن اس کی نظریں عرثے پر بیٹھے ہوئے بلیک زیرو پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں اس لئے خاموش تھے کہ میری نے بلیک زیرو کو بتا دیا تھا کہ چونکہ وہ لوگ ان کی لالچ کو باقاعدہ چیک کر رہے ہیں اس لئے ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت بھی وہاں کیج ہو سکتی ہے اور ظاہر ہے اگر انہیں ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو پھر وہ میزائل کے ذریعے لالچ اڑانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔  
 بلیک زیرو پہلے لالچ کے نچلے حصے میں موجود تھا لیکن پھر میری نے اسے عرثے پر یہ کہہ کر بلالیا کہ اب لالچ چونکہ ہیڈ کوارٹر کے قریب پہنچ گئی ہے اس لئے اب وہ مسکین پر لالچ کو نہیں دیکھ سکتے۔ میری نے لالچ کی

ہے یا نہیں کا، رہنے والا ہے۔ غوطہ خوری کا لباس اتار کر اس نے اسے اکٹھا کر کے ایک طرف ایک کونے میں ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں رکھ دیا اور پھر تھیلہ اُھول کر اس نے اس میں سے اسلحہ نکال کر جیوں میں بھرنا شروع کر دیا۔ اس کے تھیلے میں ویسے تو کافی سارا اسلحہ بھرا ہوا تھا لیکن ظاہر ہے اب یہ سارا اسلحہ تو وہ اپنی جیوں میں بھر کر ساتھ تو لے لے جاسکتا تھا۔ اس لئے اس نے مشین پستل، اس کا میگزین چند چھوٹے لیکن انتہائی طاقتور بم اور ایسی ہی دوسری چیزیں جو اس کی جیوں میں آسکتی تھیں بھر لی تھیں اور باقی اسلحہ تھیلے میں ہی رہنے دیا اور تھیلے کو بند کر کے اس نے اسے بھی غوطہ خوری کے لباس کے ساتھ بڑے سے پتھر کی اوٹ میں رکھ کر وہ غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ جویرے پر موجود تھا۔ عمارتیں یہاں سے کافی فاصلے پر تھیں۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

"ہاٹ۔ رک جاؤ۔" اچانک ایک طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو جھٹک کر رک گیا۔

"کون ہو تم اور ادھر سے کہاں سے آرہے ہو؟" وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرا نام مائیکل ہے اور میں....." بلیک زیرو نے بڑے مطمئن لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"واپس مزدور اور پہلے چیکنگ پوائنٹ پر جاؤ اور وہاں سے چیکنگ سکر حاصل کرو۔ ہری اپ....." اس آواز نے اس کی بات کاٹتے ہوئے

رفتار آہستہ کر دی تھی اور وہ اسے ایک مخصوص گھاٹ کی طرف لے جا رہی تھی پھر اچانک اس نے مخصوص انداز میں سربراہتہ پتھر کی بلیک زیرو کو اشارہ کیا تو بلیک زیرو تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور پانی کی تہہ میں اترتا چلا گیا۔ اس نے میری کو کہہ دیا تھا کہ وہ وائٹ ٹائیگر سے بات کر کے واپس اپنے جزیرے پر چلی جائے لیکن میری نے کہا تھا کہ وہ اس وقت تک وہیں رہے گی جب تک بلیک زیرو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وہ بلیک زیرو کی امداد بھی کر سکے البتہ بلیک زیرو نے میری سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں چند ایسی مزید معلومات حاصل کر لی تھیں جن کی مدد سے اس نے ایک خاص منصوبہ تیار کر لیا تھا۔ پانی کے اندر تیرتے ہوئے وہ جزیرے کی سائیڈ سے ہوتا ہوا اس کی عقبی طرف پہنچ گیا اور پھر ایک کٹی پھٹی جگہ پر وہ پانی سے باہر نکلا اور ایک چھوٹے سے غار میں داخل ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہ وہاں بیٹھا رہا تاکہ اگر کسی نے اسے چیک کیا ہو تو اس کا رد عمل سامنے آجائے۔ لیکن جب کچھ دیر گزر گئی اور کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تو بلیک زیرو نے پہلے وہ تھیلہ اتار کر ایک طرف رکھا اور پھر غوطہ خوری کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ غوطہ خوری کے لباس کے نیچے اس نے نیلے رنگ کا وہ مخصوص لباس پہن رکھا تھا جو یہاں جزیرے پر رہنے والے پہننتے تھے۔ یہ لباس اس نے اس خصوصی لانچ پر آنے والے دو آدمیوں میں سے ایک کے جسم سے اتار لیا تھا۔ اس طرح دور سے اسے پہچانا نہ جاسکتا تھا کہ وہ انجینی

”تم ہوش میں ہو۔ کیسے ہوش میں آئے ہو“..... اس نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بھٹلے یہ بتاؤ کہ یہ لڑکی کون ہے اور اس کی یہ حالت کیوں ہے“..... بلیک زیرو نے اسے ملنے کے لئے کہا۔

”یہ میری ہے۔ لاؤڈ لافٹر کے ایک پوائنٹ کی انچارج اور تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔“ تمہیں دور بین کی مدد سے لانچ میں سوار کر کے یہاں لے آئی ہے۔ تمہیں دور بین کی مدد سے لانچ میں سے سمندر میں کودتے ہوئے جیک کر لیا گیا تھا۔ اس لئے یہاں حفاظتی انتظامات سخت کر دیئے گئے تھے اور پھر اس میری کو بھی بے ہوش کر کے یہاں پہنچا دیا گیا تھا اور جہاری تلاش جاری رکھی گئی۔ پھر تم جہرے کے عقبی حصے میں جیک کر لئے گئے اور تمہیں بے ہوش کر کے یہاں باندھ دیا گیا۔ اس کے بعد اس غار کو جیک کیا گیا جہاں تم نے اسلحہ کا تھملا اور غوطہ خوری کا لباس چھپایا تھا۔ تمہاری جیبوں سے بھی تمام اسلحہ نکال لیا گیا ہے اور میں یہاں تمہیں ہوش میں لانے کے لئے آیا تھا کیونکہ چیف وائٹ ٹائیگر تم سے پوچھ گچھ کرنے آ رہا ہے“..... اس نوجوان نے کہا اور پھر اس نے تھک کر فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی میری کے بازو میں انجکشن لگایا اور اس کے بعد اس نے اسے اٹھا کر ایک طرف دیوار کے ساتھ موجود لوہے کی کرسی پر ڈال دیا۔ بعد ازاں بعد جب میری کو ہوش آنے لگا تو اس نوجوان نے کرسی کے عقب کی طرف جا کر اس کے پائے میں لگا ہوا بن پریس کیا تو راڈز نمودار ہوئے

کہا اور بلیک زیرو واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک جھٹک کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو کی ناک سے جیسے کوئی غبارہ سا نلکر اکر پھٹ گیا اور بلیک زیرو کا ذہن ایک لمحے کے ہزاروں حصے میں تاریکی میں ڈوب گیا۔ بالکل اس طرح جیسے کیرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔ پھر اس کے ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلی چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد جب اس کی آنکھیں کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بڑے سے تہہ خانے نما کمرے میں دیوار کے ساتھ کنڈوں میں جکڑا ہوا کھڑا ہے۔ اس نے گردن ادھر ادھر گھمائی اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بری طرح اچھل پڑا کہ اس کے قریب ہی فرش پر میری بھی لیڈھے میڈھے انداز میں پڑی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ اس لئے بلیک زیرو اس کا چہرہ نہ دیکھ سکتا تھا اور جس حالت میں وہ پڑی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یا تو وہ گہری بے ہوشی کا شکار ہے یا پھر ہلاک ہو چکی ہے۔ بلیک زیرو کے ہونٹ بھجھ گئے۔ اس نے جلدی سے اپنے ہاتھوں میں موجود کڑوں کو دیکھا لیکن کڑے اس کے سر کے اوپر دیوار میں نصب تھے اور اس کے ہاتھ ان کڑوں میں اس انداز میں جکڑے ہوئے تھے کہ اپنے آپ کو چڑانا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔ اسی طرح اس کے دونوں پیر بھی بندھے ہوئے تھے۔ ابھی بلیک زیرو ان کڑوں کی ساخت اور ان سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ بلیک زیرو کو ہوش میں دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

میں ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا۔۔۔۔۔ وائٹ ٹائیگر نے میری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ تم نے مجھے کیوں جکڑا ہوا ہے اور یہ آدمی کون ہے اور یہ تم مجھے دھمکیاں کس بات کی دے رہے ہو۔ میں تمہاری ماتحت تو نہیں ہوں اور سنو۔ اگر تم نے مجھے انگلی بھی لگائی تو پھر نہ تم باقی رہو گے اور نہ تمہارا یہ ہیڈ کوارٹر۔۔۔۔۔ میری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم سے بات بعد میں ہوگی۔ تم بتاؤ پاکیشیائی ایجنٹ۔ تم نے کس طرح ڈاکٹر رچرڈ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔“ وائٹ ٹائیگر نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ڈاکٹر رچرڈ۔ کون ڈاکٹر رچرڈ۔ کس ڈاکٹر رچرڈ کی بات کر رہے ہو۔ وہی جس نے میرا علاج کیا تھا۔ اس نے مجھے انجینشن لگایا اور پھر مجھے ہوش نہیں رہا اور اب ہوش آیا ہے تو میں یہاں اس حالت میں موجود ہوں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہو نہہ۔ تم واقعی انتہائی تربیت یافتہ آدمی ہو۔ اوکے۔ یہ کوڑا دیکھ رہے ہو۔ ابھی چند لمحوں بعد تمہاری روح بھی سچ اگل دے گی۔۔۔۔۔ وائٹ ٹائیگر نے انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

”تم کو نسا سچ اگوانا چاہتے ہو وائٹ ٹائیگر۔ سچ تو وہی ہے جو میں بتا رہا ہوں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جونہی۔۔۔۔۔ وائٹ ٹائیگر نے اس کوڑا بردار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور میری کا جسم ان راز میں جکڑا گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ نوجوان مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ اس کے عقب میں بند ہو گیا۔ میری کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے راز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکی تھی اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا اور پھر اس کی نظریں بلیک زیرو پر جم گئیں

”تم۔ تم جکڑے گئے۔ اودہ۔ وری بیڈ۔۔۔۔۔ میری کے منہ سے نکلا۔

”انہوں نے مجھے سمندر میں غوطہ لگاتے ہوئے چیک کر لیا تھا۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ میری کچھ کہتی، اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک کرسی اٹھائی ہوئی تھی جس کی ٹانگیں عام کرسیوں سے زیادہ لمبی تھیں۔ اس نے یہ کرسی ایک طرف رکھی اور پھر پیچھے مڑ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بوٹا وائٹ ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک پہلوان نما آدمی تھا جس کے ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا پکڑا ہوا تھا۔ اس پہلوان نما آدمی کے پیچھے ایک اور نوجوان تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ وائٹ ٹائیگر بلیک زیرو اور میری کی طرف دیکھ کر انتہائی طنزیہ انداز میں مسکرا دیا اور پھر اچھل کر اس اونچی کرسی پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

”تو تم دونوں نے ریڈ وائر کے خلاف سازش کی۔ میری تمہاری تو



"ییس چیف"..... اس کو ڈا برادر نے آگے بڑھ کر مؤذبانہ لہجے میں کہا۔

"اس وقت تک اس پر کوڑے برساؤ۔ جب تک اس کی روح بچ نہ اگنا شروع کر دے"..... وائٹ ٹائیگر نے اسی طرح ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"ییس چیف۔ اس پہلوان مٹا کو ڈا برادر نے کہا اور پھر وہ کوڑے کو ہوا میں پھٹاتا ہوا بلیک زیرو کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ ایک منٹ۔ رک جاؤ"..... اچانک کرسی پر بیٹھی ہوئی میری نے جیتھے ہوئے کہا تو وائٹ ٹائیگر نے ہاتھ اٹھا کر کو ڈا برادر کو روک دیا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں جیج نہی ہو"..... وائٹ ٹائیگر نے برا سامت بناتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ مجھے بتاؤ۔ میں پوچھ دیتی ہوں۔ اسے کوڑے مت مارو۔ یہ شدید زخمی ہے"..... میری نے کہا تو وائٹ ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہو۔ بڑی ہمدردی ہو گئی ہے تمہیں اس پاکیشیائی ایجنٹ سے۔ بہر حال میں نے اس سے یہ بات پوچھنی ہے کہ اسے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اطلاعات کس نے دی ہیں۔ اس کا تعلق پاکیشیائی کس تنظیم سے ہے اور یہاں اس کے کون کون سے ساتھی ہیں"..... وائٹ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم سب باہر جاؤ اور ہمیں آدھے گھنٹے کے لئے اکیلا چھوڑ دو۔ ہم دونوں ٹکڑے ہوئے ہیں اس لئے ظاہر ہے ہم یہاں سے فرار نہیں ہو سکتے۔ نیچے بیتین ہے کہ آدھے گھنٹے بعد جب تم واپس آؤ گے تو میں تمہارے سوالات کے جواب حاصل کر چکی ہوں گی"..... میری نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں خود نہیں چاہتا کہ کسی زخمی پر کوڑے برساؤں۔ لیکن یہ سن لو۔ آدھے گھنٹے بعد اگر میرے سوالوں کے درست جواب نہ ملے تو پھر تم دونوں کے پاس کوئی مہلت نہ ہو گی"..... وائٹ ٹائیگر نے اچھل کر کرسی سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے سارے ساتھی چلے گئے اور دروازہ عقب میں بند ہو گیا۔

"دیکھو منصور۔ بجائے اس کے کہ تم خواہ مخواہ کوڑے کھاؤ۔ جو کچھ یہ بو نا پوچھ رہا ہے وہ سچ سچ بتا دو۔ مجھے جیسے ہی موقع ملا۔ میں لاؤڈ لائفر کے چیف کو کال کر دوں گی اور اس کے بعد یہ ہمیں انگلی تک نہ لگا سکیں گے"..... وائٹ ٹائیگر کے جانے کے بعد میری نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو جہارا خیال ہے کہ میں یہاں اس بونے کے سوالات کے جواب دینے آیا ہوں"..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کمال اور عزو انے آئے ہو۔ تم ان لوگوں کو نہیں جانتے۔ یہ

انتہائی بے رحم اور سفاک فطرت لوگ ہوتے ہیں..... میری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم اپنی ٹانگ موڑو اور اسے کرسی کے دائیں پائے کے عقب میں لے جاؤ۔ شاباش ہمت کرو۔ ابھی سب ٹھیک ہو جائے گا.....“ بلیک زرد نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے ایسے لہجے میں کہا جیسے بڑے کسی بچے کو چکار کر کام لینے کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا کروں.....“ میری نے حیران ہو کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اپنے جسم کو بائیں طرف دباؤ اور اپنی ٹانگ کو موڑ کر کرسی کے دائیں پائے کے عقب میں لے جاؤ۔ تمہارے جسم میں کافی ٹپک ہے۔ اس لئے تم یہ کام آسانی سے کر لو گے۔ جلدی کرو.....“ بلیک زرد نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔“ اچھا۔ واقعی.....“ میری نے ٹپکتے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اسے اب بلیک زرد کی ہدایات کی پوری طرح سمجھ آئی تھی اور پھر واقعی اس نے کوشش شروع کر دی۔ پہلے پہل تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکی لیکن بلیک زرد اس کی ہمت مسلسل بڑھاتا رہا اور پھر چند لمحوں بعد ٹپکتے کھٹاک کی آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی میری کے جسم کے گرد موجود راڈز کرسی کے بازوؤں میں غائب ہو گئے اور میری بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے دھک اٹھا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم نے تو کمال کر دیا۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتی تھی.....“ میری نے اس طرح اپنے آپ کو دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی اس انداز میں اپنے آپ کو راڈز سے رہا کر سکتی ہے۔

”میرے ہاتھوں کے کڑوں پر بدن اندرونی سائے پڑ گئے ہوئے ہیں۔ انہیں دباؤ۔ جلدی کرو.....“ بلیک زرد نے کہا تو میری سر ہلاتی ہوئی تیزی سے اس کی طرف بڑھی لیکن اس کے ہاتھ بلیک زرد کے سر کے اوپر بندھے ہوئے ہاتھوں تک نہ پہنچ رہے تھے۔ وہ تیزی سے مڑی اور اس نے دائیں ٹانگیں والی کرسی اٹھا کر بلیک زرد کے سامنے رکھی اور پھر اچھل کر اس پر چڑھ گئی۔ اب اس کے ہاتھ آسانی سے بلیک زرد کے ہاتھوں تک پہنچ رہے تھے۔ اس نے چند لمحوں میں اس کے دونوں ہاتھ کڑوں سے آزاد کر دیئے۔ پھر وہ کرسی سے نیچے اتری اور اس نے کرسی اٹھا کر اسے واپس ایک طرف رکھا تو بلیک زرد اپنے پیروں پر جھک گیا اور چند لمحوں بعد وہ کڑوں کی گرفت سے مکمل طور پر آزاد ہو چکا تھا۔

”تم تو واقعی بے حد ہوشیار آدمی ہو.....“ میری نے اس انداز میں بلیک زرد کی تعریف کی کہ بلیک زرد نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر بے اختیار مسکرایا۔

”سنو۔ ہم نے اس ہڈی کو اور ٹر کو تباہ کرنا ہے۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ ہم اس وقت کہاں ہیں.....“ بلیک زرد نے کہا۔

نکل سکی تھی۔ اس کے پیچھے وہ کوڑا بردار پہلوان مٹا آدمی اور اس کے پیچھے مشین گن بردار تیزی سے اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ بلیک زیرو نے وائٹ ٹائیگر کو ان پر اچھال دیا۔ وائٹ ٹائیگر کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا پہلوان مٹا آدمی سے ٹکرایا اور پھر وہ پہلوان مٹا آدمی اور وائٹ ٹائیگر دونوں ہی اس مسلح آدمی سے ٹکرائے اور ان تینوں کے حلق سے بیک وقت چمچیں نکلی ہی تھیں کہ بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے اس مسلح آدمی کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن جھپٹی اور دوسرے لمحے کمرہ ریسٹ ریسٹ کی آوازوں اور فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے پہلوان مٹا آدمی اور مسلح آدمی کے حلق سے نکلنے والی کرنک بیچوں سے گونج اٹھا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی اور پلک جھپکنے میں ہوا کہ میری اور فرش پر پڑا وائٹ ٹائیگر آنکھیں پھاڑے دیکھتے ہی رنگے۔

”اب تم اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ“..... بلیک زیرو نے مشین گن کی نال وائٹ ٹائیگر کی گردن سے لگاتے ہوئے خرا کر کہا۔

”مم۔ مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو“..... وائٹ ٹائیگر نے بری طرح گھگھکیاتے ہوئے کہا۔ اس کے جہرے کارنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

”کھڑے ہو جاؤ“..... بلیک زیرو کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا تو وائٹ ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اس کی چھوٹی چھوٹی ٹانگیں خوف کی شدت سے کانپ رہی تھیں۔

”اس کرسی پر بیٹھو جس کرسی پر میری بیٹھی تھی۔ جلدی

”میرا خیال ہے کہ یہ تہہ خانہ اس عمارت میں ہے جہاں اوپر وائٹ ٹائیگر آفس ہے۔ کیونکہ مجھے وہیں آفس میں ہی بے ہوش کیا گیا تھا لیکن ہمارے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے اور بغیر اسلحے کے ہم کیا کر سکتے ہیں سہاں باہر تو ہر طرف ان کے مسلح آدمی پھیلے ہوئے ہوں گے..... میری نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”اسلحہ بھی ان لوگوں سے ہی لینا پڑے گا۔ آؤ میرے ساتھ“..... بلیک زیرو نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔

”وائٹ ٹائیگر نے ہمیں آنا ہے۔ اس لئے پہلے ہم اسے قابو کریں گے۔ اس طرح کافی حد تک معاملات ہمارے حق میں ہو جائیں گے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن اس کے ساتھ تو وہ کوڑا بردار اور مسلح افراد بھی ہوں گے اور تم تو زخمی ہو“..... میری نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہمیں اب ان کی واپسی کا انتظار کرنا ہے“..... بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد باہر سے قدموں کی آوازیں آتی سنائی دیں تو بلیک زیرو کے اعصاب تن سے گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور وائٹ ٹائیگر اندر داخل ہوا لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر بلیک زیرو کی طرف آیا۔ بلیک زیرو نے اسے اس طرح چھاپ لیا تھا کہ اس کے منہ سے آواز نکلا۔

وائٹ ٹائیگر موجود تھے۔

"یہ کہتا ہے کہ اگر اسے کچھ نہ کہا جائے تو یہ ہم دونوں کو خاموشی سے جبرے سے باہر نکال دے گا۔" بلیک زیرو کے اندر داخل ہوتے ہی میری نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔  
"اچھا۔ وہ کس طرح؟" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا تو وائٹ ٹائیگر کا سا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"یہاں میرے حکم کی کوئی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ میں جہیں ساتھ لے کر آؤں جاؤں گا اور سب کو کہوں گا کہ جیف باس سے بات ہو گئی ہے۔ ہمارا اور جہارا معاہدہ ہو گیا ہے۔ اس لئے میں تم دونوں کو لانچ پر بٹھا کر واپس بھیجنے کا پابند ہوں اور کوئی بھی راہ میں رکاوٹ نہیں ڈالے گا۔" وائٹ ٹائیگر نے جلدی بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر تم باہر جا کر اپنی بات سے مکر گئے تب؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ میں حلف دیتا ہوں کہ میں ویسے ہی کروں گا جیسا میں کہہ رہا ہوں۔" وائٹ ٹائیگر نے جلدی سے کہا۔

"اوکے۔ حلف اٹھاؤ۔" بلیک زیرو نے کہا تو وائٹ ٹائیگر نے جلدی سے حلف اٹھا لیا۔

"میری۔ اسے آزاد کر دو۔ اگر اس نے حلف کی خلاف ورزی کی تو پھر یہ بھی زندہ نہ رہے گا۔ ویسے میں نے بھی محسوس کر لیا ہے کہ میں

کر دو۔" بلیک زیرو نے کہا تو وائٹ ٹائیگر تیزی سے مڑا اور جا کر اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میری۔ تم کرسی کے عقب میں جا کر بیٹن آن کر دو۔" بلیک زیرو نے کہا تو میری تیزی سے کرسی کے عقب میں گئی اور دوسرے لمبے کھناک کی آواز کے ساتھ ہی وائٹ ٹائیگر کا جسم راڈز میں جکڑا جا چکا تھا۔

"یہ کوڑا اٹھا لو اور اس بونے کا خیال رکھنا۔ اگر یہ غلط حرکت کرے تو اس کی کھال اتار دینا۔ میں آرہا ہوں۔" بلیک زیرو نے میری سے کہا اور تیزی سے اچھل کر دروازے سے باہر آیا۔ یہ ایک راہداری تھی جو اوپر کو اٹھتی جا رہی تھی۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ بلیک زیرو اس دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا اور اس نے باہر کان لگا دیئے لیکن باہر کسی قسم کی کوئی آواز نہ تھی۔ بلیک زیرو آگے بڑھا اور اندر سے دوسری طرف ایک کمرے میں پہنچ گیا لیکن یہ کمرہ خالی تھا۔ پھر اس نے پوری عمارت کا راؤنڈ لگایا لیکن پوری عمارت میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ یہ عمارت چھوٹی سی تھی اور وہ عمارت نہ تھی جس میں وائٹ ٹائیگر کا آفس تھا۔ بیرونی دروازہ کھول کر بلیک زیرو نے باہر دیکھا تو اس نے دور وہ عمارتیں دیکھیں جو آفس کی عمارت کے ساتھ ساتھ اسلحہ کے سنور تھے۔ وہاں کئی مسافر افراد پہرے پر موجود تھے۔ بلیک زیرو واپس مڑا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے واپس اسی تہ خانہ نما کمرے میں آ گیا جہاں میری او

اکھلا اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے اب اسی میں عافیت ہے کہ ہم زندہ واپس یہاں سے چلے جائیں۔..... بلیک زیرو نے کہا۔  
 "تم واقعی عقلمند آدمی ہو اور درست فیصلے کرتے ہو۔..... میری نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے کرسی کے عقب میں جا کر بین پریس کر دیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ راڈز غائب ہو گئے اور وائٹ ٹائیگر جلدی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ یقینی موت کے منہ سے اتفاقاً بچ نکلا ہو۔

"آؤ میرے ساتھ اور بے فکر ہو جاؤ۔ اب تمہیں یہاں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔..... وائٹ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ بلیک زیرو اور میری دونوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس عمارت سے باہر آ گئے۔ اب ان کا رخ اس عمارت کی طرف تھا جس میں وائٹ ٹائیگر کا آفس تھا۔ مسلح افراد نے جب انہیں دور سے آتے دیکھا تو انہوں نے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنیں اتار کر ہاتھوں میں پکڑ کر سیدھی کر لیں لیکن وائٹ ٹائیگر نے ہاتھ اوپر اٹھا کر ہرایا تو ان سب نے مشین گنیں نیچے کر لیں اور میری نے اس طرح خوش ہو کر بلیک زیرو کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ دیکھا وائٹ ٹائیگر نے جو کہا تھا وہ درست تھا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

جاگر آپریشن روم میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جاگر نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔

"یس۔ جاگر بول رہا ہوں۔..... جاگر نے کہا۔

"وائٹ ٹائیگر بول رہا ہوں جاگر۔ پاکیشیائی ایجنٹ اور میری کے بارے میں میری چیف باس سے تفصیلی بات ہو چکی ہے اور اس بات چیت کے نتیجے میں اب پاکیشیائی ایجنٹ اور میری دونوں ہمارے مہمان ہیں اور ہم انہیں لاؤڈ لافٹر کے پوائنٹ تک زندہ سلامت پہنچانے کے ذمہ دار ہیں۔ اس لئے تم ایک خصوصی لالچ تیار کرو اور تمام حفاظتی انتظامات ختم کر دو تاکہ ان دونوں کی واپسی ہو سکے۔" دوسری طرف سے وائٹ ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو جاگر کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"میری کی حد تک تو ٹھیک ہے باس۔ لیکن پاکیشیائی ایجنٹ تو

دشمن ایجنٹ ہے۔ پھر اس کی واپسی..... جاگر سے نہ رہا گیا تو وہ آخر کار بول ہی پڑا۔

”کیا تمہیں میرے اور چیف باس کے فیصلوں سے اختلاف ہے۔“  
وائٹ ٹائیگر کی غزاقی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوہ نہیں باس۔ میرا یہ مطلب نہ تھا مگر..... جاگر نے کہا۔

”جو کچھ میں نے کہا ہے ویسے کرو۔ تجھے۔ ورنہ تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔“ وائٹ ٹائیگر نے انتہائی غصیلے لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”ییس باس..... جاگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جاگر نے رسیور رکھا اور پھر وہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے ہک سے لٹکا ہوا مائیک اتارا اور اس کی سائیل پر موجود بٹن پر پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ جاگر کانٹک فرام ریڈ واٹر ہیڈ کو ارٹھر۔ اور..... اس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”سپر ہیڈ کو ارٹھر۔ اور.....“ چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

”چیف باس سے بات کرائیں۔ میں ہیڈ کو ارٹھر کے آپریشن سیکشن کا چیف جاگر ہوں اور چیف باس سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ اور..... جاگر نے کہا۔

”ویٹ فار چیف باس۔ اور.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”ہیلو چیف باس انٹرننگ یو۔ اور.....“ چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

”چیف باس۔ میں جاگر بول رہا ہوں۔ میں یہاں ریڈ واٹر کے ہیڈ کو ارٹھر میں آپریشن سیکشن کا انچارج ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ کو بے ہوشی کے عالم میں ڈاکٹر بریڈ کے ہمراہ باس وائٹ ٹائیگر نے ایک لانچ پر ولاسٹر بھجوا یا تھا لیکن پھر وہ لانچ رستے میں ہی غائب ہو گئی۔ اس کے بعد وائٹ ٹائیگر کے حکم پر ایک خصوصی لانچ ان کی تلاش کے لئے بھجوائی گئی تو اس لانچ کے انچارج کی آخری کال جو وصول ہوئی اس کے مطابق وہ لاؤڈ لاٹر کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچ چکے تھے اور جہاں ہماری پہلے والی لانچ ایک کھازی میں موجود ہے۔ اس کے بعد ان کی طرف سے کوئی کال نہ آئی اور نہ ہی انہیں نے ہماری کوئی کال انٹز کی۔ ہم نے لاؤڈ لاٹر کے اس پوائنٹ کی انچارج میری کو بھی کال کیا لیکن کال انٹز نہ کی گئی۔ ہم بے حد پریشان تھے کہ میں نے سکرین پر خصوصی لانچ کو ہیڈ کو ارٹھر کی طرف آتے مارک کر دیا۔ چیکنگ پر معلوم ہوا کہ لانچ مس میری چلا رہی ہے۔ میں نے ٹرانسمیٹر پر مس میری سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ ہمارے آدمیوں نے وہاں جا کر بد قسمتی کی جس پر انہیں ہلاک کر دیا گیا اور اب میری وائٹ ٹائیگر سے بات کرنے آ رہی ہے لیکن مجھے شک تھا کہ یہ بات تو وہ ٹرانسمیٹر پر بھی کر سکتی تھی چنانچہ میں ہوشیار رہا اور پھر جب لانچ ہیڈ کو ارٹھر کے قریب پہنچی تو میری

باس نے چیختے ہوئے کہا۔

”لیکن وائٹ ٹائیگر باس کا کیا ہو گا چیف۔ وہ تو مجھے گولی سے مار دیں گے۔ اور..... جاگرنے سے پہلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس سے کہو کہ تم نے یہ سب کچھ میرے حکم پر کیا ہے۔ میں بعد میں سب ٹھیک کر لوں گا اور تمہیں اس کا بڑا انعام ملے گا۔ اور..... چیف باس نے چیختے ہوئے کہا۔

”یہ چیف۔ اور..... جاگرنے کہا۔

”مجھے فوراً رپورٹ کرنا۔ اور اینڈ آف..... دوسری طرف سے کہا گیا اور جاگرنے ٹائیگر کا بن آف کیا اور پھر اسے ہک سے لٹکا کر اس نے مشین کے بن آف کرنے شروع کر دیے۔ پھر وہ مڑا اور ایک طرف پڑی ہوئی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک مشین پسٹل نکال کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر دراز بند کر کے اس نے اپنے اسسٹنٹ کو خیال رکھنے کا کہا اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے نکلا اور مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا وہ عمارت سے باہر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وائٹ ٹائیگر کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چیف باس نے اس نے بات ہی اس لئے کی تھی کہ وہ طویل عرصے سے وائٹ ٹائیگر کے خلاف کسی موقع کے انتظار میں تھا اور اسے وائٹ ٹائیگر کی بات سے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ وائٹ ٹائیگر جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ ٹرانسمیٹر کال آکر کی جاتی تو لامحالہ آپریشن روم میں اس کا کاشن ملتا اور چونکہ وہ مسلسل مشین کے پاس

ہدایت پر لاٹچ نہیں سے ایک غوطہ خور کو سمندر میں اترتے مارک کر لیا گیا جس پر میں نے ہیڈ کو آرڈر پر ریڈ الرٹ کر دیا اور میری کو بھی ہم نے بے ہوش کر کے علیحدہ عمارت جسے ہم چینیٹنگ سنٹر کہتے ہیں میں پہنچا دیا پھر وہ غوطہ خور بھی جہیزے کے عقبی طرف سے نمودار ہوا۔ یہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ تھا۔ اسے بھی بے ہوش کر کے چینیٹنگ سنٹر پہنچا دیا گیا۔ ان دونوں کو وہاں جکڑ دیا گیا۔ اس کے بعد وائٹ ٹائیگر ان سے پوچھ گچھ کرنے وہاں گئے لیکن ابھی چند لمحے پہلے باس وائٹ ٹائیگر نے مجھے اپنے آفس سے فون کر کے کہا ہے کہ ان کی آپ سے تفصیلی بات ہو چکی ہے اور اب اس پاکیشیائی ایجنٹ اور میری دونوں کو واپس لاؤڈ لافٹر کے پوائنٹ پر بھجوانا ہے اور میں تمام حفاظتی انتظامات ختم کر دوں اور خصوصی لاٹچ تیار کراؤں۔ ان کی یہ بات میرے حلق سے نہیں اتری کیونکہ میری کی حد تک تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن اس پاکیشیائی ایجنٹ کو اس طرح دوستانہ انداز میں واپس بھیجنے کی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ اس لئے میں نے جرات کر کے آپ کو براہ راست کال کیا ہے تاکہ آپ سے بات کنفرم کر سکوں۔ اور..... جاگرنے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ مجھ سے تو وائٹ ٹائیگر کی بات ہی نہیں ہوئی اور اس پاکیشیائی ایجنٹ کو تو واپس بھیجنے کی کوئی تک ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے یہ سب کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ سنو۔ میرا یہ حکم ہے کہ اس پاکیشیائی ایجنٹ کو فوراً ہلاک کر دو۔ اور..... چیف

رہا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ کوئی ٹرانسمیٹر کال جبریے سے نہیں کی گئی۔ جہاں تک فون کال کا تعلق تھا تو ٹرانسمیشن ٹاور ابھی درست نہ ہوا تھا۔ اس لئے جبریے سے باہر کوئی کال ہی نہ کی جاسکتی تھی اور اب یہ موقع اسے مل گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وائٹ ٹائیگر بنیادی طور پر اچھائی بزدل آدمی ہے۔ وہ صرف ذہن کا استعمال جانتا ہے اور وہ بھی اس وقت جب وہ ہر لحاظ سے پرسکون ہو۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس تیز طرار پاکیشیائی لمبجٹ نے کسی طرح اسے ڈرا دھکا دیا ہو اور اب وائٹ ٹائیگر خوف کے مارے اسے واپس بھجوا رہا ہو۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ آفس میں داخل ہوتے ہی اس پاکیشیائی لمبجٹ پر فائر کھول دے گا اور اسے ایک لمحے کی مہلت دینے بغیر ہلاک کر دے گا۔ چنانچہ اس نے جیب میں موجود مشین پشیل کے دستے کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا اور وہ تیز قدم اٹھاتا وائٹ ٹائیگر کے آفس کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ آفس کے برآمدے میں داخل ہوتے ہی وہ جیسے ہی وائٹ ٹائیگر کے آفس کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر اچانک قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن دوسری ضرب پہلے سے بھی زیادہ خوفناک ثابت ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

بلیک زیرو میری کے ساتھ وائٹ ٹائیگر کے آفس میں موجود تھا۔ آفس میں پہنچتے ہی وائٹ ٹائیگر نے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور پھر دوسری طرف سے بولنے والے کسی جاگر کو حفاظتی انتظامات ختم کرنے اور لائیج تیار کرنے کا حکم دیا تاکہ بلیک زیرو اور میری کو واپس بھجوا جاسکے۔

”میں واپس جانے سے پہلے تمہارے اس ہیڈ کوارٹر کی سیر کرنا چاہتا ہوں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ تم جس قدر جلد ممکن ہو سکتے یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ اگر چیف باس تک اطلاع پہنچ گئی تو پھر میں بھی تمہارے ساتھ ہی مارا جاؤں گا“..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں منصور۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ اس میں ہمارا فائدہ ہے“..... میری نے بھی بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔



اور۔ یہاں کے باس تم ہو اور میں نے دیکھ لیا ہے کہ تمہارا حکم یہاں دیوتاؤں کی طرح مانا جاتا ہے۔ میں دراصل یہاں کا جائزہ اس لئے تفصیل سے لینا چاہتا ہوں کہ میں جا کر اپنے باس کو ساری تفصیل بتا سکوں اور اس پر ثابت کر سکوں کہ یہ ہیڈ کوارٹر ناقابلِ تسخیر ہے۔“

بلیک زیرو نے کہا۔

”تم لوگ کیوں ریڈ واٹر کے خلاف حرکت میں آئے ہو۔“ واٹسٹ ناٹیکر نے کہا۔

”ریڈ واٹر نے اسلامی ملکوں کی کانفرنس کے خلاف دہشت گردی اور تخریب کاری کی دھمکیاں دیں۔ اس طرح یہ کانفرنس ملتوی ہو گئی اور اس سے پاکیشیا کو نقصان پہنچا ہے۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور واٹسٹ ناٹیکر نے رسیور اٹھایا۔

”ہیس۔“ واٹسٹ ناٹیکر نے کہا۔

”آپریشن روم سے مارٹن بول رہا ہوں باس۔“ دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”تم۔ کیا مطلب۔ وہ جا کر کہاں ہے۔ اس نے بات کیوں نہیں کی۔“ واٹسٹ ناٹیکر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سائیڈ پر بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر فون میں لگا ہوا لاؤڈر کا بیٹن آن کر دیا۔

”باس۔ آپ کا فون آنے کے بعد جاگرنے ٹرانسمیٹر پر چیف باس

”اب جبکہ واپس کا پروگرام طے ہو گیا ہے تو پھر جلدی کیا ہے۔ چلے جائیں گے۔“ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بتاؤ کہ تم نے آخر کیا سوچ کر اس طرح میرے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے۔ حالانکہ تم مجھے تو بے بس کر چکے تھے اور ہاں تم دونوں کڑوں اور راڈز سے آزاد کیسے ہو گئے۔“ واٹسٹ ناٹیکر نے بات کرتے کرتے ایسے لہجے میں کہا جیسے اچانک اسے اس بات کا خیال آ گیا ہو۔

”یہ کام مس میری نے کیا ہے۔ انہوں نے اپنی ٹانگ موڑ کر کرسی کے عقب میں کی اور کرسی کے پائے کے عقب میں موجود بیٹن کو پریس کر دیا۔ اس طرح راڈز غائب ہو گئے اور مس میری رہا ہو گئی۔ پھر مس میری نے مجھے رہا کر دیا۔ پھر میں نے جب تمہارے آدمیوں کو ہلاک کر کے تمہیں کرسی پر راڈز میں جکڑ دیا تو میں باہر آیا لیکن اس عمارت سے باہر نکل کر جب میں نے حالات دیکھے تو میں نے تمہارے آدمیوں کو مسلح اور انتہائی چوکتا پایا تو میں سمجھ گیا کہ میں زیادہ سے زیادہ تمہیں ہلاک کر دوں گا لیکن میں یہاں اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں نے تمہارے ساتھ معاہدہ کر لیا۔“ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے بہت اچھا کیا۔ ورنہ تم یقیناً ہلاک ہو جاتے۔ لیکن اب تمہیں فوراً یہاں سے جانا ہو گا۔ یہ انتہائی ضروری ہے۔“ واٹسٹ ناٹیکر نے کہا۔

”آخر تمہیں اتنی جلدی کیا ہے یہاں باہر کا تو کوئی آدمی آ نہیں سکتا

سے بات کی اور چیف باس کو بتایا کہ آپ نے اسے یہ حکم دیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ کو واپس بھجوا دیا جائے جبکہ چیف باس نے کہا ہے کہ آپ کی ان سے بات ہی نہیں ہوئی اور چیف باس نے جاگر کو حکم دیا کہ فوراً جا کر اس پاکیشیائی ایجنٹ کو ہلاک کر دیا جائے اور پھر انہیں رپورٹ دی جائے اور آپ کو کہہ دیا جائے کہ ایسا چیف باس کے حکم پر کیا جا رہا ہے اور بعد میں چیف باس آپ سے منٹ لیں گے۔ اس پر جاگر نے میز کی دراز سے مشین پستل نکال کر جیب میں ڈالا اور اب وہ آپ کے آفس کی طرف گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ میں آپ کا وفادار ہوں اس لئے میں آپ کو اطلاع کر دوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم نے اچھا کیا۔ تمہیں اس کا انعام ملے گا....." وائٹ ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک مشین پستل نکال لیا۔

"میں اسے گولی مار دوں گا....." وائٹ ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسے گولی مت مارنا۔ ورنہ تمہارا چیف باس سمجھ جائے گا کہ تم نے اس سے غداری کی ہے۔ میں اسے زندہ پکڑ لوں گا پھر اسے آپریشن روم میں لے جا کر اس سے چیف باس کو زبردستی کال کراؤں گا کہ وہ خود چیف باس کو بتائے کہ اس نے غلط رپورٹ دی ہے۔ اس طرف تم بچ جاؤ گے۔ پھر بعد میں تم اسے بے شک کسی اور غلطی پر مزاد دینا....." بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو....." وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

"تم یہ مشین پستل دراز میں ڈال لو اور خود اٹھ کر دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہو جاؤ۔ جب تمہیں وہ جاگر برآمدے میں آتا دکھائی دے تو تم پیچھے ہٹ جانا اور مجھے اشارہ کر دینا کیونکہ میں اس جاگر کو نہیں پہچانتا....." بلیک زیرو نے کہا تو وائٹ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین پستل واپس دراز میں رکھا اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ بلیک زیرو بھی اٹھ کر دروازے کی دوسری طرف کھڑا ہو گیا۔ وائٹ ٹائیگر دروازے سے باہر کی طرف جھانک رہا تھا۔ پھر وہ اچانک پیچھے ہٹا اور اس نے بلیک زیرو کو اشارہ کیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔ چند لمحوں بعد پردہ ہٹا اور ایک دہلا پتلا اور لمبے قد کا آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا، اسی تھا کہ بلیک زیرو کا ہاتھ گھوما اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر جا گر۔ بلیک زیرو نے اس کی کنکپی پر ضرب لگائی تھی۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ بلیک زیرو کی لات گھومی اور دوسری ضرب کھا کر وہ آدمی ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گر اور ساکت ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پستل اچھل کر ایک طرف جا گر تھا۔ جب وائٹ ٹائیگر نے اٹھایا جبکہ میری اس دور ان اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو آنے والے کی کنکپی پر لات مار کر جیسے ہی گھوما وہ اچانک بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا اور دوسرے لمحے رست رست کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں اس کے جسم سے صرف چند انچوں کے فاصلے سے گزری

”کہاں کا راستہ..... بلیک زیرو نے جھک کر ایک مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔

اس آفس کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ اس میں سے ایک خفیہ راستہ آپریشن سیکشن کے عقبی حصے میں جا دکھتا ہے۔ ایک بار وائٹ ٹائیگر نے مجھے یہ راستہ دکھایا تھا۔ جلدی آؤ۔ ورنہ ابھی یہاں بے شمار مسلح افراد پہنچ جائیں گے اور ہم چوہوں کی طرح مارے جائیں گے۔ میری نے تجھے ہونے کہا تو بلیک زیر و مڑ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے ایک ہاتھ میں مشین پشٹل اور دوسرے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ میری نے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے وہ میز کے پیچھے موجود وائٹ ٹائیگر کی کرسی کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے میز اور کرسی کے درمیان حصے میں ایک جگہ پر زور سے پیر مارا تو سائیڈ کی دیوار درمیان سے پھٹ گئی اور اب دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

”یہ تمہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا .... میری نے کہا۔

”اب کیا کرنا ہے۔ آوازیں تو لانا باہر گئی ہوں گی۔۔۔ میری نے کہا اور اسی لمحے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں۔۔۔ بلک زبرو پہلی کی سی تیزی سے دروازے سے باہر نکلا تو چار مشین گنوں سے مسلح آدمی دوڑتے ہوئے برآمدے میں داخل ہو رہے تھے کہ بلک زبرو نے ٹریگر دبا دیا اور ایک بار پھر سٹ سٹ کی آوازیں آئیں۔“

افراد پاگل کتوں کی طرح ہمارے پیچھے ہوں گے..... میری نے کہا۔  
 "تو کیا ہوا۔ پاگل کتوں سے خوفزدہ ہو کر بھاگا نہیں جاتا بلکہ انہیں ہلاک کیا جاتا ہے....." بلیک زیرو نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد یقیناً وہ سرنگ مناراستہ بند ہو گیا۔ اب ایک بار پھر سیدھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ ایک سائیڈ پراسی طرح ایک ہینڈل دیوار میں موجود تھا۔ میری تیزی سے اس ہینڈل کی طرف بڑھی۔

"ایک منٹ....." بلیک زیرو نے کہا تو میری رک گئی لیکن اس کی نظروں میں سوائیہ نشان موجود تھا۔

"میں اوپر سیدھیوں پر جب پہنچ جاؤں تب دیوار ہٹانا۔ ہو سکتا ہے کہ باہر لوگ موجود ہوں....." بلیک زیرو نے کہا اور تیزی سے سیدھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اس نے مشین گن ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ اس کے اوپر پہنچتے ہی مری نے ہینڈل کھینچ دیا۔ سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے کھلی تو بلیک زیرو تیزی سے سائیڈ میں دھک گیا لیکن جب دوسری طرف سے چند لمحوں تک کسی قسم کا کوئی رد عمل نہ ہوا تو وہ تیزی سے اچھل کر باہر آ گیا۔ یہاں ہر طرف کھلا علاقہ تھا اور عقب میں ایک بڑی بلندگاہ موجود تھی جس کے اوپر باقاعدہ ایک بڑا اثینا نصب تھا۔ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ یہ عمارت آپریشن روم ہے۔ وہ تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود ایک جھاڑی میں

"آؤ جلدی آؤ....." میری نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ سیدھیاں اترتی چلی گئی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پشٹل کا رخ فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش جاگر کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دھٹ دھٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں بے ہوش پڑے ہوئے جاگر کے جسم میں اترتی چلی گئیں اور اس کا جسم چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا اور پھر بلیک زیرو تیزی سے سیدھیاں اترتا چلا گیا۔ میری بڑی بے چینی کے انداز میں آخری سیدھی کے قریب کھڑی تھی۔

"جلدی آؤ۔ جلدی....." میری نے تقریباً چیختے ہوئے کہا اور پھر بلیک زیرو جیسے ہی آخری سیدھی سے سرنگ مناراستہ میں اتر میری نے سائیڈ کی دیوار پر موجود ایک بڑا سائیڈل کھینچا اور دوسرے لمحے سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔

"آؤ....." میری نے آگے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ....." بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے مشین پشٹل کا رخ اس ہینڈل کی طرف کیا اور دوسرے لمحے دھٹ دھٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ ہینڈل ٹکڑوں کی صورت میں اڑ کر فرش پر جا گرا۔  
 "اب آؤ اور سنو۔ اس قدر بے چین ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مشین پشٹل پکڑو....." بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تمہیں نہیں معلوم کہ اس وقت جبرے پر کیا ہو رہا ہے۔ مس

دبک گیا۔ اسی لمحے میری بھی باہر آئی اور اس نے دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔

”ادھر آؤ جلدی۔ چار آدمی آرہے ہیں۔ جلدی کرو“..... بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا تو میری کسی جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتی ہوئی بلیک زیرو کے قریب پہنچ کر چھاڑی کی اوٹ میں دبک گئی۔ اسی لمحے بلڈنگ کی سائیڈ سے چار مسلح افراد نمودار ہوئے پھر وہ جیسے ہی سامنے کے رخ پر آئے۔ بلیک زیرو نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں چیتے ہوئے نیچے گرے اور بری طرح تھپنے لگے۔

”اس آپریشن سیکشن کا دروازہ کس طرف ہے“..... بلیک زیرو نے تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ تو سامنے کی طرف ہے۔ ادھر تو سب لوگ موجود ہوں گے“..... میری نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”آؤ یہاں فائرنگ کی آواز سن کر سب ادھر آئیں گے۔ آؤ اب وہی محفوظ جگہ ہوگی“..... بلیک زیرو نے کہا اور تیزی سے بلڈنگ کی دوسری سائیڈ کی طرف دوڑ پڑا۔ یہ اس سائیڈ کی مخالف سمت تھی جس طرف سے وہ چاروں نمودار ہوئے تھے۔ میری اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی لیکن بلیک زیرو جیسے ہی بلڈنگ کی دوسری سائیڈ پر پہنچا۔ دوسری طرف سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو بلیک زیرو جلدی سے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے میری کو بھی دیوار کے

ساتھ روک لیا۔ اس کا رخ دوسری سائیڈ پر کر کے اسے اشارہ کیا تو میری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ اس نے دوسری طرف سے آنے والوں کو روک کر ناپے اور پھر چند لمحوں بعد اچانک میری نے فائر کھول دیا اور دوسری سائیڈ سے باہر آنے والے دو مسلح آدمی چیتے ہوئے نیچے گرے۔ اسی لمحے بلیک زیرو والی سائیڈ پر دوڑ کر آنے والوں کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے انہوں نے فائرنگ کی آوازیں سن لی ہوں گی۔ بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ سے باہر نکلا اور اس نے پلک جھپکنے میں فائر کھول دیا۔ اس طرف تین آدمی تھے اور وہ تینوں ہی پہلی باز میں گر گئے۔

”آؤ۔ جلدی آؤ“..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس قدر تیزی سے دوڑنے لگا جس قدر اس حالت میں اس کے لئے ممکن ہو سکتا تھا۔ میری بھی اس کے پیچھے بے تحاشا انداز میں دوڑتی ہوئی آرہی تھی۔ بلیک زیرو نے ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اچانک دوسری سائیڈ سے دو مسلح آدمی سامنے آئے اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے ٹھٹھٹ غوطہ لگایا اور وہ اپنے پیچھے آنے والی میری سمیت لڑھکتا ہوا سائیڈ پر گیا اور اس کے ساتھ ہی گولیوں کی تڑواہٹ اور انسانی جیچوں سے فضا گونج اٹھی۔ سامنے آنے والوں کی چلائی ہوئی گولیاں تو بلیک زیرو کے اچانک غوطہ لگانے سے اس کے قریب سے گزرتی چلی گئیں جبکہ بلیک زیرو نے غوطہ لگاتے ہوئے ان پر فائر کھول دیا تھا۔ تھانچہ جب تک اس کا جسم زمین پر گر کر نہ سامنے آنے والے دونوں ہٹ ہو چکے تھے۔ بلیک زیرو

دور سے ان کی طرف آرہی تھی اور پھر اچانک دوڑنے کی آواز رک گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کمرے کے فرش کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھنے لگا اور بلیک زیرو تیزی سے سائیڈ پر ہو کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے ایک آدمی کا سر اس خلا سے بلند ہوا۔ اس نے گردن موڑ کر ادھر ادھر دیکھا لیکن ظاہر ہے وہ عقب میں نہ دیکھ سکتا تھا اور بلیک زیرو اور مری دونوں عقب کی سائیڈوں میں تھے۔ اس آدمی کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ وہ اچھل کر جیسے ہی باہر فرش پر آیا بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی سنبھلتا۔ بلیک زیرو بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا دوسرے لمحے وہ آدمی جھجھتا ہوا قلا بازی کھا کر ایک دھماکے سے نیچے گرا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے مشین گن کی نال اس کی گردن پر رکھ دی لیکن اس آدمی نے بجلی کی سی تیزی سے قلا بازی کھائی۔ بلیک زیرو اس کے اس انداز میں قلا بازی کھاتے ہی پیچھے ہٹا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبایا۔ تڑواہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی جھجھتا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور بری طرح ترپنے لگا۔

”مشین گن اٹھا لو مری۔ اور جلدی آؤ.....“ بلیک زیرو نے کہا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ مری اس کے پیچھے تھی۔ یہ بھی سیڑھیاں تھیں جہاں سے وہ آدمی فرش کے کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھنے سے نیچے سے اوپر آیا تھا۔ سیڑھیاں ایک راہداری میں جا کر ختم ہو گئیں۔ وہاں دیوار کے ساتھ دیسا ہی ہینڈل موجود تھا۔ بلیک

نے چونکہ اچانک دوڑتی ہوئی مری کا بازو پکڑ کر اسے سائیڈ پر اچھالا تھا اس لئے مری سمجھتی ہوئی مھاڑیوں میں لڑھکتی چلی گئی جبکہ بلیک زیرو ایک قلا بازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر وہ دوبارہ عمارت کی دوسری سائیڈ کی طرف دوڑ پڑا لیکن اسی لمحے اسے اپنی پشت پر فائرنگ کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو تیزی سے واپس مڑا تو اس نے ایک آدمی کو جھج کر نیچے گرتے دیکھا۔ اس پر مری نے سائیڈ سے فائر کیا تھا ورنہ وہ بلیک زیرو کو یقینی طور پر عقب سے ہٹ کر دیتا۔

”گڈ شو مری۔ جلدی آؤ۔ جلدی۔ ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں.....“ بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا تو مری اٹھ کر بے تحاشا دوڑتی ہوئی اس کی طرف بڑھنے لگی۔ بلیک زیرو اب کوئی نہ پر عمارت کی دیوار سے پشت لگائے بڑے چوکنا انداز میں کھڑا تھا۔ وہ دونوں سائیڈوں پر تیزی سے گردن گھما کر دیکھ رہا تھا۔ جب مری وہاں پہنچی تو بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک دروازے میں گھس کر عمارت کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ سامنے کے رخ پر اس وقت کوئی آدمی نہ تھا۔

”دروازہ بند کر دو.....“ بلیک زیرو نے راہداری میں آگے کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور مری نے تیزی سے مڑ کر دروازہ بند کیا ہی تھا کہ بلیک زیرو یلکھٹ ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ اس کے کانوں میں اس کمرے کے نیچے کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ مری بھی یہ آواز سن کر ٹھٹھک کر رک گئی۔ دوڑ کر آنے کی آواز

زیر و نے ہینڈل کھینچا تو فرش کا وہ حصہ برابر ہو گیا اور وہ دونوں اس راہداری میں آگے بڑھنے لگے۔ ایک بار پھر انہیں پہلے کی طرح کافی طویل فاصلہ طے کرنا پڑا اور جب وہ راہداری کے اختتام پر پہنچے تو ایک بار پھر سیزھیاں اوپر جا کر چھت پر ختم ہو رہی تھیں۔ بلیک زیر و نے میری کو اشارہ کیا اور تیزی سے سیزھیاں چڑھتا چلا گیا۔ میری نے آگے بڑھ کر راہداری کی دیوار میں موجود ہینڈل کھینچا تو چھت کا سیزھیاں والا حصہ اوپر کو اٹھتا چلا گیا اور بلیک زیر و تیزی سے اچھل کر اوپر چڑھنے ہی لگا تھا کہ یلکھت تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس کے جسم میں بیک وقت کئی گرم سلاخیں اترتی چلی گئیں اور وہ پلٹ کر سیزھیاں پر گر ا اور پھر لڑکتا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر ا گر ا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں یلکھت اس قدر زبردست دھماکہ ہوا جیسے ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ اس کے کانوں میں آخری آواز میری کے بے تحاشا چھتنے کی پڑی تھی اور اس کے بعد اس کے احساسات جیسے فنا ہوتے چلے گئے۔

ریڈ دائر کے ہیڈ کوارٹر میں انتہائی افراتفری کا عالم برپا تھا۔ مسلح افراد پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے تھے۔ وائٹ ٹائیگر۔ چیف سیکورٹی آفیسر کے ساتھ ساتھ آپریشن سیکشن کا انچارج جاگر سب ہلاک ہو چکے تھے۔ ہر شخص بغیر کسی نظم و ضبط کے احمقوں کی طرح ادھر ادھر دوڑتا پھر رہا تھا۔ ان سب کو ایک پاکیشیائی اور لاؤڈ لافٹر پوائنٹ کی انچارج میری کی تلاش تھی لیکن یہ دونوں یلکھت غائب ہو گئے تھے۔ اچانک جہیزے پر ایک سمجھتی ہوئی آواز فضا میں پھیلتی چلی گئی۔

”میں سیکورٹی آفیسر ہمفرے تم سب سے مخاطب ہوں۔ چیف آفیسر جو ناتھن کی موت کے بعد اب میں چیف سیکورٹی آفیسر ہوں۔ جہیزے پر موجود سب لوگ اب میرے ماتحت ہیں اور میں سب کو حکم دیتا ہوں کہ وہ سب سیکورٹی آفس کے سامنے اکٹھے ہو جائیں۔ جو آدمی

چکے ہیں۔ وری بیڑ..... ہمنفرے نے اکٹھے ہونے والوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ یقیناً آپریشن سیکشن میں چھپے ہوئے ہیں کیونکہ اس کے عقب میں یہ نمودار ہوئے اور پھر وہاں سے ہی غائب ہوئے ہیں اور آپریشن سیکشن کا مین گیٹ بھی اندر سے بند ہے اور وہاں کام کرنے والا انتھونی بھی ہم میں شامل نہیں ہے..... ایک آدمی نے ہمنفرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہو سکتا ہے تمہاری بات درست ہو لیکن یہ انتہائی خطرناک اور انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اس لئے ہم افراتفری کے عالم میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں اس کے لئے منصوبہ بندی سے کام لینا ہو گا۔ ہمارے جبرے میں چھ عمارتیں ہیں جن میں دو اسلحے کے سنور ہیں۔ ایک آپریشن سیکشن۔ ایک سیکورٹی آفس۔ ایک چیکنگ سنزور اور ایک مین آفس ہے۔ ہمیں سب سے زیادہ حفاظت اسلحے کے سنورز کی کرنی ہے۔ اسلحے کے سنورز اندر سے بند ہیں۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا اور وہاں تک کا کوئی خفیہ راستہ بھی نہیں ہے البتہ مین سنور کی سائیڈ میں جو کنٹرولنگ آفس ہے وہاں تک آپریشن سیکشن سے ایک خفیہ راستہ جاتا ہے۔ اس کنٹرولنگ آفس میں کام کرنے والا جوزف یہاں نہیں آیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یا تو وہ ہلاک ہو چکا ہے یا وہ اندر بند ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ آپریشن سیکشن میں داخل ہو کر اس خفیہ راستے سے اسلحہ کے مین سنور کے کنٹرولنگ آفس میں

چاہے وہ کسی عمارت کے اندر ڈبوٹی ہو یا جبرے پر۔ سیکورٹی آفس کے سامنے نہیں پہنچے گا وہ دشمن ہینجنوں کا ساتھی سمجھا جائے گا اور اسے فوری طور پر موت کی سزا دے دی جائے گی۔ اس احتمالہ انداز میں دشمن ہینجنوں کی تلاش بند کر دیں اور سب سیکورٹی آفس کے سامنے پہنچ جائیں..... سیکورٹی آفس ہمنفرے کی آواز جیسے ہی فضا میں گونجی۔ ادھر ادھر دوڑتے ہوئے مسلح افراد تیزی سے سیکورٹی آفس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ سیکورٹی آفس کے مین آپریشن روم میں اس وقت ہمنفرے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ اس نے اعلان کر کے مائیک آف کیا اور پھر وہ اپنے دونوں ساتھیوں کے سمیت سیکورٹی آفس کے باہر کھلے میدان میں پہنچ گیا۔

”یہ لوگ آخر کہاں غائب ہو گئے ہوں گے باس..... ہمنفرے کے ایک ساتھی نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہمیں کہیں چھپے ہوئے ہوں گے۔ آپریشن سیکشن کے عقب میں ان کا نمودار ہونا اور پھر وہاں فائرنگ کر کے ہمارے ساتھیوں کو ہلاک کرنے اور ان دونوں کے پھر غائب ہوجانے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کہیں چھپ گئے ہیں..... ہمنفرے نے جواب دیا اور پھر ایک ایک کر کے تمام افراد سیکورٹی آفس کے سامنے میدان میں اکٹھے ہو گئے۔ ان کی تعداد اڑتالیس تھی۔ ان میں عمارتوں کے اندر کام کرنے والے بھی شامل تھے جن کی تعداد اٹھارہ تھی۔

”اس کا مطلب ہے کہ اس وقت تک ہمارے بارہ افراد ہلاک ہو



والا جوزف ایک دیوار کی جڑ میں مردہ حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس کا سینہ گولیوں سے پھٹنی تھا۔ ہر طرف خون پھیلا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہاں خاصی جنگ ہوئی ہو۔ ہمفرے نے سب سے پہلے اس خفیہ راستے کو چن لیا جو اس کنٹرولنگ آفس سے اسلحہ سٹور میں جاتا تھا لیکن اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ راستہ بند ہے۔

”وہ لوگ جوزف کو ہلاک کر کے یہاں سے نکل گئے ہیں اور یہاں پھیلے ہوئے خون کی مقدار بتا رہی ہے کہ وہ زخمی بھی ہیں۔ اس لئے اسے یہاں ٹھہرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تم دونوں میرے ساتھ چلو۔ ہم نے انہیں باہر تلاش کرنا ہے۔“ ہمفرے نے کہا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ تو اکیلا ہے باس۔ اور آپ زیادہ لوگوں کی بات کر رہے ہیں۔ کیا ہم سے کوئی ان کے ساتھ شامل ہے۔“ ہمفرے نے کہا۔

”وہ لڑکی میری بھی اس کے ساتھ شامل ہے۔“ ہمفرے نے جواب دیا اور جیکب اور اس کے دوسرے ساتھی نے شبہات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ اس آفس سے باہر نکلے۔ وہاں پانچ مسلح افراد سٹور کے گرچہرہ دے رہے تھے۔ ہمفرے نے انہیں اس آفس کا خیال رکھنے کا حکم دیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھ گیا۔ اس کی تیز نظریں باہر موجود زمین پر جمی ہوئی تھیں۔

”آپ کیا دیکھ رہے ہیں باس۔“ جیکب نے پوچھا۔

”ان میں سے ایک یا پھر دونوں زخمی ہیں۔ اس لئے اگر یہ باہر گئے

داخل ہونے میں کامیاب ہو چکا ہے اور یقیناً ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے وہ اسلحے کے اس مین سٹور کو ہی نشانہ بنانے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے آپ سب پانچ پانچ کی ٹویوں میں تقسیم ہو کر تمام عمارتوں کا پہرہ دیں۔ باقی افراد جریرے کے گھاٹ پر چھپ کر پہرہ دیں تاکہ اگر یہ پاکیشیائی ایجنٹ جریرے سے فرار ہونے کی کوشش کرے تو اسے مارا جاسکے۔ میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ کنٹرولنگ آفس میں داخل ہو کر وہاں ان کی چیکنگ کروں گا اور اگر یہ لوگ وہاں موجود ہیں تو انہیں ہلاک کر دوں گا اور اگر یہ لوگ وہاں موجود نہیں ہیں تو پھر میرے دو ساتھی وہاں پہرہ دیں گے جبکہ میں پورے جریرے کے ایک ایک حصے کی تلاش لوں گا۔ اس تلاش کے کام میں اسلحہ سٹور کے گرچہرہ دینے والے پانچ افراد میں سے دو افراد میرا ساتھ دیں گے۔ اس طرح ہم اس پاکیشیائی ایجنٹ کو تلاش کرنے اور ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔“ ہمفرے نے کہا اور سب نے اس کی تجویز کی تائید کر دی اور پھر ہمفرے نے خود ہی پانچ پانچ افراد کی ٹولیاں بنائیں اور ان کے لیڈر مقرر کر کے اس نے ان سب کو زرو فائو گھنڈ فریکوئنسی کے ٹرانسمیٹر دینے اور ان سب کی باقاعدہ ڈیونیاں لگا دیں۔

چنانچہ جب سب اپنی اپنی ڈیویوں پر چلے گئے تو ہمفرے اپنے دو ساتھیوں کو ساتھ لے کر اسلحے کے مین سٹور کے کنٹرولنگ آفس کی طرف بڑھ گیا۔ کنٹرولنگ آفس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ بڑے محتاط انداز میں اندر داخل ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں کام کرنے

ہیں تو لامحالہ ان کا خون زمین پر موجود ہونا چاہیے۔ لیکن یہاں کوئی خون نظر نہیں آ رہا۔۔۔۔۔ ہمفرے نے کہا۔  
 "ہو سکتا ہے کہ وہ مین سنور کے اندر موجود ہوں۔۔۔۔۔ جیکب نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے جیکب کو لیا ہے۔ وہاں بھی خون کے دھبے موجود نہیں ہیں۔۔۔۔۔ ہمفرے نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ زخمی وہ عورت ہوئی ہو اور اس مرد نے اسے کاندھوں پر اٹھالیا ہو۔۔۔۔۔ دوسرے ساتھی نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ ہمفرے نے کہا اور دونوں ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن تھوڑا سا مزید آگے جانے کے بعد وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔

"کیا ہوا باس۔۔۔۔۔ دونوں ساتھیوں نے اسے اس طرح ٹھٹھک کر رکے دیکھ کر پوچھا۔

"یہاں تک خون کا کوئی نہ کوئی دھبہ بہر حال ضرور موجود ہوتا۔ اس لئے وہ یقیناً اسلحہ سنور کے اندر ہیں۔ ہمیں اسلحہ سنور چیک کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ ہمفرے نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی واپس مڑ گئے اور پھر کنٹرولنگ آفس سے وہ اسلحہ سنور کا خفیہ راستہ کھول کر اسلحہ سنور میں داخل ہو گئے۔ لیکن اسلحہ سنور خالی تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"باس۔ باس۔ یہ دھبے۔ یہ خون کے دھبے ہیں۔۔۔۔۔ اچانک

جیکب نے چیخ کر کہا تو ہمفرے اور دوسرا ساتھی تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ یہاں سے سیدھیاں اوپر چھت کی طرف جا رہی تھیں اور یہاں واقعی خون کے دھبے موجود تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ لوگ اوپر چھت پر موجود ہیں۔ چلو اوپر۔ لیکن پوری احتیاط سے۔۔۔۔۔ ہمفرے نے کہا اور تیزی سے سیدھیاں چڑھتا ہوا اوپر چھت کی طرف چلا گیا۔ اس کے دونوں ساتھی اس کے عقب میں تھے۔ سیدھیوں کے اوپر موجود دروازہ اندر سے بند تھا اور ہمفرے اس دروازے کو دیکھ کر رک گیا۔

"یہ دروازہ تو اندر سے بند ہے لیکن سیدھیوں پر خون کے یہ دھبے موجود ہیں۔ یہ کیا مطلب ہوا۔۔۔۔۔ ہمفرے نے حیران ہو کر کہا۔

"اب ہم یہاں تک آ ہی گئے ہیں تو چھت کو چیک کر ہی لینا چاہیے۔۔۔۔۔ جیکب نے کہا تو ہمفرے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ اچھل کر چھت پر چڑھ گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گھوما لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ وسیع و عریض چھت خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کے دونوں ساتھی بھی اس کے پیچھے چھت پر لگے۔

"یہاں کوئی نہیں آیا۔ وہ یقیناً اندر آئے تھے لیکن پھر باہر نکل گئے ہیں۔ آؤ۔۔۔۔۔ ہمفرے نے کہا اور تیزی سے واپس سیدھیاں اترتا ہوا نیچے ہال میں آیا اور پھر اس خفیہ راستے سے کنٹرولنگ آفس میں پہنچ کر اس نے خفیہ راستہ بند کر دیا اور پھر تیز قدم اٹھاتا کنٹرولنگ آفس

ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ چیف باس سے بات کریں۔..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں سیکورٹی آفیسر ہمفرے بول رہا ہوں چیف باس۔ اوور۔..... ہمفرے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ ہیڈ کوارٹر میں کیا ہو رہا ہے۔ تم نے بتایا ہے کہ سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ کیسے۔ کیوں۔ کس نے کیا ہے یہ سب کچھ۔ اس پاکیشیائی ایجنٹ کا کیا ہوا۔ اوور۔..... چیف باس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ہمفرے نے جواب میں اس پاکیشیائی ایجنٹ اور لاؤڈ لافز کی انچارج میری کی گرفتاری۔ بے ہوشی اور چیکنگ سنز میں ان کو لے جانے پر وائٹ ٹائیگر اور چیف سیکورٹی آفیسر جو نا تھن کے وہاں جانے اس کے بعد جاگر کی ہلاکت سے لے کر اب تک کے تمام حالات ہمفرے نے پوری تفصیل سے بتا دیئے۔ اس نے یہ بھی بتا دیا کہ اس نے اب تک ان دونوں کو ہلاک کرنے کے لئے کیا کیا اقدامات کئے ہیں۔

"دیری سیڈ۔ اتنا بڑا ہیڈ کوارٹر ہے اور وہاں اس قدر مسلح افراد موجود ہیں۔ لاتعداد اسلحہ بھی موجود ہے۔ باہر سے ان کو کوئی مدد بھی نہیں مل سکتی۔ اس کے باوجود ایک آدمی نے تم سب کو بگنی کا ناچ نچا رکھا ہے۔ دیری سیڈ۔ اوور۔..... چیف باس نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

سے باہر آگیا۔

"آؤ اب پورے جریرے پر انہیں تلاش کریں۔ یہ یقیناً جریرے پر چھپے ہوئے ہیں۔..... ہمفرے نے کنٹرولنگ آفس سے باہر آتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ابھی انہوں نے چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ ہمفرے کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے سینی کی آواز نکلنے لگی۔ ہمفرے رک گیا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر باہر نکالا تو اس پر موجود سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ وہ اس بلب کو جلتا بھٹتا دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ کال جریرے کے باہر سے کی جا رہی ہے۔ اس نے جلدی سے بن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ سپر ہیڈ کوارٹر کا لنک۔ اوور۔..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ سیکورٹی آفیسر ہمفرے انٹرننگ فرام ریڈ وائر ہیڈ کوارٹر۔ اوور۔..... ہمفرے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وائٹ ٹائیگر کیوں کال کا جواب نہیں دے رہا۔ چیف باس، وائٹ ٹائیگر سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اوور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مہاں وائٹ ٹائیگر چیف سیکورٹی آفیسر جو نا تھن۔ آپریشن سیکشن کا انچارج جاگر سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب میں ہیڈ کوارٹر کا انچارج ہوں۔ اوور۔..... ہمفرے نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے

”تھینک یو جیکب۔ تم دونوں میرے قریبی ساتھی ہو۔ اس لئے تم فکر نہ کرو۔ میں باس بنتے ہی تم دونوں کو یہاں اعلیٰ عہدے دوں گا لیکن اب ہمیں ہر صورت میں ان ہتھکنڈوں کو ٹریس کر کے ختم کرنا ہے۔“ ..... ہمفرے نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تینوں تیزی سے آگے بڑھ گئے۔

”چیف باس۔ اب میں نے کنٹرول سنبھال لیا ہے اور اب یہ دونوں کسی صورت بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ میں نے جہڑے کے ایک ایک چپے کی حفاظت کا انتظام کر دیا ہے اور اب ہم ان کی جنرل چیکنگ کر رہے ہیں۔ اب وہ نہ بھاگ سکتے ہیں اور نہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور“ ..... ہمفرے نے جواب دیا۔

”گڈ۔ تم نے جس طرح ہیڈ کو ارنٹر کا چارج سنبھالا ہے اور افراتفری کو جس انداز میں کنٹرول کیا ہے اس سے میں تمہاری صلاحیتوں سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ تم ان دونوں کو ہر قیمت پر تلاش کر کے انہیں ختم کر دو اور پھر مجھے اطلاع دو میں خود ہیڈ کو ارنٹر آکر تمہیں ہیڈ کو ارنٹر کا باس بناؤں گا۔ اور“ ..... چیف باس نے کہا تو ہمفرے کے چہرے پر مسرت کے گلاب کھل اٹھے۔

”تھینک یو چیف۔ آپ واقعی قدر دان ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں چند گھنٹوں کے اندر آپ کو وکٹری کی اطلاع دوں گا۔ اور“ ..... ہمفرے نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”او کے۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا۔ اور اینڈ آف۔“ ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہمفرے نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

”مبارک ہو باس۔ اب تو آپ ہیڈ کو ارنٹر کے باس بن رہے ہیں۔“ ..... جیکب نے مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔

نہیں ہے تو اسی طرح تیزی سے سیدھیوں سے واپس نیچے اتری اور بلیک زبرو پر جھک گئی۔ بلیک زبرو کو تین گولیاں لگی تھیں اور تینوں ہی پہلوؤں پر لگی تھیں اور گوشت کو پھاڑتی ہوئیں دوسری طرف نکل گئی تھیں۔ لیکن بلیک زبرو بے ہوش تھا۔ اس کے زخموں سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا اور وہ اس طرح سانس لے رہا تھا جیسے ابھی آخری ہنسی لے گا اور ختم ہو جائے گا۔ میری اوپر والے کمرے میں نہ صرف پانی کی بوتلیں دیکھ چکی تھی بلکہ وہاں اس نے ایک بڑا میڈیکل باکس بھی دیکھا تھا۔ اس نے مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور جھک کر بلیک زبرو کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچ گئی کہ وہ اسے اٹھا کر سیدھیاں چرمھا کر اوپر نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے اس نے کوشش ترک کر دی اور ایک بار پھر تیزی سے سیدھیاں چڑھتی ہوئی اوپر والے کمرے میں پہنچی۔ اس نے وہاں سے پانی کی دو بوتلیں اور میڈیکل باکس اٹھایا اور سیدھیاں اتر کر نیچے آئی۔ اس نے پانی سے بلیک زبرو کے تازہ ترین زخم دھوئے اور ان پر پانی ڈالا تو زخموں سے خون نکلنا بند ہو گیا۔ میری نے جلدی سے میڈیکل باکس کھولا اور اس میں سے بنیڈینج کا سامان نکالا اور پھر انتہائی مہارت سے اس نے اس کے زخموں پر دوا وغیرہ لگا کر بنیڈینج کر دی۔ پھر اس نے میڈیکل باکس میں سے طاقت کے دوا انجکشن نکالے اور کیے بعد دیگرے بلیک زبرو کو لگا دیئے۔ اسے چونکہ انچارج ہونے کی وجہ سے اس کام کی باقاعدہ ٹریننگ دی

بلیک زبرو کو اس طرح ہٹ ہو کر سیدھیوں سے نیچے کرتے دیکھ کر میری کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی بلیک زبرو کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ اچانک اس نے اوپر سے کسی کو نیچے جھانکتے دیکھا۔ اس آدمی کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ میری بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی اور اس کا ٹریگر دبا دیا۔ رست رست کی آوازوں کے ساتھ ہی نیچے جھانکتے ہوئے آدمی کے سینے کے اوپر والے حصے پر گولیاں پڑیں اور وہ جھٹکا ہوا پھل کر دوسری طرف جا گر۔ میری بے اختیار سیدھیاں پھلا گئی ہوئی اوپر گئی تو اس نے ایک آدمی کو فرش پر پڑے ترپتے ہوئے دیکھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کرہ تھا جس کا بیرونی دروازہ بند تھا۔ وہ آدمی اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ میری کو جب یقین ہو گیا کہ یہاں اور کوئی آدمی موجود

میں جاگلی جس کے نیچے فرش کا کھلنے والا حصہ تھا۔

"چلو آؤ۔ میں باہر کا دروازہ کھولتی ہوں۔ آؤ جلدی کرو۔۔۔۔۔ میری نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے بیرونی دروازہ کھول دیا۔

"اس سنور کا راستہ کدھر سے جاتا ہے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے پوچھا۔  
"کیا۔ کیا مطلب۔ چھوڑو سنور کو۔ تم اس وقت شدید زخمی ہو۔  
ہمیں فوراً نکل جانا چاہیے۔ آؤ۔۔۔۔۔ میری نے اہتائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"نکل جائیں گے۔ وہ سنور والا راستہ کھولو۔ جلدی کرو۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے تیز لہجے میں کہا تو میری ہونٹ بھیج کر تیزی سے ایک اور دیوار کی طرف بڑھی۔ اس نے وہاں دیوار پر ایک جگہ زور سے ہاتھ مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہٹ گئی اور دوسری طرف بہت بڑا سنور موجود تھا۔ بلیک زرو اٹھا اور تیزی سے خود ہی چلتا ہوا اس راستے سے سنور میں داخل ہو گیا۔

"ارے ارے۔ رک جاؤ۔ گر پڑو گے تم شدید زخمی ہو۔ میں تمہیں سہارا دیتی ہوں۔۔۔۔۔ میری نے اس کے پیچھے جاتے ہوئے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا ہے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا اور پھر سنور میں پہنچ کر اس نے وہاں موجود اسلحہ کی پٹینوں کی چیکنگ شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک پٹی میں سے سپر میگا وائر لیس ڈی چارجر بم تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ اس نے اس بم کو چارج کیا اور

گئی تھی۔ اس لئے اس کے ہاتھ اہتائی مہارت سے چل رہے تھے۔ سجدہ لمحوں بعد بلیک زرو کی گرتی ہوئی حالت سنبھلنے لگی تو اس نے اس کے حلق میں پانی ڈالنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد بلیک زرو نے کراہت ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"ہوش میں آؤ منصور۔ ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔۔۔۔۔ میری نے کہا تو بلیک زرو ایک جھٹکے سے اٹھ کر پیچھے گیا۔ اس کا چہرہ گو اس طرح اچانک اٹھنے سے تکلیف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا لیکن اس نے ہونٹ بھیج کر اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔ ہم کہاں ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہیں جہاں تم ہٹ ہوئے تھے۔ اوپر ایک آدمی موجود تھا میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔ اوپر جو کمرہ ہے وہ اسلحے کے مین سنور کا کنٹرولنگ آفس ہے۔ وہاں سے جویرے کا ساحل قریب ہے۔ ہم آسانی سے نکل سکتے ہیں۔۔۔۔۔ میری نے اسے اٹھنے میں مدد دیتے ہوئے کہا۔

"اسلحے کا مین سنور۔ اوہ۔ آؤ جلدی کرو۔۔۔۔۔ بلیک زرو کے چہرے پر یقینت سنور کا لفظ سنتے ہی چمک آگئی اور پھر وہ میری کے سہارے سیدھیاں چڑھ کر اوپر والے کمرے میں پہنچ گیا۔

"اس راستے کو بند کر دو میری۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو میری نے مڑ کر ایک ہینڈل پریس کیا تو فرش کا انچہ ہوا حصہ برابر ہو گیا اور اب اس ہلاک شدہ آدمی کی لاش اس دیوار کی ج۔

تھیں روکا تو نہیں..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"یہی تو مصیبت ہے۔ نجانے تم میں مجھے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے کہ میں تمہیں اس حالت میں چھوڑ کر بھی نہیں جاسکتی۔ پتہ نہیں تم نے مجھ پر کیا جادو کر دیا ہے..... میری نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"مجھ میں دلچسپی لینے کی ضرورت نہیں ہے میری۔ میں تو ہوا کا ایک جھونکا ہوں اور بس..... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں جان بوجھ کر تو دلچسپی نہیں لے رہی۔ بہر حال آؤ۔ جلدی کرو۔ ہم نے یہاں سے فوراً نکلنا ہے..... میری نے کہا۔ وہ اب واپس سیڑھیاں اتر کر واپس ہال میں پہنچ چکے تھے اور پھر وہ سنور کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے کہ اچانک دروازہ کھلنے کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ دوبارہ آ رہے ہیں۔ ادھر گیلری میں آجاؤ..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود بیٹیوں کے ڈھیر کے عقب میں ایک سنگ سی جگہ میں دبک گئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور تین افراد اندر آ گئے۔ پھر وہ سیڑھیاں چڑھے اور اوپر چھت پر پہنچ گئے۔ ان کی باتیں ان دونوں کے کانوں میں پہنچ رہی تھیں لیکن وہ دم سادھے خاموش تھے۔ گو ان کے پاس اسلحہ موجود تھا لیکن انہیں معلوم تھا کہ وہ اس وقت استہائی خوفناک اسلحے کے ڈھیر میں موجود ہیں اگر ایک گولی بھی غلطی سے کسی پیٹی کو لگ گئی تو ان کے جسموں کا ایک ذرہ بھی کسی کو نہ ملے گا۔ چھت پر سے چند لمحوں بعد وہ تینوں

پھر اسے بیٹیوں کے ایک ڈھیر کے پیچھے اس طرح چھپا دیا کہ وہ کسی صورت بھی چٹیک نہ ہو سکے۔ اسی لمحے انہیں باہر سے ہلکی سی انسانی آوازیں سنائی دیں تو وہ دونوں بے اختیار چارچو تک پڑے۔

"اوپر چلو چھت پر..... بلیک زیرو نے ہم کا ڈی چارجر تیزی سے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔ وہ دونوں خاصی تیزی سے اوپر چڑھ رہے تھے۔ بلیک زیرو کے زخموں سے پھر خون رس کر ٹپکنے لگا تھا لیکن بلیک زیرو نے پرواہ نہ کی۔ ابھی وہ سیڑھیوں کے اوپر دالے جگہ میں ہی تھے کہ راستہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں یکھٹ دیوار کے ساتھ لگ کر ساکت ہو گئے لیکن دوسرے لمحے انہیں راستہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو انہوں نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

"آؤ اب ہم محفوظ ہیں..... بلیک زیرو نے کہا اور واپس سیڑھیاں اترنے لگا لیکن اسے تیزی سے سیڑھیاں اترنے کی وجہ سے چکر آنے شروع ہو گئے تھے۔ وہ لڑکھڑاکر گرنے ہی لگا تو میری نے اسے سنبھال لیا۔

"کیا ہوا ہے..... میری نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"مجھے چکر آ رہے ہیں..... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ میں تو کہہ رہی تھی کہ ہم نکل چلیں۔ لیکن تم پر نجانے کیا

ضد سوار ہے..... میری نے ہچکچاہٹ سے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں نکلنے کی جلدی ہے تو تم مجھے چھوڑ کر نکل جاؤ۔ میں نے

ہلا دیا۔ میری نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر باہر جھانکا تو وہ تینوں وہیں موجود تھے۔

”میں ان پر فائر کھول دوں“..... میری نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ہم نے اب خاموشی سے ٹکنا ہے۔ ورنہ انہوں نے اپنی پوری طاقت یہاں جھونک دینی ہے۔ ابھی انہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم کہاں ہیں۔ وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم یہاں سے نکل گئے ہیں۔“

بلیک زرو نے کہا اور میری نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”آؤ۔ اب وہ چلے گئے ہیں“..... میری نے کچھ دیر بعد ایک بار پھر

باہر جھانکتے ہوئے کہا۔

”یہاں ان کے اور لوگ بھی ہوں گے۔ اس لئے ہم نے پوری احتیاط کرنی ہے“..... بلیک زرو نے کہا اور میری نے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر وہ انتہائی احتیاط سے اس کمرے سے باہر نکلے اور جھانپوں کی

اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ایک بار پھر انہیں جھانپوں کی نہ صرف اوٹ لینی پڑی بلکہ سانس بھی روکنے پڑے کیونکہ اچانک دو مسلح آدمی عمارت کی سائیڈ سے نکل کر ان کی طرف آتے دکھائی دیئے تھے

لیکن پھر وہ عمارت کی دوسری سائیڈ پر مڑ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئے اور یہ دونوں ایک بار پھر جھانپوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔

”تم یہاں کھاڑی میں چھپ جاؤ۔ میں جا کر لالچ اڑا لاتی ہوں۔“

واپس نیچے آئے اور پھر سیدھاں اتر کر وہ راستہ کھول کر دوسری طرف چلے گئے۔ جب کچھ دیر گزر گئی تو بلیک زرو اور میری دونوں جھانپوں کے پیچھے سے نکلے اور بند راستے کی طرف بڑھ گئے۔ میری نے راستہ کھولا اور دوسری طرف جھانکا۔ دوسری طرف کمرے میں کوئی موجود نہ تھا۔ وہ دونوں تیزی سے نکل کر اس کمرے میں لگے اور پھر میری نے خفیہ راستہ بند کر دیا۔

”باہر دیکھو۔ کوئی ہے تو نہیں۔ احتیاط کرنا“..... بلیک زرو نے آہستہ سے کہا تو میری نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے باہر جھانکا تو بے اختیار ٹھٹھک کر پیچھے ہٹ گئی۔ بلیک زرو اس دوران اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔

”کیا ہوا“..... بلیک زرو نے آہستہ آہستہ سے پوچھا۔ وہ اب اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

”وہ تینوں سامنے موجود ہیں اور شاید ٹرانسمیٹر بات چیت ہو رہی ہے“..... میری نے کہا تو بلیک زرو نے آگے بڑھ کر باہر جھانکا تو کچھ فاصلے پر وہ تینوں واقعی موجود تھے اور ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

”ہم نے اب جہیز سے ٹکنا ہے۔ لالچ کہاں سے ملے گی۔“ بلیک زرو نے پیچھے مڑ کر میری سے کہا۔

”لالچ تو گھٹا پر ہوگی اور وہ یہاں سے کافی دور ہے۔ بہر حال ہر وہاں پہنچ جائیں گے“..... میری نے کہا تو بلیک زرو نے اثبات میں سر



طویل انتظار کے بعد اس کے کانوں میں لالچ کی آواز پڑی تو وہ تیزی سے اٹھ کر آگے بڑھا اور اس نے جھانک کر دیکھا تو ایک لالچ کو تیزی سے جریرے کے ساتھ ساتھ اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ لالچ خانی تھی لیکن جیسے ہی لالچ قریب آئی۔ اچانک مری جو شاید لالچ کی اونچی سائیڈ کے پیچھے چھپی ہوئی تھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”آجاؤ۔ جلدی کرو جلدی“..... مری نے اونچی آواز میں کہا تو بلیک زرو کھاڑی سے نکلا اور پتھروں کو پھلانگتا ہوا لالچ میں آگیا۔

”کیسے لے آئی ہو لالچ“..... بلیک زرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہاں گھٹا پرچھ مسلح آدمی موجود تھے۔ میں نے اچانک ان پر فائر کھول دیا اور ایک لالچ لے اڑی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اب تک انہیں لالچ لے جانے کا پتہ چل گیا ہوگا۔ اس لئے اب ہم جیسے ہی جریرے سے نکلیں گے وہ ہم پر میزائل فائر کر دیں گے“..... مری نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”جہازا مطلب ہے کہ جب تک ہم جریرے کی سائیڈ پر ہیں ان کے میزائل سے محفوظ ہیں“..... بلیک زرو نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن جیسے ہی لالچ دو تین سو گز دور ہوئی۔ ہمیں ہٹ کر دیا جائے گا۔ اس لئے میں لالچ تو لے آئی ہوں لیکن اب پریشان ہوں کہ کیا کروں“..... مری نے کہا۔

مری نے کہا۔

”تم اکیلی کیسے یہ کام کرو گی۔ مجھے ساتھ جانا ہوگا“..... بلیک زرو نے کہا۔

”تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ یہ تو میں تمہاری وجہ سے کھل کر کام نہیں کر پا رہی۔ ورنہ تو میں ان سب کو اکیلی ہی ختم کر دوں۔ مجھے میرے ساتھی شارک کہتے ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں پانی میں تیرتی ہوئی جاؤں گی اور گھٹا پر موجود سب افراد کا خاتمہ کر کے وہاں سے لالچ لے آؤں گی اور ایک بار لالچ ہمارے قبضے میں آگئی تو پھر یہ لوگ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے“..... مری نے کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ۔ اب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے“..... بلیک زرو نے اپنی حالت کے پیش نظر کہا کیونکہ اس سنور سے یہاں تک پہنچتے پہنچتے اس کی حالت بے حد خستہ ہو گئی تھی۔ اس قدر گولیاں کھانے اور اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود وہ صرف اپنی قوت ارادی کی بنا پر حرکت کر رہا تھا ورنہ اس کی جگہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو شاید کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ ویسے اسے اطمینان تھا کہ اگر مری زندہ واپس نہ بھی آسکی تب بھی بہر حال اس کے پاس ڈی چار جر موجود ہے۔ وہ کم از کم اپنا مشن تو بہر حال اب پورا کر ہی لے گا۔ اس لئے اس نے مری کو جانے کی اجازت دے دی تھی۔ مری اسے کھاڑی میں چھوڑ کر سمندر میں اتر گئی اور پھر چند لمحوں بعد وہ بلیک زرو کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ بلیک زرو کھاڑی میں لیٹا رہا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے

کی اس قدر تیز ہل اس کے جسم میں اٹھی کہ بلیک زیرو کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ لیکن اس نے اپنا سر زور سے لالچ کے اٹھے ہوئے کنارے پر مارا تو اس کے ذہن پر چھا جانے والا اندھیرا ایک جھٹکے سے دور ہو گیا۔ اسی لمحے دوسرا میزائل فائر ہوا اور میری نے ایک بار پھر لالچ کو انتہائی وحشت کے عالم میں موڑا اور بلیک زیرو بے اختیار لڑھکتا ہوا دور تک چلا گیا لیکن اسی لمحے اس کا ہاتھ ڈی چارجر پر پڑ گیا۔ اسی لمحے تیسرا میزائل فائر ہوا اور میری نے ایک بار پھر لالچ کو پھسلنے کی طرح موڑا اور اس بار ڈی چارجر پکڑ کر اٹھتے ہوئے بلیک زیرو کے جسم کو اس قدر زور دار جھٹکا لگا کہ وہ بے اختیار لالچ کے کنارے سے ٹکرایا اور پھر اچھل کر سمندر میں جا گر۔ لیکن نیچے گرتے ہوئے بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ اگر ڈی چارجر پانی میں چلا گیا تو وہ بے کار ہو جائے گا اور ڈی چارجر بے کار ہو گیا تو پھر اس کا مشن پورا نہ ہو سکے گا۔ اس لئے بلیک زیرو نے لاشعوری طور پر اپنا ہاتھ تو اونچا کر لیا تھا لیکن اس کا جسم نیچے پانی میں اترتا چلا گیا لیکن اسی لمحے میزائل سمندر میں گر اور سمندر میں اس قدر ہولناک طوفان سا پیدا ہوا کہ بلیک زیرو کا جسم کئی فٹ تک ہوا میں اچھلتا چلا گیا۔ اس طرح گو ڈی چارجر پانی میں ڈوبنے سے تو بچ گیا لیکن بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ اب وہ لامحالہ الٹ کر سر کے بل نیچے گرے گا اور ڈی چارجر سیدھا پانی میں ڈوب جائے گا۔ اس لئے اس نے ہوا میں اچھلتے ہوئے اس کا بیٹن پریس کر دیا اور عین اسی لمحے جب اس کا جسم ڈی چارجر سمیت پانی کے قریب پہنچا تھا۔ سرخ بلب جل اٹھا

”تم فکر نہ کرو۔ تم لالچ کو پوری تیز رفتاری سے چلاؤ۔ جب تک وہ میزائل فائر کریں گے۔ میں یہ جہیز ہی اڑا دوں گا“..... بلیک زیرو نے جیب سے ڈی چارجر نکالتے ہوئے کہا تو میری چونک پڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ اوہ۔ دیری لگا“..... میری نے مسرت بھرے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی لالچ ایک زور دار جھٹکے سے آگے بڑھی۔ میری واقعی اسے انتہائی تیز رفتاری سے چلا رہی تھی۔

بلیک زیرو ڈی چارجر کو ہاتھ میں لئے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دراصل جہیز سے ابھی قریب ہونے کی وجہ سے ڈی چارجر کو آن نہ کر رہا تھا لیکن اس کی نظریں مسلسل جہیز پر جمی ہوئی تھیں جبکہ میری لالچ چلا رہی تھی۔ اس لئے اس کا رخ جہیز سے مخالف سمت کی طرف تھا۔ اچانک بلیک زیرو کو جہیز سے ایک شعلہ سا آسمان کی طرف جاتا دکھائی دیا۔

”میزائل۔ لالچ کو دائیں طرف کرو“..... بلیک زیرو نے چیخ کر کہا تو میری نے اس قدر بے تحاشا انداز میں لالچ کو ایک زور دار جھٹکے سے موڑا کہ بلیک زیرو بے اختیار اچھل کر نیچے گر اور اس کے ہاتھ سے ڈی چارجر اچھل کر سمندر میں گرنے ہی لگا تھا کہ بلیک زیرو نے یقیناً قلابازی کھائی اور اس کا پیرا ڈر نیچے گرتے ہوئے ڈی چارجر سے لگا اور ڈی چارجر کا رخ بدلا اور سمندر میں گرنے کی بجائے لالچ کے آخری کونے میں جا گر۔ اسی لمحے میزائل لالچ سے کچھ فاصلے پر سمندر میں گر۔ بلیک زیرو کے اس طرح اچانک الٹی قلابازی کھانے اور اچھلنے کی وجہ سے درد

اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کا جسم تیزی سے سمندر کے اندر اترتا چلا گیا۔ ڈی چار جہاز بھی اس کے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا لیکن وہ سرخ بلب جلتا دیکھ چکا تھا اس لئے اس کا دل اطمینان و سکون سے بھر چکا تھا کیونکہ وہ اپنا مشن مکمل کر چکا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو واپس اوپر اٹھانے کی کوشش کی لیکن اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی خوفناک بھنور میں پھنس چکا ہے اور اب اس کا واپس سٹل پر جانا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ یہ خوفناک بھنور میراٹل کے گرنے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ بہر حال بلیک زیرو جانتا تھا کہ یہ موت کا بھنور ہے اور وہ اس بھنور میں پھنس چکا ہے۔ اس کا جسم کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومتا ہوا نیچے اور نیچے اٹھاہ گہرائیوں میں اترتا چلا جا رہا تھا اور پھر اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا اور شاید اس بار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ جب سے بلیک زیرو ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے مشن پر گیا تھا۔ عمران کا زیادہ وقت دانش منزل میں ہی گزرتا تھا۔ وہ اسرائیل میں جیوش چینل پراجیکٹ کی تباہی کا حتمی فیصلہ کر چکا تھا اور اسی لئے اسے انتہائی شدت سے بلیک زیرو کی واپسی کا انتظار تھا لیکن بلیک زیرو کی واپسی ہی نہ ہو رہی تھی حالانکہ وہ خود ہی بلیک زیرو کی ٹراسمیر کال آنے پر اسے ایک ہفتے کا وقت دے چکا تھا لیکن اس کے باوجود اسے اس کی واپسی کا شدت سے انتظار تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹنڈ..... عمران نے مخصوص بجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز

کمال کی سروس ہے کہ اس کا ایک ایجنٹ بین الاقوامی دہشت گرد تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر سکتا ہے۔ مجھے اس کی بات پر یقین نہ آیا کیونکہ تم تو یہاں موجود ہو اور ظاہر ہے جہاری یہاں موجودگی کا مطلب ہے کہ سروس بھی یہیں موجود ہوگی۔ اس لئے میں نے اسے بتایا کہ مجھے تو اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کو اس بارے میں معلوم ہو گا۔ بہر حال اس نے بتایا کہ ایسا ہو چکا ہے اور اس کی خبر پورے اسلامی ممالک تک بھی پہنچ چکی ہے اور وہ سب اس دہشت گرد تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی پر بے حد خوش ہیں اور اب وہ اسلامی ممالک کی کانفرنس کے سلسلے میں دوبارہ دلچسپی لینے لگ گئے ہیں۔ مجھے یقیناً یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی لیکن مجھے تم پر بھی بے حد غصہ آیا کہ تم نے کیوں ایک ایجنٹ بھیجا ہے۔ اگر وہ کامیاب نہ ہو سکتا تو پاکیشیا کی کس قدر بسکی ہوتی؟..... سر سلطان نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ میں سمجھا نجانے کیا ہو گیا ہے۔ بہر حال میری طرف سے بھی مبارکباد قبول کریں۔ ویسے جہاں تک بلیک زیرو کا تعلق ہے۔ میں نے اسے ویسے ہی سیکرٹ سروس کا چیف نہیں بنایا۔ اس میں ایسی صلاحیتیں بھی ہیں کہ وہ حقیقتاً پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف بن سکتا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ بہر حال تم نے زیادتی کی ہے۔ کم از کم اس کے ساتھ

سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔  
"سلطانوں کا دانش منزل سے کیا تعلق جناب۔ یہ کام تو سلطانوں کے وزیر باتدبیر کے ذمے ہوتا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"کیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر دہشت گرد تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے تم نے بھیجا یا تھا"..... دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔  
"ہاں۔ ظاہر کیا ہوا ہے۔ کیوں"..... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اتنی بڑی اور بین الاقوامی دہشت گرد تنظیم جس کو اسرائیل جیسے ملک کی سرپرستی حاصل ہے۔ کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے تم نے اکیلے ظاہر کو کیوں بھیج دیا تھا"..... سر سلطان کے لہجے میں ہلکا سا غصہ تھا۔

"ظاہر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ اس لئے ریڈ وائر کو تو فخر کرنا چاہئے کہ اس کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف کام کر رہا ہے۔ لیکن آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا اور آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"مجھے ابھی دماک کے چیف سیکرٹری نے کال کر کے بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اکیلے ایجنٹ نے ریڈ وائر کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے۔ وہ مجھے مبارکباد دے رہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی

آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ کرنل فریدی سے بات کرائیں"..... عمران نے کہا۔  
"کرنل صاحب کیپٹن حمید صاحب کے ساتھ دماک سے باہر چلے گئے ہیں۔ آپ مس ماہ نقا سے بات کرنا چاہیں تو میں رابطہ کر دوں۔"  
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مس ماہ نقا اور یہاں۔ کیا مطلب۔ وہ تو گریٹ لینڈ میں تھیں اور یہاں کرنل فریدی کے آفس میں ان کا کیا کام"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"وہ گریٹ لینڈ کو مستقل طور پر چھوڑ کر اب اسلامی سیکورٹی کونسل میں شامل ہو چکی ہیں اور کیپٹن حمید کی طرح اب کرنل صاحب کی ساتھی ہیں"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران کی آنکھیں سرخ لائٹ کی طرح بے اختیار حلقوں میں گھومنے لگیں۔

"اوہ۔۔۔ یہ انقلاب کب وقوع پذیر ہوا ہے"..... عمران نے پوچھا۔  
"جی چند روز ہوئے ہیں"..... دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو ہنسنے سے روک رہا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ ان سے بات کراد"..... عمران نے کہا۔  
"ہیلو۔ میں ماہ نقا بول رہی ہوں"..... چند لمحوں بعد ماہ نقا کی آواز

کسی اور کو تو بھیج دیتے"..... سرسلطان نے کہا۔

"وہ اکیلا بھگت سمیت پوری سیکرٹ سروس جتنی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو اس کے ساتھ نہ بھیجا جاسکتا تھا لیکن دماک کے چیف سیکرٹری کو کس نے اطلاع دی ہے"..... عمران نے کہا۔

"میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا ہے کہ اسے یہ اطلاع کرنل فریدی سے ملی ہے۔ کرنل فریدی نے اسے فون کر کے بتایا کہ اب جبکہ ریڈ وائر کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے اس لئے اب دماک کو چھپنے کے وہ اسلامی کانفرنس کے دماک میں انعقاد کی کوشش کریں اور اس ایک ایجنٹ والی تفصیل بھی انہیں کرنل فریدی نے ہی بتائی تھی"..... سرسلطان نے کہا۔

"ہاں۔ کرنل فریدی کا لنک اس ہیڈ کوارٹر سے ہے۔ اس لئے اسے اطلاع مل گئی ہوگی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر اسلامی کانفرنس کا انعقاد پاکیشیا میں کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے"..... عمران نے کہا۔

"دیکھو۔ میں کوشش تو کروں گا لیکن ہمارا مقصد اسکا انعقاد ہے تاکہ جو معاہدہ ہم چاہتے ہیں وہ وجود میں آجائے۔ اوکے۔ خدا حافظ" سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"اسلامی سیکورٹی کونسل آفس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک

سنائی دی۔

"مبارک ہو ماہ لقاہ۔ تم نے آدھی سلطنت تو فتح کر لی ہے۔ اب کسی وقت باقی آدھی بھی ہو جائے گی۔"..... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھی۔"..... ماہ لقاہ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی کے گروپ میں شامل ہونا آدھی سلطنت فتح کرنے کے مترادف ہے۔ باقی آدھی نکاح کے دو بولوں سے فتح ہو جائے گی۔"..... عمران نے جواب دیا تو اس بار دوسری طرف سے ماہ لقاہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"میرا بھی شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے عمران صاحب۔" ماہ لقاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جو کام بے ارادہ ہو جائے وہ زیادہ اچھا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن آپ نے آتے ہی کرنل صاحب اور کیپٹن حمید صاحب دونوں کو فرار ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ مجھے بتائیں۔ میں انہیں پکڑ کر آپ کے حضور پیش کر دوں۔"..... عمران نے کہا۔

"وہ آپ کے کام کے لئے ہی گئے ہیں عمران صاحب۔ میں نے تو انہیں کہا تھا کہ وہ مجھے بھیج دیں لیکن انہوں نے کہا کہ یہ کام وہ خود کریں گے۔"..... ماہ لقاہ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"میرا کام۔ کیا مطلب۔ ایسا کو نہ کام تھا جسے کرنے کے لئے کرنل صاحب کو خود جانا پڑا ہے۔"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے پاکیشیا کا کوئی ایجنٹ ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ کرنل فریدی صاحب کے کسی آدمی نے انہیں اطلاع دی کہ اس پاکیشیائی ایجنٹ نے ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے لیکن وہ خود اس قدر شدید زخمی ہے کہ اس کے زندہ بچنے کا کوئی چانس باقی نہیں رہا۔ البتہ اس آدمی نے اس ایجنٹ کو مورس شہر کے کسی ہسپتال میں داخل کرا دیا ہے۔ اس پر کرنل فریدی نے اپنے آدمی کو تاکید کی کہ اس ایجنٹ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے لیکن پھر کچھ گھنٹوں کے بعد اس آدمی کا فون آیا کہ ڈاکٹر نے جواب دے دیا ہے اس لئے اسے گریٹ لینڈلے جانا ضروری ہے اور وہ بھی فوری طور پر۔ چنانچہ وہ اسے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے گریٹ لینڈلے جا رہا ہے۔ کرنل فریدی وہاں کے مشہور رائل ہسپتال میں ان کی بات کرا دیں۔ درنہ اس ایجنٹ کا بچنا ناممکن ہے۔ جس پر کرنل فریدی نے فوری طور پر گریٹ لینڈ فون کر کے استقامت کئے اور پھر وہ خود کیپٹن حمید کے ساتھ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے گریٹ لینڈ چلے گئے ہیں اور ابھی تک وہاں سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔"..... ماہ لقاہ نے کہا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگ گئے ہوں۔

"اوکے۔ شکریہ۔ خدا حافظ۔"..... عمران نے جلدی سے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اب تک تو

”مریض اس وقت آپریشن روم نمبر ایون میں ہے اور کرنل فریدی صاحب آپریشن روم نمبر ایون کے آفس میں موجود ہیں۔ نمبر میں بتا دیتی ہوں آپ براہ راست ان سے بات کر لیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”آپریشن روم ایون آفس پلیر“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں دماک سے آئے ہوئے کرنل فریدی صاحب موجود ہوں گے۔ ان سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 ”ہیلو۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں کرنل صاحب۔ کیا پوزیشن ہے طاہر کی“۔ عمران نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

”ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا عمران۔ اس وقت وہ آپریشن روم میں ہے۔ اس کا پورا جسم پھٹ گیا ہے۔ ہڈیاں بھی توڑ گئی ہیں۔ وہ سمندر کے ایک خوفناک بھنور میں پھنس گیا تھا۔ ویسے بھی وہ گولیاں لگنے کی وجہ سے شدید زخمی تھا۔ بہر حال دعا کرو یہ عظیم انسان بچ جائے۔“

وہ مطمئن تھا کہ بلیک زیرو نے مشن مکمل کر لیا ہے۔ لیکن کرنل فریدی کے اس طرح خود جانے اور اسے اطلاع نہ کرنے نے اسے پریشان کر دیا تھا۔

”انکوائری پلیر“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”رائل ہسپتال انکوائری کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”رائل ہسپتال انکوائری“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ایک امیر جنسی پاکیشیائی مریض کو مورس سے یہاں لایا گیا ہے۔ وہ شدید زخمی ہے اور دماک سے کرنل فریدی صاحب اس کی عیادت کے لئے یہاں پہنچے ہیں۔ مجھے کرنل فریدی سے فوری بات کرنی ہے۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں سر“..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”یس“..... عمران نے کہا۔

کر نل فریدی نے انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا۔  
 "آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی تھی؟"..... عمران نے بڑی  
 مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے کہا۔  
 "میں نے سوچا کہ جب وہ صحت یاب ہو جائے گا تو پھر اطلاع کروں  
 گا لیکن یہاں اگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ کس قدر زخمی تھا۔ اس قدر  
 زخمی ہو جانے کے بعد اس کا اب تک زندہ رہنا بھی کسی معجزے سے کم  
 نہیں ہے۔ اس لئے مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ضرور اسے نئی  
 زندگی دے گا"..... دوسری طرف سے کر نل فریدی نے کہا۔

لارڈ بو فمین اپنے آفس میں موجود تھے کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی  
 گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ بو فمین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔  
 "یس"..... لارڈ بو فمین نے کہا۔

"ولاسٹر سے رانس کی کال ہے چیف۔ وہ ریڈ وائر کے ہیڈ کوارٹر  
 کے بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"..... دوسری طرف سے  
 انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو لارڈ بو فمین بے اختیار چونک پڑا۔  
 "ولاسٹر سے رانس کی کال۔ اوہ۔ کراؤ بات"..... لارڈ نے حیرت  
 بھرے لہجے میں کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں رانس بول رہا ہوں ولاسٹر سے"..... چند لمحوں  
 بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا بات ہے رانس۔ کیوں کال کی ہے"..... لارڈ نے  
 حکمانہ لہجے میں کہا۔

"جب وہ آپریشن روم سے باہر آئے تو مجھے ضرور اطلاع دیں۔ میں  
 وائش منزل میں موجود ہوں"..... عمران نے کہا۔  
 "ٹھیک ہے۔ تم بے فکر رہو۔ اللہ تعالیٰ ضرور رحم کرے گا۔"  
 دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بے اختیار رسیور رکھ دیا۔ اس کا  
 دل چاہ رہا تھا کہ وہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔ وہ جلدی سے اٹھا اور تیزی  
 سے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ وضو کر کے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے  
 سر بسجود ہو کر بلیک زیرو کی زندگی کے لئے دعا کرے۔ اسے یوں محسوس  
 ہو رہا تھا جیسے اس خبر نے اس کے دل و دماغ میں ایک خوفناک خلا  
 پیدا کر دیا ہے۔ ایک بھیانک خلا۔ جس کی کیفیت الفاظ میں بیان ہی  
 نہ کی جاسکتی ہو۔



”دیری بیڈ۔ ریلی دیری بیڈ۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ ایک آدمی پورے ہیڈ کو اٹر کو اس طرح تباہ کر دے۔ مجھے تو رپورٹ ملی تھی کہ اس آدمی کو پکڑ لیا گیا ہے۔ پھر نہ جانے کیا ہوا۔ دیری بیڈ۔ ریلی دیری بیڈ۔..... لارڈ بو فمین نے ایک جھٹکے سے رسیور کو پکڑ لیا پھینچے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ کچھ سا گیا تھا۔ اسے واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ایسا ممکن بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے رانس غلط بیانی تو نہ کر سکتا تھا۔ ابھی لارڈ بو فمین بیٹھا اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور لارڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔..... لارڈ بو فمین نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

”جواب۔ صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری لائن پر موجود ہیں۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کراؤ بات۔..... لارڈ بو فمین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اسرائیلی صدر کو یقیناً ریڈ واٹر کے ہیڈ کو اٹر کی تباہی کی اطلاع مل گئی ہوگی۔

”ہیلو سر۔ میں ملٹری سیکرٹری بول رہا ہوں۔ جواب صدر صاحب سے بات کیجئے۔..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو سر۔ میں لارڈ بو فمین بول رہا ہوں۔..... لارڈ بو فمین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”لارڈ صاحب۔ ریڈ واٹر کے ہیڈ کو اٹر کے بارے میں مجھے ابھی

”چیف۔ انتہائی افسوسناک خبر ہے۔ ریڈ واٹر ہیڈ کو اٹر تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس قدر ہولناک تباہی ہوئی ہے کہ پورا جزیرہ ہی غائب ہو گیا ہے۔..... دوسری طرف سے رانس کی آواز سنائی دی تو لارڈ بو فمین کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں ایٹم بم کے نکلنا دھماکے ہونے لگ گئے ہوں۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔..... لارڈ نے غصے کی شدت سے چیخے ہوئے کہا۔ یہ خبر ہی ایسی تھی کہ جیسے اس کا وجود راکھ کے ذہیر میں تبدیل ہو کر ہوا میں اڑ گیا ہو۔

”میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ میں نے خود لالچ پر جا کر وہاں کا جائزہ لیا ہے اور اب واپس آکر آپ کو کال کر رہا ہوں۔ پچھلے خوفناک دھماکے سے سن گئے۔ اس قدر خوفناک دھماکے کہ ہیڈ کو اٹر سے ولاسٹر کا کافی فاصلہ ہونے کے باوجود خوفناک دھماکوں کی آوازیں ولاسٹر میں بھی سنی گئیں جس پر ولاسٹر نیوی کے ہیلی کاپروں نے ان دھماکوں کا سراغ لگانے کی کوشش کی پھر نیوی سے ہی مجھے رپورٹ ملی کہ وگاں جزیرہ ہولناک دھماکوں سے مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ جس پر میں لالچ پر خود وہاں گیا۔ وہاں واقعی خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ہیڈ کو اٹر میں موجود تمام خوفناک اسلحہ بیک وقت پھٹ گیا ہو۔ اب وہاں جزیرے کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔..... رانس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں سر۔ اب واقعی مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ پاکیشیائی واقعی انتہائی تربیت یافتہ ہیں۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں۔ ریڈ وائر کا یہ ہینڈ کوائر صرف نام کا ہینڈ کوائر تھا۔ میں کسی اور جہیز پر دو بارہ ہینڈ کوائر قائم کر اڑوں گا اور آئندہ اس کی حفاظت کا خصوصی انتظام کروں گا۔" لارڈ بو فمین نے کہا۔

"مجھے یہ بات بھی معلوم ہے لارڈ بو فمین کہ ہینڈ کوائر صرف نام کا ہینڈ کوائر تھا لیکن اس کی تباہی کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ریڈ وائر کی جو دہشت اسلامی ممالک کی حکومتوں پر طاری تھی وہ ختم ہو جائے گی اور سنا گیا ہے کہ اب وہ اسلامی کانفرنس بھی منعقد ہو جائے گی۔ جسے صرف ریڈ وائر کی دھمکیوں سے منعقد ہونے سے روک دیا گیا تھا۔" صدر نے کہا۔

"اگر ایسا ہوا سر۔ تو اس کا انتظام بھی ہو جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔" لارڈ بو فمین نے کہا۔

"مجھے ایک اور خطرہ لاحق ہو رہا ہے کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کے خلاف اور جیوش چٹل کے خلاف کام کرنے لگے۔ یہاں نہ پہنچ جائے۔ آپ نے اس سلسلے میں جو منصوبہ بندی کی تھی اس کا کیا ہوا؟" صدر نے کہا۔

"وہ منصوبہ بندی بھی ناکام ہو گئی ہے۔ کرنل فریدی اور عمران دونوں کے خلاف ساری کارروائیاں ناکام ہو گئی ہیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر وہ لوگ اسرائیل آئے تو ان سے جہیں میں خود

اطلاع ملی ہے۔ یہ کیسے ہوا ہے۔" دوسری طرف سے صدر نے پوچھا۔ ان کا بچہ بے حد خشمگین تھا۔

"مجھے بھی ابھی چند لمحے پہلے اطلاع دی گئی ہے۔ پاکیشیا کا ایجنٹ اس کے خلاف کام کر رہا تھا۔ اسے پکڑ لیا گیا تھا لیکن وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی مدد ایک اور تنظیم لاؤڈ لافٹر کی ایک عورت کر رہی تھی۔ انہیں تلاش کیا جا رہا تھا اور مجھے یقین تھا کہ ایک آدمی ہینڈ کوائر کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ لیکن اب یہ اطلاع سن کر میں حیرت سے ششدر رہ گیا ہوں۔" لارڈ بو فمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب آپ کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہینڈ کوائر کے خلاف کام کر رہا ہے تو آپ کو چاہئے تھا کہ آپ اپنی پوری طاقت وہاں جھونک دیتے۔" صدر کا بچہ اسی طرح خشمگین تھا۔

"سرا ایک آدمی کے مقابلے میں کیا طاقت جھونکتا۔ ہینڈ کوائر میں بے شمار مسلح افراد پہلے سے موجود تھے اور پھر وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات تھے۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایک آدمی ایک پورے ہینڈ کوائر کو اس طرح تباہ بھی کر سکتا ہے۔ آپ خود سوچیں۔ ایک ہینڈ کوائر کے مقابلے پر ایک آدمی کی چاہے وہ کیسیا بھی کیوں نہ ہو۔ کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔" لارڈ بو فمین نے کہا۔

"لیکن اب تو آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا لارڈ بو فمین کہ اکیلا پاکیشیائی ایجنٹ کیا نہیں کر سکتا۔" صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

تمٹ لوں گا"..... لارڈ بو فمین نے کہا۔

"ایک پاکیشیائی ایجنٹ کے اس کارنامے کے بعد مجھے امید ہے کہ آپ پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرتے ہوئے پوری طرح ہوشیار رہیں گے"..... صدر نے کہا۔

"بیس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب ایسی کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔" لارڈ بو فمین نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر لارڈ بو فمین نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے واقعی اس بات پر بے حد ندامت محسوس ہو رہی تھی کہ ایک آدمی نے ریڈ واٹر کا ہیڈ کو اڑا کر دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اب جو کچھ ہو گیا تھا بہر حال ہو چکا تھا۔

میری کے ذہن پر وحشت سوار تھی۔ وہ میزائلوں سے لانچ کو بچانے میں اس قدر محو تھی کہ اسے بلیک زیرو کی طرف دھیان دینے کا موقع ہی نہ مل رہا تھا۔ کیونکہ ہیڈ کو اڑنے سے مسلسل کیے بعد دیگرے میزائل فائر ہو رہے تھے اور ہر بار میری ان میزائلوں سے بال بال بچ رہی تھی۔ لیکن اچانک اسے بلیک زیرو کا خیال آیا اور اس نے مڑ کر دیکھا تو لانچ خالی تھی۔ بلیک زیرو لانچ میں موجود نہ تھا۔ میری لانچ کو خالی دیکھ کر گھبرا گئی۔ اسی لمحے اسے جہیزے کی طرف سے خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں بعد جس طرح کوئی خفیہ آتش فشاں بھٹتا ہے۔ اس طرح آگ کا ایک بہت بڑا لاوا آسمان کی طرف اٹھتا دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ ہی سمندر میں اس قدر خوفناک طوفان برپا ہوا کہ تیزی سے دوڑتی ہوئی لانچ یکھٹ پلٹ گئی اور میری اپنے بچاؤ کے لئے ہاتھ پاؤں مارتی ہوئی سیدھی سمندر میں اترتی چلی گئی۔

بھڑور موجود تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ موجوں کے ساتھ بہتروں کے نکلنے۔ لکڑی اور لوہے کا سامان اور نجانے کیا کیا چیزیں تیرتی پھر رہی تھیں۔ البتہ اس نے بلیک زیرو کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ بلیک زیرو زندہ ہے یا مر چکا ہے لیکن وہ اسے چھوڑنے پر تیار نہ تھی۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ لالچ کو پکڑ لینے میں کامیاب ہو گئی تو اس نے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ لالچ کے اندر پہنچ چکی تھی۔ لالچ کا انحن بند ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ عام کشتی کی طرح تیرتی پھر رہی تھی۔ لالچ پر چڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے بلیک زیرو کو لالچ میں کھینچنا شروع کر دیا اور کافی جدوجہد کے بعد وہ بلیک زیرو کو لالچ میں کھینچ لانے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر بلیک زیرو کے سینے سے کان لگا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ بلیک زیرو کی دل کی دھڑکن موجود تھی اور وہ زندہ تھا مگر اس کی حالت انتہائی مخدوش دکھائی دے رہی تھی۔ بھڑور میں پھنس جانے کی وجہ سے اس کا پورا جسم شدید زخمی ہو چکا تھا حتیٰ کہ اس کے جسم کی ہڈیاں تک تڑی مڑی سی نظر آرہی تھیں۔ اس کا پیٹ البتہ پھولا ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے بلیک زیرو کو اٹھا کر لالچ کے کنارے پر اس طرح لٹا دیا کہ اس کا منہ، کانڈھے اور آدھا سینہ لالچ سے دوسری طرف سمندر میں اٹکا ہوا تھا جبکہ نچلا دھڑلا لالچ کے اندر تھا اور پھر اس نے انتہائی مابہرہ انداز میں اس کے پیٹ میں موجود پانی نکالنا شروع کر دیا۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ پیٹ میں موجود

وہ چونکہ ایک ماہر تیراک تھی۔ اس لئے اس نے جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر اس نے ابھی اپنے آپ کو سنبھالا ہی تھا کہ اسے دور سے ایک خوفناک بھڑور اپنی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ اس خوفناک بھڑور کی تباہ کاریوں سے اچھی طرح واقف تھی۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو بچانے کے لئے تیزی سے سائیڈ پر ہوئی اور اسی لمحے بھڑور تیزی سے اس کے قریب سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا لیکن اسی لمحے میری کیوں محسوس ہوا جیسے کوئی آدمی اس بھڑور میں پھنسا ہوا ہو اور اس کے ساتھ ہی میری کے ذہن میں دھماکا سا ہوا۔ وہ سمجھ گئی کہ لالچ کو تیزی سے کاٹنے کی وجہ سے بلیک زیرو سمندر میں جا کر اہوگا اور بھڑور میں پھنس گیا ہوگا۔ چنانچہ وہ بے اختیار تیزی سے اس بھڑور کی طرف بڑھنے لگی۔ اس نے سانس روکا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بڑا گہرا غوطہ مارا اور پھر وہ بھڑور کے آخری دائرے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگی۔ چند لمحوں بعد اسے بلیک زیرو کا ہاتھ نظر آیا۔ اس نے ٹپکت جھپٹا مارا اور دوسرے لمحے وہ بلیک زیرو کو مخصوص انداز میں کھینچتی ہوئی بھڑور سے نکال لینے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ ساحل پر ابھی تک طوفان سا برپا تھا لیکن اس نے سر باہر نکالا اور زور زور سے سانس لینے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنی لالچ موجوں کے ساتھ اٹھل پھٹل ہوتی نظر آئی تو اس نے دیوانہ وار اس کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ جیرے پر ابھی تک خوفناک دھماکوں کا سلسلہ جاری تھا اور ہر طرف طوفانی موجیں اور

کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے لالچ کی رفتار آہستہ کی اور تھوڑی دیر بعد وہ اسے ایک کنارے پر لے جا کر لنگر انداز کر لینے میں کامیاب ہو گئی۔ وہ لالچ سے اتری اور دوڑتی ہوئی جہیز پر پرچہ کر بے تحاشا انداز میں اپنے کیمین کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو وہ خود بھی زخمی تھی اور اہتہائی نامساعد حالات سے گزر کر آ رہی تھی لیکن اس وقت اس کے ذہن میں صرف بلیک زیرو کی زندگی بچانے کا تصور تھا۔ اپنے کیمین میں پہنچ کر اس نے میڈیکل باکس اور پانی کی بوتلیں اٹھائیں اور ایک بار پھر بھاگتی ہوئی وہ لالچ میں پہنچ گئی۔ اسی لمحے بلیک زیرو کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو اس نے جلدی سے پانی کی بوتل کھولی اور اسے بلیک زیرو کے منہ سے لگا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ چونکہ بلیک زیرو کے سینے میں سمندر کا کھاری پانی کافی در تک رہا ہے۔ اس لئے میٹھا پانی جب اس کے پیٹے ہی حلق سے نیچے اترے گا تو اس سے بلیک زیرو پر خاصا خوشگوار اثر پڑے گا اور وہی ہوا۔ جیسے ہی میٹھا پانی بلیک زیرو کے حلق سے نیچے اترتا۔ بلیک زیرو کے چہرے کا رنگ تبدیل ہونے لگ گیا۔ تھوڑا سا پانی پلانے کے بعد میری نے بوتل ایک طرف رکھ دی اور پھر میڈیکل باکس کھولا اور اس میں سے طاقت کا انجکشن نکال کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی انجکشن بلیک زیرو کو لگائے اور پھر سارے جسم کو میٹھے اور صاف پانی سے اچھی طرح دھو کر اس نے زخموں پر مرہم لگا کر ان کی بیڈیج کرنی شروع کر دی۔ اب بلیک زیرو کی کراہیں پہلے سے کافی بلند ہو گئی تھیں پھر جب میری بیڈیج سے فارغ ہوئی تو اس نے

سارا پانی نکل گیا ہے تو اس نے بلیک زیرو کو وہیں پر لٹایا اور پھر اس کے سینے کی مخصوص انداز میں مالش کرنا شروع کر دی۔ وہ اس عمل میں اس قدر مستغرق ہو رہی تھی کہ اسے خوفناک دھماکے نہ سنائی دے رہے تھے اور نہ طوفانی موجوں سے لالچ کے ہلکے لے اسے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ کافی در تک مالش کرتی اور پھر کان کو اس کے سینے سے لگا لیتی۔ آہستہ آہستہ بلیک زیرو کا سانس قدرے ہموار ہونا شروع ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب میری کو محسوس ہوا کہ اب اس کی زندگی موت کے یقینی خطرے سے باہر آگئی ہے تو وہ اسے چھوڑ کر تیزی سے لالچ کے انجن کی طرف متوجہ ہو گئی اور چند لمحوں بعد اسے یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ انجن کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا بلکہ اچانک لالچ کے الٹ جانے کی وجہ سے وہ بند ہو گیا تھا۔ پھر اس نے انجن سنارٹ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ اسے سنارٹ کر لینے میں کامیاب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے لالچ کو پوری رفتار سے اپنے جہیز کے کی طرف دوڑانا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ بلیک زیرو کی زندگی اس وقت بھی شدید خطرے میں ہے۔ یہ شخص اپنی بے پناہ قوت ارادی کی بنا پر ابھی تک زندہ ہے لیکن جس حالت میں وہ تھا اس حالت میں اس کا سانس کسی بھی لمحے بند ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ پوری رفتار سے لالچ کو جہیز کی طرف بڑھانے لے جا رہی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ مڑ کر لالچ کے عرشے پر چٹ پڑے ہوئے بلیک زیرو کو بھی دیکھ لیتی اور پھر آہستہ آہستہ وہ جہیز سے



گئے۔ بلیک زیرو لانچ میں موجود تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ سین اس کا سانس بہر حال چل رہا تھا۔ میری اس طرح بے چینی سے آسمان کی طرف دیکھنے لگی جیسے ہیلی کاپٹر کسی جن کی طرح اچانک نمودار ہو جائے گا۔ اس کی بے چینی بڑھتی چلی جا رہی تھی لیکن وہ کبھی بلیک زیرو کی طرف دیکھتی اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتا شروع کر دیتی اور پھر میری کویوں محسوس ہوا جیسے صدیاں گزر گئی ہوں لیکن پھر دور سے ایک ایبوی لینس ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر وہ بے اختیار خوشی سے اچھل پڑی اور تیزی سے جہزے پر پہنچ گئی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر جہزے پر پہنچے ہوئے ایک مخصوص ہیلی پڈ پر اتر گیا اور تھوڑی دیر بعد آرتھر باہر آیا تو میری بے اختیار اس کی طرف دوڑ پڑی۔

”تم نے بہت دیر کر دی آرتھر۔ بہت دیر کر دی“..... میری نے دوڑ کر اس کے قریب جاتے ہی کہا۔

”کیا ہوا۔ کیا وہ“..... آرتھر نے چونک کر کہا لیکن میری نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

”اوہ۔ ایسے الفاظ منہ سے مت نکالو۔ فارگڈ سیک۔ ایسے الفاظ منہ سے مت نکالو۔ وہ زندہ ہے۔ ادھر لانچ میں ہے“..... میری نے کہا تو آرتھر حیرت بھرے انداز میں میری کو دیکھنے لگا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر سے چار افراد باہر آگئے انہوں نے ایک سسٹر بھی باہر نکال لیا تھا۔ ان میں سے دو ڈاکٹر تھے۔ پھر میری کی رہنمائی میں وہ لانچ میں لگے۔

”اوہ۔ اس کی حالت تو بے حد خراب ہے“..... ڈاکٹر نے دیکھتے

کی سائیڈ پر لگا ہوا بین پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ میری کاننگ فرام پوائنٹ ون ون تھری لاؤڈ لافٹر اور“..... میری نے انتہائی بے چہین انداز میں بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”نہیں۔ آرتھر اینڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد ایک مروانہ آواز سنائی دی اور میری بے اختیار اچھل پڑی۔

”آرتھر۔ آرتھر۔ میں میری بول رہی ہوں۔ پاکیشیائی لمبجٹ منصور نے ریڈ وائر کا ہیڈ کو آرٹرباہ کر دیا ہے لیکن وہ انتہائی شدید زخمی ہے۔ اس کی حالت انتہائی خراب ہے۔ اگر اسے فوری طور پر ہسپتال داخل نہ کیا گیا تو وہ مر جائے گا۔ تم فوراً ایمرجنسی ایبوی لینس ہیلی کاپٹر میرے پوائنٹ پر بھجواؤ۔ پلید فارگڈ سیک۔ فوراً کوئی انتظام کرو۔ اور“..... میری نے چیخ مچ کر اور تیز تیز بولنے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میری اس کا خیال رکھو۔ میں ایبوی لینس ہیلی کاپٹر بھجواتا ہوں۔ اس کا خیال رکھو۔ اسے مرنا نہیں چاہیے۔ اور“..... آرتھر نے دوسری طرف سے اس سے بھی زیادہ بے چہین لہجے میں کہا۔

”جلدی کرو۔ پلید۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اور“..... میری نے کہا۔

”میں خود ساتھ آ رہا ہوں۔ اور اینڈ آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میری نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک باز پھر کہیں سے نکل کر دوڑتی ہوئی لانچ کی طرف بڑھتی چلی

فریدی جیسا شخص بھی اس کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ میں نے اسے کال کر کے جب جہاری کال کے متعلق بتایا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ میں جلد از جلد جا کر اسے لے آؤں اور ہسپتال میں داخل کر کے اس کے بارے میں رپورٹ دوں۔ ویسے میں نے آج تک اس جیسے سرد مزاج آدمی کو کسی کے لئے اتنا بے چین نہیں دیکھا جتنا وہ اس ایجنٹ کے لئے بے چین ہے۔..... آرتھر نے کہا۔

"اس نے میرے کبین سے پاکیشیا کال کی تھی کسی علی عمران کو اور جب وہ اسے حالات بتانے لگا تو اس علی عمران نے اتنا اسے ڈانٹ دیا اور کہا کہ وہ ابھی تک مشن مکمل کیوں نہیں کر سکا۔ سچ پوچھو تو مجھے اس علی عمران پر بے حد غصہ آیا لیکن میں کیا کر سکتی تھی..... میری نے کہا تو آرتھر بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم علی عمران کو جانتی ہو۔ کون ہے وہ؟..... آرتھر نے کہا تو میری نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"تم جانتے ہو اسے۔ کون ہے وہ؟..... میری نے کہا۔

"میں نے اس کے بارے میں صرف سنا ہوا ہے۔ اس سے ملاقات کبھی نہیں ہوئی۔ کرنل فریدی کی نگر کا سیکرٹ ایجنٹ ہے اور وہ مافوق الفطرت آدمی سمجھا جاتا ہے۔ پوری دنیا کے مجرم۔ مجرم تنظیمیں۔ سیکرٹ سروسز اور بڑے بڑے ایجنٹ اس کا نام سن کر کانپ اٹھتے ہیں حالانکہ بتایا جاتا ہے کہ وہ ایک شگفتہ مزاج اور مسخرہ سانو جوان ہے۔..... آرتھر نے کہا۔

ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے اس کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے ڈاکٹر کے ہاتھ میں ایمر جنسی بیگ تھا۔ اس نے بیگ کھولا اور اس میں سے انجکشن نکال کر پینل ڈاکٹر کو دیتے اور پینل ڈاکٹر نے یکے بعد دیگرے کئی انجکشن لگائے اور پھر نبض پکڑ کر چیک کرنے لگا۔

"اس شخص میں واقعی بے پناہ قوت مدافعت ہے۔ اب بہ ہسپتال تک پہنچ جائے گا۔..... ڈاکٹر نے یکھت قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے بل کر بلیک زیرو کو اٹھا کر سن پینچر پر ڈالا اور پھر سن پینچر اٹھائے وہ جہیز پر آئے اور ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔

"میری تم تو بے حد زخمی ہو۔ تم بھی ساتھ چلو۔ جہاز ابھی علاج ہونا چاہئے۔..... آرتھر نے کہا۔

"لیکن میں یہ پوائنٹ کیسے خالی چھوڑوں؟..... میری نے کہا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ میں جہازے باس سے کہہ کر یہاں دوسرا گروپ بھجوا دوں گا۔..... آرتھر نے کہا تو میری نے اشبات میں سر ملادیا اور پھر اس نے جا کر کیمین بند کیا اور واپس آکر ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔

"یہ سب کیسے ہوا ہے۔ تم بھی زخمی ہو اور یہ تو انتہائی شدید زخمی ہے۔..... آرتھر نے کہا تو میری نے اسے اپنے ناگ سے کلنے سے لے کر اس کی یہاں آمد اور پھر اس کے ساتھ ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر جانے سے لے کر واپس یہاں تک آنے تک کے سارے حالات بتا دیے۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس قدر خوفناک اور جان لیوا جہد۔ اسی لئے کرنل



”ہو گا مجھے کیا۔ اس نے منصور کو ڈالتا ہے اس لئے وہ اچھا آدمی نہیں ہو سکتا..... میری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔“  
 ”تمہیں اس ایجنٹ سے اس قدر دلچسپی کیوں پیدا ہو گئی ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے.....“ آرتھر نے کہا تو میری بے اختیار چونک پڑی۔

”ہاں۔ نجانے کیا بات ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے اچانک میرے اندر کسی مشرقی عورت کی روح حلول کر گئی ہو۔ میرا دل چاہتا ہے کہ بس..... کیا بتاؤں۔ میں الفاظ میں تمہیں اپنی کیفیت ہی نہیں بتا سکتی۔“ میری نے کہا تو آرتھر بے اختیار مسکرا دیا۔  
 ”کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ شاید تم اس کی بہادری، دلیری اور حوصلے کی وجہ سے اس پر دل ہار بیٹھی ہو.....“ آرتھر نے کہا۔

”شاید ایسا ہی ہو بہر حال میں اس کی وضاحت نہیں کر سکتی۔“ میری نے کہا اور آرتھر نے اشبات میں سر ملادیا۔ ہیلی کا پٹر سیدھا ایک ہسپتال میں جالٹا اور پھر بلیک زیرو کا سٹریچر ہسپتال کے اندر لے جایا گیا۔ میری کو بھی پچیننگ اور مزید بیئنج کے لئے علیحدہ کمرے میں لے جایا گیا اور جب میری اپنی بیئنج وغیرہ سے فارغ ہو کر باہر آئی تو آرتھر غائب تھا۔

”آرتھر کہاں گیا ہے اور وہ پاکیشیائی کا کیا ہوا.....“ میری نے ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر سے پوچھا۔  
 ”مسٹر آرتھر طیارہ چارٹرڈ کرانے گئے ہیں۔ پاکیشیائی مریض کی

حالت بے حد خراب ہے اور یہاں ایسے انتظامات نہیں ہیں کہ ان کا درست طور پر علاج ہو سکے۔ اس لئے انہیں فوری طور پر گرینٹ لینڈ رائل ہسپتال میں شفٹ کرنا ہو گا.....“ ڈاکٹر نے جواب دیا۔  
 ”اوہ۔ تو کیا اس کی حالت بے حد خراب ہے.....“ میری نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس مس۔ نجانے وہ زندہ کس طرح ہے۔ ہمیں تو یہ کوئی طبی معجزہ لگتا ہے۔ ورنہ جس حالت میں وہ ہیں اس حالت میں تو کوئی انسان زندہ رہ ہی نہیں سکتا.....“ ڈاکٹر نے جواب دیا۔  
 ”اوہ گاڈ۔ یہ کیا ہو گیا.....“ میری نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا آپ ان کی مسز ہیں۔ میرا مطلب یہ نہ تھا۔ آپ حوصلہ رکھیں.....“ ڈاکٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن میری نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گئی جس میں بلیک زیرو کو لے جایا گیا تھا۔

فریدی موجود تھا۔

"کیا حال ہے طاہر کا"..... عمران نے سلام دعا کے بعد اہتہائی بے چین لہجے میں پوچھا۔

"کیا بتاؤں عمران۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بس وہ زندہ ہے یہی غنیمت ہے"..... کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔  
"وہ ہوش میں ہے یا نہیں"..... عمران نے ہوش چباتے ہوئے

پوچھا۔

"نہیں۔ ہوش ہی تو اسے نہیں آ رہا۔ اسی لئے تو ڈاکٹر پریشان ہیں"..... کرنل فریدی نے کہا۔

"کہاں ہے وہ۔ کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں"..... عمران نے کہا۔  
"ہاں آؤ"..... کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ عمران اور جوزف کو ساتھ لے کر ایک کمرے میں داخل ہوا تو وہاں بیڈ پر بلیک زیر وخت لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن اس کے چہرے سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ اطمینان بھری اہتہائی گہری نیند سو رہا ہو۔ اس کے بیڈ کی دوسری طرف ایک کرسی پر ایک نوجوان الیکٹری لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔  
"باس۔ طاہر صاحب کے ذہن پر سیاہ موکاشا نے اپنے بچے گاڑ رکھے ہیں۔ سیاہ موکاشا جو کاکاش کی سیاہ دلدل کا لاڈلا بیٹا ہے اور وح ڈاکٹر شاشانی بھی جس سے خوفزدہ رہتا ہے۔ وہی سیاہ موکاشا جو جب لاڈ پر آتا تھا تو جنگلوں کے جنگل اپنے ساتھ لے کر قرض کرتا تھا۔ ہاں۔ یہ سیاہ موکاشا ہے۔ سیاہ موکاشا"..... جوزف نے نکتہ چینی ہوئے کہا تو

ٹیکسی رائل ہسپتال کے مین گیٹ کے سامنے رکی تو ٹیکسی میں سے عمران باہر آگیا۔ دوسری طرف سے جوزف نیچے اترا اور پھر جوزف نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا جبکہ عمران تیزی سے آگے بڑھ کر ہسپتال کے استقبالیہ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دونوں ابھی ایک چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا سے گرٹ لینڈ پہنچے تھے۔ کرنل فریدی نے عمران کو کال کر کے بتا دیا تھا کہ گوڈاکٹروں کے بورڈ نے بلیک زیر وخت کئی گھنٹے لگا کر آپریشن تو کر دیے ہیں لیکن ڈاکٹر اس کی زندگی کے بارے میں اہتہائی مایوسی کا اظہار کر رہے ہیں تو عمران سے رہا نہ گیا اور وہ سلیمان کو دانش منزل میں چھوڑ کر جوزف کو ساتھ لے کر طیارہ چارٹرڈ کر اکریہاں پہنچا تھا اور پھر ایرپورٹ سے وہ سیدھا رائل ہسپتال آئے تھے۔ استقبالیہ سے انہیں اس وارڈ کا پتہ بتایا گیا جہاں بلیک زیر وخت وہ دونوں ایک لفٹ کے ذریعے اس وارڈ میں پہنچ گئے۔ وہاں کرنل

"یہ میری ہے۔ یہ لاؤڈلافٹر کے ایک بوائسٹ کی انچارج ہے۔ یہ طاہر کے ساتھ ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے گئی تھی اور اس کی وجہ سے طاہر اس وقت یہاں اور زندہ نظر آ رہا ہے"..... کرنل فریدی نے اس لڑکی کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بھنور میں پھنسنے کے بعد ہوش میں آیا تھا"..... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں۔ جب میں نے اسے بتایا کہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا ہے تو اس نے "تھینک گاڈ" کہا اور کہا کہ میں سرخرو ہو گیا ہوں اور پھر بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد ہوش میں نہیں آیا"..... میری نے کہا۔

"اگر یہ ہوش میں آگیا تھا تو پھر تو بھنور کے اثرات اس کے ذہن سے ختم ہو چکے ہوں گے"..... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں۔ بھنور کے خوفناک اثرات نے اس کے ذہن کے پردوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ اگر ہوش میں آیا تھا تو مشن سے لپٹے بے پناہ تعلق اور اپنی قوت ارادی کی بنا پر اور جب اسے کامیابی کی نوید ملی تو وہ بات ختم ہو گئی"..... عمران نے کہا۔

"پھر تو اب اس کا ہوش میں آنا مشکل ہے"..... کرنل فریدی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جو زف - سیاہ موکاشا کا شکار کیسے بچ سکتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے"..... عمران نے جو زف سے مخاطب ہو کر کہا۔

کرنل فریدی اور عمران دونوں چونک کر جو زف کی طرف دیکھنے لگے۔  
"موکاشا تو قدیم افریقی زبان میں خوفناک بھنور اور بگولے کو کہتے ہیں شاید"..... کرنل فریدی نے چوہکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ انگریزی میں جسے نوٹیسر کہا جاتا ہے۔ قدیم افریقی زبان میں اسے موکاشا کہا جاتا ہے۔ افریقہ کے نوٹیسر اور بگولے واقعی انتہائی خوفناک ہوتے ہیں۔ وہ واقعی جنگل تباہ کر دیتے ہیں"..... عمران نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سیاہ موکاشا کی گرفت میں ہے"۔  
کرنل فریدی نے جو زف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کرنل صاحب۔ طاہر کی آنکھوں کے اوپر والے چوٹے نیلگوں ہو رہے ہیں اور ان کی پیشانی پر سات لکیریں ابھری ہوئی ہیں۔ یہ سیاہ موکاشا کے شکار کی واضح نشانیاں ہیں۔ آپ غور سے دیکھیں"۔ جو زف نے کہا تو کرنل فریدی اس طرح بلیک زبرد پر جھک گیا جیسے واقعی وہ اس کی پیشانی پر موجود لکیروں کو گننا چاہتا ہو۔

"یہ یہ کہیں سمندر کے کسی خوفناک بھنور میں نہ پھنس گیا ہو۔ لیکن اب کون بتائے گا کہ واقعی ایسا ہوا ہے یا نہیں"..... عمران نے کہا۔

"میں بتاتی ہوں۔ یہ واقعی خوفناک بھنور میں پھنس گیا تھا۔ میں نے اپنی جان پر کھیل کر اسے بھنور سے نکالا ہے"..... اچانک ہیڈ کی دوسری طرف کھڑی لڑکی نے کہا تو عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

پیدا کر دے گی کہ بے ہوشی ختم ہو جائے گی۔ ایک بار یہ ہوش میں آجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ یقیناً اپنا فضل کرے گا۔" عمران نے کہا۔  
 "تم ہمیں ٹھہرو۔ میں منگواتا ہوں نوار۔" کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔  
 "آپ کا نام علی عمران ہے۔" میری نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے چونک کر میری کی طرف دیکھا۔

"ہاں۔ کیوں۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔  
 "آپ نے ٹرانسمیٹر منصور کو ڈالتا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ اپنی جان پر کھیل گیا اور اس کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ اگر یہ مر گیا تو اس کے قاتل آپ ہوں گے۔" میری نے انتہائی عصبانیت میں کہا۔  
 "خاموش رہو لڑکی۔ اب اگر تم نے اس کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو۔" یلکھت جوزف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو میری بے اختیار ہنس پڑی۔

"اے کچھ نہ کہو جوزف اس کی وجہ سے ظاہر نہ صرف زندہ ہے بلکہ یہاں موجود ہے۔ یہ اس کی محسن ہے۔" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ لیکن اس کا چہرہ اسی طرح بگڑا ہوا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کرنل فریدی واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک بوڑھا ڈاکٹر تھا۔

"یہ ڈاکٹر جو نیس ہیں۔ اس وارڈ کے انچارج۔ ان سے میری بات ہوئی ہے عمران۔ تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو۔ اس سے انہوں نے سختی سے

"ہاں باس۔ وہ ڈاکٹر ہاشانی نے مجھے بتایا تھا کہ اگر سیاہ موکاشا کا شکار زندہ رہ جائے تو اس کے ذہن سے سیاہ موکاشا کے پتے نکلنے کے لئے اسے سرخ گاشورا پھول سوگھائے جاتے ہیں۔" جوزف نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"سرخ گاشورا پھول۔ وہ کون سے پھول ہیں۔" کرنل فریدی نے حیران ہو کر کہا۔

"کرنل صاحب۔ یہاں سے فون کیا جاسکتا ہے۔" عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم کیا کرنا چاہتے ہو۔" کرنل فریدی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہاں گریٹ لینڈ میں ایک علاقہ ہے اولڈ راہم۔ وہاں پاکیشیائی اور کافرستانی بستے ہیں۔ وہاں بہادرستان کے لوگوں نے ایک ہونٹ بنایا ہوا ہے۔ ان کے پاس سرخ کنیر کے پھولوں کی خصوصی نوار ہوتی ہے۔ یہ دنیا کے سب سے تیز نوار کھی جاتی ہے اور شاید کنیر کو ہی افریقہ زبان میں گاشورا کہا جاتا ہوگا۔" عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن اس طرح ظاہر کے ذہن کو مزید نقصان بھی تو پہنچ سکتا ہے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہوگا۔ یہ واقعی بھنور کا شکار ہوا ہے۔ اس کے لئے سرخ کنیر کی نوار ہی تریاق ہے۔ وہ اس کے ذہن میں ایسی تحریک

منع کیا ہے..... کرنل فریدی نے کہا۔  
 "آپ نے نوار منگوائی ہے..... عمران نے کہا۔  
 "ہاں۔ نوار تو آگئی ہے۔ یہ لو..... کرنل فریدی نے ایک شیشی  
 عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا احمقوں جیسا کام کرنا چاہتے ہیں مسٹر۔ کیا آپ اپنے  
 مریض کو قتل کرنا چاہتے ہیں..... ڈاکٹر جوئیس نے انتہائی عصبی لہجے  
 میں کہا۔

"جوزف۔ ڈاکٹر جوئیس کو کمرے سے نکال کر دروازہ بند کر  
 دو..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر  
 کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب ہے..... ڈاکٹر جوئیس نے چونک کر کچھ کہنا چاہا  
 لیکن جوزف اس طرح ڈاکٹر جوئیس پر تھپٹا جیسے عقاب کسی چڑیا پر  
 جھپٹتا ہے اور دوسرے لمحے جوزف ڈاکٹر جوئیس کو دونوں ہاتھوں میں  
 اٹھائے بھلی کی سی تیزی سے دروازے کے قریب آیا اور اس نے چیختے  
 اور تپتے ہوئے ڈاکٹر جوئیس کو دروازے سے باہر کھڑا کیا اور پھر  
 دروازہ بند کر کے واپس آگیا۔ کرنل فریدی ہونٹ ہینچے خاموش کھڑا  
 رہا جبکہ میری کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید خوف  
 کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"وہ پولیس کو بلا لے گا..... کرنل فریدی نے کہا لیکن عمران نے  
 کوئی جواب دینے کی بجائے شیشی کھول کر نوار کو اپنی ہتھیلی پر رکھا۔

اسے ہلکا سا منگھا اور پھر اس نے نوار کو چٹکی میں دبا کر بلیک زیرو  
 کے دونوں ہاتھوں میں بھر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے چہرے  
 کے قریب منہ لے جا کر باری باری اس کے دونوں ہاتھوں میں زور  
 سے پھونک مار دی اور پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اب باہر سے دروازہ زور  
 زور سے بجایا جا رہا تھا۔

"دروازہ کھولو۔ پولیس۔ دروازہ کھولو..... باہر سے چیختی ہوئی  
 آوازیں سنائیں دینے لگیں لیکن عمران خاموش کھڑا رہا۔

"باس۔ باس۔ سیاہ مو کا شا اپنے بچے چھوڑ رہا ہے باس۔ دیکھیں۔  
 طاہر صاحب کی پیشانی پر دو لکیریں کم ہو گئی ہیں..... اچانک جوزف  
 نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا  
 کوئی جواب نہ دیا اور پھر چند لمحوں بعد اچانک بلیک زیرو کو جھٹکا سا لگا  
 اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور دار جھینک ماری اور پھر تو جیسے  
 جھینکوں کا ایک لانتنا ہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ بلیک زیرو کی ناک سے  
 سرخ رنگ کا پانی سائے لگا تھا جسے جوزف نے اپنے رومال سے صاف  
 کرنا شروع کر دیا۔ باہر سے دروازہ اسی طرح بجایا جا رہا تھا لیکن وہ سب  
 بت بنے خاموش کھڑے تھے۔ چند لمحوں بعد جھینکوں کا یہ سلسلہ آہستہ  
 آہستہ رک گیا اور بلیک زیرو نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کا چہرہ  
 جھینکوں کی شدت سے کچے ہوئے مٹاثر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

"عمران صاحب آپ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ میں نے مشن مکمل کر  
 لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سرخرو کر دیا ہے..... بلیک زیرو نے بے

ہوئے کہا۔

"اور میری سرخروئی کا سبب بھی میری ہی کٹھو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔  
"یہ کیسے ٹھیک ہو گیا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ پلیز۔ تم نے کیا کیا ہے۔ یہ تو اب مکمل طور پر خطرے سے باہر ہے....." ڈاکٹر جوئیس نے اچانک کہا۔

"آئی ایم سوری ڈاکٹر جوئیس۔ مجھے آپ کو اس انداز میں کرے سے باہر نکالنا پڑا۔ ورنہ آپ جو فز کے لئے کو استعمال نہ کرنے دیتے اور ظاہر کو زندگی بھر ہوش نہ آتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
"جوزف کا نسخہ....." بلیک زیرو نے ہونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ ڈاکٹروں نے جہاری طرف سے مایوسی کا اعلان کر دیا تھا لیکن جوزف نے حمیں دیکھتے ہی کہہ دیا کہ تم سیاہ موشا کا کے پنجوں میں ہو اور سیاہ موشا کا کا علاج سرخ گاشور کے پھول ہیں۔ سنا چہ کرنل صاحب نے اس کا بندوبست کیا اور تم ہوش میں لگتے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کرنل صاحب اور جوزف دونوں کا بے حد ممنون ہوں۔" بلیک زیرو نے آہستہ سے کہا۔

"کرنل صاحب نے جہارے لئے واقعی اس طرح بھاگ دوڑ کی ہے کہ غماید اس قدر بھاگ دوڑ میں بھی نہ کر سکتا۔ میں ذاتی طور پر کرنل صاحب کا ممنون ہوں کہ ان کی وجہ سے مجھے آئندہ بھی جھیک ملتے رہنے

اختیار اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں اب تیز چمک ابھرائی تھی۔

"خدا یا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جوزف اب دروازہ کھول دو۔" عمران نے کہا تو جوزف تیزی سے مڑا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے ڈاکٹر جوئیس اور پولیس کے دو سپاہی جھپٹے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"انہوں نے مریض کو ہلاک کر دیا ہے۔ یہ قاتل ہیں قاتل۔" ڈاکٹر جوئیس نے جھپٹے ہوئے کہا لیکن وہ بیڈ کے قریب آکر اس طرح ٹھٹھک کر رک گیا جیسے بیڑی سے چلنے والا کھلونا بیڑی کی دائرہ ختم ہو جانے پر اچانک رک جاتا ہے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ مریض ہوش میں آگیا۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔" ڈاکٹر جوئیس کے لئے میں ایسی حیرت تھی جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"مبارک ہو عمران۔ جوزف کی تشخیص اور جہار علاج واقعی درست ثابت ہوا ہے..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
"تم ٹھیک ہو گئے ہو منصور۔ تم ٹھیک ہو گئے ہو۔ تھینک گاڈ..... میری نے بے اختیار ہو کر کہا تو بلیک زیرو نے گردن گھما کر میری کو دیکھا اور مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔ میری نے میرے ساتھ جدوجہد کی ہے۔ میں اس کا ممنون ہوں۔ یہ میری محسن ہے..... بلیک زیرو نے مسکراتے

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول

# ایکروسان

مصنف — منظر کلیم الم اے

ایکروسان — کامرن کی ایک ایسی کینی جو زرعی حقیقت چوری کرتی تھی۔  
ایکروسان — جس نے پاکیشا کے ایک زرعی ریسرچ سنٹر سے گنہ گار کیج چوری کرنے کا منصوبہ بنایا۔

ڈاکٹر آسیہ کمال — پاکیشا کی ایک زرعی سائنسدان جس نے بیس سال کی بے پناہ محنت سے گنہ گار کا ایسا بیج تیار کر لیا جو نہ صرف پاکیشا بلکہ پوری دنیا کی غذائی قلت دور کر سکتا تھا۔

ڈاکٹر آسیہ کمال — جس کے تیار کردہ بیج کو زرعی دنیا میں ناکمن سمجھا جاتا تھا لیکن پھر یہ ناکمن کو ممکن بنا دیا گیا۔ یہ کیسا بیج تھا۔

ٹی اے — تنویر کی حقیقی کرن جو کامرن خزاں اور ایکروسان کی ایک بٹ تھی۔ جس نے نہ صرف پاکیشا سیکرٹ سروس بلکہ عمران کو بھی شکست دے کر اپنا مشن مکمل کر لیا۔  
• انتہائی حیرت انگیز اور منفرد موضوع پر لکھا گیا ایک ایسا ناول جو جاسوسی

ادب میں منفرد حیثیت کا حامل ہے

## یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان

کا سکوپ بن گیا ہے چاہے تھوڑی مالیت کے بھی بہر حال ملیں گے تو  
ہی..... عمران نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”اصل ہمت اور حوصلہ ظاہر کا ہے اس نے جس طرح اپنے مشن کی تکمیل کے لئے سر دھڑکی بازی لگا دی ہے اور جس قدر خوفناک اور جان لیوا جدوجہد کی ہے۔ میں ذاتی طور پر اس سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ پہلے بھی میرے دل میں ظاہر کی بے حد قدر تھی لیکن اب میری اور آرتھر نے اس مشن کے جو حالات مجھے بتائے ہیں اس سے میرے دل میں ظاہر کی قدر مزید بڑھ گئی ہے۔ ویسے یہ حقیقت ہے کہ ظاہر نے اس مشن میں سرفروشی حاصل کرنے کے لئے بے پناہ ہمت سے کام لیا ہے..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ظاہر کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

”سرخ رو کا مطلب ہوتا ہے سرخ چہرہ۔ ریڈ واٹر کا مطلب ہے سرخ پانی۔ پھر سرخ کنیر کے پھول۔ میری بھی خوشی کو کہتے ہیں اور خوشی کے موقع پر سرخ پھول۔ ہر طرف تو سرخ ہی سرخ چھایا ہوا ہے۔ ویسے اگر ظاہر ہوش میں نہ آتا تو پولیس نے مار مار کر مجھے سرخ رو بنا دینا تھا..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ختم ہند

# زیرولاسٹری

مصنف مظہر کلیم ایم۔ اے

زیرولاسٹری — ایک پراسرار لیبارٹری جس میں پاکیشیا کے خلاف ایک خوفناک ہتھیار  
فونک ماسٹر تیار کیا جا رہا تھا۔

زیرولاسٹری — جسے تلاش کرنے کی غرض سے عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک مہم  
میں مختلف تنظیموں سے ٹکراتا پھرا۔ لیکن آخر کار اسے ناکامی ہوئی۔ کیوں؟

زیرولاسٹری — بین الاقوامی مجرم تنظیم "گن گرین" کے تحت قائم کی گئی تھی اور گن  
گرین کا سربراہ شیطانی ساحرانہ قوتوں کا مالک ڈاکٹر فرینکسٹائن تھا۔

ڈاکٹر فرینکسٹائن — شیطانی ساحرانہ قوتوں کا مالک ماہرن وچ ڈاکٹر جس کی قوتوں سے  
عمران بھی واقف نہ تھا۔ پھر —؟

ڈاکٹر فرینکسٹائن — ایک ایسا کردار جس نے اپنی ساحرانہ قوتوں سے عمران کی دہشت  
اور جسمانی قوتوں کو یکسر سلب کر لیا۔

ڈاکٹر فرینکسٹائن — جس کے مقابلے میں اگر عمران، جوزف اور جوانا تینوں حقیر  
کیچوڈوں سے بھی بدتر حالت میں پہنچ گئے۔

ڈاکٹر فرینکسٹائن — ایک ایسا کردار جس نے زیرولاسٹری کے گرد اپنی شیطانی قوتوں  
کا ناقابل تخییر جال پھیلا رکھا تھا۔

موٹیری — ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی مادام ڈنشا جسے موٹیری یعنی غضبناک شیرینی  
کہا جاتا تھا۔

موٹیری — جس نے عمران، جوانا اور ٹائیگر کی نظروں کے سامنے جوزف جیسے بڑی  
گردن اپنے خوفناک باتوں سے الجھوڑ کر رکھ دی۔ انتہائی حیرت انگیز چوکیش

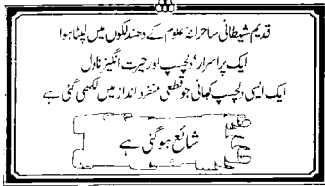
زیرولاسٹری — جس کی تباہی کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی محنتیں بے بسی کے  
بعد ٹائیگر نے بے مثل اور جان بوجھ جھڑپ کی۔ یہ ٹائیگر کامیاب ہو گیا۔ یا؟

زیرولاسٹری — کیا عمران اور اس کے ساتھی اس پراسرار لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب  
بھی ہو سکے۔ یا؟

ڈاکٹر فرینکسٹائن — جس کی شیطانی قوتوں سے مقابلہ کرنے کے لئے عمران و دیگر نوجوان  
قوتوں کا سہارا لینا پڑا۔ کیا عمران نورانی قوتوں کی مدد سے ڈاکٹر فرینکسٹائن کو شکست

دینے میں کامیاب ہو سکا۔ یا؟  
جوزف — افریقہ کا شہزادہ جس نے عمران کی جان بچانے کے لئے اپنے آپ کو شیشی

قوتوں کی بھیشت چڑھا دیا۔ کیا جوزف ہمیشہ کے لئے عمران سے بچھڑ گیا۔ یا؟



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان